

# السُّبُلُ الْبَارِيَّةُ

السُّبُلُ الْبَارِيَّةُ

مؤلفه: **سيد محمد امجد علی صاحب**

عالم الہدایہ مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب  
مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

ترجمہ: **شیخ الاسلام مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب**  
دارالعلوم دیوبند

ترجمہ: **محمد رفیع الرحمن صاحب**

مترجم: **مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب**  
دارالعلوم دیوبند

دارالکتاب  
1424ھ

## جملہ حقوق محفوظ ہیں!

پاکستان میں دارالکتاب، لاہور  
ہندوستان میں دارالکتاب دہلی

نام کتاب ۱ :	الشحاب الثاقب علی المسترق الکاذب : معہ
۲ :	غایۃ المأمول فی تمتۃ مسج الوصول فی تحقیق علم الرسول : و
۳ :	ترجمہ حزب الشیطان بصویب حفظ الایمان :
مصنف ۱ :	شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ
۲ :	الشیخ علامہ سید احمد آفندی برزنجی مفتی مدینہ منورہ (زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً)
۳ :	مولانا ابوالرضا محمد عطاء اللہ صاحب قاسمی بہارئی
طبع اول :	بصورت مجموعہ (ستمبر 1979ء) (انجمن ارشاد المسلمین)
طبع ثانی :	بصورت مجموعہ (مئی 2004ء)
ناشر :	دارالکتاب، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
طابع :	حاجی حنیف اینڈ سنز
قیمت :	200 روپے

باہتمام  
حافظ محمد نعیم

لیگل ایڈوائزر

مہر عطاء الرحمن ایڈووکیٹ ہائی کورٹ  
0300-4356144, 042-7241945

## اجمالی فہرست

۳۷	جعلی مکتوب تیار کرنے کا داعی اور صاحب	۳۷	مقدمہ ۱۱ مولانا قاری عبدالرشید صاحب
۳۸	تحقیق حل کے لئے اہل بدعتی کا مکتوب برہنہ	۳۸	پروفیسر محمد سعید صاحب کے اعتراضات اور
۳۹	شیخ عبدالقادر شیبی و کبیر زاغند کوہ	۳۹	ان کے جوابات
۴۱	شیخ عبدالقادر شیبی صاحب کا کرامت نمبر	۴۱	پہلا اعتراض
۴۲	چوتھا اعتراض	۴۲	جواب - اولاً
۴۳	جواب	۴۳	ثانی
۴۴	پانچواں اعتراض	۴۴	ثالثاً و رابعاً
۴۵	جواب	۴۵	دوسرا اعتراض
۴۶	چھٹا اعتراض	۴۶	جواب
۴۷	جواب	۴۷	امیر رضا خان صاحب کے بیانات کے ثالثی
۴۸	ساتواں اعتراض اور اس کا جواب - اولاً	۴۸	اعتقاد ہونے پر موصوف کے گھر کی شہادت
۴۹	ثانی	۴۹	تیسرا اعتراض
۵۰	اپنی تعاریف میں شرط لگانے والے علماء حشرین	۵۰	جواب
۵۱	شرعیہ کی اصل عبارت	۵۱	شیخ صالح کمال کی طرف ایک جعلی مکتوب
۵۲	اشھواں اعتراض	۵۲	کائنات
۵۳	جواب - اولاً	۵۳	مولانا غلیل احمد صاحب کا ہماز مقدس میں
۵۴	ثانی	۵۴	انوار و اکرام
۵۵	ثالث	۵۵	

حیات شیخ الاسلام کا اجمالی خاکہ	۸۱	ذوال اعتراض اور اس کا جواب	۸۱
مع شجرہ طریقت و نسب	۸۵	ذوال اعتراض	۸۵
الامرانابو الحسن بابہ بکوی	۸۶	جواب	۸۶
ولادت با سعادت	۱۵۸	گیارہواں اعتراض	۸۹
قسیم	۱۵۸	جواب	۹۰
قیام دینہ منورہ و زادوا اللہ شرفاً و تعظیماً	۱۵۹	امد رضا خان صاحب اور ان کی ذریت کی پڑائی	۹۱
حصول خلافت	۱۵۹	دو گالیوں کی ایک مختصر فہرست	۹۲
آپ کے درس کی قبولیت	۱۵۹	بارہواں اعتراض اور اس کا جواب	۱۰۶
ہندوستان آمد وقت	۱۶۰	امد رضا خان صاحب اور ان کی ذریت کے پندرہ مخیر	۹۳
شیخ الحدیث کی حجاز میں تشریف آوری	۱۶۰	کے مقتولین کی ایک مختصر فہرست	۱۰
غازی امیر پاشا سے طلقات	۱۶۰	تیرہواں اعتراض اور اس کا جواب	۱۳۲
حضرت شیخ الحدیث و حضرت شیخ الاسلام کی گرفتاری	۱۶۲	چودہواں اعتراض	۱۳۱
مالٹا میں ورود	۱۶۲	جواب	۱۳۶
مالٹا سے روانی اور ہندوستان واپسی	۱۶۳	پندرہواں اعتراض	۱۴۰
معتدہ کراچی	۱۶۵	جواب	۱۴۱
گرفتاری	۱۶۶	سولہواں اعتراض	۱۴۲
معتدہ	۱۶۶	جواب	۱۴۳
فیصلہ	۱۶۸	امد رضا خان صاحب کا تقیہ	۱۴۴
مہمانی	۱۶۸	تیرہواں اعتراض اور اس کا جواب	۱۵۰
دارالعلوم کی مدت	۱۶۹	اٹھارہواں اعتراض اور اس کا جواب	۱۵۲
مسلم لیگ کے ساتھ تعلقات	۱۶۹	مسلم احرارین کے چند عجیبہ تہمتیں	۱۵۳

۲۲۹	چوتھا اختلاف	جمعیت علماء کی صدارت اور ۱۹۲۶ء میں گرفتاری
۲۲۹	صورت مولانا نانوتوی کی محبت نبوی	۱۶۲
۲۳۱	حضرت مولانا گنگوہی کا علمی و ادبی پس منظر	۱۶۵
۲۳۸	پانچواں اختلاف	
۲۴۱	پہلا اختلاف	وجود اللہ میں علی بن ابی طالب
۲۴۳	ساتواں اختلاف	ابو یوسف اور امام احمد
۲۴۵	آٹھواں اختلاف	امام رضا خان صاحب کے بارے میں مولانا سید احمد
۲۴۶	دسواں گیارہواں اور بارہواں اختلاف	بندگی و مفتی مدنیہ منورہ کی عبادتیں
	امام رضا خان صاحب کا ساتواں اختلاف	
۲۴۷	نواں مسئلہ	اشہاب الثائب
۲۴۸	دسواں اور گیارہواں مسئلہ	ابو یوسف اور امام احمد
۲۴۹	بارہواں، تیرہواں اور چودھواں مسئلہ	امام رضا خان صاحب کے سفر کو منظر کی رواد
۲۵۰	پندرہواں مسئلہ	امام رضا خان صاحب کے سفر مدینہ منورہ کی رواد
۱۵۱	بائیسواں مسئلہ	ہمپ اول
۱۵۱	فصل اول	امام رضا خان صاحب کے استغاثہ کا کید اول
۱۵۱	تفصیل اشہاب بر مولانا نانوتوی	کید دوم و سوم
۲۵۶	فصل ثانی	چوتھا مسئلہ اور فریب
۲۵۷	تفصیل ختم نبوت اجمالی	پانچواں مسئلہ اور مکر
۲۵۹	فصل ثالث	چھٹا مسئلہ اور مکر عظیم
۲۵۹	تفصیل تہمت بر مولانا گنگوہی	علماء دیوبند اور دیوبندیوں کے پہلے اختلاف
۲۶۶	فصل رابع	دوسرے تہمت بر اختلاف

۳۳۰	تیسری دلیل	۲۶۲	تفصیل مسکن امکان و امتناع
۳۳۵	چوتھی دلیل	۲۶۵	فصل خامس
۳۴۲	پانچویں دلیل	۲۶۵	تفصیل تہمت بر مولانا سہارنپوری
۳۸۶	باب الثانی	۲۶۵	فصل ساکس
۴۰۱	خلاصہ رسالہ دو سکتے میں	۳۶۸	تفصیل عہدت بر امین قاطعہ
۴۰۱	پہلا سکتہ	۲۶۲	فصل سابع
۴۰۲	دوسرا سکتہ	۲۶۲	تہمت ثانی بر مولانا سہارنپوری
	تقریظ ، حضرت علامہ محمد شفیع صاحب دہلوی مدظلہ	۲۵۶	فصل شامس
۴۰۸	سہارنپوری علی صاحبہ اصلتہ و تسلیم	۲۵۶	تفصیل تہمت بر مولانا مقلانوی
۴۱۲	تقریظ ، حضرت علامہ شیخ فاج بن محمد غازی	۲۸۲	فصل تاسع
	تقریظ ، حضرت علامہ تاج الدین الیاس مطہری	۲۸۲	توضیح عہدت بر مولانا مقلانوی
۴۲۰	دریہ منورہ		مکتوب شیخ الشیخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مدظلہ
۴۲۲	دیگر علماء دریہ منورہ کے تائیدیہ نقطہ	۲۹۱	چراغ اللہ قاطعہ

ترغیم حرب الشیطان  
بتصویب حفظ الایمان  
از مولانا ابراہیم رضا قاسمی بہاری

۴۲۹	تقدیم
۴۳۳	پاپائے رضا خانیت کو جنم کی شدت
۴۳۴	آغاز جواب
۴۳۶	اعتراض کا خلاصہ چار اشکال میں

غایۃ المأمول فی تتریح منہج التوکل  
فی تحققتی علم الرسول ا

از علامہ سید احمد برزنجی مدظلہ در مکتبہ دریہ منورہ

۳۰۲	باب الاول
	امد رضا خان صاحب کے دعوت کے عدم مستند پر
۳۰۲	پہلی دلیل
۳۰۵	دوسری دلیل

پچھتے اشکال کا خلاصہ اور اس کا جواب ..... ۴۶۱	تحریر جواب سے قبل توضیح عبادت "حفظ"
رضاخانیہ کے تاہوت میں آخری ریج ..... ۴۶۴	الایمان "..... ۴۳۹
مکمل اسلمین، مجدد البتہ میں خلاصہ صاحب بریلوی کا	عبادت "حفظ الایمان" پر احمد رضا صاحب
اقراری کفر ..... ۴۶۹	کا اعتراض ..... ۴۴۱
طروری انتہاء ..... ۴۶۶	اس اعتراض کی بنیاد تین مقدمات پر ہے ..... ۴۴۳
اقراری کفر کی دستاویز پر آخری جہت ..... ۴۷۵	حضرت چاندپوری اور مولانا نعمانی و غلا کا جواب
ایک روایت افرقہ، ضلالت سوز مکالمہ ..... ۴۸۹	پچھلے مقدمہ کے تسلیم کرنے پر مبنی ہے ..... ۴۴۴
مقدمہ کتاب کے مآخذ ..... ۴۹۳	حضرت مفتی ذکا کا جواب دوسرے مقدمہ کے تسلیم نہ
فتویٰ مبارکہ دارالعلوم حنبلیہ صنف لائبریری ..... ۵۰۰	کرنے پر مبنی ہے ..... ۴۴۵
استفسار نظم ..... دشواری ..... ۵۰۵	معرض کی اہل فریجی کا پندہ پاک ..... ۴۵۱
آوازہ غیب (نظم) ..... ۵۰۶	تیسرے اشکال کا خلاصہ اور اس کا جواب ..... ۴۵۱



نوٹ: مرتب کتاب ہذا کا سوانحی خاکہ صفحہ نمبر 508 پر ملاحظہ فرمائیں۔ نیز تفصیلی حالات  
کے لیے کتاب "رجل الرشید" (مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ لاہور) کا مطالعہ فرمائیں۔

(ناشر)

## عرض ناشر

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الہی الامی الکریم

انجمن ارشاد المسلمین کے بانی و مؤسس اور کتاب ہذا کے مرتب حضرت مولانا عبدالرشید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے احقاق حق و ابطال باطل کا جذبہ وافر عطا فرمایا تھا۔ اس مقصد کے لئے آپ نے اپنی زندگی میں جو انتھک محنت و کوشش فرمائی وہ اہل علم سے مخفی نہیں۔ حضرت قاری صاحب کو علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ سے والہانہ محبت اور عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ موجودہ دور میں مسلک علماء دیوبند ہی درحقیقت مسلک اہلسنت و الجماعت ہے۔ یہی ناجی فرقہ ہے۔ اسی کے قہقہوں افراط و تفریط کے بغیر صراطِ مستقیم پر گامزن ہیں۔ اس کی نشرو اشاعت، اس کا تحفظ حضرت قاری کی زندگی کا مشن تھا۔ اسی مقصد کے لئے آپ نے اکابر علماء دیوبند کی کتب پر تحقیقی کام کیا۔ انہیں از سر نو مرتب فرمایا پھر انہیں انجمن کی طرف سے شائع بھی فرمایا۔

زیر نظر کتاب "الشہاب الناقب" پر آپ نے ایک محققانہ مقدمہ تحریر فرمایا جو درحقیقت پرہیزگار محمد سعید کی کتاب "فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں" کا مکمل و مفصل جواب ہے اور "الشہاب الناقب" کے خلاف پھیلائی جانے والی بعض اہم غلط فہمیوں کا ایسا دندان شکن جواب ہے کہ جس سے فاضل بریلوی کے سزح میں شریطن کے تمام مخفی گوشے اجاگر ہو گئے ہیں۔ نیز اس کے تمام خدو خال واضح ہو گئے ہیں اور ان کی تکفیری کارروائی کا سارا پس منظر بھی سامنے آ گیا ہے۔ اس کے پہلے ایڈیشن میں انجمن ارشاد المسلمین کے ناظم نشر و اشاعت نے اس مجموعہ کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے:

ہم "الشہاب الناقب" کے ساتھ علامہ سید احمد آفندی برزنجی رضی اللہ عنہ منورہ دارالحدیث خان صاحب نے مصروف کا ذکر خیر جن القابات و خطابات سے کیا ہے وہ مسامحہ میں ہی ملاحظہ ہو، کی کتاب "غایۃ المأمول فی تتمۃ منبع الوصول فی تحقیق علم الرسول" بھی شائع کر رہے ہیں جو علامہ مصروف نے احمد رضا خان صاحب کے خلاف تحریر فرمائی تھی۔ جس پر دیگر علماء مدینہ منورہ و اہل حدیث شرفاً و تعظیماً نے اپنی تقریحات لکھیں اور اپنے تائید ہی دستخط ثبت فرمائے۔ جس سے یہ



حقیقت پر ہی طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ "فاضل بریلوی علماء ہجاز کی نظر میں کیا تھے؟" اور ان کے نزدیک احمد رضا صاحب کے بعض عقائد و نظریات کس قدر گمراہ کن تھے؟ یہ کتاب آج کل نہ صرف کیا ہے بلکہ قریباً نایاب ہو چکی تھی۔ ہم اس کتاب کی افادیت بڑھانے کے لئے اس کا ترجمہ بھی ساتھ ہی شائع کر رہے ہیں۔ جو ہمارے رفیق کار اور انجمن کے اول نائب امیر جناب مولوی نعیم الدین صاحب نے کیا ہے۔

جو کہ بریلوی حضرات ایک یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ علماء دیوبند نے "حفظ الایمان" کی جہت کے جو جوابات دیئے ہیں وہ آپس میں متخالف و متعارض ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا سید محمد تقی حسن چاند پوریؒ کے جواب کے مطابق حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا فرقرار پاتے ہیں۔ اور حضرت مدنیؒ کے جواب کے پیش نظر حضرت چاند پوریؒ کا فرء میں "العیاذ باللہ"۔ اس لئے ہم "الشہاب الثاقب" کے ساتھ ہی حضرت مولانا ابوالرضا محمد عطار اللہ صاحب قاسمی بہاریؒ کی کتاب "ترغیم حزب الشیطان بتصویب حفظ الایمان" بھی شائع کر رہے ہیں جس میں اس اعتراض کا مسکت و دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔

"الشہاب الثاقب" میں درج شدہ بعض الفاظ کے بارے میں حضرت علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم کی ایک پرانی روایت کا درج کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ "ایک بار حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی طالب علم نے یہ سوال کیا کہ "الشہاب الثاقب" میں بعض مقامات پر "وہابیہ" کے لئے لفظ "قبیث" استعمال کیا گیا ہے جو بہت سخت ہے۔ تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "الشہاب الثاقب" کا مسودہ جس طالب علم کو صاف کر کے دیا گیا وہ وہابیوں کا سخت مخالف تھا۔ اس لئے بعض مقامات پر "وہابیہ" کے ساتھ ایسے الفاظ کا اضافہ کر دیا۔ پھر جلد ہی اشاعت کے باعث یہی تصحیح نہ کی جاسکی اور اگلے طبعین پھر اسی کی کاپی گیتے رہے۔"

چونکہ یہ لفظ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کا نہیں ہے اس لئے ہم نے فیصلہ کیا کہ مسودہ کی تصحیح کر دی جائے۔  
فاکھد شد اولاد و آخراد الصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ و صحبہ اجمعین۔

عبدالحمید ظفر

نظم نشر و اشاعت انجمن ارشاد المسلمین لاہور

### شیخ الاسلام حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ

اہل اسلام مرصبا ، خوش آمدی خوش آمدی	لے سایہ ات پالی ہما خوش آمدی خوش آمدی
لے محضار باب ہدی ، خوش آمدی خوش آمدی	لے شرح ایوان حسرم ، لے سر و بہستان حکم
لے سنی پسند و حق نما ، خوش آمدی خوش آمدی	لے خازن ہر باب حق ، لے مہبط انوار حق
لے حشر شہ صدق و صفا ، خوش آمدی خوش آمدی	سر کردہ ار باب دین ، سر دفتر الہیتین
لے بادل ورد آشتنا ، خوش آمدی خوش آمدی	لے مستشار موتمن ، لے مقتدا کے ممتحن !
لے یادگار اتقیا ، خوش آمدی خوش آمدی	لے تاسم فیض کبیر ، لے ظل مسود حکم
لے اسیر مالکا ، خوش آمدی خوش آمدی	لے یوسف کنعان ما ، باد افدایت جان با
لے شمع جمع اصفیاء ، خوش آمدی خوش آمدی	لے ہدایت فتح مسبین ، لے آیت علم و یقین
لے پرتو شمع حسدا ، خوش آمدی خوش آمدی	لے کمنہ اخبار نبی ، مقتبول سرکار نبی
لے درد وایسا را دا ، خوش آمدی خوش آمدی	لے ناکش خاک وطن ، لے مرجع ار باب فن
لے تصویر تسلیم و رضا ، خوش آمدی خوش آمدی	ہمیں نہ فیض نزل ، گنجینہ علم و عمل
لے بر تو چون صدقہ ، خوش آمدی خوش آمدی	از مقدمت دل شاد شد ، دیرانام آباد شد
لے آید ہر سو این صدقہ ، خوش آمدی خوش آمدی	دلہ سارہ استرام تو ورد زبانہا نام تو
لے گوید ہمیں نور اللہی خوش آمدی خوش آمدی	این گلشن علم و ہنر شد از قدم دست مفتخر



جناب احمد رضا خان صاحب ام ۱۳۴۰ھ، ۱۹۲۱ء کی کتاب "توسام انحرشین" اور "الدلة الحکية" وغیرہ پر جو تعارضات علیہ حرین کشہ لغین نے لاطلی اور غلط فہمی میں لکھ دی تھیں انہیں گو پروفسیر صاحب نے مرتہ کر کے پیش کر دیا ہے۔

چونکہ ان کے جوابات کے لئے "الشہاب الشاقب" کا مطالعہ بالکل کافی ہے، اس لئے کتاب مذکورہ کے موصوح سے متعلق یا غیر متعلق کسی بھی عنوان کے جواب کی طرف متوجہ ہونے کو ہر اخصاعت وقت بچھتے ہیں۔ لہذا کتاب کے آخر میں بعنوان "استدراک"

پروفیسر صاحب نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز دم ۱۳۰۰ھ،

۱۹۵۶ء اور "الشہاب الشاقب" کے خلاف بیعت کچھ زہرا گلاب ہے۔ چونکہ پروفیسر

صاحب اندر بریلوی جماعت کے دیگر اکابر و افاضل اس نو تالیف کتاب کو بیعت اہمیت

دے رہے ہیں اس لئے من سب معلوم ہوا کہ "الشہاب الشاقب" کے مقدمہ میں اس

کتاب کے حصہ "استدراک" کا مختصر سا جائزہ لے لیا جائے۔ اور پروفیسر صاحب

کے وارد کردہ اعتراضات کے جوابات مختصر طور پر پیش کر دیئے جائیں۔ تاکہ مخالفین کو

حضرت مدنی مرحوم و مغفور اور ان کی تصنیف لطیف "الشہاب الشاقب" کے خلاف

غلط فہمیاں پھیلانے کا موقع نہ ملے۔

پروفیسر صاحب زیر نظر کتاب "الشہاب الشاقب

پہلا اعتراض

علی المسترق العکادب" کے نام پر اعتراض کرتے ہوئے

اشارہ فرماتے ہیں۔

"اس کتاب کے نام ہی سے عباد کی بر آہی ہے۔ اس عنوان کے معنی

ہیں "جھوٹے چور کے لئے شہاب شاقب" شہاب شاقب وہ ٹوٹنے

والے تارے ہیں جو رجم شیاہین کے لئے مخصوص ہیں۔ اور جن کا ذکر قرآن

کریم میں کیا گیا ہے۔" (عاشیہ بر صہم آئینہ)

جواب: اولاً

ہم پر وفیسر صاحب کے بیان کردہ معنی پر تو اس نے اعتراض نہیں  
 کرتے کہ وہ عربی زبان میں اپنی سے بعض معنی کا ٹوڈ ہی یہ کہہ کر قرآن  
 کرچکے ہیں کہ۔

۱۔ برادر محترم جناب پروفیسر قاری عظیم الرحمن صاحب اور مگر می صاحب  
 ڈاکٹر محمد ریاض صاحب، اسلام آباد، کا ممنون ہوں کہ انہوں نے بعض  
 عربی عبارات کے ترجمہ میں مدد فرمائی۔ ۲۔ لے

اس لے ہم بجائے ان پر اعتراض کرنے کے ان کی خدمت میں عرض کرتے  
 ہیں کہ لفظ "مسترق" گو "سرقۃ" سے مشتق ہے۔ لیکن اس کے  
 معنی مطلق چور کے نہیں ہیں۔ عربی میں "چور" کے لیے لفظ "سارق" استعمال ہوتا  
 ہے۔ قرآن پاک میں استاد ماری قائل ہے۔

<p>ترجمہ اچوری کرنے والے مرد اور چوری          کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔</p>	<p>وَالسَّارِقِ وَالسَّارِقَاتِ          فَاَقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا سَوْءًاۤ لِّمَا كَانُوْا          فَعْسُوْۤا</p>
---	---

اس کے برعکس "مسترق" سے مراد وہ شیاطین ہیں جو چوری چھپے ملازم اعلیٰ کے  
 بعض فیصلوں کو کس کر اس میں اپنی طرف سے تو بھوٹ ملا کر کابنوں پر القاء کرتے ہیں  
 چونکہ برطیویوں کے "بڑے حضرت" نے بھی اپنے مخالفین کی بعض عبارات لے کر  
 اس میں اپنی طرف سے بیسیوں بھوٹ ملا کر عوام میں پھیلا دیا۔ اس لیے حضرت مدنی ؒ  
 نے انہیں "مسترق" قرار دے کر ان کے خلاف لکھی جانے والی کتاب کا نام  
 "الشہاب الساقب علی المسترق الصکاذب" رکھا۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ، لے "فاضل برطوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں" ص ۱۶۹ حاشیہ  
 لے "فاضل برطوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں" ص ۱۶۹۔

پروفیسر صاحب کو کتاب کے نام سے "عناد" کی برآباد حقیقت ان  
کی ذکاوت جس کا نتیجہ ہے۔ قرآن پاک کا یہ ارشاد۔

ثانیاً

لا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْمَ بِالسُّوءِ  
مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن ظَلَمَ۔ (سورہ ۵)

ترجمہ: شر حالے پسند نہیں کرتا باری  
بات کا اعلان کرنا مگر مظلوم ہے۔

پروفیسر صاحب کو مد نظر رکھنا چاہئے تھا۔ یہ حضرت مدنیؒ کا مظلوم ہونا تو اس  
کے بدلے میں پروفیسر صاحب خود ہی رقمطراز ہیں۔

۱۰۔ یہ مخالفین فاضل بریلوی، احمد رضا خان کی شدید تنقیدات کا فطری

نتیجہ تھے۔ کیوں نہ چوں کہ یاد کرتے ہیں: "نہ

اور اگر ان کا مقصد یہ ہے کہ حضرت مدنیؒ کا احمد رضا خان صلی اللہ علیہ وسلم کا زب "گستاخ  
ہے۔ تو اس کے بدلے میں عرض ہے کہ ان کا جھوٹا ہونا ایک ایسی ہی حقیقت ہے کہ  
ان کا بڑے سے شرف دار بھی ان کے دامن کو کذب و فرار کے بدما دھبوں سے  
تاقیامت پاک نہیں کر سکتا۔ اور اگر پروفیسر صاحب کو اس حقیقت کے تسلیم کرنے  
میں کچھ سال ہر تو یکس دو مثالیں ہم پیش کر دیتے ہیں۔ پروفیسر صاحب ذرا بہت ما  
کہ جواب مرحمت فرمائیں۔

۱۱۔ احمد رضا خان صاحب نے "حسام اُحمرین" میں "تکذیر الناس" کی جو

عبارت پیش کی ہے وہ "تکذیر الناس" کے کس صفحہ پر ہے؟

الشارعہ العزیز پروفیسر صاحب ساری قوت صرف کلمے کے بعد بھی "حسام اُحمرین"

میں پیش کردہ پوری عبارت "تکذیر الناس" کے کسی مقام پر نہیں دکھائے۔ بلکہ

۱۰۔ "فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں" ص ۱۴۹ حاشیہ۔

۱۱۔ "حسام اُحمرین" ص ۱۰۰۔

جب وہ تمخیر الناس کا مطالعہ شروع فرمائیں گے تو بندیں معلوم ہو جائے گی کہ تین مختلف صفحات کی عبارتوں کو ان کے "اعلیٰ حضرت" نے بلا کسی امتیازی نشان کے اس طرح طاریا ہے کہ وہ ایک مسلسل عبارت بن گئی ہے۔ نیز ان تین مختلف صفحات کی عبارتوں کی ترتیب بھی ہن ڈلی ہے۔ چنانچہ انہوں نے درمیان والی عبارت کو شروع میں اور آخری عبارت کو درمیان میں اور شہرہ فرج کی عبارت کو آخر میں لکھ کر قریح عبوت بولی دیا کہ یہ عبارت "تمخیر الناس" میں ہے۔

اور اس پر استدعا دیا کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ دم ۱۲۹۰ھ = ۱۸۸۰ء کی اردو عبارت کا عربی ترجمہ جو علامہ محمد بن شرفین کے سامنے پیش کیا تھا وہ قصداً غلط کیا۔ تمخیر الناس میں ہے۔

« اہل فہم پر دانش جو گا کہ قہم و تاخر زانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں ہے۔ »

اور بریلویوں کے چودہویں صدی کے مجدد نے اس کا عربی ترجمہ یہ کیا۔

« مع انہ لا فضل فی عند اہل العلم اصلاً »

جس کا مطلب یہ ہے کہ ختم نبوت زمانی میں بالکل کوئی فضیلت نہیں۔ بالذات فضیلت کی نفی اور فضیلت کی باسکیہ نفی کر دینے میں جو فرق ہے وہ اہل علم کے منحنی میں تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

علمی طور پر بریلویوں کا مجدد چودہویں صدی کا مجدد، سنا فرومایہ بھی نہیں کہ اردو کی ایک مختصر سی عبارت کا صحیح ترجمہ نہ کر سکے۔ اس لئے ہمیں یہ کہنے میں قطعاً کوئی ہلک نہیں کہ یہ سب کچھ قصداً ایک بہت بڑی سازش کے تحت کیا گیا ہے۔ بہر حال پروفیسر صاحب

سے بھاری بھی سوال ہے کہ قرنِ پاک میں بیان کردہ یہودیوں کے وصف "يَجْرَتُونَ  
النَّكِلَةَ عَنْ قُوا حَنِيبِهِ" اور آپ کے اعلیٰ حضرت کی س کا۔ وائی میں کیا  
فرق ہے ؟ ذرا وضاحت سے بیان فرمائیں۔

۱۲ : بریلویوں کے اعلیٰ حضرت دڑھی منڈلنے اور کترانے والوں کے برسے  
ارشاد فرماتے ہیں کہ حدیث میں ایسے لوگوں کے لئے ارادۂ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد  
ہوتی ہیں۔ لہ

پروفیسر صاحب ! ارشاد فرمائیے کہ ارادۂ قتل کی وعید دڑھی منڈلنے اور کترانے  
کے گناہ پر کس حدیث شریف میں وارد ہے ؟ نبی کریم ﷺ رَوَى عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسُّلْمُ بِرَأْفَتِهِ  
ایک بہت بڑا گناہ ہے جس کے برسے میں حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایسے لوگوں  
کا ٹھکانا جہنم ہے۔ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بہتان باندھنے سے نہیں چوکتا، اس  
سے یہ ترقیح رکھنا کہ وہ غلہ دیوبند کی عبارت نقل کرے میں دیانت داری کا ثبوت دے  
گا محض خوش فہمی اور خام خیالی ہے۔

۱۳ : حسام المکرّمین میں بریلویوں کے اعلیٰ حضرت نے کواو "تخذیر الناس"  
مولانا نانوتویؒ کو ختم نبوت زمانی کا منکر قرار دیا ہے۔ کیا اس تذخیر الناس میں حضرت نانوتویؒ  
سے ختم نبوت زمانی کو متعدد دلائل سے ثابت نہیں کیا ؟ اور کیا انہوں نے اسی کتاب  
میں یہ نہیں فرمایا کہ ختم نبوت زمانی کا منکر کافر ہے ؟ چنانچہ حضرت نانوتویؒ کے الفاظ  
ملاحظہ ہوں۔

..... جیسا کہ تعداد (کلمات) کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس  
ختم نبوت زمانی کا منکر بھی کافر ہوگا " لہ



حضرت نانوتوی مرحوم کی ان تمام تصدیقات کے باوجود ان کو ختم نبوت زمانی کا منکر قرار دینا کہ سبہ و افتراء نہیں تو پھر سستی و دیانت کی یہ کونسی صورت ہے ؟ یہودیوں کی مشہور زمانہ شعلت "تحریف" کا نظریہ جو دہریوں صدی میں سمت رضا خانیہ اور اس کے امام احمد رضا خان صاحب میں بدرجہ اتم جو اب ہے جس کا قدرے تفصیل سے ذکر ہونے والا ہے "اصلی وصیہ تخریف" کے مقدمے میں کر دیا ہے۔ جو سمت حد "ابن رتاد السعین" کی طرف سے شائع ہو رہی ہے۔

پروفیسر صاحب سمیع اللہ پڑنا چاہتے کہ "شہاب ثاقب" ثالث  
 احمد رضا خان صاحب کی جس کتاب کا جو بے س کا پورا نام  
 بحکم الحرمین علی منحصر الحصر والمیین ہے یہی حضرت نانوتوی  
 حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی وغیرہ کے کفر اور جھوٹ کے نکلے پر سر میں شریعتین  
 کی تکرار۔ یاد ہے کہ "الکفر" اور "المیین" کا الف لام صفت الیک کے عوض  
 میں ہے جیسا کہ "المسترق" اور "الکاذب" کا الف لام حمد کے لئے  
 ہے، علماء دیوبند کی باتوں کو جھوٹ بلکہ کفر قرار دینے اور ان پر تلوار سے حملہ آور  
 ہونے والے کو کچھ نہ کہنا بلکہ اس کی حمایت و طرف داری کرنا اور جس بے چارہ پر حملہ ہوا  
 ہے اس کا اپنے بچاؤ کے لئے جرائی کارروائی کرنے کو قابل گردن مدنی جرم قرار دینا  
 پروفیسر صاحب ہی کا کام ہے۔

پروفیسر صاحب ! احمد رضا خان صاحب کی درج ذیل کتب کے ناموں  
 کے بارے میں کیا ارشاد ہے ؟

۱ : الکوکبة الشهابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ ۔

۲ : النثر الشہابی علی تالیس الوہابی ۔

۳ : السہم الشہابی علی خداع الوہابی ۔

۴ : قوارع القهار علی الحسبۃ الفحار .

۵ : سل اسیدون الصدیہ علی کفریات باناء امجدیہ .

۶ : اللہ یر اہائل بحکل جلف حاصل و غیرہ

کیا ان ناموں سے بھی حنا کی برادری سے یا نہیں ؟ ہمیں پہلے ہی سے معلوم ہے کہ جناب کو ان ناموں سے "حناد" کی برہیں آئے گی . کیونکہ بقول شاعر سے

و عین ارضنا عن حکل عیب حکلۃ

ولکن عین لسطح تبدی مساویا

بہر حال جو جواب آپ احمد رضا خان صاحب کی مذکورہ کتابوں کے ناموں کے لئے

میں دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے "الشہاب الثاقب" کا کچھ لیتے

پر ولیعہ صاحب رقمطراز ہیں۔

دوسرا عرض

» فاضل مصنف مذکورہ بالا کتاب الشہاب الثاقب میں

۲۱- طبع دیوبند میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

» احمد چونکہ حضرت اکابر دیوبند و گنگوہ کا خوش چہیں و را نہیں کے

دامن عاطفت کا تشبیب ہے سات یا آٹھ برس تک ان اکابر کی بارگاہ

کی خاکِ دہلی اور ان کی جوتیوں کے سیدھی کرنے کی خدمت سے مالا مال رہا ہے

اس تصریح کے بعد فاضل بریلوی کی مخالفت میں فاضل مصنف کے بیان

قد سے مشکوک ہو جاتے ہیں . حقیقت و محبت کا جب یہ عالم ہو تو پھر حقائق کو تیز

نگاہ سے دیکھا بہت مشکل سے اور مخالف کی تعذبات پر ٹھٹھ سے دل سے غور کرنا تو اس سے

بھی زیادہ مشکل ہے

۱- جلف ، اکڑ ، اجڑ بے وقوف کو کہا جاتا ہے مصباح اللغات۔

۲- فاضل بریلوی علماء حنا کی نظر میں۔ ص ۱۰۰۔

چونکہ حضرت مدنیؒ کی پوری عبارت فاضل معترض نے نقل نہیں کی ہے وہ قارئین سمجھ جاتے کہ اس عبارت کے لکھنے کا مقصد

جواب

کیا ہے؟ اس لئے پہلے آپ پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں تاکہ سیاق و سباق کا اندازہ ہو جائے حضرت مدنیؒ ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرات اہل ہونے (احمد رضا خان صاحب نے) حضرات علماء دیوبند اور ان کے کابر پر سخت سخت افتراء پردازیاں کی تھیں اور لیے طرز سے بیان کیا کہ جس کو ہر ایک دیندار دیکھ کر سخت تنفر اور اعتراض ظاہر کرے۔ ہتھیروں پر حضرت اکابر دیوبند و گنہگاروں ہی کا خوش چہیں اور ان کے ہی دامن عاطفت کا مشبت ہے۔ سات یا آٹھ برس تک ان کا برکتی بارگاہ کی خاک روئی اور ان کی جوتیوں کے سیدھی کرنے کی خدمت سے مالا مال رہا ہے اس لئے ان حضرات کے عقائد و خیالات و اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ اسی وجہ سے اس زمانہ میں بھی ان کی احمد رضا خان صاحب کی ہتھیروں اور افتراء رسالوں کا اظہار مدینہ منورہ میں کیا گیا تھا اور رسائل اکابر (علماء دیوبند) لوگوں کو دکھلانے گئے تھے۔

یہ عبارت پڑھ کر قارئین حضرت مدنیؒ کا مقصد بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی بھی عدالت میں کسی معاملہ پر گواہی دینے والے شخص کے بارے میں سب سے پہلے یہ تحقیق کی جاتی ہے کہ آیا اس گواہ کو مستلزم معاملہ کے تمام سببوں سے کمال آگاہی حاصل ہے؟ اور کیا یہ شخص موقعہ گواہ ہے یا صوت سنی سالی باتوں کی بنا پر گواہی دینے آگیا ہے؟ اسی بنا پر بھرت مدنیؒ نے اکابر علماء دیوبند

کی صفائی کے بارے میں شہادت دینے سے پیشتر یہ پوری طرح واضح کر دیا کہ ایک سو دو روز ، ہفتہ عشر یا مہینہ دو مہینہ کی بات نہیں بلکہ سالہا سال تک میں ان اکابر علماء دیوبند کی خدمت میں رہا ہوں۔ اور ان سے دینی علوم کا استفادہ کرتا رہا ہوں اور ان کے عقائد و خیالات تیزان کے اہل صالحہ اور اتباع سنت کے ساتھ ان کے شرف کو بخوبی جانتا ہوں۔ اس لئے پورے وثوق اور ناقابل تزلزل اعتماد کے ساتھ میں ان اکابر علماء دیوبند کی ان تمام الزامات اور بہتانوں سے صفائی اور برأت کی شہادت دیتا ہوں جو احمد رضا خان صاحب نے ان پر لگائے ہیں۔

حضرت مدنی کا یہ بیان اکابر علماء دیوبند کے حق میں ان کی شہادت کو مزید بڑھانے کے لئے اور قابل اعتماد بنا دینا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ پروفیسر صاحب کی عقل و خرد پر کہ وہ حضرت مدنی کے ذکرہ بالا بیان ہی سے مصوفیہ کے دیگر بیانات کو مشکوک قرار دے رہے ہیں۔ بہر حال اگر کوئی شخص آفتاب لعن اللہ کی تیز روشنی میں بھی آنکھیں بند کر بیٹھے اور حقائق پر نظر ڈالنا ہی نہ چاہے تو پھر جیسے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

گردِ بیند روزِ شہرہ پیشم  
چشتہ آفتابِ راجہ گندہ

راہِ حقیقت مندی گواہی کا معاملہ تو ہم یہ کہنے سے بالکل قاصر ہیں کہ کسی شاہد کو گواہ کے بیانات کو محض اس لئے کیوں مشکوک قرار دیا جا رہا ہے کہ اس کی گواہی اپنے قابلِ احترام اور لائقِ صد تکریم اشخاص کے بارے میں ہے ؟ کیا شرفاء و اہل خانہ ، کائنات یا عرفا اس بات کا کوئی حوالہ دے سکتے ہیں کہ شاگرد کی گواہی اپنے استاد کے حق میں یا استاد کی گواہی اپنے شاگرد کے بارے میں ناقابلِ اعتبار ہے ؟ یا مرد کے شہادت اپنے شہپر کے حق میں یا پیر کی شہادت اپنے چہیتے مرید کے حق میں مشکوک ہے ؟

بلکہ کسی بھی حدت کا بیانی دوسرے دست کے بدستوں میں ناقابل قبول ہے ؛  
 کیا پروفیسر صاحب کی مستشرق کے مقابلہ میں مسلمان محقق کے بیانات کو محض اس لئے  
 رد کر دینے پر آمادہ ہیں کہ یہ ایک عقیدت مند کا بیان ہے ؟ یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہم کے مسائل میں کسی شیوہ کے مقابل سنی عالم کے قول کو صرف اس لئے رد کر دیں گے کہ  
 یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدہ کا قول ہے ؟ یا کسی دیوبندی عالم کے متبادل  
 میں بریلوی عالم کا قول پروفیسر صاحب اس لئے رد کر دیں گے کہ یہ احمد رضا خان صاحب  
 کے عقیدت مند کا قول ہے ؟

مگر یہ بات نہیں اور یقیناً نہیں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اکابر علماء دیوبند کی صفائی  
 میں ایک فقہ، عادل، متقی و بیانت دار اور صاحب علم و فضل کا قول اور بیان محض اس  
 لئے رد کر دیا جائے کہ وہ ایک عقیدت مند کا قول ہے۔ کیا کسی عدالت کے  
 دیکھنے سے اس سے بڑھ کر ظلم دستہ کی کوئی نظیر پیش کی جاسکتی ہے ؟ لیکن انہوں نے !  
 بریلوی عدالت میں یہ سب کچھ ممکن ہے۔

وہی شامہ وہی قاتل وہی منصف شہرے

قتل بار میرے کریں خون کا دھوئے کس پر

لہذا اگر یہ اصول تسلیم کر لیا جائے تو پھر خود پروفیسر صاحب کے بیانات احمد رضا خان  
 صاحب کی صفائی کے سلسلہ میں کیونکہ قابل قبول ہوں گے ؟

مگر پروفیسر صاحب کو اصرار ہے۔ اور وہ ضرور یہ تحقیق کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت علیؑ  
 اور احمد رضا خان صاحب میں سے کس کے بیانات قابل اعتبار ہیں ؟ تو پھر عدل و انصاف  
 کا حق کس کے کیا ضرورت ؟ اور ایک منظم تنظیم پر مزید ظلم و ستم ڈھلنے کی کیا حاجت ؟  
 آئیے ہم آپ کو عقل و نقل کے مصدقہ اصول کے ماتحت آپ کے گھر کی گواہی سے یہ  
 ثابت کر دکھاتے ہیں کہ کس کے بیانات ناقابل اعتبار ہیں ، اور کس کے بیانات

اٹل، بھٹوس اور ناقابل تردید؟

احمد رضا خان صاحب کے بیانات کے ناقابل اعتبار  
ہونے پر موصوف کے گھر کی شہرت!

جناب احمد رضا خان صاحب حرمین شریفین میں پیش آنے والے واقعات کے بارے  
میں رقمطراز ہیں

” یہ تمام وقائع ایسے نہ تھے کہ ان کو میں اپنی زبان سے کہتا۔ بہر حال  
کو ترفیق جوتی اور آتے جاتے اور ایام قیام ہر دو سرکار کے واقعات  
روزانہ تاریخ دار قلم بند کرتے تو اللہ و رسول کی بے شمار نعمتوں کی عمدہ یادگار  
جوتی۔ ان سے رہ گیا اور مجھے بہت کچھ سہو ہو گیا جو یاد آیا بیان کیا نہایت  
کو اللہ عزوجل جانتا ہے۔  
موصوف ایک اور جگہ بیان کرتے ہیں۔

” اس قسم کے وقائع بہت تھے کہ یاد نہیں۔ مگر اسی وقت منقبض کر کے بجاتے  
مخضوظ رہتے۔ مگر اس کا حصہ سے مامعنیوں میں سے کسی کو احساس بھی

نہ تھا۔“

اسی طرح ایک اور مقام پر اسی سلسلہ کلام کے درمیان فرماتے ہیں کہ۔

” اس وقت یاد نہیں۔“

احمد رضا خان صاحب کے ان بیانات کو نقل کرنے کے بعد اب ہم حق و صداقت

لے لغو ظلمات اعلیٰ حضرت جلد دوم ص ۴۱۔ لے لغو ظلمات اعلیٰ حضرت جلد دوم ص ۴۶۔

لے لغو ظلمات اعلیٰ حضرت جلد دوم ص ۹۔

در عدل و انصاف کے حامل پنے قارئین اور پروفیسر صاحب سے دریافت کرنے  
ہیں گے۔

” دو شخص کسی معاملہ میں متضاد خبریں بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص پورے  
دشوق و اعتماد کے ساتھ بیان کر رہا ہے جبکہ دوسرا شخص اپنے بیان  
میں ایک بار نہیں ہیں بلکہ چنے بھول جانے کا عزم کرتا ہے اور  
کہتا ہے کہ ”بچے بہت کچھ سہو ہو گیا جو یاد آیا بیان کیا“ اب عفتلا  
نقلاً شرفاً عرفاً کس شخص کا بیان ناقابل اعتبار ہوگا اور کس کا قابل اعتبار  
ولایت اخذ ؟“

پروفیسر صاحب! آنکھیں کھولے اور ہوش میں آئیے، دیکھئے اللہ تعالیٰ  
اپنے بندوں کی سچائی اور برست و شمس کی زبان سے بھی بیان کرادیا کرتا ہے۔ اور نیت  
سباکہ ”وَشَهِدْنَا نَهْدًا مُّبِينًا“  
کا دل کش منظر آنکھیں کھول کر ملاحظہ فرمائیں۔ یہ سچ ہے۔  
چلی تھی برہمن کسی پر کسی کے آن لگی۔  
حضرت مدنی نے بیان فرمایا ہے کہ۔

**قیس العمر ارض**  
جب شریف مکہ کی جانب سے احمد رضا صاحب  
سے ان کے عقائد کے متعلق چند سوالات کئے گئے تو احمد رضا صاحب  
نے حضرت مولانا حلیل احمد صاحب دہسار پوری۔ جو اس سال پہلے ہی  
سے حج کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ پر الزامات لگا کر اپنے  
وکیل شیخ صالح کمال کے توسط سے شریف مکہ تک پہنچا دیئے۔ گو شریف  
مکہ وہ ان کے رکیں مجلس لے اسی وقت فوراً تردید کر دی کہ یہ سب  
نقل بیانی ہے اور کوئی بھی مسلمان اس قسم کے عقائد نہیں رکھ سکتا۔ لیکن

بائیں مجددِ طرابلس نے پر مولانا خلیل احمد صاحب سہا، پوری، شریف مکہ کے بعض اراکین مجلس بالخصوص احمد رضا خاں صاحب کے ذریعہ شیخ صالح کماں کے پاس آسٹریلیا سے گئے تاکہ احمد رضا خاں صاحب کے اترامات و دفتر، مدت سے یہی برادری کا تھا۔ ان حضرات کے سامنے کہہ دیں۔ چنانچہ مولانا خلیل احمد صاحب نے ان حضرات بالخصوص احمد رضا خاں صاحب کے ذریعہ شیخ صالح کماں کو ہر طرح سے مطمئن کر دیا۔ لیکن اس کے برعکس یہ دلیسر صاحب وقت پر نہیں۔

” مولوی خلیل احمد کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو صفائی پیمائش کرنے شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس کی تفصیلات شیخ صالح کماں کے مندرجہ ذیل مکتوب دسمبر ۱۹۸۵ء ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ سے معلوم ہوتی ہیں جو موصوف نے سینہ اسامیہ خلیل صاحب حفظ کتب حرم محترم کو تحریر فرمایا تھا: ” اس پر پروفیسر صاحب نے یہ فٹ نوٹ بھی تحریر کیا ہے۔

” ہم نے محض تاریخی نقطہ نظر سے واقعات و حقائق کا تجزیہ کرنے کے لئے یہ مکتوب شامل مقام کیا ہے۔ کسی عالم کی تنقیص ہرگز مقصود نہیں ہے۔ ہر حال اس مکتوب سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا خلیل احمد صاحب کی گفتگو کے بعد شیخ صالح کماں کا مطمئن ہونا تو درست موصوف تو مولانا خلیل احمد صاحب سے کلمات کفریہ کا اقرار کر کے ان سے توبہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ اس

۱۔ الشہاب الثاقب ص ۲۹ مختصراً۔ ۲۔ فاضل بریلوی علیہ رحمۃ اللہ کی نظر میں۔ ص ۱۳، ۱۴۔  
۳۔ فاضل بریلوی علیہ رحمۃ اللہ کی نظر میں۔ ص ۱۳، حاشیہ۔



نے ممکن نہ ہو سکا کہ مولانا فیصل احمد صاحب ۵۰ روزہ سے تشریح لکھتے۔  
 پر پروفیسر صاحب! اس کی کیا دلیل ہے کہ یہ خط اصلی ہے؟ اس کا  
 جواب ثبوت کیا ہے؟ محض احمد رضا خان صاحب کے ملفوظات میں درج  
 ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ خط اصلی ہے۔

میرے محترم جو شخص حضرت مولانا کشید احمد صاحب گنگوہی ۲۰ م ۱۳۲۳ھ  
 ۱۹۰۵ء کو کافر قرار دیے گئے نے ایک فرضی فتوے ان کی طرف منسوب کر دئے اور  
 مصروف کی طرف سے تردید ہو جانے کے بعد بھی ان کی تکفیر سے رجوع نہ کرے  
 ایسے شخص سے کیا جید ہے کہ حضرت مولانا فیصل احمد صاحب کی توہین و تذلیل کی خاطر  
 ایک جعلی خط تیار کرے۔ نیز جو شخص بدایونی حضرات کے ساتھ چلنے والے معتد مدرس  
 عدالت کی حاضری سے بچنے کے لئے اپنی بہاری کا جھوٹا سرٹیفکیٹ داخل کر سکتا ہے ایسا  
 شخص اپنے مخالفین کو نیچا دکھانے اور بدنام کرنے کے لئے جو بھی ذلیل سے ذلیل تر  
 حربہ استعمال کرے اور ان کی ہتک عزت گئے جو بھی ہتکنگڑہ روئے کاٹانے  
 وہ بالکل قرین قیاس ہے۔

۵۰ پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی صاحب شارح کلام اقبال نے بارہ مختلف  
 حضرات کی موجودگی میں یہ واقعہ بیان فرمایا اور مصروف سے احمد رضا خان صاحب کے  
 دیکھنے کے بذات خود یہ واقعہ بیان کیا تھا۔ نیز پروفیسر صاحب نے بیان کیا کہ  
 اس واقعہ کے بریلی میں مشہور ہو جانے کے باعث برسے بریلی میں احمد رضا خان صاحب  
 کی ناک کٹ گئی تھی۔

## شیخ صالح کمال کی طرف ایک حلیہ کی مکتوب کی نسبت

یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو وہ قرآن و شواہد بتلائے ہیں جو ہر منصف مزاج شخص کو یہ باور کرنے پر مجبور کر دیں گے کہ یہ خط جعلی ہے

۱ : مکتوب نگار شیخ صالح کمال کے بارے میں احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں۔

” حضرت مولانا شیخ صالح کمال کو اللہ جنات عالیہ عطا فرمائے یاں

فضل و کمال کہ میرے نزدیک مکہ معظمہ میں ان کے پاسے کا دوسرا عالم

نہ تھا“ لے

جب کوئی عالم مسلمان بھی دوسرے مسلمان کو خط لکھتا ہے تو اس کی ابتدا ” سلام سنون “ سے کرتا ہے۔ تو کیا کسی شخص کی عقل یہ باور کر سکتی ہے کہ علم مکہ معظمہ

میں جو سب سے بڑا عالم ہے۔ وہ ایک دوسرے عالم کو خط تحریر کرے اور اس میں سے

” تھوڑے سنون “ کے طور پر ایک لفظ بھی نہ ہو؟ چنانچہ نزدیک یہ قرینہ ہے اس بات

کا کہ یہ تحریر برگز ان کی نہیں ہے۔

۲ : مکتوب نگار بھی مکہ معظمہ کا باشندہ ہے اور مکتوب الیہ بھی حرم محترم کے

کتب خانہ کا انچارج۔ اور دونوں کی ملاقات عموماً ہوتی رہتی ہے۔ خصوصاً نمازوں کے اوقات

میں اس لئے یہ واقعہ بالمشافہہ بہت ناہمکنہ ہے کہ یہ مکتوب مولانا سید سہیل صاحب

کو اس سے آگاہ کرنا بھی بہت مستبعد ہے۔

۳ : شیخ صالح کمال سے جس۔ ڈر مولانا خلیل احمد صاحب کی ملاقات ہوتی تھی

اس کے دوسرے دن صبح کے وقت شیخ صالح کمال نے احمد رضا خان صاحب کو اس

واقعہ اور باہمی گفتگو سے مطلع کر دیا تھا۔ اور مولانا سید اسماعیل انصاری نے روزانہ احمد رضا خان صاحب کے پاس تشریف لائے تھے۔ اس لئے اگر اس روز شیخ صالح کمال اور مولانا سید اسماعیل کا احمد رضا خان صاحب کے پاس اجتماع ہو گیا تھا تو پھر مکتوب کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اور اگر وہاں پر ان دونوں حضرات کا اجتماع نہیں ہوا تھا اور موصوف مولانا سید اسماعیل صاحب کو اس واقعہ سے مطلع کرنا ضروری سمجھتے تھے تو احمد رضا خان صاحب بھی فرمادیتے کہ آپ کے پاس مولانا سید اسماعیل صاحب تشریف لائیں گے انہیں بھی اس سرگزشت سے آگاہ کر دینا۔ لیکن ایسا کر لے کی بجائے خط کا راستہ اختیار کرنا بڑی اذکھی سی بات ہے۔

۴۔ جب شیخ صالح کمال نے ۲۸ ذی الحجہ کو یہ خط لکھا تھا تو ظاہر ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو تین روز میں مولانا سید اسماعیل صاحب کو وہ خط موصول ہو گیا ہو گا۔ اور مولانا سید اسماعیل صاحب احمد رضا خان صاحب کے پاس روزانہ تشریف لاتے تھے۔ خصوصاً بادِ عیادت میں کہ یکم محرم سے آخر محرم تک مسلسل رہی۔ دن میں ایک بار آتا تو کبھی نامہ ہی نہ ہوتا۔ بلکہ کبھی دن میں دو بار بھی تشریف لائے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ شیخ صالح کمال کا یہ خط انہوں نے احمد رضا خان صاحب کو دستی طور پر نہ دیا بلکہ بقول احمد رضا خان صاحب۔

انہوں نے بعینہہ پہلے خط میں رکھ کر مجھے بھیجا یا نہ  
 یہ سہمہ ہے بھگنے کا نہ سمجانے کا

۱۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت۔ حصہ دوم ص ۱۶۔ ۲۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت

حصہ دوم ص ۱۶۔ ۳۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص ۱۶۔ ملفوظات

۴۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص ۱۵۔

۱۵۔ جب شریف بک کی طرف سے احمد رضا خان صاحب کے عقائد کے بارے میں سوالات کئے گئے تو مصروف نے پنا جواب کتابی صورت میں لکھ کر ۲۸ ذی الحجہ بروز جمعرات برقیہ صبح شیخ صالح کمال کے حوالے کر دیا تھا۔ یہ انہوں نے ۲۶ د ۲۹ ذی الحجہ کی درمیان شب میں وہ کتاب شریف بک کو سستانی تھی اور اسی سائے کے دوران مصروف نے مولانا خلیل احمد صاحب کے عقائد کے بارے میں شریف بک کے مکتوب کی تھی چنانچہ احمد رضا خان صاحب بیان کرتے ہیں۔

۱۶۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سے کتاب سائے کے ضمن میں حضرت شریف سے خلیل احمد کے عقائد ضالہ اور اس کی کتاب ”برائین قاطعہ“ کا بھی ذکر دیا تھا۔ انہیں مولانا خلیل احمد صاحب کو خبر ہوئی مولانا کے پاس کچھ اشرفیاء نذرانے کرینچے تھے۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ مولانا خلیل احمد صاحب کا اپنی صفائی کے لئے شیخ صالح کمال سے مناسبت جلد سے جلد براہرگا تو بھی ۲۹ ذی الحجہ کے پیشتر نہیں ہو سکتا۔ اب پروفیسر صاحب ہی فیصلہ فرمائیں کہ جو واقعہ ۲۹ ذی الحجہ یا اس سے بھی بعد کا ہے اس کا ذکر ۲۸ ذی الحجہ کے مکتوب میں کیسے آیا ؟

۱۷۔ دروغ گو صاحبان نظر نہ ہاں

۱۸۔ احمد رضا خان صاحب کا بیان ہے۔

۱۹۔ مولانا شیخ صالح کمال نے چاہا کسی مترجم کو بلائیں اور ”برائین قاطعہ“ انہیں صاحب کو دکھا کر ان کلمات کا اثر کر کے کہیں مگر انہیں صاحب رات ہی میں جہدہ کو فرار ہو گئے تھے۔

۲۰۔ موقوفات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص ۱۳ - ۱۴ موقوفات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص ۱۴۔

۲۱۔ موقوفات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص ۱۴۔

یہی نہیں کہ صرف احمد رضا خان صاحب نے مولانا خلیل احمد صاحب روکارات  
 ہی کو جہہ روئے ہونا ذکر کیا ہے۔ بلکہ خود شیخ صلاح کمال کی جو گفتگو احمد رضا خان صاحب  
 سے اس واقعہ کے دوسرے روز صبح کے وقت ہوئی تھی اس میں انہوں نے بھی یہی ذکر  
 کیا کہ رات ہی میں مولانا خلیل احمد صاحب روکارات نے چلے گئے۔ لیکن اس خط میں دوسرے  
 روز ہفتہ جانے کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس خط میں ہے۔

لیکن جس روز وہ میرے پاس آیا تھا اس کے دوسرے روز ہفتہ

چلا گیا راتوں رات تو الا باللہ ۛ

یہ تقاضی صاف بتا رہا ہے کہ یہ خط جعلی ہے۔

اس خط کے بعض جملوں کے انداز تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ باہمی گفتگو

کا واقعہ ۲۵ ذی الحجہ یا اس سے پہلے کی کسی تاریخ کا ہے۔ کیونکہ مکتوب نگار  
 کا کتابہ ہے۔

آج کی تاریخ سے پہلے ہمارے پاس ایک ہندوستانی آیا۔ جسے

خلیل احمد کہا جاتا ہے ۛ

جس سے صاف طور پر معلوم ہوا ہے کہ یہ واقعہ جس طرح ۲۸ تاریخ کانپور

ہوئی طرح ۲۹ تاریخ کانپور نہیں ہونے کا ہے۔ لکھنے کے کہ۔

آج کی تاریخ سے پہلے ہمارے پاس ایک ہندوستانی آیا ۛ

یہ لکھتے کہ۔

کل ہمارے پاس ایک ہندوستانی آیا جسے خلیل احمد کہا جاتا ہے ۛ

یہ اسی خط کے آخر میں آیا ہے۔ لہذا یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ ۲۹ تاریخ کانپور

میں ہے۔ کیونکہ مکتوب نگار لکھتا ہے کہ۔

”حسن روز ۱۵ میرے پاس آیا تھا جس کے دوسرے روز جمعہ چلا گیا :  
اگر یہ واقعہ ۲۶ تاریخ کا ہوتا تو یوں بہم طور پر نہ لکھا جاتا بلکہ صرف طور پر یوں ہوتا کہ  
”پرسوں یہ تھا اور کل چلا گیا“

بہر حال خط کے الفاظ کے انداز تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ کم از کم ۲۵ ذی الحجہ  
یا اس سے پہلے کی کسی تاریخ تک ہے۔ غالباً اسی انداز تحریر کو مد نظر رکھتے ہوئے پروفیسر صاحب  
نے۔ اس ترجمہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

”چند روز ہوئے خلیل احمد نامی ایک ہندوستانی مکہ کے چند مجاہدین

علماء ہند کے ساتھ میرے پاس آیا تھا“ نہ

اس خط کے انداز تحریر سے ثابت ہو گیا کہ یہ واقعہ ۲۵ ذی الحجہ یا اس سے پہلے کی کسی  
تاریخ کا ہے۔ اگر یہ بات احمد رضا خان صاحب کی دوسری تحریرات کے خلاف ہے۔ نیز  
یہ بھی ثابت ہے کہ ۲۵ ذی الحجہ کو بعد نماز صبح حرم مستم کے کتب خانہ میں مکتوب  
نکلے اور مکتوب الیہ کی ملاقات ہوئی تھی۔ اور گفتگو بھی وہاں ہی کے موضوع پر ہو  
رہی تھی۔ اسی اجتماع میں مکتوب نگار شیخ صالح کمال نے احمد رضا خان صاحب کو وہ  
سوانح پہنچانے سمجھے جو شریفین مکہ کی طرف سے کئے گئے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ اس  
اجتماع میں شیخ صالح کمال نے یہ واقعہ زبانی طور پر تو سید اسماعیل صاحب کو نہ بتایا  
اور ۲۸ ذی الحجہ کو بذریعہ تحریر اس واقعہ سے آگاہ کر رہے ہیں۔ بہر حال یہ بھی ایک  
بہت سستہ سی بات ہے۔

یہ قرآن دشواد ہر صاحب غم و فکر کو زبان حال پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اس خط

کا وجود اہم پر فانی و اہم بازی کی کسی نادرہ ، درگاہ شخصیت ، تکبیر تفسیق کے بے نظیر مجدد ، عیاری و مکاری کے لاشانی اہم ، دروغ بافی و کذب بیانی کی کسی یگانہ مہرستی اور وحیل و تلبیس کے کسی سپیکر مجسم کے باعث کار کشم ہے ۔

### مولانا خلیل احمد صاحب کا حجاز مقدس میں عسرازا و اکرام

۱۹۲۳ء میں شریفین میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز کے اکرام و اعزاز کا مساطہ تو اس سلسلہ میں ہم ایک ایسے شخص کی شہادت پیش کر دیتے ہیں جسے علماء دیوبند سے زکوٰۃ فخر مند حاصل ہے اور وہ ہی شرف بیعت و ارادت ۔ لیکن چونکہ نظر انصاف اور مزاج مستدل کا حامل ہے ۔ اسی لئے اس سفر حج ۱۳۲۳ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کے رفیق سفر ہونے کے باعث اپنی رفاقت سفر کے تاثرات بڑے کھلے دل سے بیان کر دیتے ہیں ۔

یہ بزرگ جن کی تحریر ہم پیش کر رہے ہیں برصغیر کی مشہور درگاہ گری شریف ضلع ہردائی کے ایک جلیل القاد سجادہ نشین ہیں ۔ اور ان کا نام نامی و اسم گرامی مولانا حاجی حافظ شاہ محمد سراج اہیقین صاحب قادری چشتی جتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہے ۔ موصوف اپنی کتاب " زیارت نامہ " یعنی " زیارت اوسیار کا طین " میں ان سطرز میں کہے ہیں ۔

و انان عملہ جناب مولانا مقصدنا خلیل احمد صاحب سہارنپوری عمت فیہم  
و نامت برکاتہم ہیں ۔ آپ ہندوستان کے مشاہیر علماء و اکابر فضلاء  
میں سے ہیں ۔ آپ کے فضل و کماں کا حال مکہ معظمہ کے سفر میں فقیر کو پوسے  
طوبے محسوس ہوا ۔ بیٹی سے ناہماز اور جہاز سے نامک معظمہ ۔ اور  
مکہ معظمہ سے تا مدینہ منورہ برابر آپ کے حالات فقیر کے پیش نظر ہے

اور مدینہ منورہ میں آپ نے خاص اپنے ہی قیام گاہ پر فقیر کو جسکو  
 عنایت فرمائی۔ اس وجہ سے ہر وقت آپ کے حالات فیض سمات میں  
 نظر رہتے تھے میں نہیں کہہ سکتا کہ وہاں مدینہ منورہ کس قدر آپ کا کرام  
 فرماتے تھے۔ اور ہر وقت آپ کا درس مدینہ منورہ میں جاری رہتا تھا  
 حتیٰ کہ جب آپ فایزہ حرم محبت میں ہوتے تھے۔ تو طلبہ کھلی ہوئی گتوں میں  
 ہاتھوں پوسنے ہونے اسباق پڑھتے جاتے تھے اور سب تکلف آپ  
 کا درس جاری رہتا تھا۔ مدینہ منورہ سے مزاحمت کے وقت تاشہر تیج  
 میں لے دیکھا کہ جس محترم پر آپ پہنچتے تھے وہاں کے حضرات بے حد آپ  
 کی تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔ اور یہ سب ہوتا تھا کہ آپ یہاں کے باشندوں  
 کے سرخند اور مقتدار ہیں۔ اللہ اکبر! جس بزرگ کی تعظیم و تکریم ایسے  
 مقامات محسوسہ کے حضرات فرمائیں اس کی شان عظمت و علو مرتبت کی  
 کوئی حد ہو سکتی ہے؟

جاتے وقت شہر بسنی سے تاجہاز۔ اور جہاز سے تانکہ مغلہ فقیر  
 برابر دیکھتا جاتا تھا کہ تمام ارباب قافلہ و مسیلم سب آپ کو اپنا پیشوا  
 مقرر جاتے اور اس قدر آپ کی تعظیم و تکریم فرماتے تھے جن کی حد  
 و پیمان نہیں ہے۔ آپ نے کئی حج کئے ہیں۔ فقیر جس سال گیا ہے۔  
 (۱۳۲۳ھ) اس سے پیشتر شاید دو حج آپ کر چکے تھے۔ پہلا حج  
 ۱۲۹۳ھ میں اور دوسرا حج ۱۲۹۷ھ میں کیا تھا۔ نور احمد، اور سال پیرتہ  
 (۱۳۲۸ھ) میں پھر تشریف لے گئے تھے۔ بہر حال آپ کی ذات مقدس  
 ہندوستان میں از حد قیمت ہے۔ خداوند تعالیٰ ذات ستورہ صفات  
 کو سلامت باکرامت رکھے اور آپ کا فیض تا قیامت قائم و برقرار



ہے۔ آپ اپنے وطن خائن "سہارنپور" کے مدرسہ میں افسر مدرس ہیں  
 اصل یہ ہے کہ فقیر مراد تقصیر کے قلم میں یہ قدرت نہیں کہ آپ کے کلام  
 برگزیدہ و اوصاف حمیدہ کو احاطہ تحریر میں لاسکے۔  
 موصوف ہی ایک دوسری کتاب "شمس العارفین" میں تحریر ہوتے

ہیں کہ۔

"حضرت مولانا فیض احمد صاحب انیسویں سہارنپوری دامت برکاتہ۔  
 آپ بھی اکابر علم ہندوستان میں ہیں۔ آپ حضرت مولانا محمد یعقوب  
 صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ عالیہ دیوبند کے ارشد تلامذہ اور حضرت مولانا  
 رشید احمد صاحب محدث گنگوہی کے جلیل اور اعظم خلفاء میں ہیں۔ آپ کچھ  
 دنوں تک "مدرسہ عالیہ دیوبند" میں مدرس رہے اور اب "مدرسہ مطاہر العلوم  
 سہارنپور" میں مدرس اعلیٰ ہیں۔ آپ کی ذات بھی فیض و برکت کا سرچشمہ  
 ہے۔ سفر حج میں فقیر کی اور آپ کی مصیبت رہی۔ آپ مکارم اخلاق کے جامع  
 اور معدن ہیں۔ مدینہ منورہ کے سفر میں آپ قافلہ میں نماز پنجگانہ اور وقت  
 جماعت کشمیرہ کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ قافلہ میں کبھی ایک وقت  
 کی جماعت آپ کی فوت نہیں ہوئی۔ مدینہ منورہ میں فقیر نے دیکھا کہ اہل سفر  
 بے حد آپ کا احترام اور حسرت ادا کرتے تھے۔ و اس قلیل زمانہ قیام  
 میں طلبہ حدیث پڑھنے کے لئے آپ کی قیام گاہ پر حاضر ہوتے تھے آپ  
 تصنیفات عالی رکھتے ہیں۔"

لے زیارت نامہ یعنی زیارت ولیار کاملین جس ۶۷-۶۸۔ مطبوعہ دفتر المطابع کھنور ۱۹۱۳ء  
 شمس العارفین۔ جس ۶۳۔ مطبوعہ مقبول المطابع ہردوئی۔

کیا خوب فرمایا گیا ہے ۔

خوشتر آن ہاشمہ کسرو دلبران

گفتہ آید در حدیث دیگران

پروفیسر صاحب ! دیکھ دیجئے اور بغور ملاحظہ فرمائیجئے ۔ یہ سب ایک غیر جانبدار عالم بلکہ شیخ طریقت کی گروہی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رہ کے حق میں جبکہ احمد رضا خان صاحب کے بیانات بغض و عناد کی پیداوار ہیں جو انہوں نے جو شل عدوت سے منظر پر جو کر وضع کئے ہیں ۔

دیکھئے آپ ہی نے شیخ احمد جرائزی کی تقریظ کے درج ذیل کلمات نقل فرمائے ہیں

” ان شیاطین میں سے ہمارے مدینہ منورہ میں بھی چند گنتی کے ہیں ۔ اقصیٰ

کی آڑ میں چھپے ہوئے ہیں ۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو محقریب ہرگز منورہ

ان کو اپنی مجاہدیت سے نکال باہر کرے گا کہ اس کی یہی خاصیت ہے جو

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ”

میرے محترم ! آئیے احادیث صحیحہ سے ثابت شدہ معیارِ حقانیت پر چک

کر دیکھ لیں کہ مولانا خلیل احمد صاحب اور احمد رضا خان صاحب میں سے کس کو مدینہ منورہ

نے ” اپنی مجاہدیت سے “ نکال کر باہر کر دیا ؟ اور کون مدینہ منورہ لفظ اللہ تعالیٰ شرفاً

و تعظیماً کے مبارک قبرستان ” جنت البقیع “ میں آسودہ آغوشِ لحد ہے ؟ اور کون

مٹائے بسیا کے باوجود اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم رہا ؟

پروفیسر صاحب ! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب

قدس سرہ العزیز نے بروز بدھ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ کو بعد نماز عصر با واز بلسہ

اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کی اور آپ کی نمازِ جنازہ

آستانہ نبوی کے قریب باب حیرلی کے باہر ادا کی گئی جو مدینہ طیبہ کے ” در سر شہر حید ”

لہ حاشیہ بر صحر آستانہ

کے صدر عدس مرانا شیخ طیب نے پڑھائی۔ اور باوجود جلدی کرنے کے اچھلکے  
سنت ہے، از و علم اتنا بڑھ چکا تھا کہ کا نہ عادی نہ مشکل ہو رہا تھا۔ علماء بھی سمجھے اور طلبا  
بھی۔ اہل تعلق بھی تھے اور بیگانے بھی۔ اور سب با دیدہ پر نم لے کر چل رہے تھے۔ اہ  
زمین حال سبھی کی کہہ رہی تھی۔ ع

عاشق کا جسنا زابت نرا دھولم سے نکلا

اور عشار سے پہلے پہلے "جنت البقیع" میں اہل بیت نبوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
کے مزارات کے قریب آپ کو آغوش بھریں اتار دیا گیا۔ انا لله و انا الیہ

راجعہ ط ع

پہنچی وہیں پر خاک جہاں کا خمیہ تھا نہ

اس کے برعکس احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں۔

.. وقت مرگ قریب سے۔ اور میرا دل بند تو بند ہے مگر مغفرت میں بھی جرنے

کو نہیں چاہتا ہے۔ اپنی خواہش یہی ہے کہ دین طیب میں ایمان کیساتھ

موت اور بقیع مبارک میں خیر کے ساتھ دفن نصیب ہو اور وہ قادر ہے

بہر حال اپنا خیال ہے۔ مگر جائیداد کی جدائی یہ لوگ کسی طرح نہ کر سکتے

وہیں گے۔ خریدار کو مجھ تک پہنچنے بھی نہ دیں گے۔ مگر منقول شی رضی

کہ بازار بیچ کر نیسلاہم کر دی جائے اور خالی ہاتھ بھیک پر گز کر سنے کے

لئے ہانا نہ شرفا جائز نہ دل کو گوارا۔ دہلیہ کہنے کہ ہر بات کا انہام بخیر

ہو۔ والسلام ۹ ع

۹۰ (حاشیہ ص ۱۰۲) قائل برطوی علیہ بیجاؤ کی نظر میں ۱۰۱۔ ۱۰۲ حیات خلیل ص ۳۳۰-۳۳۱

۹۱ حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۱۶-

احمد رضا خان صاحب کی یہ عبارت پڑھ کر ہمیں ان کے دماغی "عشقِ رسول" پر بے ساختہ ہنسی بھی آئی ہے اور افسوس بھی۔ اور ساتھ ہی علامہ اقبال مرحوم کا ترجمہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

بے خطرہ کو پڑا آتشِ نورد میں عشق

عقل ہے جو ماسائیکے سبب باہم بھی

اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد و توکل میں احمد رضا خان صاحب کی اس قدر بے باکی اور صبر و قناعت کے باب میں موصوف کی اس بھی دماغی کو ملاحظہ کیجئے۔ اور ساتھ ہی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نور اللہ منبرہ کا تمام اندیشہ ہائے دور کو خیر بلا کہتے ہوئے اور استقامت کے اعلیٰ ترین درجہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کو پوچھو کہ کس طرف، وانگلی پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے۔

مزید تفصیل کے لئے "حیاتِ خلیل" ملاحظہ ہو۔ اور بے ساختہ آپ پکارا انٹیلی

گئے کہ علامہ اقبال مرحوم نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ

عقل بسیار ہے سو ہمیں بنا لیتا ہے

عشق نے چارہ نہ صوفی ہے ملا۔ مسکیتم

پروفیسر صاحب تو "عاشقِ رسول" کے نام سے ایک پمفلٹ لکھ چکے ہیں لیکن نامعلوم یہ حقیقت موصوف کی نظر سے کیوں اوجھل رہی کہ "عشق" لفاظی کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک ایسی کیفیت ہے کہ جب کسی شخص میں پیدا ہوتی ہے تو "عاشق" کے صغیر قلب سے محبوب کے علاوہ ہر نقش کو مٹا دیتی ہے۔ بہر حال موصوف "عاشقِ رسول" کی خدمت میں سر دست ہم درج ذیل شعر ہی پیش کر سکتے ہیں۔

عشق چوں خام است باشد نسبت ناموسِ رنگ

پختہ مغز ان جنوں راسکے بود جب زنجیر پا

## جعلی مکتوب تیار کرنے کا داعیہ اور سبب

جہاں تک ہم سمجھ سکتے ہیں اس جعلی مکتوب کے تیار کرنے کی ضرورت اس وقت پیش آئی جب کہ احمد رضا خان صاحب نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے خدوہ میں یہ بات مشہور کر دی کہ "شریف مکہ" ان کا مدبر ہو گیا ہے۔ نیز اپنے مکاتیب میں لکھ کر ہندوستان بھی بھیج دیا کہ "شریف مکہ" کی مجلس میں ان کا بڑا اعزاز و اکرام ہوا ہے۔ اس لئے ہندوستان کے لوگوں کو ضرورت پیش آئی کہ صحیح حالات معلوم کرنے کے لئے ان علاقے سے رابطہ قائم کریں جو شریف مکہ کے اراکین مجلس میں شامل ہیں چنانچہ برٹلی اور روم پور کے بعض حضرات نے فوراً خط لکھ کر صحیح صورت حال دریافت کی۔ جو اباشیخ عبدالقادر شیبی کلید بردار نے کتبہ نے مختصراً اصل صورت حال لکھ بھیجی جس سے اسرار رضا خان صاحب کے اعزاز و اکرام کا ہوائی قلعہ آنکھ جھپکتے ہی ہتھیار ٹھنڈا ہو گیا۔

یہ تصدیق مکتوب اور مکہ معظمہ سے آمد و جہاز مولانا محمد اسحاق صاحب بلیاوی حمزہ اللہ تبارک علیہ نے اپنی کتاب "قاطع الوریہ من العتیدہ العنیدہ" مطبوعہ ۱۳۳۲ھ میں بھی شائع کر دیا تھا اس لئے رضا خانی حضرات کو ضرورت محسوس ہوئی کہ مکہ معظمہ کی طرف منسوب کوئی ایسا مکتوب شائع کیا جائے جو احمد رضا خان صاحب کے، اعزاز و اکرام کے منہدم قلعہ کو دوبارہ استوار کر دے۔

چنانچہ ۱۳۳۰ھ میں جو کہ احمد رضا خان صاحب کے ملفوظات کی جمع ترتیب و اشاعت کا سال ہے۔ شیخ صالح کدوں کی طرف منسوب کر کے ایک خط ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم میں تامل کر کے شائع کر دیا گیا۔ اور یہ ایسے وقت میں شائع

کیا یہاں تک کہ مکتوب نگار اور مکتوب الیہ دونوں ہی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے نہ  
تاکہ ہی کی طرف سے تردید کی بھی گنجائش باقی نہ رہے۔

پھر عاں ہم مولانا محمد اسحاق صاحب بیادوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض تمہیدی کلمات  
کے ساتھ "ساکنان بریلی" کا استفساری مکتوب اور "شیخ عبد القادر شیبی کا یہ  
برادر خانہ کعبہ" کا وہ خط جو موصوف نے مولانا محمد طیب صاحب کی "دم ذلیقہ"  
۱۳۲۳ء) مدرسہ عالیہ دہلی پر لکھا تھا۔ یہاں پر درج کئے دیتے ہیں تاکہ یہ  
نامہ چیز منظر عام پر آجائے۔

..... علامہ بریلی دہلی پور نے براہ راست جناب شیخ عبد القادر  
شیبہ کے ذریعے شریف صاحب کے مرید و معتقد ہو جانے کی حقیقت  
دریافت کی۔ اور یہ بھی پوچھا کہ شریف صاحب نے احمد رضا خاں صاحب  
بریلوی کے باب میں کیا حکم صادر فرمایا تھا؟

اس کے جواب میں جو مختصراً جناب شیبہ صاحب نے تحریر فرمایا وہ یہ ہے

یہاں نقل کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ بریلوی نے علم عیب کے مسئلہ پر اور قادیانی کی تکفیر پر  
مکہ منظرہ کے علماء سے لبریں اور استخط کرانا چاہا تھا مگر علم حزیب کے  
مسئلہ کو تو تمام علماء سے قاطبہ مردود، باطل اور ضلال فرمایا۔ اور  
شریف صاحب کا حکم صادر ہوا کہ کوئی عالم اس کی کسی تحریر پر تصدیق و

لے مفرد غلات علی حضرت محمد دوم۔ ص ۱۷۱ اور شیخ صالح کمال کے  
انتقال کا علم احمد رضا خان صاحب کے اس جملہ سے ہوتا ہے کہ "شیخ صالح کمال کو اللہ  
تعالیٰ جنات عالیہ عطا فرمائے" مفرد غلات علی حضرت محمد دوم ص ۲۷۔

دستخط نہ کرے۔ لیکن یہ حکم پوری طرح شائع نہیں ہوئے یا تھا کہ بریلی  
نے اراہ مکر و فریب و دیگر تہہ پیر گراں بہا بعض علماء سے قادیانی تکفیر  
پر دستخط کرائے۔

ناظرین ! احمد رضا خان صاحب بریلوی کا یہ وہی کیسہ عظیم ہے جس کا  
ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔ یعنی اس نے قادیانی کے عقائد باطلہ ظاہر کئے اور اس کے  
ساتھ علماء دیوبند کو بھی اراہ بردیانتی شمل کر کے بالاجمال سب کی تکفیر پر دستخط  
کرائے۔ اور ہندوستان میں آکر یہ ظاہر کیا کہ علماء بحرین نے تمام علماء دیوبند کی  
تکفیر فرمائی ہے۔ جہاں اللہ جہاں عاقل ہے۔

اہل بریلی کا خط اور شیخ عبدالقادر شیبی کلید بردار خان کعبہ کا جواب ہم  
بجانبہ مع ترجمہ کے نقل کرتے ہیں۔ وہ اپنے ہی خرچ سے اس کی مکر تصدیق  
کا وعدہ کرتے ہیں۔

اہل بریلی کی طرف سے شریفینہ مکہ  
کی خدمت میں عرض حال۔  
بعد حمد و صلوة سے اہل بریلی کی طرف  
سے نائب خلیفہ اسماعیل شریفینہ  
مکہ کی خدمت میں درخواست کی  
جاتی ہے اور امید کی جاتی ہے  
کہ ازراہ مہربانی ہم کو اس حکم نامہ  
سے مطلع فرمایا جاوے جو حضور  
کے جس شوق سے میں احمد رضا پر  
صادر فرمایا۔ اس لئے کہ اس نے

حلاصۃ حال و تشکر من  
جانب ساکنان بریلی۔  
الحمد لله العن العظیم و  
الصلوة والسلام علی شیعہ  
الکریم و علی آله و صحبه  
و علی الجاہ العمیم۔  
ما بعد حمد و تشکر  
من اہالی بریلی و مسترحام  
من دولۃ سیدنا نائب  
خلیفۃ المسدین

میدان اپنی بعض تحریرات (مکاتیب) میں شائع کیا ہے کہ مکہ معظمہ میں حضور شہ امپ صاحب خدیج سے اجازت سے نوتی اور ہوا نعت ظاہر فرمائی جو چاہتے ہیں کہ حضور کے حکم نامہ سے احمد رضا کی تحریرات کی تردید و تکذیب کی جائے اور اس کا جھوٹ کھول دیا جائے۔ نیز حضور پر یہ امر بھی نہ ہوگا کہ احمد رضا کے اس رسالہ پر جو اس نے مسیح قادیانی کی تردید میں لکھا ہے، مکہ معظمہ کے بعض علماء نے جو تقریظ لکھی ہیں عنقریب احمد رضا دغا باز اس کو بدل کر اپنے غرض و مطلب کی طرف لے جائے گا۔ کیونکہ یہ شخص دجال و مکار ہے۔ طرح طرح کی مہر میں بنا لیتا ہے۔ ہر ایک کتاب کی تقریظ کو دوسری کتاب میں شامل کر دیتا ہے۔ اور یہ شخص مسیح قادیانی سے کسی طرح کم

بلد اللہ الامین -  
 یترجون من سیدنا وسید  
 الامم ابی یسیر لہم  
 سرسوم من مجلسہ  
 سامی بصر شریح حکمت  
 بہ دولتہ المنصورۃ علی  
 احمد رضا لیکون مکد با  
 لما اشاع فی مکاتیبہ  
 حیث زعم ان دولۃ  
 سیدنا قد جنحت الی  
 معتقدہ -  
 وایضاً لا یحتمل علی  
 سعادتہ وولۃ سیدنا ان  
 التقریظ الذی کتبہ بضمن  
 العلماء علی کتابہ الذی  
 رد فیہ علی المسیح القادیانی  
 سید خذھا السلسلی  
 ما یرید فانہ دجال مکار  
 یصور الذمہار وریسا  
 الصق ورقہ استقریض کتب  
 خیر الکتاب وھذا الرجل



شہیں۔ اس لئے کہ تادیب فی سبغی  
کا مدعی ہے اور اسکو رضا مجددیت  
کا۔ حاصل یہ ہے کہ سلام آپ  
ہی کے گھر سے پھیلا ہے۔ اور آپ  
ہی اس کے مددگار ہیں۔  
والسلام

ببین بادک من السیخ  
التادیب۔ والذیل علی  
لرسالة طاهرًا و هذا التمدد  
بالمعنى ویکون الحاصل ان  
الاسلام بما عرفت من  
میتکم و متماعونہ و التلام

نقل برامت مہر مولانا شیخ عابد الدین کلکتہ کے کاتب شریف

جو بل برین کی عرضداشت کے جواب میں بنام مولوی محمد طیب صاحب کی  
حکس مدد سے عالیہ رام پور مساند ہوا۔

محبت مکرم شیخ محمد طیب صاحب  
سلوات اللہ تعالیٰ سلام معہ الاکرام  
کے بعد اول آپ کی صحت تندرستی  
کی کیفیت دریافت کی جاتی ہے  
جو امید کرنے میں کہ آپ ہمیشہ  
تندرست رہیں گے۔ دوسرے  
یہ کہ آپ کا خط پہنچا اور اس کے  
ساتھ وہ رسالہ جو آپ نے شیخ  
ناری کے رد و قدر میں لکھا ہے

قدوة لعضلاء و عمدة  
العلماء جماعہ الفاضل  
محمد لتیخ محمد طیب  
سلمہ اللہ و انقاد۔ امین  
و بعد السلام استام مع  
التعمیة و الاکرام۔  
ول السوا من حکمان  
صحبتکون روحا دوامها  
وثنا سیا قد وصلنا کتابکم

موصول ہوا۔ ہم کو مولوی احمد رضا  
خان بریلوی کی اصلی حالت مولانا  
شیخ محمد معصوم کے ذریعہ سے  
معلوم ہوئی۔ ہم نے اس کو شریف  
مکہ کے حضور میں پیش کر دیا۔ وہاں  
سے مفتی احناف کے نام حکم صادر  
ہوا کہ وہ اس کی کسی بات کا جواب  
نہ دیں۔ مولوی احمد رضا خان نے  
شیخ محمد معصوم کے روبرو اپنا  
وہ رسالہ پیش کیا جس میں انہوں  
نے لکھا ہے کہ ان حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ ان  
سے اب تک جس قدر امور ہو  
چکے ہیں اور ہوں گے ان سب  
کو آپ جانتے تھے اور تعریف  
لکھنے کی درخواست کی۔ شیخ محمد معصوم  
نے اس سے انکار کر دیا۔ اور اس  
مسئلہ کے متعلق چند باتیں بیان  
کیں۔ جن سے ظاہر ہوا کہ مولوی  
احمد رضا گمراہ اور دشمن دین ہے  
اس کے بعد احمد رضا نے اپنا

دف طیب رسالتکاملہ  
للشیخ الناری وبواسطہ  
مولانا الشیخ محمد معصوم  
فہمنا حقیقۃ الرجل ہی  
المولوی احمد رضا خان  
البریلوی ومرضنا علی  
دولۃ سیدنا الشریف و  
رصدرا امرہ علی مفتی  
لاحناف ات لا یجیبہ  
نشیئ فکل ما یسأل  
وقد حصل رسال الشیخ  
علی تقریظہ فی قول  
« انہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یسلم ما حکان وما یکون  
من الارل لب الابد  
وهو بکل شیء عليم »  
فانحکرت الالف ووجاہ لها  
تو حیہات اظہرت عنادہ  
رضلادہ  
وبعدھا اظہر رسالتہ  
فیہا رد علی المدعی ان

عیسیٰ فی الہند تقرظوا  
رسالتہ بمعنی العالم  
و کانت بالفیض من  
اطلاعتنا و ہند سما منا  
اطلعتنا دولة لاسیر و  
مکان عزم علی اخذھا  
ولکن تحققنا ان  
ما فیہا یخل بالشرح  
ابقاھا فی یدہ والآن  
خرج الی مدینۃ المورۃ۔  
دستخط

عبد القادر الستیوی  
واقف سبب اللہ الاحرام  
الثانی ربیع الاول ۱۲۲۳ھ

دوسرا رسالہ پیش کیا جس میں انہوں  
نے قادیانی پر رد کیا ہے۔ سو  
اس پر بعض علماء نے تقریظ لکھ  
دی۔ اور یہ اس سبب سے ہوا کہ  
ہماری اطلاع کر لے سے ان کو  
خفیت ہوئی۔ ہم نے جب بیانات  
سنی تو شریف مکہ کو اس سے مطلع  
کیا۔ انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ  
رسالہ مذکورہ کو احمد رضا سے لے  
لیں۔ لیکن جب مسلم ہوا کہ  
اس رسالہ میں شرح کے خلاف  
باتیں ہیں تو انہوں نے نہیں  
لیا۔ اور اسی کے پاس چھوڑ دیا  
اب وہ مدینہ کی طرف چلا گیا۔

ناظرین کرام! ان دونوں خطوں کو ملاحظہ فرما کر نسبتاً جو کمال سمجھو کہ احمد رضا  
پر بلوی کہاں تک سچا ہے، اور اس کے معاویہ کیسے راست باز ہیں یہ  
اسی ہے کہ قارئین کرام اس ساری صورت حال کے سمجھ لینے کے بعد شیخ  
صالح کمال کی طرف منسوب جعل خط کی تیاری کے پس منظر سے خوبی واقف ہو

گئے ہوں گے۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ سے بیان فرمایا ہے کہ۔

چوتھا اعتراض

۔ احمد رضا خان صاحب کے خلاف ایک طویل محضر نامہ

جناب شیخ محمد محمود صاحب نقشبندی رام پوری کی خدمت میں طویل لوگوں نے پہنچایا۔ تاکہ وہ اس محضر نامہ کو شریف سیکرٹری کی خدمت میں پیش کر دیں اور لوگوں کا مقصد یہ تھا کہ شریف صاحب محمد رضا خان صاحب کو تنبیہ کر دیں اور حرام واقعہ سزا دیں۔ لیکن جناب شیخ محمد محمود صاحب نقشبندی رام پوری نے تو پیش نہیں کیا بلکہ اس کے ہاتھ سے آفندی عبدالحق صاحب سبکی کیلئے بردار خانہ کعبہ لے لیا۔ اور کہا کہ میں خود یہ محضر نامہ شریف صاحب کو دوں گا۔ جب وہ محضر نامہ شریف صاحب کے خدمت میں پہنچا تو محمد رضا خان صاحب کے بارے میں درج شدہ باتیں پڑھ کر شریف صاحب احمد رضا خان صاحب رحمت غضناک ہوئے۔ شیخ صاحب اور شریف صاحب نے احمد رضا خان صاحب کو تید کر دینے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ لیکن جناب شیخ محمد محمود صاحب نقشبندی رام پوری نے جنہیں محضر نامہ شریف صاحب کو پہنچانے کے لئے پہلے پیش کیا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے موصوف کی خدمت میں پیش نہیں فرمایا تھا۔ اور مولوی مسوعلی محدث رام پوری نے قید کر لے کی مخالفت کی ہے۔

اس بیان پر اعتراض کرتے ہوئے پروفیسر صاحب لکھتے ہیں۔

” ایک طرف تو صاحب شہاب شاقبہ فرماتے ہیں کہ محضر نامہ اس لئے نہیں کیا گیا تاکہ فاضل بریلوی کو قرار واقعی سزا دی جاسکے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جب شریف مکہ میں پر آمادہ ہوئے تو مولوی منور علی وغیرہ آڑھے آستے ہیں گویا ازاراہ کرم۔ یہ ہت سمجھ میں نہیں آتی۔“

**جواب** | پروفیسر صاحب! اگر یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی ہے تو فرس میں حضرت مرنی یہ کا کیا قصور؟ آپ میں کو نہیں اور قلمت استعدا پر ماتم کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے استقامت فہم اور استعداد کی بھنگی کی دعا کریں۔ سیر دست یہ معاملہ ہم آپ کو سمجھا دیتے ہیں دراصل فرمائیں۔

کسی دو جہوں میں تعارض پائے جانے کے لئے ضروری ہے کہ ان میں بیان کیا جانے والا حکم ایک ہی شخص یا چیز کے بارے میں ہو ورنہ ان کو متعارض نہیں کہیں گے چنانچہ یہاں پروفیسر صاحب کو قرار واقعی سزا دلوانے کی تمنا کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے محضر نامہ تیار کر کے جناب شیخ محمد مصوم صاحب لقمشندی رام پوری کو دیا تھا تاکہ وہ شریف مکہ تک پہنچا دیں۔ گوانوں نے یہیں پہنچایا۔ بلکہ دوسرے صاحب نے پہنچایا تھا۔ اور احمد رضا خان صاحب کی سزائے قید کی مخالفت محضر نامہ تیار کرنے والوں نے نہیں کی بلکہ جناب شیخ محمد مصوم صاحب لقمشندی رام پوری اور مولوی منور علی صاحب رام پوری نے کی تھی۔ جس کا ذکر محضر نامہ تیار کرنے والوں میں قطعاً نہیں ہے۔ لہذا جب احمد رضا خان صاحب کی یہ قرار واقعی سزا کے مستثنیٰ اور لوگ ہیں۔ اور سزائے قید کے مخالف اور لوگ۔ تو پھر پروفیسر صاحب کو دونوں باتوں میں

## تناقض کیسے نظر آگیا ؟

پروفیسر ملاحب کے علم میں اصناف کے لئے ایک بات ہم اور عرض کئے دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر بالفرض مخالفت کرنے والے دونوں بزرگ محض نامرتباً کر سنے والوں میں شامل بھی ہو گئے تو بھی حضرت مہدیؑ کے مندرجہ بالا بیان میں کوئی تناقض نہ ہوتا۔ کیونکہ تناقض پائے جانے کے لئے "اتحاد زمانہ" بھی شرط ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ "زید رات میں سوتا ہے" اور "نید دن میں نہیں سوتا ہے" دونوں جملوں میں کوئی تناقض واقع نہیں ہے۔ بعینہ اسی طرح اگر بالفرض یہ دونوں حضرت محض نامرتباً کر سنے والوں میں شامل ہو گئے، اور اس وقت ان دونوں بزرگوں کی راتے دوسرے لوگوں کی طرح یہی ہوتی کہ احمد رضا خان صاحب کو "قرارد اقلیٰ سننا" دلوانی جاسئے پھر بعد میں کسی بنا پر ان کی راتے میں تبدیلی آجاتی تو ہمیں اس میں کوئی استبعاد نہ ہوتا۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ بعض اوقات راتے کچھ ہوتی ہے۔ پھر بعد میں کسی کے مشورہ یا ذاتی غور و فکر یا حالات میں کسی تبدیلی کی بنا پر راتے تبدیل ہو جاتی ہے۔

اگر پروفیسر صاحب اس کی مثال دیکھا چاہیں تو ہم یہاں پر بھی ان ہی کے گھر کی شہادت پیش کئے دیتے ہیں۔ دیکھئے جناب ! احمد رضا خان صاحب متحدہ ہندوستان کے ہندوؤں کو "ذمی" قرار دیتے تھے۔ اور ان کے حقوق مسلمانوں کے برابر ثابت فرماتے تھے۔

اب جب دیکھا کہ انگریز بہاد چاہتا ہے کہ ہندو مسلم دونوں قوموں کو آپس میں لڑا دیا جائے۔ کیونکہ تھوڑے کیے خلافت اور ترکہ سوالات کے زمانہ میں ہندو مسلم اتحاد کے باعث انگریز کے پاؤں برفیروز سے اکھڑنے لگے تھے تو جناب احمد رضا خان صاحب

۱۰ فتوے دے دیا کہ ہندوستان کے مندو " عربی " میں اور ان کے کسی بھی قسم کے معاملات کرنے جائز نہیں ہیں۔ ۱۰

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رائے میں تبدیلی آجنا کوئی لپھنے کی بات نہیں ہے۔  
 پروفیسر صاحب بلاوجہ پریشان ہو رہے ہیں۔ بہر حال حضرت مدنیؒ کا بیان  
 ہر طرح سلفیہ و درست اور صحیح ہے۔ البتہ پروفیسر صاحب کی قلت غور و فکر یا کم علی کے  
 باعث یہ صورت پیدا ہو گئی ہے۔ ۱۰

خیزاں نہ تھی چمنستان دھریں کوئی

نمود اپنا ضعیف نظر پردہ بہر رہو

حضرت مدنیؒ ہونے لکھا ہے کہ۔

**پانچواں اعتراض**

۱۱ احمد رضا خان صاحب سے شریف مسکے کیلین

سے تین سوالات کئے گئے تھے۔ جب احمد رضا خان صاحب نے ان کے  
 غیر قلی بخش جوابات دیئے تو شریف مسکے کی طرف سے حکم آیا کہ تم جدیدیاں  
 سے چلے جاؤ۔ ۱۱

اس پر اعتراض کرتے ہوئے پروفیسر صاحب لکھتے ہیں۔

۱۲ لیکن واقعات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل بریلوی نے ایک دو  
 دن نہیں بلکہ اس فرمان شاہی کے نفاذ کے بعد دو ماہ سے زیادہ عرصہ  
 قیام فرمایا۔ یا تو یہ بات جہی ہے یا پھر فاضل بریلوی کے عشق و محبت  
 بریلوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت ہے کہ فرمان شاہی کی تاثیر کو ختم کر

۱۰ الصحیحۃ المؤمنۃ فی آیت المنعۃ . ص ۲۵

۱۱ الشہاب الشاقب . ص ۷۸ ملخصاً۔

کے رکھ دیا۔ ۱

احمد رضا خان صاحب نے مفرحین شریفین سے مستحق جو تصدیق

جواب

بذات خود بیان کی ہیں۔ جو ان میں سے جنس کو اپنے الفاظ میں علو

خاصہ پہلے ذکر کرتے ہیں بعد نزال پر دلیر صاحب کے اعتراض کا جواب پیش کریں گے۔ احمد رضا خان صاحب مرہم لکے ہیں۔

۱ ۵ ۱ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ بعد نماز عصر احمد رضا خان صاحب سے شریف مکہ کی

جانب سے سوالات کئے گئے تھے۔ ۲

۲ ۱ اس وقت یعنی ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ، موصوف کو مدینہ طیبہ جانے کی صدمہ

تھی اور ان کا دل اسی دھیان میں لگا ہوا تھا۔ جس کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ وہ اس وقت مدینہ طیبہ جانے کی تیاری میں مشغول تھے۔

۳ احمد رضا خان صاحب کے سامنے سوالات پیش ہو جانے کے بعد اب مدینہ

طیبہ کو موصوف کی روانگی ۲۵ ذی الحجہ یا اس کے دوپہار روز جمعہ کی مدت میں نہیں ہوتی جیسا کہ ان کا پروگرام تھا۔ بلکہ تقریباً دو دو بعد ۴ صفر ۱۳۲۲ھ

کو وہ قائم مدینہ طیبہ ہوتے ہیں۔ ۴

۴ یہ سوالات شریف مکہ کی جانب سے کئے گئے تھے۔

ورنہ اگر کسی عام عام کی طرف سے سوالات ہوتے تو احمد رضا خان صاحب المتعارف

ربانی جوابات دے کر بھی اپنے پروگرام کے مطابق مدینہ طیبہ روانہ ہو سکتے

۱۔ فاضل بریلوی علماء ہند کی نظر میں۔ ص ۱۶۹۔ ۲۔ طفوفات اعلیٰ حضرت۔ ص ۱

۳۔ دوم۔ ۴۔ لدولة المحکمة۔ ص ۱۰۱۔ ۵۔ طفوفات اعلیٰ حضرت

ص ۲۳۔ دوم۔



تھے۔ لیکن شریف مکہ کے ان تحریری اور مصطلح جواب داخل کرنے کی ضرورت تھی۔ لہ  
 ۵۔ ۲۴۔ ۱۔ صفر ۱۳۲۳ء کو مکہ معظمہ سے روانہ ہو کر - سمتہ رابع - پہنچے تھے کہ  
 جلال ربیع الاول طلوع ہو گیا اس مقام پر پہنچنے سے چھ دن یعنی چھ یا سات  
 ربیع الاول کو وہ مدینہ طیبہ پہنچتے ہیں۔ پھر مدینہ طیبہ میں ان کا قیام اکتیس  
 روز رہتا ہے۔ گریاسات یا سمتہ ربیع الثانی تک وہ مدینہ طیبہ میں  
 رہتے ہیں۔ لہ

۶۔ ۱۔ احمد رضا خان صاحب نے مذکورہ سوالات کا جواب ایک کتاب "المطالعہ" تحریر  
 کی صورت میں لکھ کر (بقول ان کے) ۲۸ ذی الحجہ کی صبح کو اس شخص کے  
 حوالہ کر دیا جس کی وساطت سے انہیں سوالات پہنچے تھے۔ پھر اس نے ۲۸  
 و ۲۹ ذی الحجہ کی درمیانی شب کو اول وقت نماز عشاء پڑھنے کے بعد  
 سے نصف شب تک کتاب مذکورہ کا نصف حصہ شریف مکہ کو پڑھ کر سہا  
 بعد ازاں شریف مکہ اس کتاب کو لے کر آرام کے لئے بالائے سر پر قرآن  
 لگے۔ لہ

۷۔ ابن امہ کو ذہن نشین کرنے کے بعد اب دیکھنا یہ ہے کہ باقی ماندہ نصف  
 کتاب کے مطالعہ سے شریف مکہ کب فارغ ہونے لگے  
 کیونکہ ظاہر ہے کہ کمال جواب کے مطالعہ کے بغیر فریاد شامی کے نفاذ کے کوئی  
 معنی ہی نہیں۔ اب جہاں یہ ممکن ہے کہ شریف صاحب نے ایک دو روز میں باقی سا  
 رہا

۱۔ مطبوعات اعلیٰ حضرت - حصہ دوم - ص ۹ - ۱۰۔ لہ مطبوعات اعلیٰ حضرت  
 حصہ دوم - ص ۳۳ - ۳۵۔ لہ مطبوعات اعلیٰ حضرت - حصہ دوم -

نصف حصہ کا مطالعہ کر لیا سو۔ ان حکام کی مصروفیات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات زیادہ قریب قیاس معلوم ہوتی ہے کہ باقی ماندہ نصف حصہ کا مطالعہ تا شبہ و آخر تک کا شکار ہوتے ہوئے ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کی قریبی تاریخوں تک جا پہنچا ہو۔ پھر احمد رضا خان صاحب کے جوابات کا مکمل مطالعہ کرنے کے بعد موصوف کے جلسے میں مکہ منظر سے جلد نکل جانے کا فرمان شاہی نافذ ہوا ہو۔ اور احمد رضا خان صاحب پوریا بستر لپیٹ کر ۲۴ صفر کو مکہ منظر سے چھٹے جلسے ہوں تو اس میں عمتاً باعداً کون سا مستباح ہے ؟

پروفیسر صاحب (حضرت مدنی) کی بات کو "جعلی" بتانے سے پیشتر آپ کو ٹھوس دلائل سے ثابت کرنا ہوگا کہ نکل جانے کی تاریخ کوستہ ریف ہو کہ احمد رضا خان صاحب کے جواب — الدولہ الدکیہ باسعاده العیضہ — کے مکمل مطالعہ سے فارغ ہوا تھا۔ اس کے بعد البتہ آپ کہہ سکتے تھے کہ اگر بقول حضرت مدنی یہ جوابات پر مطلع ہونے کے بعد شریفین مکہ مکہ منظر سے جلد نکل جانے کا حکم دیا ہوتا تو اس کے بعد اتنی مدت تک احمد رضا خان صاحب مکہ منظر میں کیسے مقیم رہتے ؟ لیکن اس بنیادی بات کو طے کرنے بغیر حضرت مدنی جو مرد حرم غاندک دینا بس آپ جیسے پی پیج ٹی وی پروفیسر ہی کا کام ہے۔

ہاں ہمہ اگر پروفیسر صاحب کا اسی پر لادلیل بریلو یا ز اصولاً جو کہ ۲۰ و ۲۹ ذی الحجہ کی درمیانی شب کو جب نصف کتاب شریف مکہ مکہ مکہ مکہ کی تھی تو باقی ماندہ نصف حصہ کو بھی ایک ۱۱ روز میں رکھ لیا ہوگا۔ اور اس طرح فرمان شاہی کے نفاذ کا وقت زیادہ سے زیادہ ادا نل محرم ۱۳۲۴ھ ثابت ہوتا ہے اس صورت میں یقیناً سوال پیدا ہوگا کہ مکہ منظر سے جلد نکل جانے کے فرمان شاہی کے نفاذ کے بعد احمد رضا خان صاحب مکہ منظر میں ۲ صفر تک کیسے سکونت پذیر رہے ؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں کہ۔  
 وہ ادنیٰ محرم سے نحوً محرم تک وہ اس قدر شدید بیمار ہے کہ کئی مہینے  
 مسجد حرام میں مانگتا پڑھتا رہا ہے۔ اور جس بالاخانہ میں موصوف  
 مقیم تھے اس سے نیچے اتر کر آیا، بھی ان کی قدرت سے ماہر ہو گیا تھا  
 اور جب بعض اصحاب نے مکہ معظمہ کی شدت گرمی کے باعث حالت  
 ایسے صحت اور پر فضا مقام پر چلے کو کہا تو احمد رضا خان صاحب  
 نے جواب دیا کہ اگر یہ شدت میں سفر کی قابلیت ہوتی تو میں مدینہ  
 ہی کیوں نہ جاتا۔

اس کے بعد جب اواخر محرم میں کچھ صحت ہوتی ہے تو پھر فرما لیا۔ عود  
 کرتا ہے۔ جس کی تفصیل احمد رضا خان صاحب کے الفاظ میں اس طرح ہے۔  
 "جب اواخر محرم میں لفضلہ قلعے صحت ہوئی، وہاں ایک مدغنی حمام  
 ہے۔ میں اس میں نہ گیا، ہر نکلا ہوں کہ بہرہ کچھ حرم شریف پہنچتے  
 پہنچتے برسنا شروع ہوا مجھے حدیث یاد آئی کہ جو سینہ بائیں برستے  
 ہیں طواف کرے وہ جنت الہی میں پیرتا ہے فوراً سنگ اسود شریف  
 کا بوسہ کر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیا پھر سما۔ عود  
 کر آیا۔"

جب خواہد کر کے اس بخار سے نجات ملی ہے تو پھر احمد رضا خان صاحب  
 مکہ معظمہ سے فرما رہے ہیں۔ جو لے گا یوگراہ بہا۔ میں سیکن نقد کا کرنا کہ پھر جیاتی آ

گھیر آئے ہے۔ چنانچہ خود ہی تمہیں بیان کرتے ہیں کہ۔

” صفر کے پہلے عتہ رہ میں عزیز حاضری سہ کا، اعظم معصم ہو گیا۔ اور نٹ  
 کرایہ کرتے۔ سب شرفیہ پیشکی سے ہیں۔ آج سب اکابر علم  
 سے بھرت ہوئے کہ ملا۔ وہاں پانی کی جگہ چہنے کی تواریح ہے۔ اور  
 انکار سے براہ سنتے ہیں۔ سر جگہ چائے پینی ہوں جس کا شمار زرفجواص  
 تک پہنچا۔ اور وہاں بے درد کی چائے پیتے ہیں جس کا میں علم ہی  
 نہیں ور چائے گرہ کو سفر ہے۔ اور سیر سے گزرتے صعیف رات  
 کو معاذ اللہ شدت حوالی گردہ کا درد ہوا۔ مسامی شب چائے کٹی  
 صبح ہی سفر کا قصہ تھا کہ بھورا زمتوی۔ انجانوں سے کہہ دیا گیا کہ  
 ماشف نہیں جاسکتے۔ وہ چھ گئے ور اسٹریاں بھی ان کے ساتھ  
 گئیں۔ ترکی ڈکٹر مسلمان آفس میں نے پلاسٹر لگائے دو ہفتے  
 سے زائد تک معالجے کے بھجوانے تعالیٰ شفا ہوئی۔ مگر اب بھی

دن میں پانچ چھ باجپک موبائی تھی

یہ تمام تفصیل ذہن نشین کر لینے کے بعد ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ تسلیم بھی کر  
 لیا جائے کہ مکہ معظمہ سے جلد نکل جانے کے فرمان تاسی کا نفاذ ادائیگی محکم میں  
 میں ہوا تھا تو پھر بھی حمد رضا خاں صاحب کی اس شدت مرض کے باعث اس پر  
 عمل درآمد کا موثر اور متوی ہو جانا نہ صرف یہ کہ مستبعد نہیں بلکہ مکمل طور پر قرین قیام  
 ہے۔ بالخصوص جب کہ مکہ معظمہ سے جلد نکل جانے کے حکم کی جو ظروف و غایت تھی  
 وہ موصوف کے ایک کمرے میں بیماری کی وجہ سے مجبوس ہو جانے کے باعث

حاصل ہو رہی تھی۔ کیوں کہ وہ اپنی بیاری کی شدت کے باعث نہ عوارض مل سکتے تھے اور نہ وعظ و تقریر کرنے کی سنت رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ باجماعت اور ایسی فریضے کے لیے بھی مسجد امام میں نہیں جاسکتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ سفر تک احمد رضا خان صاحب کا مکہ معظمہ میں علالت کے باعث رہنا صرف ہی۔ ہی اجتہاد نہیں بلکہ احمد رضا خان صاحب کے ایک سوانح نگار "علامہ مدر لدین محمد رضوی قادری" نے بھی مکہ معظمہ میں موصوف کی طویل اقامت کا سبب اس کی علالت ہی کو قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ۔

.. مکہ شریف میں اعلیٰ حضرت کا قیام متواتر علامت شدیدہ کے

باعث ۲۴ صفر ۱۳۲۲ھ تک رہا ۱۱

پروفیسر صاحب ! پھانسی کا سزا یافتہ محرم بھی اگر شدید بیماری کا شکار ہو جائے تو پھانسی پر بھی عس و آبد مؤخر و ملتوی کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر کسی عام مجرم کی علالت شدیدہ کے باعث اس کی سزا پر عس و آبد تا حصول صحت ملتوی کر دیا جائے تو اس میں کوئی قباحت سے ؟ لیکن آپ ہیں کہ سبھنے کی ذرہ بھر کوشش و ہمت نہیں فرماتے ۱۱

شاخ گل ہی اونچی ہے نہ دیو اسپمن بلبل

قیری ہمت کی کوتاہی تیری قسمت کی پستی ہے

یہ جواب ہم نے صرف احمد رضا خان صاحب کے بیانات کی روشنی میں دیا ہے

تاکہ پروفیسر صاحب کے لئے کوئی گنجائش سخن ہی باقی نہ رہے۔

لیکن اس کے برعکس اگر حضرت مدنی مرادہ تعالیٰ مروتہ کے بیان کو مد نظر رکھا

جانے تو پھر مرتے سے عزرائیل کی گبن نشس میں باقی نہیں رہتی۔ کیوں کہ موصوفہ ہے  
بیان میں فرماتے ہیں۔

”انکاسل یہ جوابات مع نظمہ ان کے عمائد کے علم غیب میں شراف  
صاحب تک بعد ایک مدت کے پہنچے۔“

حضرت مدنی کے اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ ۲۵ ذی الحجہ کو احمد رضا  
خان صاحب سے جو سوالات کے گئے تھے ان کے جوابات شریف صاحب تک  
ایک مدت کے بعد پہنچے تھے۔ اظہار ہے کہ ایک عرصہ کے بعد جب شریف صاحب  
کو جوابات موصول ہوئے تو پھر انہوں نے ان کا مطالعہ کیا ہو گا۔ بعد ازاں مد  
نکل خانے کے فرماں شامی کے نفاذ کی تربت آئی ہو گی۔ لہذا انہوں نے عرض کیا یہ اعتراض  
بالکل سزاور ہے جاہت کہ فرمان شامی کے نفاذ کے بعد دو ماہ سے زیادہ عرصہ  
احمد رضا خان صاحب کے مظاہرہ میں مقیم رہے۔

۱۔ التہاب الثاقب۔ ص ۲۶۔ ۱۔ ۲۶۔ ۲۹ ذی الحجہ کو ہی فرماں شامی کا نفاذ  
تسیر کر لیا جانے پھر بھی ۲۴ صفر تک ایک ماہ اور ۲۵، ۲۶، ۲۷ دن ہوتے ہیں لیکن  
پروفیسر صاحب اپنے عرض میں لکھتے ہیں۔

”فرمان شامی کے نفاذ کے بعد دو ماہ سے زیادہ عرصہ تسیر مہر لیا“

اس اعتراض کو پڑھ کر ہمیں منہ ہی منہ ہی آتی ہے اور پروفیسر صاحب کی حساب مدنی  
پر حیرت و فسوس بھی۔ کہ جن لوگوں کو جمع کے بارہ سو لات میں غلطیاں لگ جاتی ہوں  
ان کا تلب عالمہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ  
تعالیٰ مرتدہ یراعترضاات کرنا درحقیقت اپنے ہی علم و نسل اور قابلیت و نیاقت  
کا کھانا چور ہے کے بیچ میں لا کر بھڑکانا ہے۔ سچ سے سچ ہے یہی ہے حقیقت۔

پر دفتیر صاحب لکھتے ہیں۔

چچھا اکثر افاضی | صاحب شہاب شاہ قبہ نے علما جس میں کی

تعاریف کی اہمیت گھٹانے و فاضل بریلوی کو نیچا دکھانے کے لئے  
مصنف حربے استعمال کے ہیں۔ جو مسجد جو بنا، فقہ مسات کی راستی میں

یہ ہیں۔

۱ | علما بحرین نے فاضل بریلوی کے صاحب زادے مولانا حامد رضا  
خان صاحب کے شانہ و تعارف و توصیفی کلمات سے متاثر ہو کر تعاریف  
تحریر فرمادیں۔

۲ | بعض علما، فاضل بریلوی کے رٹے پٹانے مباحثہ علیہ سے متاثر  
ہو گئے۔

۳ | بعض حضرات سادات کے ساتھ فاضل بریلوی کے بیاکارانہ بقول  
صاحب شہاب شاہ قبہ، عجب و انکسار سے متاثر ہو گئے۔

۴ | بعض علما بحرین جو غرض دعا و طلب تھے اپنی شہرت کی خاطر تعاریف  
لکھ دیں۔

۵ | بعض حضرات باوجود علمیت و فضیلت کے سادہ لوح اہل نادان تھے  
جو کہ میں لکھے۔

لیکن سب سے عجیب بات یہ ہے کہ علما کے سامنے جب رسالہ موجود  
تھا اور وہ اپنے ہوش و حواس میں بھی تھے، پھر بھی صاحب علیہ

یقیناً ماشیہ صغیر گذشتہ،

قادر سخن نگفتہ باشد یا عیب ہدیش نہفتہ باشد

سے، انھیں بند کر کے کسی ایسی بات کی تصدیق کر دینا جو بقول صاحب  
شہاب ثاقب صحیح نہ تھی کم از کم ایک صاحب عقل کے لئے قابل  
قبول نہیں : ۵

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے علماء حرمین شریفین کی تقریرات  
جواب کے سلسلہ میں جو کچھ تحریر فرمایا تھا اس کا خلاصہ پروفیسر صاحب نے  
بڑھم غولیش مذکورہ بالا پانچ نمروں میں بیان کر دیا ہے۔ لیکن پہلے اور دوسرے نمبر  
میں جو بات ذکر کی گئی ہے اس کے جواب سے پروفیسر صاحب پہلو تھی کر گئے ہیں۔ البتہ  
نمبر تین میں جو بات ذکر کی ہے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ۔

” نفسیاتی تجزیہ سے کچھ یوں ہی محسوس ہوتا ہے جن حضرات نے  
فاضل بریلوی کی سوانح کا مطالعہ کیا ہے یا جنہوں نے قریب سے دیکھ  
کر اپنے مشاہدات تسلیم بند کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ  
تعظیم سادات کچھ حرمین کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ گھر پر بھی ان کا یہی  
ولیدہ تھا۔ ان اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم بھی اس کو پھر مصلحت و ریاضت  
پر محمول کرتے : ۵

پروفیسر صاحب بات بگھنے کی ذرہ بھر کوشش نہیں کرتے اور اس قسم کے  
مناقشات میں کبھی گرفتار نہ ہوتے۔

میرے محترم! آپ نے کہاں سے یہ سمجھ لیا کہ حضرت مدنی قدس سرہ کی عبادت  
میں جہاں لفظ ”سادت“ کا ذکر ہے اس سے مراد ”نسب سید“ ہے۔ جس شخص کو یہی

نہ فاضل بریلوی صاحب، حجاب کی نظر میں۔ ص ۱۰۶۔۔۔ ۱۰۷ فاضل بریلوی علماء

محمدی کی نظر میں۔ ص ۱۰۶۔



یا دنیوی وجاہت حاصل ہو اس پر بھی "نصوصاً عربیہ" لفظ "سید" کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ شیخ عبد الرحمن دقان نے اپنی تقریظ میں احمد رضا خان صاحب کے بارے میں لکھا ہے۔

« انه السيد الفرد الامام » ۱

کیا احمد رضا خان صاحب نسبتاً سید ہیں ؟ احمد رضا خان صاحب نے مفتی تاج الدین الیاس صاحب "کا نام جن القابات کے ساتھ ذکر کیا ہے" میں ایک وصف یہ بھی ہے۔

« مفتی السادة الحنفية » ۲

کیا اس کا یہ مطلب لیا جاسکتا ہے کہ چھٹی نسبتاً سید تھے صرف انہی حضرات کو موصوف فتوئے دیا کرتے تھے ؟

« مفتی سید احمد بزرگی نے اپنی تقریظ میں اپنے نام کے ساتھ یہ وصف بھی لکھا ہے۔

« مفتی السادة الشافعية » ۳

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ موصوف صرف ان شافعیوں کو فتوئے دیا کرتے تھے جو نسبتاً سید ہوں اور غیر سید شافعی حضرات کو فتوئے دینے اور مسئلہ بتانے سے انکار کر دیا کرتے تھے ؟

اگر ان مقامات میں سید سے مراد نسبی سید نہیں ہے بلکہ قابل تعظیم و لائق احترام اصحاب مراد ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حضرت مدنی دوسرے کلام میں یہ معنی مراد نہیں

۱۔ حسام الحرمین ص ۱۱۰ ۲۔ حسام الحرمین ص ۱۰۳۔

۳۔ حسام الحرمین ص ۱۳۳۔ ۱۳۴۔

نے جانے ؛ بلکہ اگر پروفیسر صاحب ، استہاب شاقب ، کا قدیم ایڈیشن ملاحظہ فرمائیے یا زیر نظر ایڈیشن میں جی زر عر ، و فکر سے کام لیتے تو یقیناً لباً عمت کی غلطی پر مصلح ہو جاتے ۔ پروفیسر صاحب نے عبارت یوں نقل فرمائی ہے ۔

” جس شخص کو بھی سادات کی طرف منسوب دیکھا اور جانا کہ یہ ذمی عبت و شوکت ہے چاہے جاہل کیوں نہ ہو مگر وہ سوں پر گر کر پڑے اور چوشتہ چوستے ہر طرف بھی گھسائیے : ۱  
حالا کہ اصل عبارت یہ ہے ۔

” جس کو بھی سیادت کی طرف منسوب دیکھا : ۲

کتا بہت کی غلطی کے باعث لفظ ”سیادت“ سادات کے ساتھ تبدیل ہو گیا ۔ بہر حال حضرت مدنی نے کی تخریر ہی سے یہ ثابت ہو گیا کہ ان کی تخریر میں جس مقام پر لفظ ” سادات “ استعمال ہوا ہے اس سے مراد نسبی سید نہیں ۔ بلکہ وہ سادات ہیں جو اسودت کی طرف منسوب ” یعنی قابل تکریم و عظیم اور دینی یا دنیوی سیادت والے ہیں ۔

پروفیسر صاحب کا لفظ ” سادات “ سے نسبی سید مراد لینا اور پھر اس پر اعتراض کی عمارت استوار کرنا درحقیقت ان کی ایسی کوتاہ فہمی کا نتیجہ ہے ۔  
میں الزام ان کو دیتا تھا تصور اپنا کھل آیا

اسید ہے کہ پروفیسر صاحب اب تو احمد رضا خان صاحب کی چاپوسی کی تمام کاروائی کو ” مصلحت و ریاکاری “ پر محمول کر لے پر آمادہ ہو جائیں گے ۔

۱۔ فاضل بریلوی علم و جہاد کی نظر میں ۔ ص ۱۸۶ ۔ مآلہ الشہاب الشاقب

ص ۱۳۱ طبع میرٹھ ۔

پروفیسر صاحب نے فیروزہ کا بھی کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ جو حضرت مدنیؒ کی بات تسلیم کر لینے کے مترادف ہے۔

نمبر ۵۔ کے سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ملحوظ خاطر رہنی چاہتے کہ حضرت مدنیؒ نے علامہ حریمین شریفین کے لئے نہ سادہ لوح اور نادر کے الفاظ استعمال نہیں کئے ہیں بلکہ حضرت مدنیؒ کے الفاظ ایک مقام پر یوں ہیں۔

”مجدد صاحب و احمد رضا خان صاحب کا یہ اسوں بعض بھولے بھالے  
علما پر چل گیا“

ایک اور سری جگہ سے طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

”بوجہ اپنی سادگی کے ان کے، احمد رضا خان صاحب کے، دو تہذیب  
میں آگئے“

لیکن پروفیسر صاحب حضرت مدنیؒ کی عمارت کا حصار سینے لٹا کر میں تحریر کرتے ہوئے سادہ لوح اور نادر کے الفاظ لکھ کر یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ حضرت مدنیؒ علامہ حریمین شریفین کو نہ نادان ”قراردے رہے ہیں حالانکہ ”سادگی“ اور نہ نادانی ”میں رہیں و آسمان کا فرق ہے۔

رہا بعض علما، حریمین پر ان کی سادگی کی وجہ سے احمد رضا خان صاحب کا جادو چل جانا جس پر پروفیسر صاحب متعجباً بطور پر سوال کرتے ہیں کہ  
”علما حریمین پر کس کا جادو چل سکتا ہے؟“

۱۔ الشہادۃ الثابتہ - ص ۲۱ - لے التہذیب الثاقب

ص ۳۳ - لے فاضل بریلوی علی صاحب کی نظر میں -

تو اس سلسلہ میں موصوف کا تعجب ختم کرنے کے لئے جو ان ہی کے گھر کے  
شہادت پیش کئے دیتے ہیں۔ تاکہ انہیں اچھی طرح یقین آجائے کہ جو لوگ حرمین  
شریفین کے اکابر علماء میں شمار ہوتے ہیں، ان پر بھی بوجہ دگی بعض عیادوں  
چالساڑوں کا جادو چل جاتا ہے۔ لہذا ملاحظہ فرمائیے احمد رضا خان صاحب  
مقطر ہیں۔

”دعا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص احمد رضا خان صاحب نے کتاب  
میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا۔ سولائے عزوجل کا فضل  
حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم کہ علماء کرام نے کتاب پر تقریریں  
لکھنی شروع کیں۔ دعا یہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا۔ آخر اس فکر میں  
ہوئے کہ کسی طرح فریب کر کے تقریفات تلف کر دی جائیں۔ ایک جگہ  
جمع ہونے۔ اور حضرت مولانا شیخ ابوالخیر میرداد سے عرض کی کہ جو بھی  
کتاب پر تقریریں لکھنا چاہتے ہیں۔ کتاب ہمیں منگو دیکھو۔ وہ  
سیدھے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو کیا جائیں۔ اپنے صاحبزادے  
مولانا عبد اللہ میرداد کو میرے پاس بھیجا کہ یہ صاحب مسجد حرام کے  
امام ہیں اور اسی زمانہ میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرما چکے تھے۔  
حضرت مولانا ابوالخیر کا منگنا اور مولانا عبد اللہ میرداد کا بیٹے کو آنا  
مجھے شہر کی کوئی وجہ نہ ہوئی۔ مگر مولانا عزوجل کی رحمت۔ میں اس  
وقت کتب خانہ حرم شریف میں تھا۔ حضرت مولانا اسماعیل کو اللہ عز  
وجل جنات عالیہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فاقہ  
عطا فرمائے، قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں نہایت ترشی و سب ان  
سیادت سے فرمایا۔ ”کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو تقریریں لکھنی

ہوں لکھ کر بھیج دو ۵

میں نے گزارش بھی کی کہ حضرت مولانا ابوالخیر لکھتے ہیں ان کے صاحبزادے اپنے آئے ہیں ان کا جو تعلق فقہ سے ہے آپ کو معلوم ہے۔ فرمایا

” جو لوگ وہاں جمع میں ن کو میں جانتا ہوں۔ وہ سنا فقہین ہیں۔ مولانا ابوالخیر کو انہوں نے دھوکہ دیا ہے“

یوں اس عالم فیہ طویل کی برکت نے کتاب بچھڑے محفوظ رکھی اور اس کے پرانیہ صاحب! سنا کا تعجب دور ہوا یا نہیں؟ یہاں پر ایک چھوڑے میں عالموں کو بیک وقت ایک مغلذ میں دھوکہ دے دیا گیا۔

۱ مولانا ابوالخیر میرداد میں کو حاشیہ پر ۱ اعلم علماء مکہ ۱ یعنی مکہ معطر کے علم میں سب سے بڑا عالم لکھا گیا ہے۔

۲ موصوف کے صاحبزادے مولانا عبداللہ میرداد امام سب سے حرام۔

۳ تیسرے بڑے گوارا توخیر سے فرقہ بریلوی کے نزدیک نہ صرف یہ کہ محمد زمانہ حاضر ہیں بلکہ۔

۱ ان کا قول فعل۔ تحریر لغزستس سے محفوظ ہے

۱۲ غلطیات علی حضرت محمد مدم میں ۱۲۔ لکہ اس کے برعکس احمد رضا خان صاحب ایک اہم مقام پر شیخ صالح کمال کو اعلم علماء بریلوی قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو غلطیات اعظم حضرت محمد مدم ص ۲۲۔

اگر کوئی صاحب اس طرف توجہ فرمائیں اور ”بریلوی علماء کے تضادات“ کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ فرمائیں تو یہ امر تسلیم پر ایک عظیم احسان ہو گا۔ لکہ اللہ شاہ محمد ص ۱۵۱۔

تیز بر طبری فرقہ کا موصوف کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ ۔  
 " اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی زبان مبارک اور قلم شریف نقطہ برابر نفا کرے  
 خدا تعالیٰ نے اس کو، لیکن بنا ایسا ہے نہ  
 جو ایک پیغمبر ہی کی شان ہو سکتی ہے۔  
 بانی رابروفیسر صاحب کا یہ بیان کہ۔

" سب سے عجیب بات یہ ہے کہ علم کے سامنے حسب رسالہ موجود  
 تھا اور وہ اپنے ہوش و حواس میں بھی تھے۔ پھر بھی مباحثہ علمی سے  
 آنکھیں بند کر کے کسی ایسی بات کی تصدیق کرنا کہ اقوال صاحب  
 شہاب ثاقب صحیح نہ تھی کہ انہوں نے ایک صاحب عقل کے لئے قابل  
 قبول نہیں "۔

بالکل درست ہے کیوں کہ تو شخص بھی پروفیسر صاحب عین عقل رکھتا ہو گا ان  
 کے لئے یہ بات تعجب انگیز بھی ہے اور ناقابل قبول بھی البتہ تو شخص طلب سیرہ و  
 عقائد صحیح رکھتا ہو گا وہ فوز جان سے گا کہ حضرت مدنی نے علم برین کی تعارفیہ  
 کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے۔ جسے پروفیسر صاحب نے اپنے الفاظ میں پانچ نمبروں  
 کے ذیل میں بیان کیا ہے۔ " وہ حصاد کھرین " یا بالفاظ دیگر " المعتمد المستند "  
 کی تعارفیہ کے بارے میں ہے۔ " الدودۃ المکیہ " کی تعارفیہ سے اس کا کوئی  
 تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ اول تو " الدودۃ المکیہ " کی تعارفیہ ۱۳۶۳ھ کے بعد  
 ۱۰۰۹ سال تک جمع کی جاتی رہی ہیں۔ اور ان کی طباعت تو تقریباً پچاس سال بعد

۱۰۰۹ سال تک جمع کی جاتی رہی ہیں۔ اور ان کی طباعت تو تقریباً پچاس سال بعد

۹۵ م : میں پہلے بد کرچی سے ہونے پر تقریباً لکھنے والے حضرت نورینا سے نصحت ہو چکی۔ صاحبزادی میں گئے ان کے نام سے تالیف کیا جاسکتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مدنی کے الفاظ پر غور کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں ..

اعمال مجسود صاحب احمد رضا خان صاحب اسے ایک رسالہ تعریف کیا۔ جس میں ہر روز طرح کی ایسی ایسی چالاکیاں اور مہمتیں ہمدان کی گتیں بن کر دیکھتے ہیں اور انی مسلمان تغیت دار ہیں عقل و شعور سے کل کر کلمات سب و شتم استعمال کرنے لگے۔ آگے میں کریم بعض وجوہ مکر و فریب کی صورتوں کو ذکر کریں گے۔ مجسود صاحب کا یہ اصول بعض مجسود صاحب نے مل پر چل بھی گیا۔

پروڈیوسر صاحب انوار غور فرمائیے احمد رضا خان صاحب کا وہ کون سا ہمارے جس میں اکابر علماء پر ہند پر انتہائی چالاک اور عیاری کے ساتھ ایسی ایسی بہتان بندیاں کی گئی ہیں کہ جنہیں دیکھ کر نادقف دنی سے ادنی مسلمان بھی اکابر علماء و بزرگ پر سب و شتم کئے بغیر نہ رہے۔ حرام الحرمین یا لدولة لکبہ۔

نیر یہ بھی ارشاد فرمائیے کہ کس کتب کے "بعض وجوہ مکر و فریب" کو آگے میں حضرت مدنی نے "انتہای شائبہ" میں اجاگر کیا ہے ؟

حرم الحرمین یا لدولة المحکمہ ، کیا صرف کی یہ عبارت پکار پکار کر نہیں کہہ رہی ہے کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ "حرام الحرمین" کی تعریفات کے سلسلہ میں ہے ؟ لیکن آپ میں کہ خواہ مخواہ لدولة لکبہ کی تعریفات پر چپ پال کئے جا رہے ہیں۔ اور پھر ایک ضمیمہ خود بخود کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ

۱۰ رسالہ کی موجودگی میں بحث نامی ہرشش اسوا اس مباحثہ علیہ سے  
 آنکھیں بند کر کے ایک غلط بات کی تصدیق کر دینا کسی صاحب عقل کے لئے  
 قابل قول نہیں : (مخصا)

میرے محترم ! ذرا غور تو کیا ہو تاکہ ، حمام الحرمین " جس کی  
 تعریضات کی بات چل رہی ہے۔ اس میں " مباحثہ علیہ " میں کہاں ، اس میں تو  
 صرف علماء دیوبند کی جانب کفریہ عقائد منسوب کر کے تکفیر کی گئی ہے۔ اور چونکہ علماء  
 حرمین شریفین علماء دیوبند کے عقائد سے آگاہ نہ تھے۔ اس لئے جن لوگوں کو  
 احمد رضا خان صاحب کے بیانات پر اعتبار آگیا انہوں نے تصدیق کر دی۔ اور جن بھڑکتے  
 نے ذرا احتیاط کا پتلا اختیار کیا انہوں نے اپنی تصدیق میں یہ شرط لگا دی کہ اگر واقعہ  
 ان لوگوں کے عقائد وہی ہوں جو احمد رضا خان صاحب نے بیان کئے ہیں تو وہ لوگ  
 کافر ہیں ورنہ نہیں۔ اور جن لوگوں کو احمد رضا خان صاحب پر اعتبار ہی نہیں آیا انہوں نے  
 تصدیق کرنے ہی سے انکار کر دیا۔ " مباحثہ علیہ " اگر کچھ میں تو وہ " الدولہ الحکیمہ"  
 میں ہیں۔ جن کے بارے میں پروفیسر صاحب نظر تاز میں

" الدولہ الحکیمہ " دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں جو نسبتاً

مختصم ہے مسئلہ علم غیب " پر فاضلانہ اور معتادہ بحث فرمائی ہے۔ بعض

مباحثہ جن کا تعلق علم ریاضی و علم منطق و فلسفہ سے ہے عامۃ الناس

بلکہ اب تو خاص کے نام سے بھی بالاترہوں گے " لے

جس فرقہ کے خواہیں پروفیسر صاحب ایسے لوگ ہوں۔ مگر عام علمی معنائیں

صی ان کی عقلوں سے بالاترہوں تو کچھ سببہ نہیں۔ مہر حال حضرت مدنی نے قدس سرہ



ہنے تقریبات کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ ۔ "حسم الحرمین" کی  
تقریبات سے متعلق ہے۔ اس کو "مدولة المحجوبہ" کی تعاریف سے متعلق سمجھ کر  
اس پر نگار توجہ کرنا حقیقت اپنی ہی عقل و فہم کی پردہ دہی کرنا ہے۔

پاپوش میں نگاہ کن آفتاب کی  
جہاست کی خدا کی قسم لا جواب کی

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں

سائلان اعتراض

"جن علماء عربین نے فاضل بریلوی کی تائید و

تصدیق کی ہے ان کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے اور جو علماء، خاموش  
ہے، بقول صاحب شہاب ثاقب، ان کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں تو  
پھر سوال یہ ہے کہ جب جماعت کشمیرہ فاضل بریلوی کی تائید سے توفیق  
جماعت کی مخالفت کی بنیاد پر اس تصدیق و تائید کو کیوں رد کیا جانے لگا؟  
پروفیسر صاحب نے کچھ لکھ لکھا ہے۔

جواب : اولاً

"اس میں علی کو دیکھ کر ہم حیدران میں معیار

دلائل و براہین کی قطعیت ہوتی ہے۔"

فاضل محترض نے ساری کتاب میں اگر کوئی بات درست کہی ہے تو وہ یہی  
ہے۔ لیکن ہم حیدران میں کہ جب موصوف کو بھی یہ تسلیم ہے کہ کسی بات کے حق ہونے کا  
معیار اس کے دلائل و براہین کی قطعیت ہوتی ہے۔ تو پھر نامعلوم اس مقام پر بیس  
اور پچاس کا موازنہ کیوں کرنے بیٹھ گئے؟ اور کس لئے مغربی جمہوریت کے ظل مخالفت  
میں اپنے لئے پناہ تلاش کرنے لگے؟ کاش موصوف دلائل و براہین کے ذریعہ

« حسام الحرمین » دانی علیہ دیوبند کی تکفیر کو ثابت فرماتے۔ پھر ہم بھی بتاتے  
کہ جناب مع اپنے دلائل کے کتنے پانی میں ہیں۔ ؟

پروفیسر صاحب! کیا آپ « حسام الحرمین » دانی تکفیر کو دلائل و براہین  
کے ذریعہ ثابت کر سکتے ہیں ؟ اگر کر سکتے ہیں تو کیا احقر کے ساتھ اسی مسئلہ پر تحریر کی  
گفتگو کے لئے تیار ہیں ؟

اگر تیار ہیں تو پھر دانی کوٹ ڈسپلینم کوٹ کے پانچ مسودہ فریقین بشیائر ڈیپارٹمنٹ  
کو بطور حکم تسلیم کرنے پر آمادہ ہیں۔ گفتگو صرف اسی ایک نقطہ پر محدود ہوگی کہ « علیہ دیوبند  
کی وہ عہدہات جو « حسام الحرمین » میں منقول ہیں، اپنے سیاق و سباق میں  
اور انہی اکابر کی دیگر تحریرات کی روشنی میں اس قابل ہیں کہ قارئین کی مشرعا تکفیر کر دی جائے  
اگر جناب اس پر آمادہ ہیں یا اس میں کسی قسم کے جسٹروی تغیر کے بعد۔۔۔۔۔  
بشرطیکہ گفتگو تحریری ہی ہو۔ اور دانی کوٹ ڈسپلینم کوٹ کے بشیائر ڈیپارٹمنٹ حکم ہوں۔  
آگاہ ہو سکتے ہیں تو پھر جلد ہی بذریعہ خود احقر کو آگاہ فرمادیں۔

پروفیسر صاحب کے یہ تسلیم کر لینے کے بعد کہ حقانیت کا مصیبت  
ثانیاً دلائل و براہین کی تطہیرت ہوتی ہے نہ کہ اس کے طرف داروں کا

عامیوں کی قلت و کثرت۔ اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ اب ہم اس تحقیق میں ہرگز  
علیہ دیوبند کی تکفیر کے مسئلہ میں احمد رضا خان صاحب کی تائید نہ کرنے والوں کی تعداد کو  
ہے ؟ اور مصروف کی تائید و تصدیق کرنے والے بلحاظ تعداد کتنے ہیں ؟  
لیکن چونکہ پروفیسر صاحب نے یہ ذکر چھیڑا ہے اس لئے ہم بھی مناسب سمجھتے ہیں  
پروفیسر صاحب کی حساب دانی اور علی قابلیت کی کچھ ضمنی کھول دی جائے۔ اس لئے اس  
مسئلہ میں چند باتیں قابل غور ہیں۔

۱ : « حسام الحرمین » جس میں علیہ دیوبند کو احمد رضا خان صاحب نے

کافر قرار دیا ہے۔ پر جن بن علی صاحب نے تقریظ لکھی ہے۔ ان کی  
تعداد "اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی دروازہ لاسور" کی مطبوعہ "حسام احمد میں"  
پر ۳۵ درج سے مگر پروفیسر صاحب کے اپنی کتاب "فاضل بریلوی علماء ہجرت کی  
کی نظریں" ص ۱۴۴ پر ان کی تعداد ۳۴ بتائی ہے۔ لیکن اصل تعداد نہ ۳۵ ہے  
اور نہ ۳۴۔ بلکہ ۳۳ ہے۔

پروفیسر صاحب نے نسبت میں یہ نام درج فرمایا ہے۔ شیخ علی بن حسین  
مالکی مدرس مسجد حورام" اور نسبت پر یہ نام لکھا ہے۔ شیخ محمد علی بن حسین مکی"  
حالانکہ درحقیقت یہ دونوں نام ایک ہی شخص کے ہیں۔ اگر موصوف "حسام احمد میں"  
میں ہی اسی نام سے فرماتے۔ جس کی انہیں غلط نہیں۔ تو ان کو یہ مغالطہ  
دلگتار۔ غلط کلام ہے کہ "حسام احمد میں" پر تقریظ لکھنے والوں کی تعداد  
۳۳ ہے۔

لیکن پروفیسر صاحب نے علی بن حسین شریفین کی تعداد اس انداز سے بیان کی ہے  
کہ دیکھنے والا اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ شانہ علماء و پروفیسر کے مسئلہ  
میں جو میں شریفین کے ۵۰ سے راہ علماء نے احمد رضا صاحب کی تائید کی ہے۔ غیر  
کچھ بڑھا بھی دیتے ہیں۔ یہاں تا ستمائیں کہیں

۱۲ ان ۳۳ علماء میں سے ۶۰۰ عمل کرنے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے کہ اگر  
علماء و دیوبند کے عقائد وہی ہوں جو احمد رضا خان صاحب نے ذکر کئے ہیں تو وہ کافر  
ہوں گے ورنہ نہیں۔ پروفیسر صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ جہد شرطیہ کے اندر  
نہ شرط میں حکم ہوتا ہے اور نہ ہزار میں بلکہ بسا اوقات تو ناممکن امور کو شرط و جزا ہندو یا

۱۲ مزید تصدیق کے لئے "الصواعق المنبیہ" ص ۵۵ تا ۵۶ ملاحظہ ہو۔

جلا ہے۔

چنانچہ ایک شخص نے احمد رضا خاں صاحب سے درج ذیل شعر کے متعلق سوال کیا کہ  
یہ شعر صحیح ہے یا غلط ؟

خدا کرنا ہوتا جو تحت مشیت  
خدا ہو کے آتا یہ بسمہ خدا کا

اس سوال کے جواب میں احمد رضا خاں صاحب کہتے ہیں۔

” میں نے کہا ٹھیک ہے یہ دھند، شرط یہ ہے جس کے لئے مہتمم  
اور تالی، شرط و جزاء کا امکان ضرور نہیں۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے۔

” قُلْ إِنْ كَانَ لِلرُّجُوبِ وَوَلَدٌ فَأَنَا آخِرٌ نَعْبَدُهُ  
ترجمہ ! لئے مجرب ! تم فرمادو کہ اگر جنس کے لئے کوئی بچہ ہوتا تو اسے  
سب سے پہلے میں پر جتا۔“ (الزمر: ۱۶) لے

جس طرح اس آیت کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس آیت میں حضور  
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن کے لئے بچہ کے ہونے کا حکم لگایا ہے اور نہ یہ  
حکم لگایا جاسکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے کم بچہ کے  
سب سے پہلے پر جتنے والے ہیں۔

بعینہ سی طرح اپنی تقریظ میں بشرط لگائے طے علماء کے بارے میں یہ میں  
کہا جاسکتا کہ انہوں نے علماء دیوبند کے بارے میں یہ کہہ دیا ہے کہ ان کے حقائق  
وہی ہیں جو احمد رضا خاں صاحب نے ”حسام احمر صیغہ“ میں لکھی  
طرف منسوب کئے ہیں۔ اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے علماء دیوبند پر کفر کا حکم

لگا رہا ہے۔

اپنی تعاریف میں شرط لگانے والے علمائے عرب میں شریفین

کی حد عبارتیں ملاحظہ ہوں



۱ مولانا شیخ احمد البرائینی میردادہ اپنی تقریظ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ ۱ کیونکہ جو شخص اس رسالہ	فان من قال بعدہ الاقوال
کی تفصیل کے مطابق ہی اقول کا	معتقدا بما حکماہم
مستفہد ہوگا تو اس کے گمراہ اور	مبوطۃ فی ہاء الرسالة
گمراہ کرنے والے کافروں میں سے	لا شہمة اذہ من الکفرة
ہونے میں شبہ نہیں۔	لغنائین المحصلین - لہ

۲ علامہ شیخ صلاح کمال راقم طراز ہیں۔

ترجمہ ۱: وہ لوگ دین سے خارج	نہم والحال ما ذکرنا
ہیں۔ بشرطیکہ حال وہی ہو جو تو	ما رقت من الدین -
نے ذکر کیا ہے۔	لہ

۳ علامہ محمد علی بن حسین ہنکی راقم فرماتے ہیں۔

ترجمہ ۱: وہ قسمی جس طرح مصنف	فاذا ہو حکما فال دالک
بلند سمت کے بیان کیا ہے اس	الہمام یوجب رتدادہم
کے بموجب تو ان کے اقوال ان	لہ
کا کفر واجب کہہ رہے ہیں۔	

لہ (عاشیہ برصغیر امتدادہ)

۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

ترجمہ ان لوگوں سے اگر وہ  
ہائیں ثابت ہو جائیں جو اس شیخ  
احمد رضا کی صاحب نامی  
دکر کی ہیں۔ تو پھر ان کے  
کفر میں کوئی شک نہیں۔

مہولاء بنت عمیر  
مذکورہ ہذا الشیخ  
..... فلا یستحق  
کفرہ۔ لہ

۱۳ مولانا سید شریف احمد بریلوی اپنی تقریظ میں رقم فرما ہیں۔

ترجمہ ان فرقوں اور شخصوں پر  
حکم کفر تب لگے گا۔ اگر ان سے یہ  
مقدمات مستحکم ثابت ہو جائیں۔

هذا حکمہ ہولاء امیرق  
و لا استخاصت بنت  
عنہم هذه المقادرات  
التبعة۔ لہ

۱۴ شیخ محمد عزیز وزیر بالکلی نے اپنی تقریظ میں اپنے استاد و شیخ مولانا  
سید شریف احمد بریلوی کی تقریظ کی تائید کی ہے۔ اس سے

۱۵ شیخ عبد القادر توفیق شیبی طرابلسی حنفی مدرس مسجد ہونی اپنی تقریظ  
میں اذکار فرماتے ہیں۔

ترجمہ۔ سوا میں ذکر شدہ  
باتوں کی نسبت ان لوگوں کی طرف

ما داننت و تعقوب ما  
سب ہولاء القوم۔

۱۶ وحاشیہ صفحہ گزشتہ، حسام اکبر میں ص ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶ حصاد اعرب میں ص ۱۴۰ سے حسام اکبر میں ص ۱۰۷  
۱۷ حسام اکبر میں ص ۱۰۵۔ ۱۰۶ حصاد اعرب میں ص ۱۴۰۔ ۱۴۱ حسام اکبر میں ص ۱۰۷

جب ثابت ہو جائے گی تب  
ان کے کفر کا حکم لگایا جائے گا

... مما هو مبين في  
السؤال فسد و لعل يحكم  
بكفره - نه

اس کے بعد صرف اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے رقمطرا میں  
ترجمہ ! ہم نے ثبوت اور تحقیق  
کی قیید اس سے لگا دی ہے کہ  
تکفیر کی راہوں میں خطرہ ہے۔  
اور اس کے راستے دشوار گزار ہیں۔

وانما قيدنا بالشكوت و  
التحقيق لان التكفير  
فجاجة حصرة و مصادفه  
وعرة - نه

چونکہ مذکورہ بالا تعریف لکھنے والے سات علماء بزمین نے اپنی تعریف میں شرط  
لگا دی ہے اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ جملہ شرطیہ کے اندر شرط اور جزاء میں حکم نہیں  
ہوا کرتا ہے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ مذکورہ بالا حضرات سے زینودین اور دیوبند کی تکفیر  
کی ہے اور نہ احمد رضا خان صاحب کے فتوے کفر کی تائید۔ بلکہ ان ساتوں حضرات  
کی تعریف کا خلاصہ یہ ہو کہ اگر علماء دیوبند کے عقائد وہی ہوں جو احمد رضا خان  
صاحب نے اپنے رسالہ "حسام احرار میں" میں ذکر کئے ہیں تو وہ کافر  
قرار پائیں گے ورنہ نہیں۔

اور ۳۳ میں ہے جب سات علماء یوں نکل گئے۔ اب باقی پنج گئے ۳۶ علماء۔  
گویا علماء دیوبند کی تکفیر کے مسئلہ میں علماء بزمین شریعیہ میں سے صرف ۲۶ علماء۔  
گرام نے احمد رضا خان صاحب کی بیٹا پریس مشرورہ تائید و تصدیق کی ہے۔

۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔

۳ : پروفیسر صاحب کا بیان ہے کہ احمد رضا خان صاحب کی تائید کرنے والے علماء کی تعداد بقول صاحب "شہاب ثاقب" میں سے زیادہ نہیں ہے۔ ہم پہلے کسی حاشیہ میں لکھ گئے ہیں کہ پروفیسر صاحب ریاضی میں بہت کمزور واقع ہوئے ہیں۔ ان کو جمع کے سادہ سوالات میں بھی غلطیاں لگ جاتی ہیں۔ خدا معلوم موصوف نے ریاضی پڑھی بھی ہے یا نہیں؟

بہر حال ہم ان کی خدمت میں اسہد ہی عرض کر سکتے ہیں کہ "شہاب ثاقب" کے مشہور مقام کو دوبارہ منتظر فائر پھر ملاحظہ فرمائیں۔ اور حضرت مدنی رہنے جن علماء حرمین شریفین کے ہاں سے میں فرمایا ہے کہ انہوں نے احمد رضا خان صاحب کی تائید و تصدیق — بسلسلہ تکفیر علماء دیوبند — نہیں کی۔ ان کے اسماء گرامی ذرا تکلیف فرما کر دوبارہ مشہور فرمائیں۔ تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ احمد رضا خان صاحب کی مشہور تکفیر میں تائید نہ کرنے والوں کی تعداد میں یا میں سے کم نہیں ہے بلکہ ان کی تعداد ۲۹ ہے۔ وہ حضرات اس کے علاوہ ہیں جن کے اسماء گرامی حضرت مدنی نے بغیر حق اختصار ذکر نہیں فرمائے۔ کیونکہ اکثر مشہور ہیں اور جو کہ لوگوں سے احمد رضا خان صاحب نے تائید کرائی ہے۔ مخالفین میں اگر اسی درجہ کے لوگوں کا شمار کیا جائے تو ان کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچے گی۔

قصر مختصر۔ یہ ثابت ہو گیا کہ احمد رضا خان صاحب کی غلط بیانی کے باعث جن علماء حرمین شریفین کو دھوکا لگ گیا اور انہوں نے موصوف کے دام تزدیر میں

دقیقہ حاشیہ صفحہ گزشتہ، ہوا کرتا ہے کہ اگر صورت مسترد ہی ہو جو فتویٰ پوچھنے والے نے بیان کی ہے تو پھر جواب یہ ہے ورنہ نہیں۔ مگر "بہفتی" باب اوکات اس شرط کے بالکل واضح ہونے کی بنا پر اسے ذکر نہیں کرتا ہے کیونکہ جیسا سوال ہوتا ہے اسی کے مطابق جواب ہوتا ہے۔



مگر قمار ہو کر علما۔ دیوبند کی بظاہر تکفیر کر دی گئی تھی ان کی تعداد ۲۶ سے زیادہ نہیں ہے جبکہ تصدیق سے انکار کر دینے والوں میں سے ۲۹ اکابر علماء حرمین شریفین کے اسماء گرامی حضرت مفتی رے نے ذکر فرمادیئے ہیں۔ اور اگر تصدیق کرنے والے علماء کے ذکر اور لیڈل کے وہ حضرات شمار کئے جائیں جنہوں نے احمد رضا خان صاحب کی تائید نہیں کی تھی تو ان کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچے گی۔

پروفیسر صاحب ! اگر آپ کسی شخص کی حقانیت کا مسیحا اس کے طرفداروں کی قلیت و اکثریت ہی کو قرار دیتے ہیں۔ تو پھر بتائیے کہ احمد رضا خان صاحب کی تائید کرنے والے علماء حرمین شریفین کی تعداد ۲۶ سے زیادہ ہے یا تائید نہ کرنے والوں کی تعداد ۲۹ ؟

پروفیسر صاحب نے علماء حرمین شریفین کے ذکر کے بعد ان علماء پاک و ہند کا ذکر کیا ہے جنہوں نے فتوے تکفیر میں احمد رضا خان صاحب سے اتفاق کیا ہے۔ اور جن کی تائید ہی حبابہ میں اور دستخط مولوی عیسیٰ عثمان علی خان صاحب نے "الصواعق المندیہ" میں جمع کر دی ہیں۔ اور موصوف نے ان کی تعداد ۲۶۸ بتائی ہے۔

پروفیسر صاحب ! ہم آپ کو مشورہ دیتے ہیں کہ علماء دیوبند کی تکفیر کا ایک مستفاد مرتب کر کے پاک و ہند کے تمام بریلوی مدارس کے ان تمام طلباء کے دستخط بھی کرالیں جو حفظ یا ناظرہ قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ یا پھر قیصر المشرق اور میزان العرف کے طالب علم ہیں۔ امید ہے کہ ان کی تعداد مذکورہ شمار سے کہیں زیادہ ہو جائے گی اور پھر جناب بڑے فخر سے یہ اعلان فرما سکیں گے کہ۔

۱۰ ایک دو نہیں پاک و ہند میں مشرق سے کہ مغرب تک اور جنوب

سے کہ شمال تک ؟ نہ

(حاشیہ برصغور آئندہ)

اسے ہزاروں گرام نے علماء دیوبند کی تکفیر کر دی ہے۔ نیز ہر نام کیساتھ  
 ڈیڑھ دو سطر کے بھاری بھر کم القابات کا ساتھ اور لائق ان اطفال مکاتب کے ناموں  
 کو مزید جاؤب نظر بنادے گا۔ اگر وہی میں زمانہ طالب علمی کے دوران پوسٹروں اور  
 اشتہارات میں جناب کے اسم گرامی کے ساتھ ڈیڑھ دو سطر القابات لکھے جاسکتے  
 ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بریلوی مدارس کے طلباء کو  
 ان القابات سے محروم رکھا جائے۔

کاشن! پروفیسر صاحب "صواعق اہمندیہ" کے ذکر کیساتھ  
 فیصلہ خصوصاً از محکمہ دارالافتاء "کا بھی ذکر فرمادیتے جس میں پاک و ہند  
 کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک ۶۱۶ جید علماء کو مرنے یہ فتویٰ  
 دیا ہے کہ اکابر علماء دیوبند کی قسازہ فیما عبادت قطبہ رغبار ہیں اور ان کو اپنے  
 اصلی سیاق و سباق میں دیکھنے کے بعد ان سے معنی کفر کسی حال میں نہیں نکل سکتے  
 یہ ملحوظ خاطر رہے کہ یہ فیصلہ "ریاست بھوپال" کی شرحی عدالت کا ہے جس پر  
 تائیدی دستخط ۶۱۶ کی تعداد میں پورے ہندو پاک کے جید اہل علم و فضل کے جس  
 کسی سند کے دل پسند سپرو کو ذکر کر دینا اور دوسرے سپرو کو نظر انداز کر دینا کی  
 اہل علم کا یہی وظیرہ ہوتا ہے؟ کیا اس کے بعد پروفیسر صاحب "خیر جانب دار  
 مدح" ہمارے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟

پروفیسر صاحب کو اس کا ڈاؤنٹے ہے کہ وہ تمام مسائل کو بالکل خیر جاننا  
 کی حیثیت سے دیکھتے ہیں اور جس بات کو براہین و دلائل سے قوی اور مضبوط

دعا شدہ صفحہ گزشتہ، لے فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں، ص ۸۷۔

لے فیصلہ خصوصاً از محکمہ دارالافتاء۔

میں اسی کو ذکر کرتے ہیں  
لیکن حقیقت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ مہسوف نزا علی امور سے مستعلق ایسی بر  
تحریر میں ٹھیسٹ اور پختہ رضا خانی میں دربر اختلافی مسئلہ کو مہسوف صرف اور صرف  
بریلوی، رضا خانی ٹینک لگا کر دیکھتے ہیں۔ اور انتہائی چالاک اور سب رہی کے ساتھ  
تبیہیں کرتے ہوئے دھوکا دے جاتے ہیں جو شخص ناسازہ نگاہ سے ان کو ٹھہر نہ  
کا مطالعہ کرے گا وہ ان کے دجل و فریب سے خوب آگاہ ہو جائے گا۔

ہیں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھنڈ

یرد فیر صاحب لکھتے ہیں۔

آنحضرت اشراف رضی اللہ عنہم  
عروم الناس خوابوں سے بہت جلد مرعوب  
ہو جایا کرتے ہیں۔ اور پھر وہ بھی ایک عرب کا خواب صاحب شہاب  
ثاقب مولوی حسین احمد مدنی نے ناضل بریلوی کی تحقیق کے لئے مندرجہ  
بالا حربے سب سے کہا کہ ساتھ ایک نفسیاتی حربہ بھی استعمال کیا  
جسے چنانچہ ایک عرب شیخ عبدالقادر عرابی کا ایک عجیب و غریب خواب  
بیان فرماتے ہیں کہ

چند پانچ لے بنے ہونے میں در جو گ اس رسالہ پر تصدیق کر رہے  
ہیں وہ رگ ان پاسکانوں میں جاتے ہیں۔ چنانچہ میں بھی جانے کا قصد کر  
رہا ہوں۔ اس خواب کے دیکھنے کی وجہ سے ان کو تہیہ ہوا۔ اور بہت  
مال مشورل ہر کرنے میں کی لیکن حسب منتہی شامی نے زور دیا تو تقریباً وہ لکھی

جس کی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہے۔ اور اس کی کچھ حالت ہم آگے ظاہر بھی  
کریں گے۔

حضرت مدنیؒ کے اس بیان کا کچھ ناقص حصہ — جس سے یہ پتہ  
نہیں چلتا کہ یہ خواب کسی عام حرب کا نہیں بلکہ ایک ایسے عالم کا ہے جس سے احمد رضا  
خان صاحب نے اپنے رسالہ "حسام الحرمین" پر انیدی تقریظ لکھوائی  
ہے — نقل کر کے لکھتے ہیں۔

پانچا نہ یقیناً غلاظت کی جگہ ہے۔ مگر جو وہاں جانا ہے فیض ہونے  
نہیں بلکہ غلاظت سے پاک و صاف ہونے جانا ہے۔ شیخ عبد العتاور  
نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ خواب مبارک ہے۔

پروفیسر صاحب نے اپنے بیان میں یہ تاثر دینے کی کوشش  
کی ہے کہ یہ خواب کسی عام آدمی کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

جواب : اولاً

انہوں نے حضرت مدنیؒ کی پوری عبارت نقل نہیں فرمائی۔ تاکہ کہیں اس سے یہ بات  
مسلّم نہ ہو جائے کہ "شیخ عبد العتاور" کوئی عام آدمی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ وہ عالم  
ہیں کہ احمد رضا خان صاحب نے بھی ان سے "حسام الحرمین" پر  
باہرا تقریظ لکھوائی ہے۔

پروفیسر صاحب ! اگر آپ نے تجاہل عارفانہ سے کام نہیں لیا بلکہ آپ واقف  
"شیخ عبد العتاور" کے علمی مقام سے ناواقف ہیں تو ہم آپ کے علمی صافہ کے لئے  
"حسام الحرمین" سے وہ التفات نقل کر دیتے ہیں جو احمد رضا خان صاحب

نے موصوف کیلئے استعمال کئے ہیں۔ تاکہ آپ ان کی علمی وجہ امت اور دینی قدر و منزلت سے آگاہ ہو جائیں۔ احمد رضا خان صاحب رقمطراز ہیں۔

« صورة ماسطر، من في العلم تصدرا، و تحف  
الدرس تقرر، و دقق النظر و ورد و صدر، بتوفيق  
من نافذ در، التبيخ الفاضل عد لغادر توفيق  
الشلبى الطرابلسى الحنفى، المدرس بالمسجد الكرىم  
النبوى منحه لله تعالى من فيضه القوي »

نواب اور احمد رضا خان صاحب کی سر میں شریفین میں "تکفیری کا نشانہ" میں مناسبت معلوم کرنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے چند ارشادات دربارہ بیت الخلاء مد نظر رکھنے چاہئیں۔ بیت الخلاء میں جانے والوں کیلئے سنت یہ ہے کہ بیت الخلاء سے ہانسنے سے پیشتر یہ دعا پڑھ لیا کریں۔

« اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ »  
ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں خبیث جنات و شیاطین سے۔

گیارہویں صدی کے مجدد "مطالع مستاری" اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ۔

« الْخُبْثُ » خبیث کی جمع ہے اور « الْخَبَائِثِ » خبیثہ کی جمع ہے جو خبیث کی مؤنث ہے۔ اور خبیث سے مراد « مؤذی جنات اور شیاطین » ہیں (مختار) کہ

---

۱۔ معام اکرمین۔ ص ۱۵۶۔ کہ مشکوٰۃ شریف۔ ص ۴۶۔ کہ الشاہ اسمعنا  
ص ۱۵۔ کہ مرقات۔ ص ۳۴۹۔ جلد اول۔

اب سوال پیدا جو مناسب کہ سیت اکلہ۔ جاتے وقت " مؤذی جنات اور شیاطین " سے پناہ مانگنے کی وجہ کیا ہے ؟ اس کا جواب ایک دوسری حدیث پاک میں مختصراً نہیں کر یہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ۔

« ان هذه الحنوس محتمرة » ۱

یعنی پیشاب پاخانے کے مقامات میں شیاطین موجود ہوتے ہیں اس لئے وہاں جانے والا پہلے ان کے شر سے بچنے کی دعا مانگے۔ اس حدیث پاک میں آٹھ ٹے غلط " محتمرة " کی شرح میں حضرت علامہ قاری فرماتے ہیں ۔

« یحضرہ الحبوب و سبب طین یترصدون

بنی آدم بالذہب و الفساد » ۲

یعنی انسانوں کو اذیت دینے اور ان میں فساد پیدا کرنے کے لئے

جنات اور شیاطین وہاں یہ گھات میں بیٹھے ہوتے ہیں ۳

ادھر گھات میں بیٹھ کر احمد رضا خان صاحب کی تمام خفیہ تکفیری کارروائی اہل حق کو کافر قرار دیکر انہیں اذیت پہنچانے اور امت مسلمہ میں ایک بہت بڑا فساد پیدا کرنے کے لئے جی تھی ۔

لہذا شیخ عبد الفتاح صاحب کا احمد رضا خان صاحب کی تائید و تصدیق کرنے والوں کے بارے میں خواب میں دیکھنا کہ یہ تمام حضرات یک ہی جیسے مقام کی طرف

۱۔ مشکوٰۃ شریف۔ ص ۳۴۴۔ ۲۔ مرقات۔ ص ۳۶۱۔ جلد اول۔ ۳۔ حضرت مولانا

سید حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ۔

۴۔ نہایت ہنغار کے ساتھ بدچہرہ اور قیام کرنے کے خاص خاص لوگوں پر دقت لگانا

تائید حاصل کرنے کے لئے رسالہ پیش کیا ۵۔ الشباب الشاقب۔ ص ۳۳۔

جا رہے ہیں جہاں از روئے حدیث موزی جنات اور شیاطین انسانوں کو ادرت لینے اور ان میں فساد پیدا کرنے کے لئے گھات میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ بالکل سرفیصد مریخ اور ادرت ہے۔

پروفیسر صاحب کا فرمانا کہ۔

ثالثاً "پانچا ز یقیناً غلاظت کی جگہ ہے مگر جو وہاں جاتا ہے

غلظت ہونے نہیں بلکہ غلاظت سے پاک و صاف ہونے جاتا ہے۔ شیخ

عبد القادر نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ خواب مبارک ہے۔"

حقیقت "نہ تعبیر میں ان کی مہارت کاملہ اور "علم نقد" میں ان کی مہارت

نامہ کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب "پروفیسری" کیساتھ

ساتھ اپنے زمانہ کا "ابن سیرین" اور "ابو حنیفہ" بھی بننے کی فکر میں ہیں۔

پروفیسر صاحب! آپ دوسروں کی غلطیاں کیا نکالیں گے۔ اپنی غلطی سے آگاہ

ہونے کے لئے ہماری درج ذیل گزارشات پر غور فرمائیے۔

نہجاست کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ نہجاست حقیقیہ۔ ۲۔ نہجاست حکمیہ

پیشاب، پانخانہ، ایسی ظاہری نہجاست کو نہجاست حقیقیہ کہا جاتا ہے۔ اور جس

نہجاست کا نہجاست ہوا عقل سے نہیں بلکہ شریعت کے حکم سے ثابت ہوا اسے "نہجاست

حکمیہ" کہتے ہیں۔

بیت اللہ جملے والا شخص کو نہجاست حقیقیہ سے اپنے آپ کو صاف کر لیتا ہے

لیکن "نہجاست حکمیہ" میں موٹ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر با وضو شخص بھی،

پیشاب وغیرہ کئے "بیت اللہ" جائے تو وہ نہجاست حکمیہ میں موٹ ہو جانے کے

باعث جدید و صو کے بغیر نماز وغیرہ نہیں پڑھ سکتا۔

اور تمام معاصی و مستحبات میں شریعت کی نظر میں نہجاست ہی ہیں۔ جتنا بڑا گناہ

ہر گناہی درجہ کی اس کی نجاست و ناپاکی ہوگی۔ شرک و کفر سب سے بڑا گناہ ہونے کے باعث سب سے بڑی نجاست میں۔ چنانچہ قرآن پاک میں "مشرکین" کو جس اور ناپاک کہا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن پاک میں بعض اور گناہوں کو بھی ناپاکی اور گندگی قرار دیا گیا ہے۔ لہ

کسی مسلمان کو کافر قرار دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ یہاں تک کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس شخص نے کسی دوسرے شخص کو کافر کہا حالانکہ وہ کافر نہیں ہے تو وہ کفر کرنے والے پر ہی لوٹ آئے گا۔ قرآن مجید "بیت المقدس" جہاں وہ شخص "نجاست حکمید" میں لوٹ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اہل حق کو کافر قرار دینے والا شخص "تکفیر مسلم" ایسے بڑے گناہ میں لوٹ ہو کر باطن کے اعتبار سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور ان دونوں نجاستوں میں قدرِ شرک یہ ہے کہ یہ دونوں نجاستیں بظاہر نظر لانے کے باوجود شریعت کے حکم سے ثابت ہیں۔

اسی لئے شیخ عبدالقادر "کو اہل حق کی تکفیر پر دستخط کرنے والے لوگ خواب میں "بیت المقدس" جہاں لوٹے نظر آتے۔

خواب اور اس کی تعبیر میں جو وقت اور محقق مناسبت ہوتی ہے۔ پر وہ فیصلہ صاحب کی نظر چونکہ وہاں تک پہنچ سکی۔ اس لئے وہ حضرت مدنی "اور شیخ عبدالقادر" کی تقلید کرنے لگے۔ حالانکہ

عزایا نہ تھی چہستانِ دہر میں کوئی  
خود اپنا صنعب نظر پر وہ بہا رہا



پرفیور صاحب لکھتے ہیں

نواب اعظم رضی

میں سارے عابدیہ رسالوں میں صاحب شہاب ثاقب کے بڑے سگھڑا کی ن تحریرات کا ذکر کیا ہے۔ سن کی طرف ماضی برعین نے الموسوم المسند میں اشارہ فرمایا ہے اور میں حکم لکھا ہے کہ حوزہ رضی نے لکھا ہے صاحب شہاب ثاقب نے ان حصوں کو حذف کر دیا ہے۔ صرف اپنے مطلب کی بات لکھ کر اس پر غصہ یہی سوشل میڈیا سے یہ بات علمی ریاست کے خلاف ہے۔

یہ بات قلم نگار سے کہ صاحب عامۃ رسالوں نے جواب اصل ریفرنس پر دین چکے لکھا ہے جو مسودہ رسالوں صاحب نے لکھا ہے۔ پرفیور صاحب کے ویسے تو لاہور شہاب ثاقب۔ ص ۱۰۶۶۔ برائے سوری شہاب رضی سے عابدیہ رسالوں کی اصل عبارت اہل کر میتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ ہجاری تحریر کا خلاصہ یہ	وحاصل ماکتبہ امہ
جسے کہ ان لوگوں سے نہ سے	ب ثبت عن مؤلاء
انوں اگر شامت سو عائن تو وہ	تلك المتعلات اشعبہ
لوگ کافر و گمراہ ہیں۔	فہم ہر کفر و صدقہ

ہم پہلے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ جہاد شیطانی کے دونوں جہاد — شہر و اور جہاد —

شہ فاضل بریلوی علیہ جہاد کی نظر میں ص ۱۹۰۔ کہ فاضل بریلوی علیہ جہاد کی نظر میں ص ۱۹۰۔ کہ فایۃ الماسول ص ۲۔ بحولہ رد شہاب ثاقب۔ ص ۵۸۔

میں کوئی حکم نہیں ہوتا۔ لیکن نامعلوم پروفیسر صاحب نے یہ کیوں کر دیا۔ صاحب  
 "غایۃ نس مول" سے علماء دیوبند پر وہی حکم لگایا ہے جو احمد رضا خان صاحب  
 کے لگایا ہے۔

گر پروفیسر صاحب جلد شرطیہ کے دونوں حصوں میں حکم ملتے ہیں تو اس شعر کے  
 بارے میں کیا ارشاد ہے ؟

خُذْ كُنَا هَوْنَا جَوْحَتْ مَشِيَّتْ  
 خُذْ هُوَكْ آتَا يَهْ سَهْدَهْ خُدَا كَا

کیا اس شعر کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ شاعر نے "کسی نہ سے کر خد بنا دینا"  
 خد کی مشیت کے نیچے اخل مان لیا ؟ اور یہ کہ شاعر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 خدا مان لیا ہے ؟ اگر شعر سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے تو کیا یہ شعر کتنا کفر نہ ہو گا ؟ اور خود  
 شاعر کا فرقہ قرار پانے کا ؟ پھر کیا وجہ ہے کہ احمد رضا خان صاحب وراثت کے میں  
 کہ "تخلیک ہے"۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر آپ جلد شرطیہ کے دونوں حصوں میں شرط اور جزو میں حکم  
 ملتے ہیں تو احمد رضا خان صاحب کے دعوہ بالا شعر کو درست فرمانے کے بعد ان کا  
 مسلمان ہونا ثابت فرمائیں۔

ور اگر آپ جلد شرطیہ کے دونوں حصوں میں شرط اور جزو میں حکم نہیں ملتے تو پھر  
 مناسب ہے یہ یوں تحریر کر لیا کہ صاحب "غایۃ نس مول" نے علماء دیوبند پر  
 وہی حکم لگایا ہے جو فاضل بریلوی نے لگایا ہے ؟ اور جب صاحب "غایۃ نس مول"  
 نے علماء دیوبند پر حکم لگایا ہے تو پھر اس حد کو حذف کر کے کاغذ لکھ لیا ہے ؟

جب ایک بات کا وجود ہی نہیں ہے تو نقل پر اس کے حذف کا الزام لگا کر اس کی علمی  
دیانت پر حسد کرنا کہاں کی دیانت ہے ؟ اور پروفیسر صاحب ہیں کہ بلاوجہ گرم ہو کر  
حضرت مدنیؒ کی علمی دیانت پر حملہ کرنے لگے ہیں۔

وہ بات سارے فسار میں جس کا ذکر رہتا

وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

باقی رہا معاملہ اپنے مطلب کی عبارت سے کہ اس پر تفسیری حواشی پڑھانے کا تو  
پروفیسر صاحب کو چاہئے تھا کہ جن عبارتوں پر ان کی حقیقی مرد کو نظر انداز کرتے ہوئے  
تفسیری حواشی پڑھائے گئے تھے ان کی نشاندہی کرتے۔ پھر ان کی اصل مراد کو واضح کرتے  
ہوئے "تفسیری حواشی" کی غلطی کو اجاگر کرتے حضرت مدنیؒ نے "غایۃ الامول"  
کی چاپیسٹس سے زائد ان عبارتوں کو ذکر فرمایا ہے جس سے احمد رضا خان صاحب  
کی وہ حیثیت خوب و نسیخ ہو جاتی ہے حوالہ مدینہ منورہ کے نزدیک موصوف کی تھی۔  
اگر کسی وجہ سے تمام عبارت سے متعلق حضرت مدنیؒ کے "تفسیری حواشی" پر پروفیسر  
صاحب تنقید کرنے سے عاجز تھے۔ تو کم از کم آدھی، تہائی، چوتھائی پر تو کہنے لیجئے  
پروفیسر صاحب کا مقصد تو صرف حضرت مدنیؒ پر اتہام لگانا تھا۔ اس لئے وہ اپنا کار  
کے لگے چل دیئے۔

البتہ حضرت مدنیؒ کے ایک تفسیری نوٹ پر پروفیسر صاحب نے گرفت کی  
ہے اور وہ اس طرح کہ حضرت مدنیؒ نے "غایۃ الامول" کی درج ذیل  
عبارت نقل فرمائی ہے۔

تھے ! احمد رضا خان صاحب نے  
اپنے دعویٰ پر جو مستدل قائم کیا  
ہے۔ اس صالہ "غایۃ الامول"،

فیہ بطلان استدلال  
عمیہ ماہ۔

میں اس کا باطل ہونا بیان کیا گیا ہے۔

اس کے بعد حضرت مرفی نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احمد رضا صاحب کے مستعمل صاحب "غایۃ المامول" کے نزدیک باطل ہیں۔ اور احمد رضا خان صاحب ان کے نزدیک "ابل بطلان" میں سے ہیں۔ لہٰذا  
اس پر اعتراض کرتے ہوئے پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں۔  
"محققین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ اختلاف کسی ایک کو ابل بطلان  
میں شہد کرنے کا کوئی معیار نہیں ہے۔"

درحقیقت پروفیسر صاحب کا مقصد یہ ہے کہ علیٰ جماعتین کے اندر آپس میں  
تفاوت ہو کر رہے۔ ولسا اوقات ایک کی دلیل دوسرے کے نزدیک باطل ہو گئی سے  
زیر اس سے یہ "مہ نہیں آتا کہ اس کو "ابل بطلان" میں شامل کر، یا جائے۔ بالکل  
نہایت صاحب "غایۃ المامول" کے نزدیک احمد رضا خان صاحب کے  
مستعمل کے باطل ہونے سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ "صاحب "غایۃ المامول"  
کے نزدیک احمد رضا خان صاحب "ابل بطلان" میں سے ہیں صحیح نہیں۔

پروفیسر صاحب! یہ اعتراض اس وقت تو یقیناً درست ہوتا ہے جب آپ یہ ثابت  
کر دیتے کہ صاحب "غایۃ المامول" کے نزدیک احمد رضا خان صاحب  
باطل میں سے ہیں۔ وہ یہ خلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک اہل حق دوسرے اہل حق سے  
کیا کرتے۔ مگر اس کا کیا کیا جانے کہ صاحب "غایۃ المامول" احمد رضا  
صاحب پر اتنی شدید جرح کر رہے ہیں کہ اس کے بعد اس بات کا امکان ہی

باتی نہیں رہتا کہ موصوف کے نزدیک احمد رضا خان صاحب بل حق مر سے ہیں۔  
 کہیں تو موصوف نے احمد رضا خان صاحب کی بیان کردہ تفسیر کو سرحدود اور تفسیر  
 اراکے قرار دیا ہے۔ بت حدیث میں کفر قرار دیا گیا ہے اور کہیں ان کے موقف کو اجماع  
 امت کے خلاف بتایا ہے۔ اور کہیں ان کی بات کو وہ تفسیر کے مخالف ثابت کیا  
 ہے۔ اور کہیں فرماتے ہیں کہ احمد رضا خان صاحب نے حق کی طرف جرح نہیں  
 کیا۔ بلکہ اپنی غلط بات پر اصرار کرتے رہے اور حق سے عناد اختیار کیا۔  
 اگر ان تمام امور کے مادہ جو کوئی شخص بل حق میں متامل رہتا ہے۔ تو پھر پروفیسر  
 صاحب ہی بتائیں کہ سنت گزار، خوارج، روافض وغیرہ فرقے کیوں بل حق سے  
 داخل نہیں ہیں؟

بہر حال حضرت بل ج سے اس عبارت کو جس معنی پر بھول گیا ہے صاحب  
 "حایۃ الامم" کی تقریباً چالیس عبادتیں اس کے لئے بیان فرماتے موجود  
 ہیں تفصیل کے لئے حضرت مدنی کی نقل کردہ عبادت پر ایک نظر ڈال لی جائے۔ لیکن  
 پروفیسر صاحب ان تمام عبادتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے مسجد بلا عبادت کو طاکسی قرینہ  
 کے اپنے من بھاتے سننے پر محمولوں کے اپنی علمی دیانت کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

پروفیسر صاحب شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں  
 [سوال عمرات] میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے رائے و قلم عالم  
 حضرت مولانا سید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز کے رائے کا اختلاف ذکر کرنے کے  
 بعد لکھتے ہیں

و یہ اختلاف، فارغین کلام کو حیرت میں ڈال دیتا ہے کہ کون کون سے  
 قبلا کر دیتا ہے؟

جواب

پروفیسر صاحب کی اسی حیرت اور الجھن کو رفع کرنے کے سہانے  
 حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ کا وہ طویل مقالہ بہت جسر  
 انشا اللہ شایع کر رہے ہیں۔ جو ماہنامہ "الفرقان لکھنؤ" دسمبر، ۱۹۷۰ء  
 جون ۱۹۷۰ء کی قسطوں میں چھپا تھا۔ اور جس میں شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے  
 بارے میں علماء کرام کی اختلاف آراء کے اسباب و علل پر مکمل روشنی ڈالی گئی ہے۔  
 امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے پروفیسر صاحب کی حیرت اور الجھن کا خاتمہ ہو  
 جائے گا۔ اس موقع پر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے  
 بارے میں علامہ شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ کی رائے بھی ذکر کر دیں۔ کیونکہ مولانا  
 نعمانی مدظلہ کے مقالہ میں علامہ عثمانی روکی۔ اسے گرامی مذکور نہیں ہے۔

یاد رہے کہ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ میں مکہ معظمہ کے اندر سلطان ابن سعود نے  
 پورے عالم اسلام کے چیدہ چیدہ علماء کا ایک مؤثر منعقدہ کیا تھا۔ جمعیت علماء ہند  
 نے جو وفد اس مؤثر میں شرکت کے لئے بھیجا تھا اس کے جس حضرت مولانا مفتی کفایت  
 صاحب نور اللہ مرقدہ دم ۱۳۴۲ھ۔ ۱۹۵۲ء تھے۔ اس وفد کے راکین میں دیگر علماء  
 کرام کے علاوہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رہ بھی شامل تھے۔ موصوف نے مؤثر میں اپنا  
 ایک تقریر کے دوران فرمایا۔

اس کے بعد ہم پر جلالت الملک السلطان عبدالعزیز، ابن سعود کا  
 شکریہ ادا کرنا بھی لازم ہے۔ جن کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے یہ  
 جلیل القدر کام انجام دے لیا۔ بلاد مقدسہ کے خادم کی حیثیت سے ان  
 کو خاص عزت و تکریم حاصل ہے۔ اور خصوصاً جب کہ عظمت السلطان  
 ابن سعود، عدل و نیکوئی۔ وسعت قلب اور جس اخلاق کی گونا گوں  
 صفات سے بھی متعجب ہیں۔ کتاب اللہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

و اسوہ خلفا برکتہ این رسل صالحین و ائمہ قبریں جنی اللہ تبارک  
 عنہم جمعین کے قریب میں ۱۱۱

ایک اور تقریر میں علامہ عثمانی مرحوم نے فرمایا :-

” اگرچہ ہم ہمیشہ سے حافظ ابن تیمیہ م ۶۶۰ھ، ۱۳۲۰ء اور ابن قیم  
 ام ۵۱۰ھ، ۱۱۲۰ء کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ ان کے مستفید  
 بھی ہوئے ہیں اور بعض تفردات، ذاتی رائے، وغیرہ میں ان پر انتقاد  
 و تنقید بھی کرتے رہے ہیں لیکن خاص طائفہ نجدیہ کے مستفادات کا  
 حال ہم کو محقق نہ تھا۔

چند روز ہوئے ہوئے دو کتابیں آپ کی پڑھیں۔ ” المدیۃ السنیہ “  
 اور ” بھرتہ التوحید “ ان کے مطالعے سے بہت سی چیزیں جو پہلی بار  
 طرب ہو رہی تھیں ان کا اثر سونا ثابت ہو۔ پھر بھی چند مسائل میں  
 اختلاف ہو۔

لخص اختلاف چنداں وقت اہم ہمیں جیسا کہ ” مسئلہ شاعت “ میں بحث میں قریب قریب  
 نزع لفظی کے ہے ہاں سخت اختلاف ان لوگوں کی نگہ میں ہے جو قبر کو سجدہ کرتے ہیں یا اس  
 پر چراغ جلا تے ہیں یا غلاف چڑھاتے ہیں ہم ان امور کو درست اور سزا دہتے ہیں اور ہمیشہ بہترین  
 سے جہاد با فکر و انسان کہتے ہیں۔ لیکن ” عبد لہ نافر “ بہت  
 پرستوں، اور یہود و نصاریٰ کی طرح، ” مباح لدم و اسماں “  
 دین کا خون کر دینا اور مال لوٹ لینا مسہوت اور عاجز ہو نہیں سکتے ہیں  
 کا ذکر میں پہلی ملاقات میں آپ سے تفصیل کر چکا ہوں اور آئندہ

اگر وقت سے مساعمت کی اور خدا سے تویق کوئی دستچامبہ نہ پہنچے  
دیکھ کے تاشی انصافہ جیہ حسرتیں وغیرہ سے اس پر مفصل کلام کیا  
جائے گا۔

ہمارے ہاں مشہور تھا کہ نجدی تمغیہ کے دشمنوں اور ان کے ترک  
سکھتے ہیں اور مراد چرکی کچھ پرواہ نہیں کرتے کیوں کہ وہ اور یہ  
میں سنی محمد بن عبد و اب سب کے بیٹے یا عہدائے کی تہ نہ پڑھی۔ جس میں  
لکھا ہے کہ تو دوسرے جہنماد کا نہیں رکھتے بگھر ذریعہ واسطہ میں امام محمد  
بن حنفیہ م ۱۰۰ھ ۲۵۰ھ کے قریب ہیں یہ کہ کوئی عمر میں  
قرآن یا حدیث کی بعد بیکے غیر مخصوص غیر مطلق سنیہ یا بل تاویل  
آجائے تو مہربان محمد بن حنفیہ کا چھوڑ کر امر بے حد میں سے کسی کا قول سے  
اختیار کر لیتے ہیں۔ ہر حال امر اولہ کے ذریعہ سے ہمارے ہاں  
حتیٰ کہ حافظ ابن تیمیہ اور ابن تیم زکاتوں طلاق تک شش کے مستند ہیں  
سنے اسی سے چھوڑ دیا ہے کہ وہ نہ بے حد سے علیحدہ تھا اگر آپ ایسے  
حنفیی میں تو ہم ٹھیک ٹھیک ایسے بن حنفی ہیں۔ اور یہ حنفیت ایسی ہے  
کہ مسلمانوں کا سواد اعظم یعنی تقلید میں امر اور حد سے مراد ایک ہندیاں حاصل  
طعن نہیں ہو سکتی۔ اگر ہوگی تو اس مشہور تقلید کے ایک جو ایسے  
آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور ہمارے ہاں اس کا نام یہ مقلدین  
کی جماعت ہے۔ کیونکہ وہ اپنے ایک ایک نام کی تقلید سے علیحدہ رکھتے  
ہیں۔ بلکہ ان میں کے بعض اہل حدیث یہ امر کو ترک اور الفسوفہ مٹاتے ہیں۔  
ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کی یہ حنفیت زیادہ نمایاں اور اس سے زیادہ  
مشہور ہو۔ جتنی کہ سب تک موقی سے۔



ہندوستان کے اکثر عمل، کرم کو سوہی حکومت کے قیام تک کیسے ہی نہ ہو۔  
عبدالوہابؒ کے عقائد کے بارے میں قابل و توفیق ذرائع سے معلومات حاصل نہ تھیں۔  
یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو ن  
کے جواب میں فرمایا۔

۱۔ فرقہ واپس کی ہندو محمد بن عبد الوہاب شہیدی سے ہوں۔ یہ شخص منطقی  
مذہب رکھتے تھے۔ مروج میں کتنی زیادہ تھی۔ ان کے خیالات اور  
عقائدات کے متعلق مختلف روایات سن جاتی ہیں۔ حقیقت اس حد  
تعمانے کو معلوم ہے۔ مگر ہندوستان کے بعض جتہ عین سے تو آج  
کل قبیح سنت کا نام و بانی رکھ دیا ہے یہ ان جتہ عین کی اصطلاح جدید ہے۔  
بہرحال شیخ محمد بن عبد الوہابؒ سے متعلق پر دیکھنا اور اس کے اثرات  
کی تفصیلات حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب دامت برکاتہم کے طویل مقالے سے معلوم  
کریں۔ اور اس سلسلہ کی کچھ معلومات کے لئے مولانا لیروز الدین روحی کی کتاب "تہذیب  
کے باب سوم کا مطالعہ بھی مفید ثابت ہوگا۔

پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں۔

گیارہواں عمر ارض | مولانا حسین احمد مدنی نے "التہذیب الثابت"

میں فاضل بریلوی کو بہت سٹت سٹت کہا ہے۔ فاضل بریلوی کے مقابلہ  
میں ان کی زبان تہذیب رشتہ نگاری سے مگر ہی بیوقوف معلوم ہوتے ہیں۔

عاشق صفحہ گذشتہ، خطبات عثمانی، ص ۵۰۴، ۶۰، ۴۰۔ ۱۰۰ کفایت المفتی۔

جلد ۱۱، ص ۱۹۸۔ ۱۰۰ فاضل بریلوی، مسماہ حجاز کی نظر میں، ص ۲۳۔

اس کے بعد بارہ (۱۲) کلمات جنہیں وہ "سخت کسبت" کی فہرست میں شامل  
 کرتے ہیں تحریر فرماتے ہیں۔ بعد ازاں ارشاد فرماتے ہیں  
 " وہ جو کسی نے کہا ہے کہ ٹرکسینیم کی اصل یہی ہے۔ بان — شاید  
 یہی ہے " لہ

مشکوٰۃ شریف میں بروایت مسلم یہ حدیث پاک مروی ہے  
**جواب** السنن ما قلا فعلى ابادع مالم

يعتد المظلوم ۛ ۛ

ترجمہ! نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایک دوسرے کو برا بھلا  
 کہنے والے جو کچھ کہتے ہیں اس کا گناہ صرف ابتداء کرنے والے پر ہے۔  
 تاہم جو اب دینے والا حد سے تجاوز کر جائے؟

پروفیسر صاحب کو چاہئے تھا کہ اس حدیث پاک کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت  
 مدنیؒ پر فرود جوہر عائد کرنے سے پیشتر یہ ثابت فرماتے کہ حضرت مدنیؒ ابتداء کرنے  
 والے ہیں۔ یا پھر اسوں نے جواب دینے میں احمد رضا خان صاحب کی بہ نسبت سخت  
 لب و لہجہ اور درشت کلمات استعمال کر کے زیادتی کا ارتکاب کیا ہے جس کے سے  
 ضروری تھا کہ وہ اسماء رضا خان صاحب کی کتابوں کے کلمات سب و شتم اور ان کا  
 بیان بھی قابل غور کے سامنے پیش کرتے پھر دونوں کے تقابلی کے بعد کوئی  
 فیصلہ صادر فرماتے لیکن ان بنیادی امور کے تصفیہ سے پیشتر یہ ناورد شاہی بیحد  
 فرمانا کہ۔

ۛ حضرت مدنی کی زبان تہمت و شائستگی سے مری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

عہدہ و انصاف کا منہ چڑھنے، اور دیانت و امانت کا جنازہ نکالنے سے کہ

منہیں ہے۔

خیر اگر پروفیسر صاحب بے التفاتی یا کسی اور سبب سے ان بیادمی امور کی جانب  
توجہ نہ فرما سکے تو ہم ہی عرض کرتے ہیں کہ مولانا مدنی کے "الشہاب الثاقب"  
تصنیف فرمانے سے پیشتر احمد رضا خان صاحب کی طرف سے سیکڑوں کتابیں برائے  
پبلسٹ علماء دیوبند کے خلاف شائع ہو چکے تھے۔ ۱۳۴۳ھ تک دو سو سے زائد  
کتابوں کی اشاعت کا اقرار تو پروفیسر صاحب نے بھی کیا ہے نہ  
"الشہاب الثاقب" انہی مذکورہ کتب میں سے تین انتہائی خطرناک کتابوں کے  
جواب میں تحریر کی گئی ہے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حسام الحرمین علی مسخر الکفر و لمین۔

۲۔ تمہید ایمان بآیات قرآن۔

۳۔ خلاصہ فوائد فتاویٰ۔

پروفیسر صاحب کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ احمد رضا خان صاحب کی  
تیز رفتاری اور سخت تنقید کے جواب میں جو بے تعلوں ان کے بھی "بسا اوقات لحد بھی نہایت  
دشمنت سے تھے، کی آئینہ دار تھی علماء دیوبند نے مسلسل خاموشی اختیار کی تاکہ  
لیز پروفیسر صاحب ایشاد فرمائے ہیں۔

"یہ مخالفین فاضل بریلوی کی شدید تنقیدات کا فطری نتیجہ تھے"۔

۱۔ فاضل بریلوی علماء ہجواز کی نظر میں، ص ۱۰۱۔ ۲۔ فاضل بریلوی علماء ہجواز کی

کی نظر میں، ص ۱۹۹۔ ۳۔ فاضل بریلوی علماء ہجواز کی نظر میں، ص ۱۰۰۔

۴۔ فاضل بریلوی علماء ہجواز کی نظر میں، ص ۱۶۹۔

یہاں سے واضح ہو گیا ہے کہ سو، نادرانی، بندہ کر کے، اوں میں سے نہیں ہے بلکہ  
 احمد رضا خان صاحب کی "شہید تقدمات" اور علامہ دیوبند کی "مسلحہ خاموشی" کے  
 حجبہ برائی سر سے گرا گیا تو ہر نوجو صوبہ "شہاب ثاقب" کی تالیف عمل میں آئی۔ اور  
 ہی یہ بات کہ حضرت مدنی مرحوم و معذور کی زبان احمد رضا خان صاحب کے مکتبہ میں تہذیب  
 و شائستگی سے گری ہوئی ہے تو جہت تک تصویر کا دوسرا سلسلے سے ذہبہ فیصلہ نہیں  
 کیا جاسکتا اس سے بطور سرور صحت مذکورہ ہیں کتابوں کا سب دلچوہ اور ان میں ذکر شدہ  
 کلمات سب دشتہم میں سے کچھ کلمات قارئین کے سامنے پیش کئے جلتے ہیں۔

۱۵	مغز ہی رہبتان باذہنے والہ	۱	اشتیاء رب بخت
۱۶	ظالم	۲	یہ سب کے سب مرتد ہیں
۱۷	ان کی کلمات کہنے کی طرح ہے کہ	۳	بیدینی و بد مذہبی کے طبیعت سردار
۱۸	اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر	۴	ہر طبیعت بفساد اور ہٹ دہرم سے بدتر
۱۹	اپنے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے	۵	فاجر
۲۰	تو یہ سے محروم	۶	سب کافروں سے کہینے تر کافر
۲۱	گھرو	۷	طہ
۲۲	گھمساہ گر	۸	کذاب
۲۳	بہنی سرکشی میں ادرہ سے ہر ہے میں	۹	بد دین
۲۴	کافروں سے بدتر	۱۰	زبان کار
۲۵	اللہ نے ان پر لعنت کی	۱۱	گمراہ
۲۶	مترد و سرکش	۱۲	ستمکار
۲۷	بد مذہب	۱۳	دوزخ کے کتے
۲۸	دہریے	۱۴	شیطان کے گروہ

- ۲۰ : سوکافروں سے دین میں ان کی محرت  
 سخت تر
- ۲۱ : بدکارہ
- ۲۲ : ملعون
- ۲۳ : قبیلوں کی لڑائی میں بندھے ہوئے۔
- ۲۴ : گھناؤنی گندگیوں میں تھکے۔
- ۲۵ : ہر ذلیل سے زیادہ ذلیل۔
- ۲۶ : ان کا ٹھکانہ ٹھیک بہنم۔
- ۲۷ : زہریلی۔
- ۲۸ : قیامت تک ان پر وہاں
- ۲۹ : شیطان۔
- ۳۰ : زہر دینے جوئے کی واسطے
- ۳۱ : عواہش نفس کے پیروکار۔
- ۳۲ : اللہ نے ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔
- ۳۳ : ابلیس لعین کے پیروکار
- ۳۴ : تنگدیب خدا کر سے والے کے ڈھچکے۔
- ۳۵ : وغاباز۔
- ۳۶ : مسکار۔
- ۳۷ : دین میں خائن، خیانت کرنے والے،
- ۳۸ : شیطان کے چیلے۔
- ۳۹ : حق کے معاند۔
- ۴۰ : اہلسنت کے شہابوں سے جل کر  
 خاک سیاہ۔
- ۴۱ : مزار اور تلمیذ۔
- ۴۲ : مردود۔
- ۴۳ : مشرک۔
- ۴۴ : جب گڑاؤ۔
- ۴۵ : بہت و محرم۔
- ۴۶ : دین سے نکل گئے جیسے زینت سے
- ۴۷ : بجا اسس کرنے والے۔
- ۴۸ : بکاشیخ، استاد و پیر، ابلیس۔
- ۴۹ : بدگو۔
- ۵۰ : ابلیس لعین کو خدا کا شریک مانا۔
- ۵۱ : او! علم میں آؤ گیسے کئے سوز  
 کے بہسرد۔
- ۵۲ : چرپائیوں سے بڑھ کر گمراہ ہوئے۔
- ۵۳ : منہ بھر کر اللہ و رسول کو گالیاں دینے کا۔
- ۵۴ : معاندین و دشمنان دین۔
- ۵۵ : براہِ احوا و ظہیر و شیوۃ ابلیس وہ  
 باتیں بناتے ہیں۔
- ۵۶ : چہرہ شیطانی مکر پرست کرتے ہیں۔
- ۵۷ : دئے اللہ، انہیں تمام صفتوں میں نکٹا کر

- ۶۵ . انہیں عاد و نعو کی طرح ہلاک کر۔  
 ۶۶ : ان کے گھر گھنڈر کر دے۔  
 ۶۷ : اللہ ان کی ناک خاک میں گرے۔  
 ۶۸ : ان پر اللہ ان کے مددگاروں پر اللہ کی لعنت۔  
 ۶۹ : جو ان کے گھر میں شک کرے کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کرنے میں توقف کرے اس کے گھر میں بھی کوئی شبہ نہیں۔  
 ۷۰ : کچی والے بچتے ہیں۔  
 ۷۱ : کھنڈ۔  
 ۷۲ : خارجی
- ۶۳ : بطلانِ راستے۔  
 ۶۴ : سخت جھوٹے۔  
 ۶۵ : سردارانِ کفر وہ مذہبی دگلا بھی۔  
 ۶۶ : عالموں، فقہروں، بیگموں کی وضع ہفتے ہیں اور باطن ان شبائستوں سے بھرا ہوا ہے۔  
 ۶۷ : ان کا شہ روزہ قبول۔ دن سارے روز گزارا نہ سچ نہ کوئی فرض نہ نفل۔  
 ۶۸ : کفری نیجاستوں میں بھرے۔  
 ۶۹ : اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی۔  
 ۷۰ : ہر مجلس میں ان کی تمغیہ واجب ان کی پروردگاری صواب۔  
 وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام الفاظ سب رستم بہمن نے "تسمیہ ایماں" "خلاصہ فوائد قنادی" اور "حسامِ اکھرین" سے نقل کئے ہیں۔ یہ تینوں کتابیں درحقیقت گالیوں کا مجموعہ ہیں۔ خاص طور پر "خلاصہ فوائد قنادی" میں تو احمد رضا خان صاحب سے چودہ صفحات میں تقریباً سات سو گالیاں جمع فرمائی ہیں شاید اس میں سے کہ آج کے دور میں اس طرح گالیاں نہ جمع کرنا خود بریلوی جماعت کے لئے انتہائی رسوا کن اور اس کی تمغیہ ترقی میں رکاوٹ ثابت ہوگا

۱۳۹۵ھ، ۱۹۰۵ء میں لاہور سے "حسامِ اکھرین" کا جو جدید ایڈیشن رضا خان نے

لے لیا تھا اس کے ساتھ "خلاصہ فوائد قنادی" کو شانِ منہس کیا جانا چاہئے

اس سے پیشتر یہ کتابیں کجا شائع ہوئی رہی ہیں چونکہ طراست مضمون کا نظروں سے اس لئے چاہئے تو یہ تھا کہ ہم اسی ہشتے نوز از خردار سے "پر اکتفا کرتے ہوئے کہہ دیتے

ج قیاس کن ز گلستان من بہا بہرا

لیکن باری بہرہ جی یہ چاہتا ہے کہ بعض دیگر کتب کے بھی کچھ حوالے کارین کر دے کی طرح گزر جائیں۔ تاکہ قارئین پر آفتاب نصف النہا کی طرح عیاں ہو جائے کہ عام بریلوی مصنفین جیسا۔ اور احمد رضا خان صاحب خصوصاً تہذیب و تہا سنی سے نہ صرف کہوں دور ہیں بلکہ شاید متانت و سنجیدگی کے نام تک سے آشنا نہیں ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ ان لوگوں کے اپنی تحریروں میں اپنے مخالفین کے خلاف وہ عامیانہ اور بازاری زبان استعمال کی ہے کہ جس پر شرم و حیا اور شرف و متانت سرسپت کر رہ گئی ہے۔ بہر حال چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

مرکز می انجمن حزب الاحناف لاہور کے ایک فاضل جناب ابو لطیف محمد طیب

ساحب اپنی مایہ ناز کتاب "تہذیب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ" جو منظر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اعلیٰ مولوی حسرت علی صاحب کی تصدیق سے میں لکھ بید مرحد کے خلاف لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں

"وہ عیاں تہذیب مجذوب کے اس مصلح اعظم کہلنے والے پیر پنچر ہر سید

احمد خان صاحب سے پیشتر شائستہ انتہائی مذہبانہ شرفیاء انداز

گفتگو سیکھ کر کوئی شخص یوں لکھ دیتا بھرتے کہ پر سچا کہ پیر پنچر ہر سید

احمد خان صاحب کے والد بزرگوار نے ان کی ماں مہربان کے ساتھ ملتا

مجاہدت جہتہری کے ہوں گے کبھی ان کے گھسے ہیں یا تھو ڈال کر پڑ

گئے سوں گے۔ کبھی ان کی دان پر سردہر ہوگا۔ کبھی ان کو چھاتی سے لپٹایا

ہوگا کبھی ان کے سب جان بخش کا بوسہ لیا ہوگا کبھی اپنے مکان کے

کسی کو سنے میں ان کے ساتھ کچھ کرنے لگے ہوں گے۔ کبھی کسی کو سنے میں کچھ کرنے لگے ہوں گے۔ ایسا بنے ہو وہ پن کیا ہو گا جس پر تعجب ہوتا ہے۔ اگر پیر نیچر، سرسید احمد خان صاحب، کے والد مرگے اور ان کی مادر لہر مان کے درمیان یہی معاملات ہوتے ہوں گے تو سے سالانہ از ری عورتوں اور ان کے آکسفورڈ کے حالات ان سنہ سراہہ

بہتر ہیں ۱۰

ایک دوسرے مقام پر اپنے مخالفین کے لئے یہاں استعمال کی ہے۔

۱۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تمہارے دھرم میں تمہاری جود اور مال، اولاد ایک، تمہارا باپ اور بیٹا دونوں ایک، گور اور جلا، دونوں ایک، فیہی اور پاخانہ دونوں ایک، تمہارا منہ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں ایک، تمہاری بہنوں بیٹیوں کے سب اعضا اور غیر وہا کے بدن دونوں ایک، حلال و حرام دونوں ایک، رنا اور نکاح دونوں ایک، اپنی بیوی کے حقوق زوجیت او کرنا اور کسی مرد سے منہ کا کرنا دونوں ایک، پانچ سطروں کے

بعد ارشاد ہوتا ہے۔

۲۔ اور اگر دوسری صورت کا اقترا ہے تو اس پر کس کھلا عمل ہوا ہونے سے کیوں انکار ہے۔ کسی مسلمان، کسی تاریخ، کسی وقت کا اشتہار دیکھو صحیح عام میں اپنی اس اعلیٰ حیرت و حیرت کے تماشے دکھاؤ۔ علم کے مدرسے پاخانہ کھاؤ۔ شہرت کے لئے پیشاب نوشی فرماؤ۔ اپنی مال



ہن بیٹی جو کے ماتھوں پر چلی فکر سے ، اوقف فی سئل  
 الشیطان " کاسان ہر ڈنکو کر بر سر میدان میراؤ ، خود بھی اپنی  
 پشت پر موٹے موٹے حروف میں " وقف ع سبیل اللیس " کا  
 کافو لگو اگر سارے میدان کا چسکر لگاؤ اور ہر قسم کے شیطانی کاموں کے  
 لئے خود بھی وقف ہو جاؤ اور اپنی مال بہن بیٹی جو کو اپنی پھر  
 توجیہ کی تبلیغ کے لئے وقف کراؤ ۔ ۱۰

۱۱ احمد رضا خان صاحب کی مایہ ناز کتاب " سبوح السبوح " کیساتھ  
 چند رسائل مزید شائع ہوئے ہیں جو درحقیقت احمد رضا خان صاحب کے افادات و  
 افادات ہیں ان میں ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے ۔

" آپ کیا سمجھتے کیسی کج فہمی ۔ میں نہ ہی ہاشد کہ تو می فہمی ۔ وہ کج فہمی کہ  
 بقوت وہی کہنے کوہ نو سنیں گنگوہ ۔ سنیں گنگوہ تو سمجھیں اندوہ ۔ کھیں  
 اندوہ تو کہیں ابوہ ۔ کہیں ، نوہ تو کھیں گبوہ ۔ کھیں گبوہ تو پڑھیں  
 گنگوہ ۔ پڑھیں گنگوہ تو یاد کوہ ۔ میرے قلم سے جاتا دکلا کوئی کلمہ نہیں  
 سے دکلاؤ ۔ ۱۲

دو دھانی صفو بعد یہ شعر تحریر فرمایا ہے ۔ ۱۳

رحم اس ساعد نازک پر جسے اس کے نصیب

لاٹتے ہوں نخبہ مرزاں میں لکچھے کے لئے

ایک اور مقام پر دیوبندیوں کو خطاب ہے ۔

" مہمت قادر سب کونا کر لئے تو تمہاں ، نام اور تمہا سے پدائیم کے



.. مخالفی صاحب ! اس دسویں کیا دی پر اعتراضات میں ہمارے  
 لگے تین پندرہ ڈالنے۔ دیکھتے وہ سیلیا واسلے پر کیے ٹھیک آرگئے۔ کیا  
 اتنی حضرات عظیم کے بعد بھی نہ سوچھی ہوگی ؟

.. وہ حضرت مخالفی مرحوم، کہتی بہتے میں یوں نہیں مانتی میسری  
 مٹرائی پر اترو ؟

.. خصم کے کوسے وار کی گھر مٹ میں سب کچھ ترن کسی بول گئی ؟  
 .. اب جو مسلمانوں نے آٹے بانقوں لیا چھکے چھوٹ گئے سینے ٹوٹ  
 گئے۔ تیور بھٹ گئے۔ دم اٹ گئے۔ معاف کیجئے معاف کیجئے آپ  
 بیٹے میں ! سب نازک سے صدا آنے لگی بس کی ؟  
 .. اب ہی سیلیا ! تیرا بھرا پین خون پر کھینچی جا اور کہہ خدا جھوٹ  
 کرے ؟

جناب مولوی محمد طیب صاحب قادری برکاتی۔ فاضل سرکاری مدرسہ

حرب الاعراف لہور کی بیٹھ عبا قیں ملاحظہ ہوں۔

.. طلاق تو نکاح کی ہوتی ہے۔ دیوبندی اگر بوقت نکاح بھی دیوبندی  
 تھا تو نکاح منعقد ہی نہیں ہوا اور اس وقت سنی تھا بعد کو دیوبندی  
 بنا تو اب مرتد ہو گیا اور مرتد ہونے ہی نکاح نسخ ہو گیا بہر حال کسی صورت  
 میں طلاق کی حاجت نہیں ؟

نہ دعوات السنان ۱ ص ۵۱ کے دعوات السنان ۱ ص ۵۲ کے دعوات السنان

ص ۶۶ کے دعوات السنان ۱ ص ۶۸ کے دعوات السنان ص ۶۰

۶۵ العصب السنیہ علی الاعراب الیہ نسبیہ ۱ ص ۶۸

۱۰ پریکٹس کے بیٹے ہدایت احمد اور فرید بکشر کی بیٹی کریم النساء اور  
دیوبندی دھرم پر حرامی ہوئے یا نہیں ؟ ان دونوں کے ہم نکاح  
سے جناب گنگوہی جی پیدا ہوئے تو گنگوہی جی کیسے لوگوں کی کیسی ہو  
ہوئے ؟ - - - - -  
ابھی تو صرف گنگوہی جی کا سہمہ  
بظہر نمونہ لکھا گیا ہے آئندہ اتنا ۔ اللہ تمہاری ایک ایک دیوبندی  
کا حرامی دلچسپوں نسب ہونا دیوبندی دھرم سے ثابت کر دیا جائے  
گا ۱۱

۱۱ دیوبندی جی ! واحد العین صاحب سے پوچھنے کہ آپ کو کتنے شریف  
کے آئندہ واضح ہو یا ابھی اور داخل کرنے کی ضرورت سے ۱۲

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ العزیز کے بارے میں

فاضل مذکور رقمطراز ہیں۔

اور سید سلطان اجروہیا ہاشمی نے ۱۳

جناب احمد رضا خان صاحب نے نما ، دیوبندی کے جو عقائد بیان کئے ہیں ان  
میں اور ایک نظر ڈال لیجئے تاکہ ان کے اسیرار اور بہتانات اور ان کے انداز تصور کا  
حضرات قدس کے اندر رہ کر سیکھیں۔ فرمائے ہیں

۱۲ دیوبندی ایسے کو خدا کہتا ہے جسے مکان ، ماں ، جنت ، ماہیت  
ترکیب عقل سے پاک کہنا بہت تحقیق کے قیس سے اور صریح کفر اور کفر  
سائنس کے قابل ہے اس کا سچا سوا کچھ ضرور نہیں سمجھتا بھی ہو سکتا

ایسے دکو، کہ جس کی بات پر اہمیت ہر نہیں۔ یہ اس کی کتاب قابل استناد  
 نہ اس کا دین لائق اہمیت دے۔ ایسے کو جس میں یہ سب نقص کی گنجائش سے  
 جو اپنی مشیختی میں رکھنے کو قصد نہیں جتنے سے بچتا ہے چاہے تو ہر گندگی  
 میں آلودہ ہو جائے ایسے کو جس کا علم حاصل کئے سے ہوتا ہے۔ اس کا  
 علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو حاصل رہے۔ ایسے کو جس کا بہکنا،  
 بھونکنا، سونا، اور گھٹنا، ناقص بننا، طالب ہونا، حتیٰ کہ مر جانا سب کچھ  
 ممکن ہے۔ کھانا، پیسا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھیرنا، ناچنا، مہر کرنا  
 منٹ کی طرح کلا کھینا، عورتوں سے جماع کرنا، موٹا، لوند سے باری  
 جیسی جہیث سے حیاتی کا ترک ہونا، حتیٰ کہ ٹخنٹ کی طرح خود مفعول  
 بننا لوند سے باری کر دانا، کوئی نہایت، کوئی فضیلت اس کی شان  
 کے خلاف نہیں۔

وہ کھانے کا مہر و بھرنے کا پیٹ۔ اور مردی اور زنی کی غلطیوں  
 اور وہ زمانہ شرمگاہیں بافضل دنی نکال، رکھتا ہے۔ صمد نہیں  
 ہوندا، کھنک ہے سبوح قدوس نہیں حدیٰ مشکل بھجرا، سے  
 یا کم از اپتے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو  
 جلا بھی سکتا ہے، اور بھی سکتا ہے رہرکھا کر یا اپنا گلا گھوسٹ کر  
 بندوق مار کر خودکشی بھی کر سکتا ہے۔ اس کے ماں باپ، جو و دیوی،  
 بیٹا سب ممکن ہیں۔ بلکہ ماں باپ ہی سے پیدا ہوا ہے۔ ہڑکے  
 طرح پھیلا سکتا ہے۔ ہر مہا کی طرح چومکھا ہے : ۱

اس کے بعد اور بے شمار بے ہودہ عفت نہ نما۔ دیوبند کی طرف مہربان کے ہیں  
تفصیل کے لئے اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیے ان کے علاوہ احمد رضا خان  
صاحب حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو "وجاہل" اور "طے  
جاہل" نیز "امتی" بد دین "بٹہ" وغیرہ الفاظ سے خطاب کرتے ہیں۔

قاسم العلوم داکٹر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
اور دیگر علماء دیوبند کو "احول" "بھینگا" فرماتے ہیں۔ بلکہ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ  
لوگ زیادہ بڑے بھینگے ہیں۔ کیوں کہ عام بھینگوں کو تو ایک کی جگہ دو نفر آتے ہیں اور  
یہ ایسے بھینگے ہیں جنہیں ایک کی جگہ سات سات نظر آتے ہیں۔ ان کے شعر ملاحظہ  
ہوں۔

گرچہ ایک ہاتھ خودوں مہر کے سنی	احوال انشیں ہفت ہیند از کجی
دو بھی ہیند یک با احوال	الامال ریں ہفت بیباں الامال

نیز قطب عالم حضرت مولانا شہید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو جس کا  
خان صاحب کبھی "اندھے" "ادھا" اور "زاغ" کہا اور "خبیث"  
ہیے مہذب الفاظ سے یاد فرماتے ہیں۔

موصوف کا شعر حضرت گنگوہی کے بارے میں ملاحظہ ہو۔

خبیث بہر خبیثہ خبیثہ بہر خبیثہ

کوساقتہ جس کو بانہ کلان لے کے چلتے

سہ سبحان السبوح ۱ ص ۱۹۸ شیعہ سبحان السبوح ۱ ص ۱۲۸ سے حدائق بخشش  
حصہ دوم ص ۱۹۱ سے سبحان السبوح ۱ ص ۱۲۹ اور ۱۱۳ سے مثلاً ان کی ایک کتاب کا نام ہے  
"ذوق زریغ زریغ" ہے جو حضرت گنگوہی کے غلوں لکھی ہے، قہ حدائق بخشش حصہ دوم ص ۲۳۔

اور امام غیر بریلوی حضرت کو وہ اوسے پرنا بکر پوٹے " جیسے پیارے الفاظ سے  
 پکارتے ہیں۔ یہاں تک کہ احمد رضا خان صاحب نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کو " راہی " دھروانا، اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو " پالی سوتی بکریاں "۔  
 لیے الفاظ سے خطاب کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

" اللہ کا محبوب امت کا راہی کس پیار کی نظر سے اپنی یا بی ہوتی

بکریوں کو دیکھتا ہے " کہ

حضرت مدنی نے اللہ مرشدہ کو ان الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے  
 " کبھی کسی بے حیا سی بے حیا ناپاک، گھناؤنی سی گھناؤنی  
 بے باک سی بے باک، پاجھی کینتی گندھی قوم نے پنے خیم  
 کے قابل بے دھڑک ایسی حرکات کیں ؟ آنکھیں میچ کر گنفا  
 منہ پھاڑ کر ان پر نخر کئے۔ انہیں سر بازاری شائع کیا۔ اور ان  
 پر افتخاری نہیں بلکہ سنتے ہیں۔ ان میں کوئی نئی فریجی جیادار  
 ٹر سٹیل۔ بانکی ٹکیلی میٹھی سیسی۔ اپیل البیل جینیل نیل  
 اجودھیا ہاشی آنکھ یہ تان لیتی ہے۔ اور بچی ہے " ج

ناپختہ ہی کو جو نکلے ترکھاں کی گھر گھٹ

" اس فاحشہ آنکھ نے کوئی نیا عذرہ تراشا اور اس کا نام

" اشتہاب آئن قب رکھا " کہ

بات چچ نکو طولی ہوتی جا رہی ہے۔ اس لئے اب ہم اسی پر گفت کرتے ہیں کیونکہ

تھنا خان تہذیب " ایک ایسا طویل انڈیل عنوان ہے کہ جس پر کاغذ رکھنی کو اسے  
 کسے بہت متعلیٰ مسودہ تعویذ کی ضرورت ہے۔ خدا کرے کوئی صاحب اس طرت  
 توجہ فرمائیں۔ اور رضا خانیوں کی تمام کتب و رسائل کھنگال کر ان کی تہذیب و شائستگی  
 کے ابعاد کو کسی ایک لڑی میں پروردیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو یہ امت اسلامیہ پر ایک  
 عظیم احسان ہو گا۔

بہر حال جو کچھ کہیں تذکرہ ہم نے پیش کیا ہے گو برا ہے تاہم یہی اس سے  
 رضا خانیوں کی تہذیب و متانت۔ اور سلیبیدگی و شائستگی نیر شرافت و نہایت کا  
 اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔ ان حالات میں بقول غائب۔

دل ہی تو ہے دستگ و نشست درو سے بھرنا آئے کیوں

اگر حو اب میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا لب و لہجہ قدر سے درشت اور محنت ہو گیا  
 تو یہ ایک قدرتی بات ہے اس پر یہ بھی کسٹا کہ " کوڑا و سنیم کی وصل ہوئی زبان  
 شاید یہی ہے۔ " انہی لوگوں کا کام ہے۔ جن کے بارے میں کہا گیا ہے ۔  
 غیب کی آنکھ تنکا تھکے آتا ہے غلط  
 دیکھ اپنی آنکھ کا فاضل ذرا شہینہ بھی

لیکن باری بہر حضرت مدنی مرحوم و منقور کا لکھا ہے کوئی ایک کلمہ بھی عاملانہ  
 نشان و شرفناذوق کے خلاف نہیں ہے آخر حضرت مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 اپنے اوپر ہمارے شدہ الزامات کے حو اب میں احمد رضا خان صاحب کو کذاب۔ خراب پڑا  
 لوگوں کو گمراہ کسے والا۔ اور دہل و تلبیس سے کام لینے والا، ڈفرمانے تو پھر یہ کہتے  
 احمد رضا نامی صاحب اور ان کی صلیب و منوہی ذریت کی بازاری جگہ فاحشہ زبان کے  
 خلاف اس قدر مستطاب انداز بیان اختیار کرنے پر تہذیبی لٹھانے کا اس کے سوا  
 کیا مطلب ہو گا ؟





ہستے ہیں « نے

کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔ ۵

زمین جنبہ بجنبہ نہ جنبہ بجنبہ گل محمد

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز

۱۲ ہوا ان اعتراض

نے احمد رضا خان صاحب کو متعدد مقامات پر

» محدد التخلیل والتکفیر « یعنی کافر اور گمراہ قرار دینے کا مجھ کو

کہا ہے ۔ اس کے برعکس پروفیسر صاحب نے ، ، صفحات میں یہ ثابت کرنے

کی کوشش کی ہے کہ احمد رضا خان صاحب پر یہ ایک الزام ہے ۔ اور اس کا حقیقت

سے دور کا بھی وسط نہیں ۔ ایک مستام پر پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں ۔

» حقیقت یہ ہے کہ فاضل بریلوی « تکفیر مسلم « میں بید مخاطبتے : «

احمد رضا خان صاحب کا اپنے محدودے چند معتزین کے سوا

جواب

تمام دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر و گمراہ قرار دینا ایک ایسی تین حقیقت

ہے جس میں نہ آج سے پہلے کبھی محققین کی دو رائیں ہوتی ہیں اور نہ آئندہ کسی

صاحبِ بعیرت اور واقفِ حال انسان کی طرف سے اختلاف کی گنجائش اور احمد رضا

خان صاحب کے اس کیشن کو ان کے تلامذہ و اطراف کے جس احساسِ ذمہ دارانہ

کے ساتھ نبھایا ہے ۔ اس کی دائرہ دینا بڑی زیادتی ہوگی ۔ آخر یہ احساسِ ذمہ دارانہ

کاشیچ نہیں تو اور کیا ہے کہ حال ہی میں مسجد حرم در مسجد نبوی کے ائمہ گرام

حکومت پاکستان کی دعوت پر پاکستان تشریف لائے تو پورے پاکستان کے عوام

۱۲ ہوا ان اعتراض ۱۲ فاضل بریلوی علی رضا

کی نظر میں ۱۲ ص ۲۲ - ۲۳

نے جس جوش و خروش اور غصوں و محبت سے ان کا استقبال کیا وہ اپنی نظیر  
 آپ تھا۔ نیرنگ دور و راز کے سفر طے کر کے ان کی زیارت و قدم بوسی کے لئے  
 حاضر ہوئے اور ان کی اقتدار میں نماز پڑھنے کو اپنے لئے ہر عیب سعادت سمجھا۔  
 کراچی میں پانچ لاکھ افراد نے ان کی اقتدار میں نماز جمعہ ادا کی۔ لیکن بایں جمعہ قربان  
 صاحبہ احمد رضا خان صاحب کے بچے جانشینوں پر جنہوں نے یومی جرات سے  
 سے کام لیتے ہوئے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ روز بروز وقت توڑے جاری کر دیا کہ چونکہ  
 یہ نام صاحبان دہلی عمت اندر کہتے ہیں۔ اس لئے جو نہ لیں ان کے پیچھے

پڑھی گئیں ان کا اعادہ ضروری ہے۔ ملے

اور یہ لٹوئے بھی اپنے اکابر کے اتباع میں دیا گیا ہے۔ کیونکہ احمد رضا خاں صاحب  
 کے فرزند ارجمند محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب نے سعودی حکومت میں حج کے التزام  
 کے موضوع پر ایک کتاب "تسویر الحجۃ لمن یجوز التواء  
 الحجۃ" تالیف فرمائی تھی جو مطبع اہل سنت و جماعت بریلی سے لیس سرشار  
 مولیٰ نیز احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اجل اور سظہر اعلیٰ حضرت جناب محمد حشمت علی  
 صاحب نے اپنے فتوے میں ارشاد فرمایا۔

"نادائق حرام اور صنف اہل اسلام جن کے اسلام اور سنیت پر  
 فتنہ کا خطرہ ہو ان کو یہی حکم شرعی ہے کہ تاخیر حج کریں اور صیبت  
 کر جائیں کہ ان کے بعد نئے مال سے نئی طرف سے کوئی مصنف فی البدینت مسلمان  
 یعنی رضا خانی حج بدل ادا کر دے۔" ملے

ملے ہفت روزہ فریڈیا۔ جلد ۱۔ شمارہ ۱۴۹۔ ۱۴ تا ۱۶۔ اپریل ۱۹۷۲ء ص ۲ دایضاً تالیف تکفیری  
 افسانے ص ۱۵۳۔ ملے فتویٰ منہج بقی خداوندی ص ۱۶۰۔ بکو تالیف تکفیری افسانے ص ۱۶۰۔

مشہور بریلوی عالم مولوی محمد حمزہ اچھروی، م ۳۹۱ ۱۹۵۱ء، ص ۱۰۰  
 کے بارے میں عبدالحکیم شرف صاحب لکھتے ہیں

” وسعت علم اور عاشر جونی میں ان کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ لے  
 نے بھی مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے ائمہ کرام کے پیچھے نماز پڑھنے کا اور کتب  
 بریلویوں کے محدث اعظم ”مولوی محمد سید وار احمد فصیل آبادی (لال پور) م  
 ۱۳۵۵ھ / ۱۹۷۲ء، حج کے موقع پر وہاں کے ائمہ کرام کی قیادت میں نماز ادا نہ کرنے  
 کی بنا پر سعودی عرب میں گرفتار بھی ہوئے تھے۔“

اسی طرح پیر جماعت علی شاہ صاحب دم، ۱۹۵۱ء، ص ۱۰۰، کو مسجد نبوی میں  
 مقرر امام سے پیشتر جماعت کرانے کے جرم میں جب تہرہ لگا گیا تو انہوں نے معافی  
 مانگ کر مدینہ طیبہ میں، آنسو کی اجازت حاصل کی۔ لے  
 بریلویوں کے ایک اور عالم مولوی ایوب علی رضوی فرماتے ہیں۔

حرم پاک سے ناپاک علیہ العنت  
 در کجبت پر کب شمس کا شیطان ہوگا

الحاصل ان تمام امور سے یہ بات پوری طرح آشکارا ہو جاتی ہے کہ بریلوی حضرات  
 کے نزدیک سعودی حکومت اور وہاں کے ائمہ عظام بھی دائرہ اسلام سے خارج ہیں  
 اور ہوائیں کافر تسلیم نہیں کرے گا وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج۔ یہاں سے یہ بھی  
 معلوم ہو گیا کہ سارا عالم اسلام جو حج کے موقع پر وہاں کے ائمہ کرام کی قیادت میں ملا  
 بھی، کرتا ہے اور انھیں حج بھی وہی ”سعاد اعظم“ ہے۔ وہاں کی اقتدار اور کرے

لے تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۱۴۰، لے مقیاس جنیت، ص ۱۴، لے ابن الوقت  
 ولایت شاہ او اس کے پیرک مذہبی حرکات، ص ۳، حاشیہ، لے باغ فردوس، ص ۱۰

اے بریلوی حضرات کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ یہ کہیں  
 لوگوں کی آنکھوں میں دھول چھونکنے کے لئے پتھر بھی دعوے سے نہ سوادِ عظیم  
 ہونے کا۔

حسد کا نام جنوں رکھنا یا جنوں کا نثر  
 جو چاہے آپ کا حسن کو ٹھسار کرے  
 ابھی کل کی بات ہے کہ بریلویوں کے ”حکیمِ لامست“ مفتی احمد یار خان گجراتی  
 ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۰ء کے صاحبِ زادے مفتی محمد گجراتی صاحب نے فتویٰ  
 دیا کہ۔

”جہدِ بھستان اور پاکستان کا کرکٹ میچ دیکھنے والے دائرہ اسلام  
 سے خارج ہیں“

غیر سے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب ہیں اس کرکٹ میچ کے دیکھنے  
 والوں میں شامل تھے بات بات پر بریلوی حضرات کے تکفیری فتوؤں کو دیکھ کر مولانا خلفِ ظہار  
 مرحوم مدفون ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۶ء فرمائے ہیں۔

جب سے پھوٹی ہے بریلی سے کرن تکفیر کی  
 وہ کے قابل ہے اس کا انعکاس و انعکاس  
 مشغولان کا ہے تکفیرِ سہمانانِ ہند  
 ہے وہ کا فر جن کو ہوں سے زرا بھی اختلاف

لیکن نامعلوم پروفیسر صاحب لاعلمی کا شکار ہیں یا پھر ضد و عناد کے باعث وہ اس  
 آفتابِ ایسی روشن حقیقت پر پردہ ڈالنے کی سعی و کوشش میں مصروف ہیں یہی وجہ

ہے کہ انہوں نے ، وہ صفحات میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ احمد  
خان صاحب تکبیر مسلم کے حامد میں بے حد متاثر واقع ہوئے ہیں یہ  
ان کنت لا تدری ملک مصیبة  
وان حکمت تدری فالصیبة اعظم

لیکن یہ باتہ گلن کو آرسی کیا ؟ علیحدہ ہم بھی ان کا برعلاوہ امر کے نام پر  
کئے دیتے ہیں جن کی تکبیر و تفضیل احمد رضا خان صاحب اور ان کی فریٹ کیا  
سے کی گئی ہے۔ اس فریٹ میں وہ حضرت بھی شامل ہیں جن سے علماء دیوبند  
کو بھی اختلاف ہے لیکن علماء دیوبند انہیں کافر و مرتد قاطباً قرار نہیں دیتے۔  
کام تو صرف رضا خانی علماء کے حصہ میں آیا ہے کہ اپنے سے اختلاف رکھنے  
ہر شخص پر کفر کا فتوے لگا دیں۔

نیز یہ بات ملحوظ خاطر رہنی چاہئے کہ جس شخص کو احمد رضا خان صاحب  
ان کی صلیبی و مسیحی فریٹ و اپنی فریٹ سے وہ ان کے نزدیک دائرہ اسلام  
خارج ہوتا ہے۔ کیونکہ برطانیوں کے حجۃ الاسلام اور احمد رضا خان صاحب  
فریٹ دہند جناب حامد رضا خان صاحب کا فرمان ہے کہ۔

” وہ باہر کا تو نام ہی فضول ہے وہ کہیں دین میں تھے نہ ہوں گے یہ  
نیز احمد رضا خان صاحب خود بھی فرماتے ہیں۔

او وہ باہر اصلاً مسلمان نہیں تھے

۱ ، علامہ ابن حزم علی ہری ، م ۴۵۴ ، ص ۱۰۶۴ ، ان کے بارے میں احمد  
صاحب کا ارشاد ہے۔

درد و ہیر کا ایک پرانا نام ابن حزم غیر معتاد ظاہری المذہب مدعی عمل  
بالمحدیث مذہب کرکب گیا ہے۔

۱۔ وہ عالم ہیں جن کی ایک کتاب کے بارے میں علامہ عزالدین بن عبدالسلام  
دہ ۹۰ ۱۲۲۲ء فرماتے ہیں۔

۲۔ میں نے اسلامی کتب میں علامہ ابن حزم کی کوئی اور ابن قدامہ

۳۔ ۱۲۲۳ء کی "المنہی" جیسی کتابیں نہیں دیکھیں گے۔

۴۔ علامہ داؤد ظاہری دہ ۶۰ ۱۲۳۴ء اور ان کے تمام تبعین دہ اہل الظواہر  
کو احمد رضا خان صاحب نے "امت اہلبیت" سے خارج کر دیا۔ جس کا صاف  
مطلب یہ ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

۵۔ امام ابن تیمیہ دہ ۶۸ ۱۲۴۲ء۔ احمد رضا خان صاحب امام ابن تیمیہ کو  
"بذہب" قرار دیتے ہیں۔

۶۔ امام ابن قیم جوزی دہ ۵۱ ۱۳۵۰ء۔ احمد رضا خان صاحب نے انہیں  
"ظاہری المذہب" اور "بذہب" لکھا ہے۔

۷۔ قاضی شوکانی دہ ۵۰ ۱۳۳۴ء۔ احمد رضا خان صاحب نے  
قاضی شوکانی کو بھی "بذہب" قرار دیا ہے۔

۸۔ امام شاہ ولی اللہ دہلوی دہ ۱۱۶۶ ۱۶۶۲ء۔ احمد رضا خان صاحب  
نے طائفہ دہلیہ کے "اکابر و عمائد" میں شمار کیا ہے۔ اور شوہر پلوی نے

۹۔ مہربان السبوح دہ ۱۲۳ ۱۳۳۱ء۔ سالن لیزان اجماع دہ ۳۱ ۱۳۱۱ء۔ فتاویٰ رضویہ  
دہ ۵۱ ۱۳۹۹ء۔ حاشیہ ۱، ۱۳۹۹ء۔ سیف المصطفیٰ دہ ۴۲ ۱۳۹۹ء۔ فتاویٰ رضویہ  
دہ ۴۳ ۱۳۹۹ء۔ سیف المصطفیٰ دہ ۴۵ ۱۳۹۹ء۔ فتاویٰ رضویہ اجماع دہ ۴۰ ۱۳۹۹ء۔

مولوی محمد عمر اچھروی نے تحریر کیا ہے کہ ان پر علماء کرام نے مستعد طور پر فتویٰ کو  
دیا ہے۔ لے

۸ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، م ۱۲۳۹ھ تا ۱۲۷۲ھ

۹ شاہ رفیع الدین صاحب، م ۲۴۹ھ تا ۱۲۳۱ھ، ان دونوں بزرگوں  
کے بارے میں مولوی محمد عمر اچھروی ارشاد فرماتے ہیں کہ "ان میں بھی باہت  
کے ہر اشیم موجود تھے۔ لے

اب یہ فیصلہ تو پر وفیہ صاحب ہی فرمائیں کہ ایمان اور کفر کا مجموعہ ایمان ہوتا ہے یا کفر

۱۰ شاہ عبدالعزیز درمہ جم و منف قرآن، م ۱۰۷۷ھ تا ۱۱۰۷ھ، بریلویوں کے

ایک بڑے مفتی محمد غلام سرور، قادری رضوی نے ان کو دہلیوں میں شکار کیا ہے یا

۱۱ شاہ محمد اسحاق مہاجر کی، م ۱۲۹۲ھ تا ۱۳۲۹ھ، جو شاہ عبدالعزیز کے وارث

ہیں۔ احمد رضا خان صاحب ہندوستان کے دہلیوں کا انہیں "مستعمل ثانی" قرار

دیتے ہیں۔ لے

۱۲ ہندت شاہ محمد اسماعیل شیدہ، م ۱۲۹۶ھ تا ۱۳۳۱ھ، احمد رضا خان صاحب نے

بے شمار کفریات ان کے سر تقویٰ ہے۔ اور مستعمل کہتے ہیں ان کے کفریات سے مضمون

پر لکھی ہیں۔ مثلاً "الکو حکمة التہابیہ فی کفریات ان العہاسیہ

ومیرہ۔

بریلوی اکابر کی جانب سے شاہ ولی اللہ، اور ان کے جلیل القدر صحابہ اور لوگوں

لے مقیاس حقیقت : ص ۱ ، لے مقیاس حقیقت : ص ۱

لے انشاہ احمد رضا، ص ۲۰۰ ، لے فتاویٰ رضویہ، جلد ۱، ص ۱۲



تکفیر تھنیل و تفسیق اس صدی کا اتنا بڑا سانحہ ہے کہ اس پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ پورے ہندو پاک میں ایک بھی ایسا عالم دین، خواہ دیوبندی ہو یا برہمنی یا اہل حدیث، نہیں ہے کہ جس کا سلسلہ سند حدیث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے ہمک پہنچتا ہو۔ اور یہ حالت آج کی نہیں ہے۔ بلکہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے دور میں ایک عالم نے فقط اسی خاطر ہند کی سیاحت کی کہ اسے "علم حدیث" کا کوئی ایسا استاد مل جائے جو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا شاگرد نہ ہو۔ مگر پورے ہند میں اسے ایک درس عالم بھی ایسا نہ ملا۔ لہ

ایسے خاندان علم و فضل پر تکفیر و تفسیق کے فتوے اس شخص کے علاوہ اور کون لگا سکتا ہے۔ جس کی عقل و خرد کا جہنم ازہ نکل چکا ہو۔ اور جس کے قلب و دماغ کے کسی دور دماغ گوشے میں بھی خوفِ خدا کی کوئی چیز دستیاب نہ ہو سکتی ہو۔

وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے

پیدا کیا تھا جنہیں فلک نے خاک چھان کے

۱۱۔ نواب قطب الدین خان، دم ۱۳۷۹ھ تا ۱۳۸۲ھ، ۱۸۹۲ء۔ ۱۸۹۳ء میں نے "مسکوٹ لٹریچر"

کی اردو شرح "مسطاب برہمنی" تحریر فرمائی ہے۔ احمد رضا خان صاحب ان کو قطب

دہلی سے "اور" نواب ریاست بھوپال سے فرماتے ہیں۔ لہ

۱۲۔ مولانا خرم علی بلہوری، دم ۱۳۷۱ھ تا ۱۳۸۵ھ، ۱۸۵۴ء۔ احمد رضا خان صاحب نے

ان کو "طائفہ دہلی کا مسلم ثالث" قرار دیا ہے۔ لہ

نوٹ ۱۔ ایک مسئلہ میں احمد رضا خان صاحب نے ایک سوالیہ کلام کے اقوال پیش

لے علامہ ہند کا شاندار ماضی، جلد ۱ ص ۳۵، لے سیف الصفتی، ص ۷۷، لہ

نور اللیاض، جلد ۱ ص ۱۸۸۔

کرنے کے بعد فرمایا ہے

« اولیٰک ساداتی فحتمی مشاہیر »

یعنی یہ سب اکابر میرے سردار ہیں اگر تجھ میں بہت ہے، تو ان جیسا  
کوئی عالم میرے پاس لا تو سہی »

اس کے بعد درج ذیل فر علماء کرام کا ذکر کیا ہے۔

۱ : شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۲۰۰ : ۱۲ : شاہ عبد الرحیم دہلوی ۱۲۰۰

۳ : شاہ عبد العزیز بھٹ دہلوی ۱۲۰۰ : ۳ : شاہ عبد المتعال دہلوی ۱۲۰۰

۵ : مرزا مظہر جان جاناں ۱۱۹۵ : ۵ : مرزا مظہر جان جاناں ۱۱۹۵

۶ : قاضی شہناز اللہ صاحب پانی پتی ۱۲۲۵ : ۶ : قاضی شہناز اللہ صاحب پانی پتی ۱۲۲۵

۷ : شاہ محمد اسحاق صاحب ۱۲۰۰ : ۷ : شاہ محمد اسحاق صاحب ۱۲۰۰

۹ : مولانا خرم علی بلہوی ۱۲۰۰

ابن علماء کرام کا ذکر فرمائے کے بعد فرماتے ہیں۔

« تحاویذ اللہ عما و عن کل من صحیح ایمانہ فی الشائئین »

یعنی دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ ہم سے اور ہر اس شخص سے درگزر

فرمائے جس کا ایمان صحیح ہو۔

اس عبادت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اگر محمد رضا خان صاحب کو حق مذکورہ بالا

کے ایمان میں شبہ ہے۔

۱۴ : شاہ ولی اللہ کے والد ماجد شاہ عبد الرحیم ۱۲۲۱ : ۱۴ : شاہ ولی اللہ کے والد ماجد شاہ عبد الرحیم ۱۲۲۱

۱۵ : مولانا جان جاناں ۱۱۹۵ : ۱۵ : مولانا جان جاناں ۱۱۹۵

۱۳ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی ؒ م ۱۲۲۵ھ تا ۱۸۱۰ء - بھی شامل ہیں  
 و حقیقت ولی اللہی خاندان کی عظمت شان اور جلالت علمی کے باعث احمد صاحب  
 خان صاحب ان پر عمل کر تو کفر کا فتوے نہ لگا سکے۔ البتہ مختلف عنوانات سے ان کے  
 خلاف دل کی بجز اس نکلتے رہے ہیں۔ اور کسی نے کسی پر ایسے میں دل کی کدورت زبان  
 و قلم پر آہی جاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تیری شجش کھلی طرزِ بیباں سے

دہتی دل میں تو کیوں نکلی زبان سے

بعد کے بریلوں سے تو بالکل نہ رہا گیا۔ اس لئے مکمل طور پر تکفیر فرمادی ہے۔

۱۶ حضرت مولانا سید احمد گنگوہی ؒ م ۱۲۲۳ھ تا ۱۹۰۵ء۔

۱۷ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ پانی دار العلوم دیوبند م ۱۲۹۶ھ تا ۱۹۸۰ء

۱۸ حضرت مولانا خلیل احمد انیسٹروی ؒ شرح البرادود م ۱۳۱۳ھ تا ۱۹۲۷ء

۱۹ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ م ۱۳۲۲ھ تا ۱۹۳۳ء

۲۰ مولانا سید امیر خس بسوانی ؒ م ۱۲۹۱ھ تا ۱۹۷۴ء۔

۲۱ مولانا سید امیر احمد بسوانی ؒ م ۱۳۱۳ھ تا ۱۹۹۹ء۔

۲۲ مولانا سید نذیر حسین دیوبند م ۱۳۲۰ھ تا ۱۹۱۲ء۔

۲۳ مولانا سید محمد علی کاپوری ؒ نغمہ و مسموع "نہدہ العسل لکھنؤ" م ۱۳۴۶ھ

۱۹۲۷ء۔

احمد رضا خان صاحب نے مذکورہ بالا آٹھ علماء کو بھی کافر قرار دیا ہے۔

۲۵ : نوب صدیقی حسن خان صاحب ۶ روم ۱۳۰۵ ھ ۱۸۹۰ء

۲۶ : مولانا عبدالحی دانا حضرت شاد عبد الحزیز ۲۰ روم ۱۲۶۳ ھ ۱۸۴۶ء

۲۷ : مولانا بشیر الدین قزوینی ۶ روم ۱۲۶۳ ھ ۱۸۵۶ء

۲۸ : مولانا کرامت علی جوئیہ ۲۰ روم ۱۲۹۰ ھ ۱۸۷۳ء

۲۹ : مولانا حیدر علی رامپوری تم التوکی ۲۰ روم ۱۲۶۲ ھ ۱۸۵۶ء

۳۰ : مولانا محمد بشیر فاروقی ۲۰ روم ۱۳۲۶ ھ ۱۹۰۹ء

ن چھ علماء کو بھی احمد رضا خان صاحب نے دایوں بلکہ اکابر حاضر دایہ

میں شمار کیا ہے یہ

۳۱ : مولانا آزاد سبحانی پرفکر کا فتوے

مولانا آزاد سبحانی ۲۰ روم ۱۳۰۹ ھ ۱۹۵۶ء کے لاہور میں طلبہ کے جلسے سے خطاب

کرتے ہوئے فرمایا۔

”کیا وہ راستہ جو ملت اسلامیہ کے اجماع کا راستہ ہے اور جس پر تمام علماء، مجتہد اور حضرات نے

تعمد سے جیسے شیخ الاسلام اور صدق و امانت کے حامل آپ کے رہنمائی میں کسی حالت میں گرا ہی گا

ہو سکتا ہے؟ اس پر جماعت مبارکہ نے بڑی طرف سے درج ذیل فتویٰ تاج کیا گیا۔

.. لا حول ولا قوۃ الا باللہ ! یہ محمود الحسن وہی جناب میں جن کی مذہبی

غیبت نمبر ۱۰۰ میں گریگی۔ کیا اسلام ایسے مرتد کو شیخ الاسلام یا صدق و امانت

کا حامل یا رہنما یا حضرت مولانا کے نفل سے تہیہ کرے کی اجازت دے سکتا ہے؟

کیا جو مرتد کی ایسی تعریف کرے جو کافر مرتد حاج از اسلام نہ ہو گیا؟ مسلمانو!

تمہیں انصاف سے کٹنا چاہیے !

- ۳۲۷ نواب محسن الملک مہدی علی خان م ۱۳۲۵ھ : ۱۹۰۷ء
  - ۳۳۱ نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی خان م
  - ۳۳۲ نواب نصرت جنگ مولوی مشتاق حسین م ۱۳۳۵ھ : ۱۹۰۱ء
  - ۳۳۵ شمس العلماء مولوی الطاف حسین حالی م ۱۳۳۳ھ : ۱۹۱۵ء
  - ۳۳۶ شمس العلما مولوی ذکا اللہ م ۱۳۲۸ھ : ۱۹۱۰ء
  - ۳۳۷ مولوی مہدی حسن صاحب م
  - ۳۳۸ سید محمود خان م
  - ۳۳۹ علامہ شبلی نعمانی م ۱۳۳۲ھ : ۱۹۱۴ء
  - ۳۴۰ ڈپٹی نذیر احمد خان دہلوی م ۱۳۳۰ھ : ۱۹۱۲ء
- ذکورہ بالا نو حضرات کے بارے میں فاضل مرکزی انجمن حزب الاسناف مولوی محمد طیب صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حضرات سرسید احمد خاں م ۱۳۱۵ھ : ۱۸۹۸ء کے
- ” مذہب ان پیغمبریت و مشیران و ہریت اور مبلغین زندقیت تھے ۔“
- ۳۱ شیخ البند حضرت مولانا محمد حسن دیوبندی ” اسیر مالٹا و بانی تحریک ریشمی زبان “
- م ۱۳۳۹ھ : ۱۹۲۰ء بھی بریلوی حضرات کے نزدیک مرتد ہیں ۔
- ۳۲ مولانا ابوالکلام آزاد م ۱۳۷۸ھ : ۱۹۵۸ء کو احمد رضا خان صاحب
- ” مرتد “ قرار دیتے ہیں ۔
- ۳۳ اعجاز حسن نظامی م ۱۳۰۲ھ : ۱۹۵۵ء کے بارے میں فاضل مرکزی
- انجمن حزب الاسناف مولوی محمد طیب صاحب فرماتے ہیں ۔
- ” کفر کی تبلیغ کے ٹھیکیدار ، اسلام کی نمائندگی کے علمبردار ، کرتن کنڈیا

کے امینی مشر جناب دھاری خواجہ حسن نظامی دہلوی " ۱۰

- ۴۴ ، مولانا عبد الشکور لکھنوی رہ ایڈیٹر رسالہ " ابھم " ، ۱۳۱۳ھ - ۱۳۱۴ھ - ۱۹۹۱ء
- ۴۵ ، حضرت مولانا علامہ میر تقی میر احمد ستھانی رہ شارح صحیح " مسلم شریف " ، ۱۳۹۹ھ
- ۴۶ ، ۱۹۴۹ء ، " تحریک پاکستان " میں ان کی نمایاں اور سب سے ممتاز خدمات کے اعتراف کے طور پر قیام پاکستان کے فوراً بعد " مغربی پاکستان " کی جریب کستانی انہی کے ہاتھوں سے کرائی گئی تھی ۔

۴۷ ، حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری ، ۱۳۰۱ھ - ۱۳۰۲ھ

( ۱۹۹۱ء )

- ۴۸ ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی ، ۱۳۶۲ھ - ۱۹۵۲ء
- ۴۹ ، حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی ، ۱۳۷۶ھ - ۱۹۵۶ء
- ۵۰ ، حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی ، مترجم و مفسر قرآن پاک ، ۱۰

ان تمام علماء کرام کو " فرقہ انحراف استدار " قرار دے کر ارشاد ہوتا ہے کہ  
 " جو شخص انراہوں کے قطعی یقینی کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا  
 ان کو کافر مرتد کرنے میں تردد کرے وہ بھی حکم شریعت قطعاً یقیناً کافر  
 مرتد ہے " لے

- ۵۰ ، مولانا عبدالحق ستھانی رہ مصنف تفسیر حقانی ، ۳۳۵ھ - ۱۹۰۶ء ، ان کو  
 مصطفیٰ خدام سرور قادری رضوی بریلوی نے دایمیں میں شامل کیا ہے ۔ لے

لے صحابہ اہل سنت اس ۱۳۹ : لے تجانب اہل سنت اس ۱۴ ، ۱۵

کے لہ شاہ احمد رضا ، ص ۸۲ ، ۸۳ ۔

اور مولانا عبدالحق خیر آبادی رحمہ اللہ ۱۳۱۴ھ (۱۸۹۹ء) ایک بڑے احمد رضا خان صاحب فرمایا کہ مولانا عبدالحق خیر آبادی سے منطق کی اوپر کی کتابیں پڑھ لیں۔ احمد رضا خان صاحب نے کہا کہ والد صاحب سے اجازت کے بعد پڑھ سکتا ہوں۔ اسٹن میں فریادیں۔ اس کے بعد مولانا خیر آبادی رحمہ اللہ احمد رضا خان صاحب کی آپس میں گفتگو شروع ہوئی دوران گفتگو مولانا عبدالحق خیر آبادی نے پوچھا کہ۔

” بیٹی میں آپ کا کیا مشغلہ ہے ؟

جواب فرمایا کہ : مدرسین ، افتاء اور تصنیف . پھر پوچھا کہ فی میں تصنیف کرتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا جس مسئلہ شرعیہ میں ضرورت دیکھی ۔ اور بقول دہلیہ میں : یہ سن کر علامہ عبدالحق خیر آبادی نے کہا آپ بھی رودہلیہ کہتے ہیں ۔ یک دن ہمارا بدایونی خطبے سے جو بروقت اسی خطبے میں سے قبلا رہتا ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احمد رضا خان صاحب ، مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت عزت و احترام تھے ۔ اس لئے آپ کو ان نازیبا الفاظ سے رنج ہوا اور فرمایا : جناب ! دہلیہ کا سب سے پہلا رد آپ کے والد ماجد حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی نے فرمایا ہے ” تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ “ مولوی اسماعیل دہلوی کے رد میں ان کی پہلی تصنیف ہے . مولانا عبدالحق صاحب نے کہا کہ : اگر میرے مقابلہ میں آپ کی ایسی حاضر جوالی ہے تو مجھ سے پڑھنا نہیں ہو سکتا ۔“

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب نے فرمایا کہ۔

آپ کی باتوں کو سن کر میں نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا ہے کہ ایسے شخص سے سطق

پڑھنے اپنے علماء اہل سنت کی توہین ہے : ۱۰

دیکھتے کس ڈھٹائی سے احمد رضا خان صاحب نے مولانا عبدالحق صاحب

خیر آبادی کو "علماء اہلسنت" سے بیکسیٹنی و "دو گوکشی" کہاں ماہر کیا ہے

۵۲ : مولانا حکیم برکات احمد صاحب ٹونکی ۵ د م ۱۳۵۹ھ

حکیم برکات احمد صاحب مولانا عبدالحق صاحب خیر آبادی کے اہل تلامذہ میں

میں سے ہیں۔ مولانا عبدالحق صاحب خیر آبادی کے بعد سلسلہ خیر آبادی کے

سب سے بڑے علم اور حقیقی معنوں میں مولانا عبدالحق صاحب کے جانشین تھے

حکیم برکات احمد ٹونکی سے علماء دیوبند کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے

بعض چیزوں میں اختلاف کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ علماء دیوبند کے بارے

میں تحریر فرمایا کہ۔

۱۔ وہ لوگ علماء دیوبند۔ ناقل، علماء اہلسنت و جماعت مذہب میں

بھلے نام ابوحنیفہ قدس سرہ العزت کے پیرو ہیں۔ انہیں کے مذہب

پر تو نے دیتے اور انہیں کے اصول و فروع پر فرعیات میں عمل کرتے ہیں کہ

حالانکہ احمد رضا خان صاحب کا تو ہے ہے کہ جو شخص علماء دیوبند کو کافر کہے

اس کے کافر ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے : ۱۱

۵۲ : سلسلہ خیر آبادی کے خاتم احمد حکیم برکات احمد ٹونکی کے باریہ نازش گرو مولانا عبدالحق

گجری ۵ د م ۱۳۵۹ھ ۱۰ م ۱۹۰۱ء نے جب احمد رضا خان صاحب کے خلافت

۱۱ مقدمہ قناد نے جنوری ۱۹۰۱ء ص ۱۰۱۹ ۱۱ تاریخ وادبیہ و دیوبند ص ۱۱

۱۱ مسامحہ میں ص ۳۲



ایک رسالہ۔

۱۔ القول الاظہر فیہما یتعلق بالادامہ عند النسر  
 تالیف فرمایا اور احمد رضا خان صاحب کے اس خود ساختہ مسودہ کو کہ جس کی دوسری  
 اذان مسجد سے باہر دی جا سکتی ہے۔ اور اس پر پیش کردہ دراصل کے تا دیور تکسیر کر کے پھینک  
 اور لڑایا کہ احمد رضا خان صاحب سے حتی بات کی طرف رجوع کر لیں تو قی نہیں ہے  
 کہیں کہ

۲۔ اب شائع ہونے پہچھے رجوع لی الحق مردان خدا کا کام ہے ہر شخص  
 میں اس کی اجابت نہیں ہے۔ حج طہہ ہر مرغ کے انجیر نمیت۔ ۱۰  
 بریلویوں کے حجۃ الاسمام اور احمد رضا خان صاحب کے فرزند مولوی حامد رضا خان  
 صاحب نے اس کا جواب ” اعلیٰ الوارضا “ کے نام سے شائع کیا۔ اس میں لکھا کہ  
 ” القول الاظہر “ سے ظاہر و مبہر شرح ہے کہ اس کے مصنف کے نزدیک  
 حدود جس کے مفسدین فی الدین گنہگار ہیں و متعالوی و نانو تو سی و دیوبندی و بدین  
 مسلمان ہیں۔ “ ۱۰

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ حضرت علامہ معین الدین صاحب اجیریؒ کا بارگاہ بریلوی ہند کو  
 سچا پاکستان سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مولانا موصوف کے دستخطی علماء بریلوی ہند کے حتمی اہلسنت  
 و جماعت ہونے پر ” فیصلہ خصوصیات “ میں نمبر ۱۳۰ پر درج ہیں اور احمد رضا خان صاحب کا  
 فتویٰ ہے کہ گنہگار ہی و متعالوی و نانو تو سی و دیوبندی لوگوں کو جو شخص مسلمان  
 سمجھے یا ان کے کفر میں شک نہ کرے یا ان کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ

۱۰۔ القول الاظہر، ص ۱۳، ۱۱۔ اعلیٰ الوارضا، ص ۱۳، ۱۲۔ فیصلہ خصوصیات از محکمہ دار

الخصیات، ص ۳۰۔

وہ بھی کافر ہے ۱۱

لہذا ثابت ہو کہ حکیم برکات احمد ٹوکی، اور مولانا معین الدین اجمیری، برکات خیر اور  
خان صاحب کے فتویٰ کی رد سے کافر ہیں۔

احمد رضا خان صاحب کے خلاف مولانا معین الدین اجمیری برکات خیر کو  
نوٹ

بند ہی ۔ انجن رسالہ مسین ، کی طرف سے شائع ہو گا انشاء اللہ ۔

۵۴ مولانا عبد الماجد بدایونی، م ناظم ، جمعیت علمائے ہند ۔

صدر متحدہ و صدر شعبہ تبلیغ " مجلس خلافت " صوبہ آگرہ بھی بریلویوں کے نزدیک

کافر و مرتد ہیں ۔

۵۵ مولانا عبد الباقی فرنگی علی، م ۱۳۴۴ھ ، ۱۹۲۶ء کی تکفیر کے سلسلہ میں احمدی

خان صاحب کی تمام کتیرت ، احمد رضا خان صاحب کے فرزند اجمند محمد مصطفیٰ

خان صاحب نے اپنی کتاب " نظری الدائم لہذا صاحب السری ،

(۳ صفحے) میں صیح کر دی ہیں ۔

مولانا عبد الباقی، کی تکفیر کے سلسلہ میں مشہور مسلم سوزیج صاحب نے احمدیوں

رکھنا ہے ۔

۱۱ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے مولانا عبد الباقی فرنگی علی

کے خلاف ۲۰ وجوہ پر مشتمل کفر کا فتویٰ صادر فرمایا جس میں ایک وجوہ یہ تھی کہ

بن کا نام عبد الباقی ہے ۔ لوگ انہیں " باری میاں " کہتے ہیں ۔ اگر ان

کا نام عبد اللہ ہوتا تو لوگ انہیں " اللہ میاں " کہتے ۔ لہذا کافر " ہے

۱۱ حسام بکر میں اس ۱۳۲۷ھ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو " بریلوی نوٹ " کا حصہ رقم ۱۱  
بقیہ حاشیہ پر جو اس

اور مشورہ سے ایسی ہیڈ جناب چوہدری خدیج الزمان صاحب لکھتے ہیں۔  
 شروع ۱۹۵۹ء میں مولانا عبد العالی سے خلافت کے سلسلہ علمائے کے  
 فتویٰ حاصل کرنے کے لئے سعی شروع کر دی۔ اس طرز ایک بڑی حد تک  
 انجام دی۔ یہ تمام فتاویٰ دائرہ اسے سند کے پاس بھیج دیئے گئے تھے بڑے  
 احمد رضا بریلوی ترکی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے تھے، کیونکہ انگریز اس کو تسلیم  
 نہیں کرتا تھا۔ حضرت اور ترکوں کی ادارہ کے بھی خلاف تھے۔ یہی نہیں بلکہ  
 انہوں نے کسی فتاویٰ مولانا عبد العالی پر کفر کے بھی صاف فرمائے تھے۔  
 ظاہر ہے کہ وہ کسی استفتاء پر جس میں خلافت کو شریعت اسلامی کا ایک ہم  
 ادارہ تسلیم کیا جائے، دستخط نہ کرتے تھے۔

۱۵۶ مولانا محمد علی جوہر، م ۱۳۴۹ھ و ۱۹۳۱ء

۱۵۷ پانچویں خلافت مولانا شوکت علی، م ۱۳۵۴ھ و ۱۹۳۶ء

یہ دونوں بزرگ بھی رضا خانیوں کے نزدیک کافر نہ تھے۔ چنانچہ اہل ازبک بھی ان سے  
 دونوں حضرات کو لفظ "انجمنی" سے بریلوی علماء یاد کرتے ہیں۔

نوٹ: علی برادران اور مولانا عبد العالی نے کب سے میں آج کل کے پاکستانی  
 بریلویوں نے یہ کہنا شروع کر رکھا ہے کہ ان تینوں بزرگوں نے چونکہ توبہ  
 کر لی تھی اس لئے احمد رضا خان صاحب کے فتاویٰ کفر بان حضرات پر لاگو نہیں رہے۔  
 پھر رسائل چاند پوری جلد اول کے مقدمہ میں ہم سے ان تمام چاندیوں کا پردہ چاک  
 کر دیا ہے۔ لہذا میں پر ملاحظہ فرمایا جائے۔ یہاں تفسیر کی گنجائش نہیں ہے۔

ماہنامہ صفحہ گزشتہ، ۱۵ آگست ۱۹۵۹ء، شاہراہ پاکستان، ص ۱۳۲ و ۱۳۳، بھارت  
 "کار" از مولانا محمد سرفراز خان صاحب مقدر، لہذا لال انقار، ص ۱۵، ۱۶ و احکام فوریہ شریعیہ، ص ۲۵

۱۵۸ دینی سے شائع ہونے والے مشہور مسلم لیگی اخبار "الامان" کے مالک و مدیر  
مولانا مظہر الدین کو بسلی دہائی دیوبندی قرار دے کر ان کے اور "اسلم ایک" کے  
خلاف برطویوں نے ہتھ کچھ زور لگایا ہے۔

۵۹. مولانا ظفر علی خان صاحب د م ۱۳۶۶ھ ۱۹۵۶ء پر احمد رضا خان  
صاحب کے صاحب زادے اور برطویوں کے مفتی اعظم جنید "جناب محمد مصطفیٰ  
رضا خان صاحب نے کفر کا فتوے لگایا۔ جسے برطویوں کے مفتی اعظم پاکستان  
جناب ابراہیم برکات صاحب م ۱۳۶۸ھ ۱۹۵۸ء تک شیع الحدیث دارالعلوم حوزہ  
الاحناف لاہور نے کتابی صورت میں شائع کیا اور اس کا نام رکھا۔

۶۰ سیف اجبار علی حکیم زینت دار "معروفہ" و "الفسوفہ علی" ۶۰ - معبر  
الحکمرہ -

گو یا مولانا ظفر علی خان صاحب کے کافر تو بنایا ہی تھا، ساتھ ہی انہیں مدگدھا  
ہونے کا لقب بھی مرحمت فرمادیا۔ اسی فتویٰ کفر پر مولانا مرحومہ مسخورد سے یہ بڑا  
کہی تھی۔

کوفی ٹرکی نے کیا وہ کوفی ایران لگیا | کوفی نامن نے کیا کوفی گریباں لگیا  
وہ گیا تھا نام باقی کف فقط اسلام کا | وہ بھی ہم سے بھین کر جاہد رضا خاں لگیا  
۶۱. ہائی پاکستان مشرف محمد علی جناح م ۱۳۶۰ھ ۱۹۴۰ء پر بھی برطویوں  
نے کفر کے فتوے لگائے۔ برطویوں کے مفتی اعظم پاکستان ابراہیم برکات صاحب نے آ  
یہاں تک اپنے فتوے میں ارشاد فرمایا۔

"اگر رافضی کی تعریف ملوں اور جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کہتا ہے تو وہ

مرد ہو گیا اس کی بیوی اس کے مکان سے نکل گئی مسلمانوں پر فرض ہے کہ  
اس سے کسی مقلد یا بایکاٹ کریں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے " نے  
اور مولوی اولاد رسول قادری صاحب نے اپنے فتوے میں مشریح علی جناح کو  
بہت قرار دے کر یہاں تک لکھ دیا کہ -

۱۔ ہر مذہب سارے جہاں سے بدتر ہیں۔ جہاں وہ سے بدتر ہیں۔ ہر مذہب  
ہینیوں کے کہتے ہیں۔ کیا کوئی سچا ایمان دار مسلمان کسی کے اور وہ بھی اور پیر  
کے کہتے کو اپنا " قائم عظیم " سب سے بڑا پیر اور سردار بنا پاسند کرے  
گا۔ حاشا دکلا ہرگز نہیں " نے

۲۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال " م ۱۳۵۶ء تا ۱۹۳۰ء پر محمد رضا صاحب صاحب کے  
صاحب ہیں اور برٹریوں کے امام احمدین " مولوی دیدار علی صاحب " م ۱۳۵۴ء تا ۱۹۲۵ء  
سابق خطیب مسجد وزیرخان لاہور نے کفر کا فتوے لکھا اور اس میں ارشاد فرمایا -  
" لہذا جب تک ان کفریات سے قائل مشاعر مذکور توبہ نہ کرے اس  
سے ملنا جلنا تمام مسلمان ترک کریں ورنہ سخت گناہ گا۔ ہوں گے " مع  
چونکہ مفتی مذکور ریاست " اللہ کے جسے واسطے تھے۔ اس کے علامہ  
نبی مرحوم نے بعض ان " اللہ " مفتی مذکور کے خلافت درج ذیل چار شعر تحریر فرمائے  
و مفتی کو آدمیت سے غاری اور اس کی اس حرکت کو گدھا ہے " قرار دیا۔ " مع

۳۔ العجوبات السنیہ علی رھاہ لسوادات التلیگیہ : ص ۳۲  
۴۔ مسلم لیگ کی ذریعہ بخیہ وری : ص ۱۴۱ : م ۱۳۹ : م ۱۳۹ : م ۱۳۹ : م ۱۳۹  
۵۔ مقال : ص ۱۹۱

گر خاک و ریزہ اور "اور" اندازہ ترا : اسے کہی داری تیز خوب و زشت  
گوہیست در مصرعہ برحیثہ : آنکہ برقرطاس دل باید نوشت  
آدمیست در زمین او بچہ : آسمان میں دانہ در "الو" کشت  
کشت گر آب و ہو. غررتہ است : ز نیکو حاشش را خیرے آدمی شرت  
ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے۔

وہ نے اچھے اور برے کی تمیز نہ کئے واسے اگر آسمان تجھے ریاست "الو"  
میں ڈال دے تو میں تجھے ایک جڑبہ شعر میں نصیحت کرتا ہوں جسے لوہے کی  
پر لقس کر لینا چاہئے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسانیت اس سرزمین میں تلاش  
نہ کرنا کیونکہ آسمان نے یہ تخم اس سرزمین میں ڈالا ہی نہیں ہے۔ اور اگر ڈالا  
ہوگا تو اس کی آب و ہوا کی تاثیر سے بجائے انسان پیدا ہونے کے اس  
سرزمین میں "گھسے" پیدا ہونے ہیں "

مسلم لیگی اکابرین پر تو نے کفر کی تفصیل "تحریر پاکستان اور بیوروں کا کردار  
کے جدید ایڈیشن میں ملاحظہ فرمائیں۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

۶۲ مولانا عبدالحمید بونی صاحب، م ۲۹۰، ۱۹۰۰ء

۶۳ مولوی حکیم حسن صاحب سیکری مسلم لیگ بدایوں، م ۱۵

۶۴ سرکنڈہ حیات خات، م ۱۵

۶۵ مسٹر فضل الحق، م ۳۰۱، ۱۹۴۲ء، یہ وہ صاحب ہیں جنہوں نے ۱۹۴۱ء  
میں قرارداد پاکستان اجلاس لاہور میں پیش کی تھی۔

۶۶ م سب سماجیوں، م ۳۰۰، ۱۹۵۸ء

۶۷ مولانا محمد غلام الدین صاحب، م ۱۵

یہ سب حضرات اس لئے کافر و مرتد قرار دینے گئے کہ ہائی پاکستان مسٹر محمد

ان کے نزدیک کافر نہیں ہیں۔ حالانکہ وہ بریلوی فتوے کی رو سے کافر ہیں۔ وہ کافر کو کافر نہ کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے۔ اسی لئے احمد رضا خان صاحب کے جلیف اہل اور مظہر اعلیٰ حضرت مولوی شمس علی خان صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

۔ اگر یہ لگی لیٹران سچے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دینا نہیں چاہتے تو وہ ظفر علی خان، لڑا بھائی، سرسکندہ جیسے مسلمان، مرفصل حق، مولوی عبدالحامد، دہلوی، مولوی قطب الدین، عبد الوالی صاحبان وغیرہم ذمہ دار لیگیوں سے نہیں اس کی تحریر لے لیں کہ لگی لیٹران مسٹر جناح کو ایک کافر بریلوی سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے :۔

۶۰۔ مولانا مفتی لطف اللہ صاحب، م ۳۲۳، ۵، ۱۲، ۲، صدر جلسہ نمونہ اعلیٰ لکھنؤ، صفحہ ۱۳۱۱، کانپور۔ اور ۱۳۱۳، بمبئی۔

۶۱۔ مولانا سلیمان چلواری، دم ۳۵، ۱، ۱۹۳۵، ان دونوں غلاموں کو بھی "نمدی" نیچری" وغیرہ قرار دے کر بزم خویش کافر بتا دیا۔

۶۲۔ بانی جماعت اسلامی جناب ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کے خارج اسلام ہونے کے سلسلے میں بریلویوں کے مایہ ناز قلم کار علامہ ارشد القادری کی کتاب "جماعت اسلامی" اور بریلویوں کے خلیفہ مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی میر، پارس جان، لکھنؤ، کی تصنیف "مشیش عمل" وغیرہ کتب ملاحظہ کر لی جائیں سر دست ایک حوالہ ہم میں رکھ دیتے ہیں۔ ارشد القادری صاحب نظر ہیں۔

۔ جماعت اسلامی مسماول کا کوئی ذیلی دائرہ نہیں ہے بلکہ ایک متوازی

### دائرة اسلام ہے ۛ ۛ

اس فرسٹ کو بواب میں پختہ کرتے ہیں۔ کیونکہ دست ممکن ہے کہ آپ اس میں فرسٹ کو پڑھنے پڑھنے اکتا چکے ہوں گے۔ ورنہ ایک سرسری نگاہ میں جو فرسٹ ہم نے تیار کی تھی وہ بھی اسی شکل میں ہوں ہے۔ اگر اقب نظر کے ساتھ ان امتحان کی تلاش و جستجو کی جائے۔ جن کے نام سے کہ احمد رضا خان صاحب اور ان کی ذریت سنہ تکبراً تفصیل کی ہے تو شاید اس سے کئی گنا مین فرسٹ تیار ہو جائے۔

اب آپ ایک نظر ان جماعتوں پر بھی ڈال لیجئے جو بریلوی شیخ کفیر کاشانی بن چکی ہیں

۱۱۵ : سیرت کبیری بی بی ضلع لاہور	۱ : مسلم ایجوکیشنل کانفرنس
۱۱۶ : امارت شرعیہ بہار شریف	۲ : ندوۃ العلماء کھنور
۱۱۷ : آل پارٹیز کانفرنس	۳ : خدم کعبہ
۱۱۸ : مؤمن کانفرنس	۴ : خلافت کمیٹی
۱۱۹ : جمعیت المؤمنین	۵ : جمعیت علماء ہند
۱۲۰ : جمعیت الانصار	۶ : خدام اکھریں
۱۲۱ : روٹی دھنکے والوں کی جمعیت المنصور	۷ : اتحاد ملت
۱۲۲ : کپڑا سینے والوں کی جمعیت الادریسہ	۸ : مجلس احرار
۱۲۳ : قصابوں کی جمعیت القریش	۹ : مسلم لیگ
۱۲۴ : سبزی فروشوں کی جمعیت الراعی	۱۰ : اسی کانفرنس
۱۲۵ : پٹانوں کی افتخار کانفرنس	۱۱ : مسلم آزاد کانفرنس
۱۲۶ : میمنوں کی میمن کانفرنس	۱۲ : نوجوان کانفرنس
۱۲۷ : مسلم کھریوں کی مسلم کھری کانفرنس	۱۳ : نمازی فوج
۱۲۸ : جمعیت اسلامی اہل	۱۴ : جمعیت تبلیغ الاسلام اہل



۱۲۲ جماعت خاکسار ۵	۱۲۰ عباسیوں کی جمعیت آل عباس
۱۲۵ تبلیغی جماعت ۵	۱۲۹ کنفیوہوں کی آل انڈیا کنفیوہ کانفرنس
۱۲۶ مجلس تحفظ ختم نبوت	۱۳۰ پنجابیوں کی آل انڈیا پنجابی کانفرنس
۱۲۷ تنظیم اہل سنت ۵	۱۳۱ جماعت اسلامی ۵
۱۲۸ جمعیت اشاعت التوحید و السنۃ ۵	۱۳۲ انجمن حمایت اسلام ۵
۱۲۹ سرسید احمد خان کے جوہر بی بی	۱۳۳ آل انڈیا محمدن یو کیو کیشل کانفرنس ۵

نام - کبھی خواہستگار ترقی تعلیم مسلمانوں - قائم کی تھی۔ اس کی کثرت کے باعث  
 میں جب احمد رضا خان صاحب سے فتوے طلب کیا گیا تو یہ صوفیوں کے بڑے شہود  
 سے ان کو کافر قرار دے کر ان کی جماعت میں شرکت سے ممانعت فرمادی۔ ۵  
 ۴۔ جمعیت عمل اسلام - اپنے تمام گروپوں سمیت - ۱۱۔ جمعیت علماء اسلام  
 ہزرہی گروپ ۱ ۱۲۔ جمعیت علماء اسلام مٹھانوی گروپ ۱ ۱۳۔ جمعیت  
 علماء اسلام حقیقی قاسمی گروپ ۱ ۱۴۔ جمعیت علماء اسلام مفتی محمد گروپ - ۵  
 اول تو ان افراد و جماعت کو کافر قرار دینے کے بعد دنیا میں کوئی فرد باقی ہی نہیں  
 رہتا جو رضا خانیوں کے نزدیک مسلمان ہو۔ لیکن چونکہ پھر بھی یہ امکان تو ضرور تھا کہ شاید

۱۔ تہذیب اہل سنت ۱ ص ۱۰۹۰ ۱۱۔ جماعت اسلامی ۱ ص ۱۷۰ زارشہ القادری  
 کے تفسیر بی بی ۱ ص ۴۴ (حاشیہ) ۱۲۔ الدلائل القاہرہ ۱ ص ۳ ۱۳۔ قرۃ القام  
 علی الکفار علی سائر ذمیرہ کتب ۱ ۱۴۔ تبلیغی جماعت ۱ از ارشد القادری ۱ ص ۵۷ برق  
 آسمانی برقندہ شیطان ۱ ص ۱۰ ۱۵۔ برق آسمانی ص ۱۸۱ ۱۶۔ اکابر علماء دیوبند کا  
 صحیفہ افسانہ ۱ ص ۵ ۱۷۔ نصرۃ الابرار ۱ ص ۲۹ تا ۲۲ طبع ۱۳۰۹  
 ۱۸۔ برق آسمانی برقندہ شیطان ۱ ص ۵ -

کچھ لوگ ایسے ہوں جو ان جماعات میں سے کسی سیاسی یا مذہبی جماعت میں شامل ہوں  
 یہ معلوم۔ اس لئے رضا خانی کرم فرماؤں نے ایسے اشخاص کو اپنے جام تکفیر سے سیراب  
 کرنے کے لئے یہ کلیہ ذکر فرمایا کہ

رد جو ان کے کفر میں شک کرے کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کرنے میں

توقف کرے اس کے کفر میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے نہ

یعنی یہی سہی کسر اب اس کلیہ نے پوری کر دی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

لاذک نے تیرے صیغہ نہ چھوڑا زمانے میں

تڑپے بے مرج قبلہ نا اسٹیا نے میں

جناب عبدالرزاق صاحب طبع آبادی نے دو سطروں میں احمد رضا خان صاحب

کے مثل تکفیر کا جو تعزیر فرمایا ہے وہ اب نہ سے کھنکے قابل ہے و فرماتے ہیں۔

» یاد رہے مولانا احمد رضا خان صاحب اپنے اور اپنے (چین) متقدموں

کے سوا دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر بلکہ ابوجہل و ابوسب سے بھی بڑھ

کہ اَلْکُفْرُ بِمَنْ تَحْتَهُ « کہ

بریلویوں کے مفتی محمد ضیاء الدین صاحب قادری رضوی » توجہ نہ بل سنت

پر اپنی تقریظ میں تمام دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر مرتد قرار دینے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں

» حمد باطل فرستے یہ اعتراض ضرور کہیں گے کہ اس کتاب کے مصنف

اللہ اس مولوی مفتی ضیاء الدین صاحب قادری رضوی ہونے تو جہان

بھر کے مسلمانوں پر کفر کا فتوے لگایا۔ سب کو جہنمی ٹھہرا دیا۔ دونوں برائی

اور چند لوگ جو ان کے ہم خیال و ہم معتاد ہیں جنتی بلکہ جنت کے عبادت

ٹھیکہ اربعین بیٹھے۔ اس کے جواب میں اولاً میں کہوں گا کہ تمہارا یہ اعتراض ہم پر نہیں بلکہ اس اور علام عزیز ذمہ انتقام اور اس کے حبیب کریم علیہ وعلیہ السلام اور الصلوٰۃ والسلام پر ہے۔۔۔۔۔

گویا اس جوہر کا مطلب یہ ہوا کہ واقعی ہمارے ہم نغیاں چند افراد کے علاوہ دنیا بھر کے مسلمان کافر تو ہیں لیکن اس میں ہمارا کیا قصور ہے کیوں کہ ہمارے محدود دوسرے چند معتقدین کے علاوہ باقی ذمہ بھرنے کے مسلمانوں کو خدا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کافر قرار دیا ہے۔ اللہ اعلم بالصواب۔

مکھنڈ تفسیل کی اس دل خراش داستان کی ان تمام تفصیلات کو شیخ العربیہ و العجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ نے اپنے ایک مختصر ترین فقرہ ”مکھنڈ تفسیل“ میں سمیٹ لیا ہے یہاں سے۔

داستان حسن جب پھیلی تو نمودار ہوئی

جب سمٹی تو صرف تیرا نام ہو کے رہ گئی

مسئلہ مکھنڈ میں احمد رضا خان صاحب کی اس بے احتیاطی کی شکایت صرف انہی افراد و جماعات کو نہیں جو ان کے بھائی مکھنڈ کا نشانہ بنی ہیں بلکہ بعض وہ لوگ بھی جو اپنے آپ کو احمد رضا خان صاحب کا معتقد و مارج قرار دیتے ہیں۔ ان کی اس بے احتیاطی پر نالوں ہیں۔ اس وقت ہم صرف ایک حوالہ تدریجاً دیکھ کر لے رہے ہیں۔ قاضی عبدالنبی کو کتب، رم، ۱۳۹۵ھ، ۱، ۱۹، ۱۱، ارشاد فرماتے ہیں۔

”زیادہ سے زیادہ بات مولانا احمد رضا خان صاحب کے خلاف یہ کہی جاسکتی ہے کہ انہوں نے علماء دیوبند سے انہماک اختلاف کے

سے نہایت سخت اور تلخ لہجہ اختیار کیا تھا۔ انہوں نے دوسرے دیوبند  
کے حیدر اساطین علم کی بعض عبارات کو کٹھنہ قرار دیا تھا اس فتویٰ میں  
انہوں نے اس شرعی استیاضہ و مراعات کو ملحوظ رکھا جو ایسے نازک  
مرقد پر ملحوظ رکھنی ہرگز ہوتی ہے۔

یہ سوال ہم نے، مقالات یوم رضا کے اس نسخے سے نقل کیا ہے۔  
قاضی عبدالنبی کو کتب مرحوم نے جناب ڈاکٹر سید محمد اشد کو جریہ پیش کیا تھا۔  
پسے قلم سے اس پر یہ الفاظ تحریر فرمائے تھے۔  
جریہ افلاص، بجز صحت گرامی ڈاکٹر سید محمد عبدالقادر صاحب =

- ۱۔ مقالات یوم رضا، ص ۲۰، طبع اول جون ۱۹۶۰ء، صفحہ ۱۳۴ =  
نوٹ: طبع اول کے نام سے، مقالات یوم رضا کے دو ایڈیشن طبع ہوئے ہیں  
اصلی طبع اول کی علامت یہ ہے کہ۔
- ۱۔ اس کا صفحہ ۳ بالکل خالی ہے جبکہ جعلی طبع اول میں صفحہ ۳ پر ایک مضمون بعنوان  
"تقدیم پر نظر ثانی" درج ہے۔
  - ۲۔ جعلی طبع اول کے صفحہ ۵ پر عنوان "وقتیم" کے نیچے میں الترمذیین" ہر  
ترمیم کے الفاظ درج ہیں۔ جبکہ اصلی طبع اول اس سے خالی ہے۔
  - ۳۔ جعلی طبع اول کی طباعت "لاہور آرٹ پریس لاہور" سے ہوئی ہے جبکہ اصلی  
اول کی طباعت "کنٹرل آرٹ پریس لاہور" سے ہوئی تھی۔
  - ۴۔ جعلی طبع اول کی قیمت "روپے ۵۰ پیسے" درج ہے جبکہ اصلی طبع اول کی قیمت  
"روپے ۵۰ پیسے" درج ہے۔
  - ۵۔ جعلی طبع اول کے صفحہ ۳ پر "صاحب" مرتب، قاضی عبدالنبی کو کتب" ہر  
دبیرہ تاثیر برصغیر

اس کے بعد اپنے دستخط باقی لفظاً " کو کتب " پر دقلم فرمائے تھے ۔  
 اس وقت پاس پر ہم سر دست ہی عرض کر سکتے ہیں کہ قاضی صاحب یہ الفاظ لکھ کر  
 احمد رضا خان صاحب کے فتوے کی مدد سے بے دین کافر مرتد واجب القتل ہو گئے تھے  
 اور نکاح بھی اسی وقت ٹوٹ گیا تھا ۔ نیز اس کے بعد وہ پاکستان کی اسلامی حکومت  
 کو کسی بھی اسلامی سلطنت میں از روئے " شریعت رضا خانیہ " حزیہ ادا کے بھی  
 کامت نہیں فرما سکتے تھے ۔ کیونکہ " شریعت رضا خانیہ " میں " مدد دیوبند کے  
 جید اساطین علم " تو وہ کنار کسی عام دیوبندی کو مسلمان سمجھنے یا اس کے کفر میں شک  
 کرنے یا اسے کافر کرنے میں توقف کرنے سے بھی مسلمان مرتد اور دائرہ اسلام سے  
 خارج ہو جاتا ہے ۔

۱۱ اس تحریر سے رجوع کا مسئلہ تو قاضی صاحب خود مختار تھے ۔ انہوں نے اگر  
 رجوع کیا ہے تو سرانگھوں پر ہم تعذیبی عرض کر سکتے ہیں کہ نہیں نکاح بھی دوبارہ چڑھا  
 بنا چاہئے تھا ۔ بصورت دیگر " شریعت رضا خانیہ " کی مدد سے بڑے شدید قسم  
 کے فتوے ان پر لگ جائیں گے ۔ اور قاضی صاحب کے نزدیک علما دیوبند کو مسلمان

بقتیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ، جبکہ اصلی طبع اول پر درج تھا ۔ " مرتبین قاضی عبد العزیز  
 کو کتب و محکمہ طبع نے امرتسری : "

۱۰ " اصل طبع اول کے ناشرین " دائرۃ المستفین اردن بازار لاہور " طبع ہوا ہے  
 میں جبکہ اصلی طبع اول کے ناشرین " دائرۃ المستفین انڈون بھائی گیٹ لاہور " طبع میں  
 لکھی ہیں ہر دونوں ایڈیشنوں پر لکھا ہی گیا ہے کہ " طبع اول : جمل ۱۹۶۰ء - صفحہ ۳۳۰  
 یہیں سے آپس پارٹی کے مکرو فریب ، جمل و گھیس اور کذب و افتراء کا کوئی انذار کر سکتے ہیں  
 ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی !

سمجھنا موجب کفر نہیں ہے بلکہ صرف برطانیوں کے اصرار سے عدالت میں تسلیم  
 کر دی ہے تو یہی قاضی صاحب برطانیہ شریعت میں دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے  
 بہر حال علماء دیوبند کو مسلمان سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو "برطانیہ" سمجھنا وہ حقیقت  
 خود فریبی کا شکار ہونا ہے ۔

وہ کل مدعی و مدعا بیلینی : ولیلی لا تقربہم مداکا

.....  
 .....  
 .....

پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں۔

تیسرے سوال معترض | "فاضل برطانیہ کے اسلاف کو بنی اسرائیل اور یہودی

کھنڈے بھی ریخ نہیں کیا گیا" لے

بیک اور مقام پر لکھتے ہیں۔

"دوسری جگہ، احمد رضا خان صاحب کے، آباء و اجداد کے لئے

حضرت مدنی رح کا، یہ ارشاد ملتا ہے "اپنے آباء و اجداد بنی اسرائیل کی ڈیرا

کو زندہ کیا ہے" لے

اگر فاضل معترض حضرت مدنی رح کے کلام میں قصور اسباب بھی غور فرمائیے

جواب | تو ایسا سہل المعراض قطعاً نہ کرتے۔ کیوں کہ حضرت مدنی رح نے احمد رضا

خان صاحب کے حقیقی باپ دادا کو قطعاً یہودی نہیں کہا ہے۔ بلکہ حضرت "توسرت" فرماتے ہیں کہ ہمارے اکابر کی عمارت میں، محمد رضا خان صاحب نے اتنی بڑی بڑی درختوں تک خریدیں کہ میں کہ نہیں دیکھ کر یہودیوں کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔ لیکن چونکہ احمد رضا خان صاحب یہودیوں کے قول کے مطابق نسبتاً بھی سزا پل ہیں اس لئے حضرت مدنی رہنے ان کی تحریفات پر تصدیق کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

”صاحبو! محض دروغ اور استہزاء بندی پر اس گراؤ کفردہ عالم کے کو بائبل  
 رکھی ہے۔ اس جواب و بہتان بندی پر تعجب و حیرت کے ساتھ غصہ پر غصہ  
 آتا ہے مگر تہذیب علم کوئی لفظ مجبوراً بریلوی کے شایان شان قلم سے نہیں  
 نکلنے دیتی“

اس کے بعد حضرت مدنی سورت مرقدہ حسن غیر محرم حجابت نقل کرتے ہیں۔ اور  
 اس کی وجہ ذکر فرماتے ہیں۔

”تاکہ آپ کو جبر عسارت لگی اور کھلی مد نظر ہو جائے۔ اور نہ ہر سو جائے  
 کہ مجبوراً فضیل نے معنی اور عبادت دونوں میں تخریب کر کے چمے آبا۔ و  
 اجد یہودی بنی اسرائیل کی بی بیوں کو زندہ کیا ہے۔“

حضرت مدنی کے لفظ ”آبا و اجداد“ کے بعد ”یہودی اسرائیل“ کا لفظ  
 کر کے یہ بات پوری واضح کر دی کہ مسلمان آبا و اجداد قطعاً مرد نہیں ہیں۔ بلکہ سب نسبتاً  
 ہیں آسنے والے وہ آبا و اجداد مراد ہیں جو اسلام کی آہستہ پستی یہودی اور بنی اسرائیل  
 تھے۔ جن کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وہ خدا کی کتابوں اور  
 اس کے احکامات میں تخریب کیا کرتے تھے۔ حضرت مدنی کی عبارت سے مسلمان آبا

واجب اور اولیٰا نتمانی نارو محافظ وہی یا پھر کم فہمی بہت

ایک دوسرے سے عقاد پر حضرت مدنی روئے ثابت فرمایا ہے کہ بیویوں کے تمام  
برے اوصاف جو قرآن پاک میں مذکور ہیں، احمد رضا خان صاحب میں بدرجہا نہ پاسنے  
جانتے ہیں۔ اور پھر آخر میں فرمایا۔ "آخر خود بھی تو اسرائیل ہی میں ہے۔"

پروفیسر صاحب نے حضرت مدنی کی مراد کے برعکس ایک تو اس عبارت کو احمد رضا  
خان صاحب کے مسلمان آباء و اجداد پر منطبق کر دیا۔ دوسرے حضرت مدنی کی عبارت نقل  
کرنے میں بھی رضا خانی تخریف کا کتاب کیا۔ پروفیسر صاحب کی نقل کر۔ عبارت یہ ہے  
"اپنے آباء و اجداد یو۔ سی اسرائیلی کی بیویوں کو زندہ کیا۔"

حالانکہ اصل عبارت اس طرح ہے۔

"محمد فضیل کے معنی اور عبارت وہ نوں میں تخریف کر کے اپنے آباء و اجداد

یو۔ سی اسرائیل کی بیویوں کو زندہ کیا ہے۔"

پروفیسر صاحب! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کی یہ تخریفات بھی چھپ  
نہیں سکتیں۔

بہرے کے گناہی بس اور می پوشش

من انداز قدست، اسی شناسم

ربا احمد رضا خان صاحب کا لٹرا اسرائیلی ہونا تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ احمد رضا  
خان صاحب کے تمام سوانح نگاروں حتیٰ کہ خود پروفیسر صاحب نے بھی موصوفہ کو سبنا  
بڑی ہی قبیلے کا پشمان لکھا ہے۔

جمہور مؤرخین کے قول کے مطابق ان کے خاندان کا مورث اعلیٰ "قیس بن عذرہ" ہے۔



جیسے نام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست اقدس پر مشرف باسلام  
ہوا۔ حضرت طاہرہ یا توہار کی زبان میں "ساؤں" کے ایک پوسٹے "افغانہ"  
کی نسل سے تھا۔ مزید تفصیل کے لئے "ارادۃ معارف اسلامیہ" لفظ "افغانہ"  
ملاحظہ ہو۔

اگر پروفیسر صاحب جمہور مزینین کے قول کے برعکس احمد رضا خان صاحب کو فرعون  
کی قوم سے قرار دینا چاہیں صیحا کو بعض مؤرخین کا قول سب سے زیادہ ان کے نسب کے بارے میں  
کوئی اور قول اختیار کرنا چاہیں تو اس میں یقیناً اس کا حق حاصل ہے لیکن انہیں یہ حق قطعاً  
نہیں سنبھانا کہ وہ جمہور کے قول کو اپنانے والوں پر زباں طعن و راز کریں یا اپنے پسندیدہ  
مدحت جمہور کے قول کی تقلید و اتباع پر مجبور کریں۔

پروفیسر صاحب نے حضرت مدنیؒ پر یہ اعتراض بھی کیا ہے  
چودھوالا اعتراض کہ انہوں نے فاضل بریلوی کے ساتھ کو "ابلیس کا سردار"  
کہا ہے۔ چنانچہ پروفیسر صاحب لکھتے ہیں۔

"ایک جگہ فاضل بریلوی کے ساتھ کے متعلق مولانا مدنی کا یہ ارشاد  
ہے۔ "اس کا اسم ہومرہ یعنی ابلیس لعین"۔

دوب آپ پروفیسر صاحب کا یہ اعتراض دیکھ کر ہمیں سخت حیرت ہوتی ہے کہ پروفیسر صاحب  
بے لسان کے قلم سے ایسے لہجہ اور سہل ہونے والے اعتراضات کیوں کر معرض تکریر میں آسکتے۔  
"فاضل معترض معمولی سا تامل فرمائیے۔۔۔ جس کی نہیں عادت نہیں ہے۔"

قریباً سمجھ جاتے کہ حضرت مدنیؒ نے احمد رضا خان صاحب کے ساتھ "گرام گوہر ابلیس"  
یعنی "یا" "ابلیس کا سردار" لکھا نہیں کہا ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ قرآن پاک میں ارشاد

نہ "ارادۃ معارف اسلامیہ لفظ لیٹر" تعقیقاً "تہ" حاصل بریلوی علماء مجاز کی نظر میں جس جگہ

باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: کیا میں تمہیں بتا دوں کہ کس  
پر اترتے ہیں شیطان؟ اترتے ہیں  
سرگزشت بہستان واسے گناہگار پر

هٰذَا اَنْزَلْنَاهُ عَلَىٰ مَنْ تَشَاءُ  
لَشَيْءٍ جِيءٌ تَنْزِيلًا مَّغْلَبًا  
اَقَالِكَ شَيْءًا

الشعراء ۶۲، ۶۳، ۶۴

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے نبی  
کے دشمن شیاطین آدمیوں اور جنوں  
میں سے بنائے ہیں جو ایک دوسرے  
پر بناوٹ اور دھوکے کی بات  
کی دہی کرتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاكَ مَكْلًا نَّبِيًّا  
عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ لِاِنْسٍ وَّ  
الْجِنِّ يُؤْمِنُوْنَ بِفَضْلِنَا اِلٰى  
بَعْضِنَا رَحْرَحًا اَلْقَوْلِ  
عَرُوْرًا

الانعام ۱۱۳

چہ یا ت کے بعد اوتہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

ترجمہ: اور بے شک شیاطین اپنے  
دوستوں کو دہی کرتے ہیں تاکہ وہ  
شیاطین کے دوست تم سے جھگڑیں۔

وَاِنَّ الشَّيْطٰنِ لَيُؤْمِنُوْنَ  
بِحُبِّ اَوْلِيَآءِهِمْ لَجَبْدُوْنِكُمْ

الانعام ۱۲۲

ان آیات سے معلوم ہوا کہ فترت پر دوازہ کذاب در بہستان طراز انسانوں پر شیطان  
اپنی دہی لے کر اترتے ہیں اور ان کے دلوں یہ ایسی ایسی باتیں القا کرتے ہیں جن کے دل  
وہ جنگ و جہاد کا بازار گرم کر دیتے ہیں اور عرف عام میں بھی کہا جاتا ہے کہ خدا کی شخص  
کو شیطان ایسی ایسی باتیں سکھاتا ہے جو یا شیطان اس کا ستار ہے۔ بالکل اسی طرح حضرت  
دلی نے فرمایا ہے کہ علماء دیوبند کی صف و صریح عداوت کے جو من گھڑت و مضطربان

امروزہ خان صاحب نے بیان کئے ہیں وہ درحقیقت ان کو شیطان نے سچے سچے ہیں اور ان افترارات و بہتانات کے ایچہ دکرنے میں شیطان ان کا استاد ہے لیکن ماحلوم ایسی صاف اور واضح عبارت کر کیوں کر انہوں نے موصوف کے حقیقی اساتذہ کے لئے سب سے شرم نایا ؟ ماحلوم یہ مغالطہ وہی کی گمشدش ہے باقت فرم کا نتیجہ ؟

امروزہ خان صاحب ایک مقام پر علامہ دیوبند کے شیخ، استاد پیر، کو ابلیس قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ترجمہ: پتہ شیخ ابلیس کی وسعت علم پہا پیا: ۱۰۱۰۔	دیومن نعتہ علوشینغ ابلیس۔
--	------------------------------

ایک اور مقام پر موصوف لکھتے ہیں۔

ترجمہ: علامہ دیوبند کا شیخ ابلیس دیوع العلم ہے۔	... بان شیخہمہ سبیس اوسح علما
--	----------------------------------

ایک اور جگہ موصوف یوں گوبرائشی کرتے ہیں۔

”اپنے استاد ابلیس کی بڑائی کی“

پہلے صاحب سے ہمارا سوال ہے کہ وہ واضح فرمائیں کہ ان عبارتوں میں حمد و ثنا خان صاحب نے علامہ دیوبند کے شیخ اور استاد کو ”ابلیس“ قرار دیا ہے، اس کا مطلب کیا ہے ؟ کیا یہ علامہ دیوبند کے اساتذہ کے لئے گالی نہیں ہے ؟ اگر نہیں تو کس نہ پر ؟ جہ تاویل آپ موصوف کی عبارت کی فرماتے ہیں وہ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کے کلام میں کیوں جاری نہیں ہوتی ؟ یہ آپ کے نزدیک کسی شخص کا افتراء ہمارے طور پر سب و شتم کرنا تو جائز ہے۔ لیکن کسی مظلوم و مجروح کا اپنے دفاع کیلئے کچھ کہہ دینا قابل گروں زدنی جرم ہے ؟ جب کہ وہ بے چارہ مظلوم ظالم ہی کے لفظ کو اس پر لٹا دیتا ہے اپنی جانب سے کسی قسم کا اضافہ نہیں کرتا۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جائے میں بدنام  
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چھپا نہیں ہوتا  
پروفیسر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

پندرہ ہواں اعظم غرض | مولانا حسین احمد علی نے فاضل بریلوی کے عقائد  
کو فلام احمد قادیانی سے تطبیق دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے : "البتہ مرزا قادیانی  
کے عقائد میں بریلوی شریک ہے۔ اس لئے کہ یہ بھی دوسرے کتابے کہ میں  
اس صدی کا مجدد ہوں" ، "الشباب الثاقب علی استرق الکاذب" مطبوعہ  
دیوبند ۳۹ شیخ اسماعیل علیہ الرحمۃ کی تعریف کی روشنی میں یہ تحریر بریلوی سے مستلزم  
ہوتی ہے ۔ لے

یکہ وہ سری جگہ قسط از ہیں۔

مولانا عبدالحی نے تحریر فرمایا۔

ترجمہ اکثر لوگ ان کی تعریف میں  
مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ ان کا  
عقیدہ ہے کہ وہ چودہویں صدی کے  
مجدد تھے۔

يفلوا کثیر من الناس من  
شانہ فيعتقدون انه كان  
مجدد المائة الرابعة  
عشرة

درہن الاوطار جلد ہفتم ص ۱۳

لیکن شیخ موسیٰ علی شامی شیخ حسن بن عبدالقادر سبب اسماعیل بن خلیل وغیر  
علماء حجاز نے آپ کو مجدد نہ لکھا ہے۔ اس لئے عامۃ الناس کی طرف  
اس خیال کو منسوب کرنا علی خیانیت ہے۔ مولوی حکیم عبدالحی کی نظر میں فاضل بریلوی  
کے لئے لفظ مجدد کا استعمال مبالغہ ہے۔ حالانکہ ان کے معتقدین نے  
پہل نہیں کی بلکہ علماء حجاز نے اس لقب سے نوازا ہے ۔ لے

پروفیسر صاحب ! دوسروں پر بہتان بندی اور ملی خیانت کا الزام  
 لگانا حقیقت اپنی ہی جہالت کا پردہ فاش کرنا ہے۔

جناب

چوں شمسِ خواہد کردہ گس در

سببش افد طمنہ پا کاں زوم

تقریبات علماءِ حرمین شریفین کے نام سے جو فرائض لکھی گئی ہیں اور جو ڈرامہ چھاپا گیا اگر  
 ہم تھوڑی دیر کے لئے اس کو نظر انداز بھی کریں تو بھی اس کا ثبوت ۱۳۲۳ء سے پہلے  
 قطعاً فراہم نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ "الدولة المحكية" کی تمام جعلی تقریبات  
 ۱۳۲۲ء یا اس کے بعد کی ہیں اور "حسامِ کھرمین" کی ناقابلِ اہمیت تقریبات  
 ۱۳۲۳ء کے بعد کی ہیں۔ اور ہندوستان میں تو وہ بھی ۱۳۲۴ء ہی میں پہنچی  
 ہیں۔ گیسٹاب ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ ۱۳۲۳ء یا اس سے پیشتر کی برٹری مطبوعات  
 میں احمد رضا خان صاحب کو "مجدد" یا "مجدداتہ حاضرہ" کے القابات سے نوازا  
 جاتا ہے۔ سرورست ہم صرف تین سوالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۔ "اهلاک الوهابیین علی قوہیں قبور المسلمین" مطبوعہ مطبع  
 ہسنت و جماعت بریلی، چونکہ اس کتاب کا نام تاریخی ہے۔ اس لئے اس کے سرچرواق  
 پر یہ لکھا جواسی ہے۔

۲۔ "ہیں کدینخ طبع اول ست و اگر الف اول خوانند تاریخ صحیح"

یعنی اس کتاب کے نام سے جو تاریخ نکلتی ہے (۱۳۲۲ء) وہی طبع اول کی تاریخ  
 ہے۔ لہذا اس کے ابتدائی الف کو نہ پڑھیں تو پھر جو تاریخ نکلتی ہے (۱۳۲۱ء) وہ اس

سورگم لہ فاضل برٹری علیہ جہاد کی نظر میں (ص ۱۲۶، حاشیہ)۔ لہ فاضل برٹری علیہ  
 جہاد کی نظر میں (ص ۱۳۴، حاشیہ)۔

کتاب میں درج شدہ فتاویٰ اور تعاریف کے جمع کرنے کی تاریخ کا ہے۔ لہذا کتاب مشتمل  
 کہ اس کتاب کے مضامین ۱۳۲۱ء کے جمع شدہ ہیں جو ۳۲۲ء میں پہلی بار  
 ہونے اس کتاب پر تقریباً لکھتے سونے مولانا ابوالبرکات محمد ظفر الدین قادری برکاتی رضوی نے  
 بہاری عظیم آبادی رقمطراز ہیں۔

۱۱ خاتم الحقیقین حسدۃ اللہ تعالٰی عالم اہل سنت مجدد السائتہ بحیضہ  
 سیدی و مدرسہ دینی و کترمی و دؤخری لیومی و غدی مولانا مولوی محمد احمد  
 رضاخان ۔ ۔ ۔

۱۲ ۱۱ احاطب الصیب علی رحمہ العلیب ۱۱ اس کے جامع اور تالیف  
 مولانا سید محمد عبدالکریم قادری صاحب ہیں اس کتاب کی جمع و تالیف کا سن بلکہ اس  
 کی پہلی طباعت کا سن بھی ۱۳۱۹ء ہے۔ اس کتاب کے تہذیبی کلمات میں مورف  
 رقمطراز ہیں۔

۱۱ حضرت عظیم ابرکت صاحب محبت قاہرہ و صولت بارہ و تصانیف  
 زاہرہ مجدد السائتہ الحاضرہ ۱۱ تاج الفقہاء عین السفہاء محمد اکبر  
 محمود الفضلہ حاجی العنن عامی بسنن زین الزمن برثر لعلت بحر طریقت  
 ناصر ملت حضرت امام المسلمنت ..... ۱۱

۱۳ ۱۱ مولوی محمد تقی علی خان صاحب کی کتاب ۱۱ احسن الوعار ما داب الدعاء  
 کا ایک ۱۱ ذیل ۱۱ احمد رضا خان صاحب نے بنام ۱۱ ذیل الدعاء لاسن الوعار ۱۱  
 کیا ہے۔ اس کا ۱۳۱۱ء کا ایڈیشن مہارے سائتہ ہے۔ اس کتاب کے آخر میں  
 ۱۱ صفحہ ۱۱ درج ہے۔

۱۱ ابوک الوہابین عن ام و مطبوعہ مطبع المسلمنت و جامعہ بریلی ۱۱ ۱۱ احاطب الصیب عن ۱۱

” احمد شد بمآء رمضان مبارک ۲۱ ۱۳۰۰ ہجری علی صاحبنا افضل الصلوة  
 والثناء بمطبع اہلسنت وجماعت واقع بریلی زینت طبع شد ۵ ۱۰  
 اس کتاب کے ٹائٹل پر جو اقوال ثابت احمد رضا خان صاحب کے لئے استعمال کئے  
 گئے ہیں۔ ان میں ”محمد والائے حاضرہ“ کا لقب بھی شامل ہے۔  
 ان حواشی سے یہ بات بگڑتی ثابت ہو جاتی ہے کہ ملّا ہجرات کی تقریظات سے  
 بہت پیشتر احمد رضا خان صاحب کے معتقدین موصوف کو ”محمد مائے حاضرہ“ کے  
 لقب سے نواز چکے تھے۔ لہذا پروفیسر صاحب کا یہ فرمانا کہ ”ان کے معتقدین نے  
 پہل نہیں کی“ بہت بڑی جہالت یا تاریخی بددیانتی ہے۔ نیز احمد رضا خان صاحب  
 کا اپنے لئے اس لقب کا استعمال دیکھنے کے بعد نگیرد فرمانا بلکہ اس پر سکوت کرنا ان  
 کی رضامندی اور اس پر مصدقہ ثبوت کرنے کے مترادف ہے۔ لہذا افضل معترض  
 کا مولانا عبدالحی لکھنوی، اور مولانا سید حسین احمد مدنی پر اعتراض کرنا درحقیقت موصوف  
 کی علی بن ابی طالب یا علی شیاست کا منہ بولنا ثبوت ہے۔

پروفیسر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

سولہواں اعتراض | ”فاضل بریلوی کے متعلق عوام و خواص کو یہ باور

کراہ گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ”علم کلی“ تصور فرماتے ہیں اور  
 اس طرح شرک کے مرتکب ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی جیسا فاضل  
 انسان اپنی تصنیف ”ترہتہ الخواطر“ میں تحریر کرتا ہے ”وہکان  
 یعتقد بان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہکان یصلہ

الغیب علما کلیاً“ ۱۰

پروفیسر صاحب اس عبارت سے یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ احمد رضا  
 خان صاحب کے مخالفین نے ان کے بارے میں یہ غلط پروپیگنڈا کر دیا۔  
 کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کو "علم کلی" قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ  
 بات قطعاً غلط ہے بلکہ محمود احمد رضا خان صاحب اور ان کے خلفاء و مریدین و تلامذہ  
 ہی نے یہ لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم "علم کلی" ہے۔ اور یہ کہ آپ  
 کو ازل سے اپنے ملک کی برہمنیت کا علم ہے۔ چنانچہ احمد رضا خان صاحب ایک جگہ رقمطراز  
 ہیں کہ۔

علم وہ وسیع و غزیر عطا فرمایا کہ علوم اولین و آخرین اس کے بحر علوم کی  
 نہریں یا بھوشن فیض کے پھینٹے قرار پائے۔ ازل سے اپنے ملک تمام غیبی  
 شہادت پر اطلاع تام حاصل الا ماشاء اللہ۔  
 موصوف ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ! اور علماء فرماتے ہیں نبی  
 صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام  
 جزئی و کلی علم حاصل ہو سکتے۔ اور  
 سب کا احاطہ فرمایا .....  
 ترجمہ عیوب کہ علم کو حضور اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم کئے حاصل، کہنے  
 میں کوئی ایسی کوئی بات ہے:

و يقول العلماء حصل له صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمیع  
 العلوم لجزئیة و کلیة  
 و احاطہ بها ..... فای  
 بدع فی التفسیر بجمیع  
 العیبات : :



اسی طرح احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اہل اور خلاصہ اقبال مرحوم پر کفر کا  
 نئے نئے نکالنے والے مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب سابق خطیب مسجد وزیر خان لاہور  
 تھے۔

معلوم ہوا کہ سب ہی باتوں کا علم دل سے اہل تک اللہ نے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کو سکھا دیا ۱۱

احمد رضا خان صاحب کے ایک وزیر خلیفہ اور بریلویوں کے مہتممی عظیم جناب ابو البرکات  
 سید محمد سابق شیخ الحدیث مدرسہ حزب الامت لاہور حضور نے مسلم لیگ کی شرکت  
 اور امداد و امانت کو ترام قرار دیتے ہوئے یہ بھی فرماتے دیا تھا کہ مافی پاکستان سطر محمد علی  
 سے کی تعریف کرنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ

فقیہ کا اور جلد اور باب اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ رب العزت

جنت عظیمہ نے اپنے حبیب نور محمد صحت و دعائم سرور انبیاء شیعہ روز جزا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و آلہ و سلم کو علم کلی عطا فرمایا ۱۲

اسی طرح شاہ محمد تیسل الرحمن خان صاحب حاجہ حبیب لکھنے میں سے

ہم یہ کب کہتے ہیں ذاتی ہیں علوم سرکار

از ازل تا ہا ہر سب لفظ جہاتے ہیں

اور جناب سید محمود احمد ضوی مدیر ماہنامہ "رضوان" رقم ۱۱۱ میں۔

۱۱۔ ہمارے بعض علماء کی تحریرات میں یہ آجانا ہے کہ حضور کو علم غیب ملی ہے؟

۱۲۔ وایۃ الطریق فی بیان التفتیح والتعقید، ص ۱۰۱، لکھنؤ، مائے ملاحظہ

۱۳۔ ص ۲۳، لکھنؤ، مائے ملاحظہ، ص ۵۵، لکھنؤ، بصیرت،

حصہ اول، ص ۲۴۸

احمد رضا خان صاحب سے "الدولۃ النبیہ" میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر حضور  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو اتنا سمجھنے کے علم کے برابر مان لیا جائے  
تو بھی کوئی کفر یا شرک لازم نہیں آتا۔ یہاں اعتراض کہ بندہ غیر تقنا ہی کا  
اور اگ کیسے کر سکتا ہے ؟

تراس کے جواب میں موصوف فرماتے ہیں کہ۔

"غیر تقنا ہی کا اعطاء کر لینا" گو فلسفہ کے اصول کے مطابق یہاں سبب لیکن  
یہ کیا ضروری ہے کہ فلسفہ کا یہ سکہ درست ہی ہو ؟ وہ کوئی دینی تفسی سکہ  
تو ہے نہیں کہ جس کی بنا پر کوئی شرعی عزائم لازم آتے ؟  
ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ۔

"محمود صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیر تقنا ہی لائق ہے"۔

یہی یہ بات کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے "علم غیب کلی" یا "ازل سے کے  
اب تک برغیب و شہادت" کے علم سے فرق برطویہ کی مراد کیا ہے ؟ باوجودیکہ فرقہ  
برطویہ کے اکثر حضرات اپنے ان عمومی کلیات کو اکثر طور پر عمل چھوڑ جاتے ہیں۔ اور اپنی  
مراد کو واضح نہیں کرتے۔ گو اعتراضات کے جوابات دیتے وقت اپنی مراد بیان  
دیتے ہیں لیکن صاحب "نور الخواطر" نے "علم کلی" کا برطویہ عقیدہ دیکھ  
کے بعد تفصلاً اس کی مراد کو بھی واضح کر دیا۔ مگر افسوس کہ پرولیسر صاحب نے  
کی عبارت کا ایک ٹکڑا ذکر کر دیا اور دوسرے ٹکڑے سے کہو ترکی طرح آنکھیں بند  
مکمل عبارت یوں ہے۔

ترجمہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

دکان بستان رسوں

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کان یعلم العیب علما کلیاً  
 فکان یعلم منہ ما  
 علیقۃ الی قیام الساعۃ  
 بل الی الذہول فی الجہۃ  
 والنار جمیع الحکلیات  
 والنجزیات لا تشد  
 عن علیہ شاذۃ،  
 ولا تخرج من احاطۃ  
 ذمہ.....

بارے میں احمد رضا خان صاحب  
 یہ مستحیدہ رکھتے تھے کہ آنجناب کو  
 علم غیب کی حاصل سے سب سے  
 مخلوق کی پیدائش ہوتی ہے اس  
 وقت سے قیامت تک جو حیات  
 منعم میں داخلہ تک کی تمام کلیات  
 و جزئیات کو جانتے ہیں۔ آپ  
 کے علم سے کوئی چیز چھٹی رہتی نہیں  
 ہے اور احاطہ علی سے کوئی ذمہ  
 خارج نہیں۔

پروفیسر صاحب کو اب تو یقین ہو گیا ہو گا کہ حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم کے علم مبارک کو ہر علم کلی سے قرار دینا بریلوی فرقہ کے اکابر کی تحریرات سے ثابت  
 ہے۔ اور یہ دعوائی کسی دشمن کی اڑائی ہوئی نہیں ہے۔ لہذا اس کا الزام دوسروں کے  
 سر تقویٰ ہا کل لغو اور بے جا ہے اور ہر الشیخ کو تو ال کو ڈانٹنے کا پورا پورا  
 صدق ہے۔

احمد رضا خان صاحب کا تعقیب  
 جب شریفیہ کی طرف سے احمد رضا خان صاحب  
 سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے  
 بارے میں سوال کیا گیا تو مولانا نے بڑی ہشامہ و دہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم  
 کے بارے میں لکھا کہ اللہ کے علم سے علم نبوی کو کوئی نسبت ہی نہیں جو سکتی ہو

تو کجی۔ بلکہ صاف طور پر تصدیق کر دی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کا  
اللہ کے علم کے برابر ہونا شرعاً و عقلاً ہر طرح محال ہے۔ چنانچہ موصوفی کی اصل عبارت  
کا ملاحظہ ہو۔

ترجمہ تو ثابت ہوا کہ جمیع معلومات	فثبت ان احاطة احد
الہیہ کا چہرہ تفصیل کے ساتھ کسی	من الخلق بمعلومات
مخلوق کا عاقل کر لینا عقلاً اور شرعاً	الله تعالى على حجة التخصيل
دونوں طرح محال ہے۔	التم محال شرعاً و عقلاً

کچھ اس کے چاہ کر مزید توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ترجمہ! تو ثابت ہوا کہ وہ علم ہر	فثبت ان احاطة احد
اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے	بشأنه لا يختص من به تعالى
کے لائق ہے وہ ہمیں مگر علم ذاتی	ليس لا العلم لدائي و العلم
اور علم مطلق تفصیل کے جمیع معلومات	المطلق التخصي بحيث يوجب
الہیہ کو استفراق حقیقی کے ساتھ	المعلومات الالهية بالاستفراق
محیط ہو	الحقيقي۔ یہ ہے

اس کے بعد ان لوگوں کو کا در قرآن و حدیث سے لکھتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے علم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ تمام معلومات الہیہ کو استفراق حقیقی کے  
ساتھ تفصیلاً محیط ہے۔

ترجمہ! اللہ تجھے روشن ہو گیا کہ جو کچھ	وعند تبين لك ان كل ما
ہم نے بیان کیا بیان کیا سب	ذکرنا انفا ثابت من الادي

دین متین سے ایسا بالبدائہ بہت ہے کہ جس نے ان میں سے کسی شی کا انکار کیا اس نے دین کا انکار کیا اور وہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو گیا یعنی کافر ہو گیا۔	ضرورۃ بحیث اب من انکرہ حیثاً مند مقد نکر الدین و فارق جماعت المسلمین
--	---

خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی برابری کا اس زور و شدت سے اس نے انکار  
 کیا جا رہا ہے تاکہ کہیں موصوف پر ہی عمل و حرم میں کفر کا فتوے جاری نہ فرمادیں، دوسروں  
 کی تکفیر کے لئے سفرِ حرمین شریفین کیا تھا کہیں اس سے عکس اپنی ہی تکفیر کی سوغات  
 سے کہ وہاں سے واپس نہ ہونا پڑے۔ لیکن مکہ معظمہ سے واپس آ جانے کے بعد، الدولہ  
 الیکہ کے حاشیہ پر لکھ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کے علم کا موازنہ  
 ہونا شرعاً بالکل محال نہیں ہے۔ اور چونکہ ملا علی قاری نے اپنی کتاب "موضوعات کبریٰ"  
 میں ان دونوں کو کافر قرار دیا تھا جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو مسترد میں  
 برابر قرار دیتے ہیں تو احمد رضا خان صاحب نے موصوف کی ہمت بھی غلط قرار دیتے ہوئے  
 لکھ دیا کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو برابر سمجھنے سے کفر لازم نہیں آتا۔ ۱۵  
 لاعلی قدری کہ کی بات سے ہمیں اتفاق نہیں ہے۔

میں تو احمد رضا خان صاحب کی اس چالاک اور تعقیب بازی سے کوئی سروکار نہیں ہے جو  
 موصوف نے اپنی تکفیر سے بچنے کے لئے مکہ معظمہ میں اختیار کی۔ ہم تو اس وقت پر وہیبر صحابہ  
 سے صرف یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ احمد رضا خان صاحب نے جب یہ تسلیم کر لیا کہ خدا اور رسول  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو مکمل طور پر مساوی قرار دینا، اسلام سے نکل جاتا ہے۔

پھر جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں موصوف ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم ان کو کافر نہیں کہتے نہ کیا کافر نہ کھنکفر نہیں ؛ آپ موصوف کو اپنے اقراری کفر سے کیے پہچانیں گے ؟

جب مشکل میں آیا سینے والا حبیب و مال کا  
جو یہ ٹانگا تو وہ ادھر ٹا جو وہ ٹانگا تو یہ ادھر  
پر وغیرہ صاحب رفقہ از میں۔

سوال اعتراض | د احمد رضا خان صاحب صاحب دوسری بار

جج پر تشریف لے گئے تو غیر معمولی اعزاز و اکرام سے نوازا گیا۔ غالباً کانپور  
کو اس کا پہلے سے آغاز تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنا کام شروع کیا۔ یہ  
زمانہ مولانا خلیل احمد انیسٹروی بھی وہاں تشریف لے گئے فاضل بریلوی  
کے زمانہ قیام میں موصوف کا وہاں جانا معنی خیز معلوم ہوتا ہے۔

پر وغیرہ صاحب اکم از کم احمد رضا خان صاحب کا بیان تو بظرف نظر  
جواب | کرایا ہوتا تاکہ جناب کو معلوم ہو جاتا کہ احمد رضا خان صاحب

مقدس میں پہلے نہیں گئے تھے بلکہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قدس اللہ سرہ العزیز  
حرم مقدس میں پہلے پہنچے جو نئے تھے۔ بعد میں اچانک احمد رضا خان صاحب حج کا  
پرہیز کر کے ان کے پیچھے جا پہنچے۔ احمد رضا خان صاحب کا کسی سابقہ پرہیز کر کے  
بغیر بالکل اخیر وقت میں مولانا خلیل احمد صاحب کے تعاقب میں اچانک حج کے  
تیار ہو جانا یقیناً معنی خیز ہے۔ احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں۔

اس بار سرکار حرم حرم میں میری حاضری بے اپنے اولوے کے جس غیر متوقع

طہر اور غیر معمولی طریقوں پر ہوتی اس کا کچھ بیان درپم چکا ہے۔ وہ  
حکمت الہیہ میں آکر کھلی۔ سننے میں آیا کہ دبا بیہ پیتے سے کتے ہوتے  
ہیں جس میں خلیل احمد انبیشی اور بعض وزراء ریاست دیگر اہل تروت بھی ہیں۔  
نہ صرف یہ کہ احمد رضا خان صاحب مولانا علیل احمد صاحب کے تعاقب میں  
بگ نظر پہنچے بلکہ وہاں مشرت کی بستہ بھی احمد رضا خان صاحب ہی کی طرف سے ہوتی  
۔۔۔ وہ سن طرح کہ علماء دیوبند کی تکفیر کا استفسار مرتب کر کے ۲۱ ذی الحجہ کو علماء کو نظر  
کے سامنے پیش کر دیا۔ تاکہ وہ بھی علماء دیوبند کی تکفیر پر دستخط کر کے احمد رضا خان صاحب  
سے تائید و تصدیق کر دیں۔

ظاہر ہے کہ جب بعض لوگوں کو اس کا علم ہوا تو رد عمل ضروری تھا۔ چنانچہ ایک محض نامہ  
تیار کر کے شریف آباد کے سامنے پیش کر دیا۔ جس میں نہ صرف یہ کہ موصوف کے عقائد باطلہ  
کا کر تھا بلکہ بالخصوص ان کی تکفیر تصنیف کی روش کو بھی واضح کیا گیا تھا۔ تب شریف آباد  
کی طرف سے احمد رضا خان صاحب سے ان کے عقائد و نظریات کے بارے میں سوال کیا  
گیا۔ یہ سوالات موصوف کو بقول ان کے ۲۵ ذی الحجہ کی شام کو موصول ہوئے۔  
لیکن ان تمام حقائق کے باوجود پروفیسر صاحب کا اس مسئلہ کی غلط بیانیوں کرنا  
بہن مورحیرت و عجز استعجاب کر دیتا ہے۔ خدا معلوم یہ سب کچھ لاعلمی کا نتیجہ ہیں یا  
یہ وہ دانشور حقائق و واقعات کو مسخ کیا جا رہا ہے۔

ان حکمت لا تدرک فتک مصیبة

وان کنت تدعی قالمصیبة اعظم

ۛ

پروفیسر صاحب نے مولوی نعیم الدین سراد آبادی کے  
**امٹڈ سوال اعتراض** | سوال سے لکھا ہے کہ۔

” الہند کے مصدقین زیادہ تر عجمی ہیں جو عرب میں آباد ہوئے۔ مثلاً  
 مولوی احمد رشید خان۔ مولوی محب الدین مہاجر۔ مولوی محمد صدیق الغفانی  
 وغیرہ۔ لیکن مصنف نے ان کو علماء عرب کی تصدیقات میں شمار کیا ہے اس  
 کے علاوہ ایک پر لطف بات یہ لکھی ہے کہ اس رسالہ میں اپنی تائید میں  
 علامہ بریلوی کے رسالہ ” غایۃ المأمول “ کے ایک دو حوالے دئے  
 کہ اس کے تمام مصدقین کو اپنے رسالہ میں نقل فرمایا۔ گویا ان سب  
 حضرات نے ” الہند “ کی تائید فرمائی ہے “

پروفیسر صاحب ! کیا آپ خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا  
**جواب**۔ تصور سے بالکل عی ہیں، اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر کیا وجہ

کہ آپ صحیح غلط کی تیز سے بے نیاز ہو کر بلا تحقیق ہر بات نقل کر دیتے ہیں، گویا  
 نے۔ الہند۔ کے کل تصدیق کرنے والے علماء کرم کو شمار کیا ہے، اگر شمار کیا  
 تو اس کے بعد ان میں سے ہر ایک کے پاس میں فردا فردا آپ کے یہ تحقیق فرمان کی  
 یہ فی الواقع عربی ہے یا عجمی، جو بعد میں عرب جا کر آباد ہو گیا ہے، اور اگر آپ نے یہ  
 بھی طے فرمایا ہے تو کیا وقتہ آپ نے کل تصدیق کرنے والے علماء کی صف سے  
 نقد و کر عجمی پایا جو بعد میں عرب جا کر آباد ہو گئے تھے، اگر یہ تمام مراحل آپ نے  
 نہیں کئے۔ اور یقیناً نہیں کئے۔ تو پھر خوف خدا کو بالاسنے خالق  
 ہونے پر الزام آپ نے کیسے لگا دیا کہ وہ الہند کے مصدقین زیادہ تر عجمی ہیں جو عرب



آباد ہو گئے۔ مثلاً مولوی احمد شہید خان، مولوی محمد الدین مہاجر، مولوی

محمد صدیق انصاری وغیرہ۔ لیکن مصنف مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر پوری،

نے ان کو علماء عرب کی تصدیقات میں شمار کیا ہے " لہ

پر و فیر صاحب ! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ " الہند " کی تصدیق کرنے والے

علاء کرم کی کل تعداد ۲۶ ہے اگر ہم آپ کے بطور مثال پیش کردہ تین عالموں کی بجائے

تھو عالموں کو بھی علمی الاصل تسلیم کر لیں تو بھی خالص تھویت عربی علماء کرم کی کل تعداد چالیس

ہوتی رہتی ہے۔ جب کہ " حسام کھڑین " کی بظاہر غیر مشروط تصدیق کرنے والوں کی کل

تعداد ۲۶ ہے۔ اور اگر اس میں ان علمی علماء کو بھی نکال دیا جائے جو بعد میں عرب ہا کر آباد

ہو گئے تھے تو کل تعداد بشکل ۲۰ ہوتی بچتی ہے۔

۱۱ مولانا محمد تقی مہاجر الد آبادی۔

حسام کھڑین کے چند علمی مصدقین

۱۲ مولانا محمد یوسف فغانی

۱۳ مولانا عبد کریم دہستانی۔ ۱۴ مولانا عثمان بن عبد السلام دہستانی

۱۵ شیخ خلیل بن ابو ہریرہ خربوتی۔ ۱۶ شیخ محمد بن محمد سوسی۔

غور فرمائیے ۱۔ حسام کھڑین کی تصدیق کرنے والے عرب علماء کی کل تعداد

بشکل بیس بنتی ہے۔ جبکہ " الہند " کے خالص عرب مصدقین کی کل تعداد تقریباً ۴۰

ہے۔ لیکن پرو فیر صاحب ہیں شرم و حیا کو خیر باد کہتے ہوتے بیان کر رہے کہ " الہند "

کے مصدقین زیادہ تر علمی ہیں۔ یہ ہے سہ

ہے میا بٹس وہرچ خواہیے کنے

احمد رضا خان صاحب نے تو متعدد علمی علماء کرام کی تصدیقات کو صرف علماء عرب

بلکہ علیٰ سزا میں شریفین کی تصدیقات کی حیثیت سے پیش کیا ہے  
 پر وفیسر صاحب ! کیا دھوکہ دہی ہو سکتی ہے۔ بددعویٰ و دنیایت کی کسی دفعہ  
 کے تحت موصوف پر مقدمہ قائم ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں ہو سکتا تو کہیں ! جو  
 جواب آپ احمد رضا خان صاحب کی طرف سے پیش فرمائیں گے وہی جواب ہماری  
 طرف سے لڑنا خلیل احمد صاحب سبب ہوگی وہ کی جانب سے قوں فرمائیں۔  
 رہا "غایۃ الاموال" کی ایک دو عبارتیں نقل کر کے اس کے معنی یقین کو اہل  
 میں نقل کر دینا۔ تو یہ ایک اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ جس پر ہم "بعضہ اللہ علی الکاذبین"  
 کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

اگر بالفرض مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے ایسی بات لکھی تھی تو کم از کم  
 پر وفیسر صاحب کو تو چاہئے تھا کہ "الہند" دیکھ کر تصدیق کر لینے کے بعد ایسی بات  
 لکھتے۔ "الہند" کوئی ایسی نایاب کتاب نہ تھی جسے حاصل کر کے پر وفیسر صاحب  
 تصدیق نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن پر وفیسر صاحب کو تو علماء دیوبند سے خدا واسطے کا  
 پیر ہے موصوف تو ان کے خلاف بہت کچھ الزامات از خود تراستس لیتے ہیں۔ اگر کہیں  
 سے موصوف کو گھڑا گھڑایا ہو کوئی الزام و بہتان دستیاب ہو جائے تو اس کو رعیت  
 بارہ "سچھ کر قبوں کر لیا کوئی انوکھی چیز نہیں ہے۔ بہر حال اصل صورت حال ملاحظہ  
 فرمائیے۔

بات یہ ہے کہ جب احمد رضا خان صاحب نے پہلی کتاب "الدورۃ المکیہ"  
 عربیہ منورہ کے مشہور مفتی جناب علامہ بزرگ صاحب کے سامنے تقریظا کسے لئے ہیں کی اور  
 انہوں نے اس کے مندرجات کو قرآن و سنت بلکہ تیرہ سو سالہ اجماع امت کے بھی  
 خلاف پایا تو موصوف نے احمد رضا خان صاحب کے خلاف ایک کتاب "غایۃ الاموال"  
 نامی تعنیف فرمائی تھی۔ عینہ اسی طرح جب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری

نے اپنے اور اپنے اکابر علماء و پوہندہ کے عقائد "الہند" میں لکھ کر علماء عرب کے  
 سامنے تائید و تصدیق کے لئے پیش کئے تو علماء برزنجی نے "الہند" کی تائید  
 میں ایک مستقل کتاب "کماں لتتقیف والتقویہ لعوج لادہام عمایحیت  
 حکلام اللہ العتدیم" تالیف فرمائی۔ پھر دیگر علماء ہند منورہ سے اپنی کتاب  
 "الہند" کی تائید میں دستخط حاصل کر کے کتاب مذکورہ کو شائع فرمایا۔ چونکہ یہ ساری  
 کتاب "الہند" ہی کی تائید کیے ہوئے موصوفہ کے تالیف فرمائی تھی۔ اس لئے "الہند"  
 کے آخر میں کتاب مذکورہ کے ابتدائی اور آخری حصہ کے علاوہ درمیان سے بھی کچھ عبارت  
 ذکر فرما کر اس کے تنویدین کے اسماء گرامی ذکر کر دیئے گئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان  
 تمام عبارتوں نے "الہند" کی تصدیق فرمائی ہے۔ "الہند" میں اس بات کو پوری حیرت  
 کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ لہ

لیکن پروفیسر صاحب اس کو اس انداز سے بیان کر رہے ہیں کہ جیسے حضرت مولانا  
 فیض احمد صاحب سہارنپوری رہنے کوئی بہت بڑا فخر کیا ہے سے پروفیسر صاحب نے  
 شکت اذہام کر دیا ہے۔

اب ہم آخر میں پروفیسر صاحب کی خدمت میں بعد ادب گزارش کرتے ہیں کہ ہمارے  
 مضمون میں اگر کوئی بات ایسی ہو جو طبع نازک پر گراں گزرے تو اس کے بارے میں موصوفہ ہمیں  
 معذرت کھیں۔ اور اس وقت ہم ان کی خدمت میں وہی الفاظ پیش کرنا چاہتے ہیں جو  
 موصوفہ کے والد ماجد مفتی منظر اللہ مرحوم دہلوی نے سیدنا حضرت حسین ابن علی رضی  
 اللہ عنہما پر ترقیہ کرنے والے شخص کے بارے میں تحریر فرمائے تھے۔ علامہ ابو  
 میری اس تحریر میں میری عادت کے خلاف بعض نامناسب الفاظ

ضرور آئے ہوں گے لیکن ناظرین مجھے معذور رکھیں کہ کیسا ہی کوئی برباد  
 کیوں نہ ہو لیکن حبیب اس کے جاں لوہے محبوب کو کوئی چھیڑتا ہے تو وہ بھی  
 پیچ اٹھتا ہے ۱۱

وہاں معاملہ سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تھا اور یہاں پر  
 سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما "ہی کے بالواسطہ فرزند احمد حبیب سیدنا حسین احمد  
 عدنی نور اللہ سرقدہ کا ہے۔ باپ کی محبت مجبور کرتی ہے کہ اس کے صالح بیٹے  
 پر کی جائے والی تہقید کا موثر و دندان شکن جواب دیا جائے کیونکہ بانا  
 محبت کا یہ دستور ہے کہ محبوب سے تعلق رکھنے والی ہر چیز محبوب بنجاتی ہے

امر علی الدار دبار لسنی ۱ اقبل ذاجدار و دل جدارا

وفا سب الدیار شمع نبی ۱ ویکل حب من نزل الدیار

حیاتِ سیدِ شیخ الاسلام

کا

اجمالی خاکہ

مع شرفِ طریقت و نسب

از

مولانا ابوالحسن بارہ بنگوی

منقول از

«شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات»

«تغییرِ مسیر»

## حیات فتح الاسلام کا

ایک

## اجمالی خاکہ

ولادت باسعادت | ۹ شوال ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۱۷ء بمقام بانگرہ موضع ناؤ  
 میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ کا تاریخی نام تیرا نام  
 ہے۔ آپ کے والد ماجد سید حبیب اللہ صاحب نہایت بزرگ و متقی اور حضرت مولانا  
 فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی کے خلیفہ تھے آپ کی والدہ محترمہ بھی نہایت پابند  
 شریعت اور زاکرہ و شاعرہ خاتون تھیں۔ آپ کے والدین سید تھے، اس لئے آپ  
 نجیب العرفین کہلاتے ہیں۔ آپ کے چار بھائی تھے جن میں سے ایک چھوٹے بھائی  
 مولانا سید محمود احمد صاحب حذو کے سابق راجہ بن کا ۱۹۰۷ء میں دیر نوروں میں متعلق ہو گیا۔  
 آپ کا تان وطن اور دار پر ملازمہ صلح بیٹن نامی ہے لیکن چونکہ آپ کے والد  
 تعلیم ماحد قصبہ بانگرہ کے اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھے اس لئے آپ کی عمر کے ابتدائی  
 تین سال وہیں گئے۔ بعد ازاں آپ کے والد صاحب بنس نے کراچی اپنے وطن ٹانڈا شریف سے  
 لائے اور یہیں آپ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز ہوا۔ یہاں آپ کو امیہ کراہم کی ایک سنت پر  
 عمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یعنی بکروں پرانے کی خدمت انجام دینے کا موقع ملا  
 تیرہ سال کی عمر تھی کہ آپ کو ۱۳۱۷ھ میں حضرت شیخ سہد کی خدمت میں دارالعلوم  
 بھیدریا گیا آپ نے حضرت شیخ ابندرحمہ اللہ سید کی نگرانی اور تربیت میں رہتے ہوئے سات  
 سال کے عرصہ میں تمام کتب متدوہ سے فراغت حاصل کر لی۔

در علم سے فرانس کے بعد حضرت شیخ الحدیث کے ہیں اور ان صاحب نام صحیفہ مولانا  
 رشید احمد صاحب گنویں قدس سرہ سے بہت ہو گئے۔ اس کے بعد سب مسئلہ میں اپنے  
 والد ماجد صاحب کے ساتھ ہی تشریح لکھے تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے  
 مطابق حضرت حاجی احمد صاحب ہاجر کی خدمت میں راکر مواصلہ کو لے کر آئے چند  
 ماہ حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں رہ کر سب مدبہ طیبہ تشریح لکھے۔ اس کے بعد  
 ۵۰ کے بعد حضرت حاجی صاحب جتاندلیہ کا دعوا ہو گیا۔

تیسرا مدینہ | آپ کے والد ماجد نے مدینہ شریف پہنچ کر تمام قسم حصص فرعی کے مطابق  
 واریہ تقسیم کر دی اور فرمایا چونکہ میں ہجرت کی نیت کر کے مدینہ سورہ یا  
 ہوں اس لئے تو یہیں زندگی گزاروں گا۔ تمہیں اکتیا رہنے خواہ یہاں قیام کرو یا ہندوستان  
 واپس چلے جاؤ۔ اگرچہ آپ کے والد صاحب کے علاوہ دیگر افراد خاندان نے ہجرت کی نیت نہیں  
 کی تھی لیکن کسی فرسے بھی والد ماجد کو تنہا چھوڑنا گوارا نہ کیا اور سب حضرت مدینہ ہی میں  
 قیام پذیر رہے۔ سب گزارے کا مسئلہ سامنے آیا۔ یوں تو اکثر ملاتے مدینہ اور ہاجرین  
 کو ترک حکومت کی صورت سے وطن ملتے تھے لیکن حضرت شیخ الاسلام اوساب کے  
 والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پسند نہ فرمایا اور یکس پر چون کی چھوٹی سی مکان کر لی گئی  
 لیکن اس کی آمدن خانگی مصارف کے لئے ناکافی تھی۔ اس لئے حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ  
 علیہ کو نقل کتب کا شغف ہی اختیار کرنا پڑا۔ اس کے باوجود نہایت صبر و قناعت کے ساتھ  
 پورے خاندان کو گزارا کرنا پڑا تھا۔

۳۱۵ | حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق  
**حصول خلافت** | آپ ہندوستان تشریف لائے اور حضرت امام ربانی نے کچھ  
 دنوں کے بعد آپ کو واپس کے بھتیجے صاحب کو خلافت عطا فرمادی۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً  
 بیس سال تھی بعد ازاں ۳۱۷ میں آٹھ ماہ منورہ واپس تشریف لے گئے۔

مہاجر ہوی میں اس کے متعدد صحیفے قائم تھے  
**آپ کے درس کی مقبولیت** | اس لئے کسی نے حلقہ درس کا قیام کچھ آسان

بات پہنچتے تھے اس لئے بھی کہ میں ویتنامی اور جمہوریہ ویتنام کی ماوری رہا نا غزنی تھی اور آپ ہمدی نژاد تھے لیکن آپ کی نحوایت عند اللہ کار شہرہ رکھنے کے کچھ حصہ تو بہ کمالہ روزی معصومی حالت میں رہا، اس سے بعد اس میں جب ترقی شروع ہوئی تو دوسرے نام حضرت آقا دریں ماہ نرگئے۔ صبح سے کے رختار کے وقت تک آپ سماج سستہ اور غصیہ و لغت کی بڑی بڑی کتابوں کی تدوین میں مشغول رہتے اور ہر جاہل عرب و کفار کا جوم رہتا تھا یہاں تک کہ آپ کی شہرت ہمارے محل کر۔ گر مالک تک پہنچ گئی اور آپ شیخ عجم کے خطا سے معروف ہو گئے۔

۱۹۲۰ء میں آپ دوبارہ ہمدیہ سنا مشرف لائے  
**ہمدیہستان آمد وقت** اور وہ انہوں نے دیوبند کے عظیم انشائے تاریخی علامہ سارہمدی میں شرکت فرمائی، اس مرتبہ آپ نے تقریباً تین سال ہمدیہ سنا میں قیام فرمایا اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ حدیث کی دورانِ سماعت فرماتے رہے۔ آپ دورانِ درس کثرت سے استکارت پیش فرماتے اور حضرت شیخ الہند پر بہت ہتکاشت و جملہ بیتہالی سے ساھو سا کو حل فرماتے تھے، مگر حضرت شیخ الہند کو بہت جامع اور مختصر فرماتے، اس لئے کہ اس مرتبہ سے ساگرد شہید و درسا ہر ہر مسد پر بہت تشریح و تبصیر کے ساتھ گفتگو فرماتے۔ بعض تین برس ہمدیہ سنا کے دوران قیام آپ پر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ فرماتے رہے اور بعد ازاں مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد ہمدیہ سنا میں بھی چند ماہ کے لئے ہمدیہستان تشریف لائے اور علامہ محمد امجد علی صاحب مدنی سے اس طرح تقریباً تیرہ برس گذرے، پھر آپ نے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔  
 انجام دی۔

۱۹۳۳ء میں حضرت  
**حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی حجاز میں تشریف آوری** شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ قدم سرور نے صحیح کارزار فرمایا لیکن یہ صرف سفوف ہی نہیں بلکہ سفرِ جہاد بھی تھا جس سے زبیرہ بی بی ہمدیہ حکومت کے ایوانِ جہاد سنبھال کر رہیں کرنا پڑتا تھا



چنانچہ ایک طرف تو آپ سمنڈستان کے سمنڈ سٹیم ہاؤس میں تحریک آزادی کی نکتہ چینی اور  
 دوسری جانب آراؤ تھان کو چھوڑ کے نئے منظر آگاہ کیا ساتھ ہی حکومت انہما سے نئی  
 دھیرہ کو ایسے حاکم نامہ لکھنے پر بھیج کر بدلاؤ اور ان کے لئے آمادہ کرب۔ اور اہل یہ سمرذکرہ  
 مقاصد کی تکمیل اور مجبورہ یہ ایم کو رو سے کاروانے کے لئے ہی تھا۔ چنانچہ ۱۳۳۳ھ میں  
 شیخ الہند حضرت نے جب جہاں چھوڑ کر لکھنؤ چلے گئے اور ان کی کے ساتھ دوسرے مقاصد کے حصول  
 کی کوشش بھی جاری رہی۔ آپ نے گورنر جبرائیل خان سے متعدد بار ملاقاتیں کیں اور  
 ان کے سامنے پوری صورت حال تفصیل کے ساتھ بیان کی گورنر نے اسہانی احترام اور  
 ہمدردی کے ساتھ پیش کیا اور ہمدرد کے سلسلے میں آپ کو ایک تحریک دی۔ اس کے بعد آپ  
 مدینہ تشریف لے گئے اور اپنے جان نثار شاگرد رشید حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب  
 مدنی کو جو کہ اب تک یہ تحریک کے تھیل حالات سے اراعت تھے پہے ملاقات  
 لاکھ عمل سے آگاہ کیا۔ اور ہندوستان میں حضرت شیخ الہند سے شہ علی کی سکھ کے  
 مطابق آزاد قبائل رطانوی حکومت کے ساتھ جنگ چھیڑ چکے تھے یہ وہوں کی کمان  
 حضرت نے حاجی رنگ۔ انہوں کو سپرد رہی تھی لیکن دستاویزی ہیں۔ ماہرب کے یہ تا  
 گولہ بارود اور ذخیرہ سہ قلم ہو۔ ہا تھا اس لئے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تھے  
 کہ کسی طرح استنبول پہنچ کر حکومت ترکی سے مدد حاصل کریں اور اس سے براہ ایزنا و  
 افغانستان آراؤ قبائل کے مرکز میں پہنچ کر رنگ کی کمان خود ورائیں۔

بھی آپ اسی ہی میں تھے کہ برصغیر کا دوسرا نمونہ

غازی انور پاشا سے ملاقات یہ اطلاع پہنچی کہ غازی انور پاشا اور غازی جمال

پاشا کا ڈیر انجینئر محاذ مصروف مدینہ منورہ تشریف لارہے ہیں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ  
 نے مذکورہ حضرات سے سننے کی خواہش کی چنانچہ گفتگو کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا گیا اور  
 حضرت شیخ الہند نے تمام حالات غازی صاحب موصوت کے سامنے رکھے انہوں نے  
 مشورہ دیا کہ تمام ہندوستانی ہند سے متحد ہو کر آزادی کے سلسلے میں تازہ بلند کریں ہم  
 ہر ممکن طریقہ پر ان کے ساتھ تعاون کریں گے۔ موصوب سے گفتگو اور ملاقات کے بعد حضرت

شیخ بہندرت اللہ علیہ السلام نے تحریک جہاد کے ذکر یا عسکریاں چھین کر کوشش کی لیکن اس کو  
 اس سلسلے میں کامیابی نہ ہو سکی یہ کہہ رہی تھی کہ جو لوگ ترک اور اعانتہ کے درمیان صل نہیں  
 دوسری جہاد مندوستان کی راہی ہیں اسباب نہ تھی کہ گریزوں کو آپ نے جہاد کا علم  
 پر لکھا تھا۔ سدرناں سچے ہی آپ کی گرفتاری بھیجی تھی اور تحریک کو سخت نقصان  
 پہنچا ان تماموں کے ابوہریرہ حضرت شیخ بہندرت اللہ علیہ السلام سے ہوتے تھے کہ  
 کسی طرح جہاد سے انہیں جہاد کے جو کچھ بھی ہے اور حیران طریقہ پر وہاں سے جو چھٹا  
 ہوتے ہوئے یہ علم سچے ہی ہے

حضرت شیخ البندرت اللہ علیہ السلام کی گرفتاری | اسی اثنا میں ماہ حرمین شریفین  
 سے گریزوں کی سازش سے

ترکوں کے خلاف جہاد کر رہی اور حسب رطابوں حکومت کی مدد سے وہ اپنی بناوٹ  
 میں کامیاب ہو گیا تو انگریزوں کے اثنا میں حضرت شیخ بہندرت اللہ علیہ السلام کے پاس  
 ایک فتویٰ بھیجا جس میں ترکوں کی گرفتاری کی جہاد سے منع ہے کہ جہاد کے لئے  
 انکار ہے۔ اس پر جہاد میں سے آپ نے اور آپ کے ہذا میں انہوں میں کلاماً نہ سمجھتے ہیں  
 صاحب، ابوہریرہ نے لکھا ہے: "بولا، اوسد محمد صاحب مدنی نے کہا کہ اگر  
 انگریزوں کے جہاد کر دیا۔ گرفتاری سے بے کمال ہیں ان حضرت شیخ الاسلام انگریزوں  
 کے خلاف تقرر کرنے کے ترمیم میں گرفتاری سے جانچنے سے ان کو بھی جہاد ہے جہاد حضرت شیخ بہندرت  
 کے ہمراہ کر دیا گیا جدا ان ۱۰ ریح الاول ۱۸۳۲ء مطابق ۲۰ جنوری ۱۸۳۲ء کو پرامین  
 ظلم و ستم مقررہ کر دیئے گئے جہاں ایک روم میں سبھی قید خانہ میں رکھا گیا ہر  
 ایک کو علیحدہ علیحدہ کال رکھی ہیں۔ کیا گیا تھا۔ تقریباً چھٹیس کو بھیس تھا کہ بھیس  
 کی سزا ہوگی لیکن مشیت بری میں ایسے حادثات کی حفاظت نہیں اس لئے کام بھائی  
 اسارت ہلاک کی سزا تھوڑی ہوئی۔

۲۰ ریح الاول ۱۸۳۲ء کو یہ تمام حضرات، سارا جہاد کر رہے

پانچ ماہوں اور روز گئے اور ۲۹ ریح الثانی کو حیرانہ مذکورہ میں پہنچ گئے۔ صاحب ہلاک

کے ساتھ تقریباً تین ماہ ہے۔ اس ذہنت میں حضرت شیخ اسد مرتضیٰ ایسے است محرم  
 حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی بے بیہ حد سنت اسی مہی اور ہیں بریہ آریہ حضرت کریم  
 کی تکلیف زانی، ملکہ زمین رکھیں ہی سہا کول یہ آریہ شیخ اسد مرتضیٰ ایسے است محرم  
 رن فیروز ہے تھے میں اس معاد ہے جریرہ ماٹا میں تقریباً تین ہفتہ تھے  
 جن کا تعلق جرمنی آسٹریا، معاریہ ترک اور ناموسہ است منھا س قیود میں ہر قسم کی  
 لیاقت و عمل جس کے ہنگ موجود تھے، فرج کے بیسے ٹرس معاد سما سی سڈر  
 طے کے ہیں اور تصنف سہ ہندوں کے ماہر کی کہی یہ بھی حضرت شیخ اسد مرتضیٰ ایسے است محرم  
 کا اہل مختلف اہماں انھماست ہا اور سچی حضرت آب کا اور س کے ستا اور کرم  
 حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا بہت ادب اتنا کرتے تھے میں ماڑی ملک میں  
 تہا اور خیالات کے یہی حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے تہا اور کھینے تھے  
 ہیں معلومات میں بھی اس دو ماہ میں۔

عنا شمیم کے منام بر ۱۰۰ ہمدان

مالٹا سے رہائی اور رندوستان و سی

کا حکم ہوا، مالٹا سے وگی کے وقت ہوں کا تب حضرت کے ساتھ ادب و تعلق میں  
 تھا، ترکی حکومت کے صدر عظیم و سچا اسلام غیر ہوتا، فسوی سے کر نیجے کے عدو  
 داروں تک سب سے سب حضرت کو، جہنم نہ حضرت کرے کے لیے موجود تھے گئے  
 افسران حمران تھے کہ اس تمہکے عرواکرام و اظہار حرمت کا معاد کسی بڑے تہا  
 لیڈر اور قائد کے ساتھ کھی نہیں ہوا۔ پھر ان بڑے پیشوں میں کیا بات ہے جس نے کھی کو گروہ  
 جالیا مالٹا سے رو تھی کے حد یہ حضرت کیوں حضرت فیڈوں کے کمپ میں رکھے تھے  
 بعد ازاں آپ حضرت کو بھی لاکر، بھگ، یا گیا، مسی بھگ حضرت شیخ اسد مرتضیٰ ایسے است محرم  
 فتح الہند رحمۃ اللہ علیہ کے حسب دستورہ مدیر جانے کا اور ہندوں کو یہاں حضرت شیخ الہند  
 رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دلی ہوتے ہوئے یہ ہندو نسلوں سے سے یہاں سے آپ کی زندگی  
 کا دوسرا دور شروع ہونا ہے



سے بھکتا ہوا رہا بھی اور وہ جی بیٹھنے لگے کہ حضرت شیخ احمد کے ساتھ اتریں اور ان کی اطلاع ہو کر  
 دونوں آپ اور آدیو سدواس بھیجے گئے حضرت شیخ احمد نے اس وقت سید کی تفریح ہو چکی تھی ۔  
 دیوبند میں چند روز قیام کے بعد حضرت شیخ احمد نے حج و عمرہ کا ارادہ کیا اور ان کے ساتھ  
 کیا تو حضرت سیدنا حافظ علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تم کو معلوم ہے اس وقت راجستھان  
 کہ آپ دارالعلوم ہی میں فرمائیں ۔ میں تمام دین جو کہ حضرت شیخ احمد کی حالت ہی میں  
 نہیں شوری یہ طے کر چکی تھی کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے جس وقت بھی میرے پاس  
 تشریح لائیں گے دارالعلوم میں بحیثیت مدرس فرمائیں اور یہاں انجام دیں گے اس لئے حضرت  
 صاحب اور صاحب نے اس بات پر رضامندی سے رو دیا کہ دارالعلوم دیوبند ہی میں رہیں حضرت  
 شیخ الاسلام حضرت الشہید نے کہا کہ حضرت شیخ احمد نے اپنی اس تہذیب بھاری میں جبکہ وہ  
 خود میری حاضری اور خود اس کی صورت محسوس فرماتے تھے مجھے کلکتہ مانگی کا حکم دیا  
 کہ آپ کسی طرح اس سب نہیں سمجھتا ہے کہ آپ کے حکم اور اس اہمیت ڈوں وہ جانے اور  
 آپ نے حافظ احمد صاحب کو کسی طرح راضی کر لیا اور کلکتہ پہنچ کر صدر کے سابق شہزاد  
 فرید پورے رئیس جو ناگہان پر مدد ملنے آپ کو مانتیں شیخ احمد سید کو یہ تھا کہ آپ کی ہونے  
 ڈانگہری کے باوجود یہ نقیب خود نور ماں روز خاص و عام ہو چکا تھا اس لئے تمام سیاسی  
 مسائل میں قوم کی نگاہیں آپ کی جانب متوجہ تھیں اور سیاسی اجتماعات کے سلسلے میں برابر  
 آپ کو سفارت پیش کرتے رہتے تھے چنانچہ محمودی دارالکلکتہ درمیان راجپور کے عظیم اسان میں  
 خلافت و جمعیت کی مساعرت کے واسطے آپ ہی نے انجام دیا ۔ بعد ازاں سید باہر متعلقہ  
 میں جمعیت و خلافت اور کانگریس کے عہد امت ان جیسے ساتھ ساتھ ہوتے تو خلافت کے جیسے کہ  
 صدرت کے لئے آپ ہی کو منتخب کیا گیا تھا ان کے بعد سید بہر العلوم سہارنپور کے  
 سالانہ جلسے میں تشریح آوری ہوں بعد اس کے چچی کے متعلقہ جلسے میں تشریح قرانی  
 العریض سلسلہ اسفار اور سیاسی مسعودیات کے باعث آپ سے کلکتہ کی ملازمت بھی  
 ہو سکی وہ وہاں سے سعادت ختم ہو گیا

مقدمہ کراچی ۱۹۰۸ء جموں سے کراچی میں خلافت کے عظیم شہساز

اجلاس موسسے جس میں مولانا محمد زکریا، شاکت علی بھی سہ ایک تھے جو کہ متعدد سالوں پہلے  
 رحمت اللہ علیہ کی حیات ہی میں تھے۔ اس کی تحریک میں بھی وزیمت شیخ سید حضرت  
 مولانا عبدالعزیز شریانی نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ اس کے مقصد یہ تھا کہ جو وہاں کے مسلمان  
 مسلمانوں کے چکے تھے۔ ان کی اصلاح کو ذمہ داری دے دی جائے۔ اور وہ عدسہ میں حضرت  
 شیخ الاسلام جنہ مدظلہ نے ایک تقریر میں فرمایا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر چاہا جائے  
 تو یہاں پر بہت سے نیکو لوگوں کو تربیت دیا جا سکتا ہے۔ ہر سال ۵۰۰ یا ۶۰۰  
 کہ تقریباً نو سو نو سو میں سے ایک یا دو بچے لے کر قریب سے علیحدہ ہو جانے کی ترغیب دے دی جائے  
 تو علی اور دیگر بچوں سے ان کی تعلیم کی آپ کی

گرفتاری حکومت کی نظر میں چونکہ مذکورہ تقریر نہایت سنگین جرم تھی اس لیے حضرت  
 شیخ الاسلام مولانا محمد علی مودودی، شاکت علی اور دیگر کئی دیگر بچوں کی گرفتاری  
 کے ویرث صادر ہو گئے۔ حضرت شیخ الاسلام اس وقت ریوڑ میں ان نہ حضرت شیخ الاسلام  
 یہ قیام پذیر تھے۔ ان کے ساتھ حکومت کے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ الاسلام کے  
 مکان پر آپ کو گرفتار کرنے کی غرض سے پہنچے۔ وہ ایک اور شبہ میں پھنس گئے۔ باز میں  
 ہر تار بگنی اور ہزار ہا مسلمانوں کو آستانہ شیخ الاسلام پر چکر مارنے کے سہارا ہو گئی  
 بڑی مشکل سے عدالت پر پہنچا اور اس دوران میں گرفتاری میں ان کے ساتھیوں نے  
 رات کے وقت میں کئی گزیر اس میں سے لوہے اور گھٹا اور آستانہ حضرت شیخ  
 مودودی کے لوگوں کو کچھ جہاز بھی حضرت شیخ الاسلام کے ساتھ لے کر لوگوں کی کئی پیش  
 کرنا کسی قسم کی مداخلت نہ رہانی رہائشیں برائستیں موجود تھیں۔ اس کو اس میں موار  
 کرا گیا اور وہ فوراً روانہ ہو گیا

۱۶ ستمبر ۱۹۷۱ء سے صدر عدالت کی کارروائی شروع ہوئی مسلح دہشت گردی  
مقدمہ عدالت کے گروپ میں کئی تہذیبی موجود تھی۔ ان کے ساتھ مولانا محمد علی مودودی  
 کا بیان کیا گیا کہ انہوں نے ایک طویل تقریر دہرائی اور تقسیم کیا کہ وہ پر پولیس جیسے  
 انگریزی حکومت کو بدانت کا اندیشہ ہے جس میں تین ہزار میں نے اسے تھیں کہ ان کی

جس کو میں اس قلم اور درگاہ کے ہاں باقی رکھتا ہوں اور وہ ہندوؤں میں اور خاص طور پر  
 میں۔ ہونے لگے۔ اس وقت سے کہ حضرت شیخ الاسلام نے کہا یہاں تک کہ جو نہیں تباہ کی تھی  
 یہی دہلیوں میں تھی اور حضرت شیخ کو جو کچھ دیا گیا وہ اس کا ہیکل تھا۔ اس کا کلمہ درود ہے  
 اللہم انزلہ علیہ من السماء آتت سے۔ مانتا ہے اس سے۔ ۶۶۔ اے اللہ  
 کلمہ جس میں اللہ سے۔ "اللہ" کی عمل میں ہے۔ اس کا کلمہ۔ یہ ہے۔ اس کلمہ کا  
 فرض ہے کہ یہ کسی دھرم کی نہیں ہے۔ بلکہ کسی لقمہ کی رکازت اور اس سے کہ اس سے  
 عالم زین کوئی نہیں ہے۔ ہر فرض ہے کہ میں احکام خداوندی کو لگوں تاکہ میری پاؤں  
 حضرت شیخ کے سامنے یہ نام لکھنے کے بعد ایک سال کا روزہ پڑھے۔ مسلمان کے  
 خلاف نافرمانی نہ تھی، اس سے بے ذوق، جو کہ لا ڈھاراج اور چھلنے سے یہ اعلان کر دیا تھا  
 کہ یہ جنگ اسلام اور برطانیہ کے درمیان ہے۔ ہر روز تمہاری دس سے تمہارا علم لکھ کر  
 کہ اسلام دس طاقتوں سے بڑھ جائے گی اس کے لئے ضروری ہے مسلمان کو ٹیسٹ کے لئے اس  
 حد تک رفتار ہو سکتا ہے جہاں کہہ رہا ہے اس سے کہ اس وقت نزدیک اور مہی کے  
 سلیطے میں ملے گا۔ کئی اس اعلان کے فیصلے میں آج بھی ہے۔ اس سے کہ اس نے اس پر  
 جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو گا اور میں اس میں ہندوؤں کو کہی جا رہا ہے اور اس کا  
 مذکورہ جیسے بیرونہ محمد علی احمد نے اس کے لئے جو کہ بتایا ہے اس کا ہر کام ہے۔  
 اس وقت سے کہ حضرت شیخ نے اسلام کو لکھ دیا ہے اس سے کہ اس نے اس کو  
 لکھ کر کہ یہ ہے جو کہ یہ ہے اس سے کہ اس میں شروع ہو اور اس کو لکھ کر حضرت

شیخ کے سامنے کیا گیا تاکہ اس سے کہ

"اللہ" کی حکومت میں نہیں ہے۔ ہندوستانوں کی خوش قسمت کرنے کے لئے اعلان  
 کیا گیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ اللہ کی گائی رتی میں بھی اس اعلان کی دہلیوں میں  
 ہم نے جو کہ ہے وہ اعلان نہیں ہے۔ میں میں مذکورہ ہندو اپنے دھرم کو خوب سمجھے  
 ہیں۔ یہ دہلیوں میں ہے۔ اس کا فیصلہ کرنا لاڈا۔ یہ لکھ کا نہیں بلکہ علمہ کا کام ہے۔  
 حکومت نے اپنے سامنے اس وقت کی تکمیل کے لئے خود اس کو لکھ کر قائم کیا ہے اور اس کی

بھرتی ہونے والوں کے لئے ندری قرار دیا گیا ہے کہ وہ حکومت کے حکم کی تعمیل میں مسلمان  
 و ہندو وغیرہ پر تلوار کھینچ لیں۔ مگر یہ مسلمان کے لئے ایسا کہ نہ شرعاً حرام ہے۔ اس کے باوجود  
 بھی شرعاً حرام اور ناجائز ہوئی۔ قرب کریمیں سات مقامات پر قتل مسلم کی ممانعت آئی جہاں  
 مذہبی کتب میں قتل مسلم کو گھر کے بعد سب سے اگلا قرار دیا گیا ہے مثلاً خواب اور سور کا استقبال  
 شرعاً حرام ہے لیکن اگر ان کے عدم استقبال کی صورت میں ہلاکت کا خوف ہو تو ان کے استقبال  
 کی شرعاً اجابت ہے لیکن اپنی جان بچانے کے لئے کسی مسلمان کو ہلاکت میں ڈالنا کسی طرح  
 جائز نہیں خواہ اپنی جان ہی کیوں نہ جاتی رہے۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم قرآن کریم کا حکم لوگوں تک پہنچائیں اور چونکہ مکہ و کٹورہ کی جانب  
 سے اعلان ہو چکا ہے کہ مدینہ احمدیہ میں بدعت ہیں کی جانے لگے لہذا جس لوگوں نے بدعت  
 بجا کر کے نہیں تنگ کیا ہے دراصل وہی حکمت ہی کی خلافت و رزق کے ذمہ دار ہیں اور میں  
 ایک بار پھر نئے کی حالت اعلان کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے برطانیہ نوٹی نوٹ کی ملازمت  
 حرام ہے۔

فیصلہ | حکم نومبر ۱۹۳۱ء کو اس مشہور تاریخ کی مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا۔ حضرت  
 شیخ الاسلام اور آپ کے رفقاء کو دودھل کی قید باشتقت کی تہ  
 ہوئی۔ آپ کو ماہ قیام جیل منتقل کر دیا گیا اور دیگر حضرت دوسرے جیلوں میں رکھے گئے۔  
 کراچی کے رہنما رست میں مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے حضرت شیخ الاسلام سے ترجمہ  
 قرآن مجید پڑھا۔

روماں کے بعد آپ کو رہا کر دیا گیا۔ دو ہندو دیرہ میں آپ کے استقبال کے لئے  
 رہائی | عظیم دستار تیار کیا گیا۔ لیکن حضرت شیخ الاسلام شہرت سے نفرت  
 اور طبی توہین و فردوسی کے ممانعت کے وجہ سے کسی اعلیٰ کے ساتھ حضرت شیخ الہند  
 دیوبند پہنچ گئے۔ رہائی کے بعد حضرت شیخ الاسلام اور آپ کے رفقاء کو مختلف و دشمنانہ  
 سے دوچار ہونا پڑا، ایک جانب انڈیا اور شہمی کی تحریکوں کا زور تھا اور دوسری جانب  
 انگریزوں کے خلافت تحریک آری کو بوقرار رکھنے کی کوششیں جاری تھیں۔ پھر حضرت



شیخ الاسلام احمد رافقی مرحوم و بیروز مری نے تہیں حکمت عملی اور یہ مری سے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوئے تھے اور تیار کی تحریک کرنا کامیاب رہا اور انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی کی تہت میں فز نہ آنے دیا۔

دسمبر ۱۹۲۲ء میں کوکٹار میں جمعیتہ صدارتہ دارالعلوم انبیا یا شیخوں اجلاس ہوا اور اس کی صدارت کے لیے حضرت شیخ الاسلام مرحوم کو منتخب کیا گیا۔

اس کے بعد ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۵ء تک آپ صدارت اسلام کے ساتھ ملا سید میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے ذالصل تدریس انجام دیتے رہے۔

۱۹۲۵ء میں جسٹس دارالعلوم ریوینڈ احمد ولی صاحب کا نگر دارالعلوم کی صدارت ہو گیا اور حضرت سید ابو شاہ صاحب سیرتی صدارت میں

دارالعلوم ریوینڈ ۲۰۰۰ کے رہنے کے استفادہ کے باعث دارالعلوم کے رجوری کو خطرہ پیدا ہو گیا تو حضرت حکیم دست تویہ شریف علی صاحب نے ہونے کے متوجہ پر عمل کرتے ہوئے حضرت مولانا حافظ محمد صاحب صدارت دارالعلوم ریوینڈ اور دیگر اہل علم میں شوری حضرت شیخ الاسلام کے عہدہ صدارت تدریس کی منہوں کے لئے امر کیا اور آپ نے دارالعلوم کے خداداد مہموز رکھتے ہوئے اس میں سہ ماہیہ کے ساتھ فہوں زبان اس مدرسہ میں کے ساتھ ہی سیانہ تحریکات میں شرکت ہمدار بھی جاری رہا اور جمعیتہ علم ہند اور کانگریس کی ہر قسم کی جدوجہد میں ناکر نہ حصہ لیتے۔

۱۹۲۵ء میں کانگریس رجعتیہ اہل علم نے حکومت کے حلال سیر روک کر جمعیتہ صدارت سے آپ کو علی بنائے گئے درجب کہ آپ ریوینڈ سے دہلی تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ خود سب سے برآں کو گرتا کر رہ گیا اور تقریباً ڈیڑھ ہفتہ کے بعد رہ کر رہا گیا۔

۱۹۲۶ء میں مشر جناب اور روسیہ لگی بیڈوں مسلم لیگ کے ساتھ تعاون نے دہلی میں جمعیتہ علم کے اکابر سے مل کر لیگ اور جمعیتہ کے اتحاد کے لئے کوشش کی گئی حضرت نے کار جمعیتہ کو یقین دہایا کہ وہ

حکومت پرست و دست تخت پر۔ جو یکے پر اور مسلم لیگ سے صلہ و رشتہ و پیوند و  
 حکومت و سرکار میں برکات کر رہتے رہے و وطن دوست اور کوئی ایک میں داخل کرنا چاہتے  
 ہیں۔ انہیں جمعیت العلماء، سندھ نے ریختا کر کے ہونے کو اور مسلم لیگ حکومت پرست راستے  
 علیحدگی اختیار کرنے ہوئے۔ یہ سب دوروں کے ساتھ مل جاتے تو محمد مسعود اور اس وقت  
 بڑا جھگڑا تھا۔ وہاں تک کہ انہوں نے ان کے تعلق سے اس وقت کے حالات میں کے بہت سی بات  
 کر۔ جمعیت کے اس کے بارے میں بھی بڑے بڑے جلسے ہوئے۔ ان کے طلب کیا، کہ صورت حال کیا ہے۔ یہ  
 بھی رکھی جاتی ہے۔ جو کہ سندھ کے لیے جماعتی تھا۔ اس میں بھی بیرونی۔ کیے تھے۔ اس کے  
 آپ سے۔ اس جمعیت کے ساتھ اتفاق اور اس کے نتیجے میں مسلم لیگ۔ جمعیت العلماء کا  
 عمل میں آیا۔ اور اسے آپ نے پورے ہندوستان کا دورہ کرنا اور مسلم لیگ کے سے یہاں  
 ہوا۔ کیا اور اس حوالہ سے کہ اس میں جماعتی میں ایک نئی روٹ چھوڑنے کی جس کا اعتراف ہونے  
 اشتراک کے ساتھ جو وہی جلسوں اور انہیں بچے جسے مکاتیب میں کرنا پڑا۔ لیکن اس میں  
 کامیابی کے بعد سب ایک ایسے وعدے پر قائم رہ سکے اور ان لوگوں کو حکومت پرست اور  
 کہہ کر مسلم لیگ سے نکال دیا تھا۔ اس سے دور ہونے کے لیے یہ تدریجی طور پر جمعیت العلماء  
 کی رائے کے حق میں آج وہ وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ بھی سزا مند کر رہا ہے جسے سکھانے میں  
 بعد ان لوگوں کو اس سے ہندوستان کے تو جنوں نے یہ بکریاں مال انہی کو وہ سب وہ سب  
 وعدے تھے ان کا تھا کیا، حضرت شیخ الاسلام نے جب یہ باتوں کی صورت میں دیکھی تو  
 آپ مسلم لیگ سے علیحدہ ہو گئے

۱۹۳۷ء میں سب حضرت بھی حمایت قدم  
**جمعیت العلماء کی صدارت اور**  
 ۱۹۳۷ء میں گرفتاری جمعیت علماء کی صدارت کے لئے تیار نہ ہونے و  
 حضرت شیخ الاسلام و جمعیت علماء ہند کا صدر منتخب کیا گیا۔ جس نے ۱۹۳۷ء میں اپنی کتاب  
 تاروں ترقی کے نام میں گرفتار کر لیا گیا اور عدالت سے چھ ماہ، مستغفرت اور ایک سو پانچ  
 جرانے کی سزا دی گئی۔ چھ ماہ بعد سے ہونے کے بعد اگرچہ آپ کی سرکاری سبعاہ ختم ہوئی تھی لیکن

حکومت سے آپ کو ۱۰۰ روپے کا فائدہ حیدرآباد سے طرز سے کرنا پھر ۲۴ جنوری ۱۹۴۷ء  
 کو آپ کو ۱۰۰ روپے کا فائدہ حیدرآباد سے طرز سے کرنا پھر ۲۴ جنوری ۱۹۴۷ء  
 کے ۱۰۰ روپے کا فائدہ حیدرآباد سے طرز سے کرنا پھر ۲۴ جنوری ۱۹۴۷ء  
 کے ۱۰۰ روپے کا فائدہ حیدرآباد سے طرز سے کرنا پھر ۲۴ جنوری ۱۹۴۷ء

۱۹۴۷ء کا بڑا شوشا دور

قیام ہندو کے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے حیدرآباد میں ہو گیا۔ یہی  
 وہی اور وہی پر پنی سے جس نے کونیا سے نکل کر ہندوستان کے راجہ جیو پٹ سنگھ  
 و مدائن سے غور سے مسلم لیگ ۵ ہندوستان کے مقصد سے قیام  
 کی میں ہندوستان پر پنی کا پورا علاقہ بھی مسلم لیگ کے حوالے کیا گیا۔ اس وقت میں حضرت جیو پٹ سنگھ  
 نے گاؤں گاؤں اور قریب قریب گھوم گئے اور کئی جگہ رہے اور خیر و برکت کرنے کی  
 تلقین کی۔ دوسری جانب اعلیٰ حکام اور وزراء کو بھی چین سے لے کر چلے گئے۔ روزانہ ٹیلیفون  
 کھڑے کھڑے ان سے حوالہ دیا کرتے۔ اور اس علاقہ میں مسلمانوں کا سردار جو وہاں پہنچ کر آئے  
 کہ تم خود خدمت کرو کسی کو نقصان مت پہنچاؤ۔ ایسی گزرتی تھی کہ پھر پڑھ کر گئے تو اسے اس  
 دنوں میں جواب دہ کہ چھٹی کارڈ دیا یا آجائے۔ اور قیام ہندوستان میں پڑھنے ہی ہر سے قوم و ملت کی  
 حیرت جو ہی کے سے دوسرے تہا کر دیا اور مسلمانوں میں عقائد استعمال کی صورت پیمندری  
 بہر حال یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حیدرآباد میں مسلمانوں کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں میں ہیں مسلمانوں  
 کے قیام دوران کی بقا کا سہرا آپ ہی کے سر پہنچا۔ یہی ان مسلمانوں کے دوروں  
 میں چہرے والا حافظہ جس نے مسلمانوں کی مدد کی اور ان کی اور دنیا پر مسلمانوں کو تسلیم ہوئی۔  
 روپیہ کا اکثر حصہ و تمام مسرفی بجا اور میں کہ مسلمانوں کے۔ ان کے حوالے سے مسلمانوں  
 ہندوستان و ہندوستان کے مرکز کا ہندوستان میں نام نہاں ہوا ہے۔

معروض حضرت شیخ الاسلام سے ششہائے ۱۳۵۳ء سے ۱۳۵۴ء تک در انصاف اور در میں مسلمانوں میں استقلال  
 و خود اعتمادی کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ اور اس کے بعد دوسرے سال برابر میں اصلاح و در در زمان تربیت  
 اصلاح و بہبودی کا معروف ہے

### سفرِ حضرت

۱۹۵۷ء گرمی کا موسم تھا۔ حضرت مولیٰ رحمۃ اللہ علیہ ڈیڑھ ماہ کے در سے در رہا جس کی  
 طرف روانہ ہوئے۔ مگر جب کے دن اگست کی، تہذیبی تائیدوں کو تنصیح کی سبب یہ شکایت پیدا  
 ہو جانے کے باعث صرف میں ہی اہل لوٹ آئے۔ دارالعلوم والوں اور الزوہ و قادریہ کو قوت  
 ملتی کہ حضرت قبل از وقت تشریف لے آئے۔ مگر سب تہذیبی تائیدوں اور تعجب بھی تھا کہ حضرت اپنے  
 پروردگار کو کسی بھی واقعہ یا صبی و سماوی حادثہ کے باعث طہری نہیں کرتے تھے اور میں مولانا  
 اسعد علی جوینی سے پوچھے ان سے معلوم ہوا کہ حضرت کو بہت زیادہ تکلیف ہو گئی تھی کہ نہ  
 سفر بجای رہی نظر نہ تھا۔ زیادہ چلنے یا فخر کر کے سے مانا نہیں۔ مانا تھا جس سے حضرت  
 مجبور ہو کر چھوٹے تھے۔ در سند میں تشریف آوری کے بعد اس منظر کو دیکھا گیا کہ ہمیں بھی باوجود  
 صبح کرنے کے آٹھ سو دن سستی پڑھاتے رہتے۔ بالآخر مجبور ہو کر سستی بند کیا۔ اور اسے دیکھ کے  
 ساتھ باصلاح اور اللہ کے رحمت اور سببوں پر چار اچھے سے کیا اور بعد میں حضرت مولانا شاہ  
 عبدالعزیز اور پوری ڈسٹرکٹ میں رہا کہ ہاں تک کہ ایک سے سے پتہ چلا کہ پتہ پتہ سے ٹھیکہ میں مل گیا  
 گردن میں نڈائی ہے۔ اس آستانہ میں حضور کے سوا نصیب آستانہ دیگر بھی کچھ کرتے رہے اور نہ  
 کے سے سکھ میں آئے۔ سبب میں ڈاکٹروں کے بعد انہوں پر پیدہ وار سے کے عند مشال ترک و رہا پتے  
 مگر نہ ایک ان بھی ٹھیکہ کر میں نہیں سمجھا میں جانے سے ڈاکٹروں کا روکنا اس سبب کہ اگر وہ وقت کی  
 گرفت چہرے پر عیاں رہتی مطالعہ میں دوران بھی جاری ہو۔ وہیں کہ سب سے اٹھ کر چار پانی سے نہ رہنے  
 جڑے آئے۔ ہمیشہ ناراضی امت پڑھتے۔ فرائض تو ایک طرف سن اور نوبل بھی کھڑے ہو کر پڑھتے  
 دس سال سے میں دن قبل تنفس اور یہ سے تکلیف تہہ ہو گئی عام خیال تھا کہ حضرت ہو گئی اب کہ وہی ہوتی ہے۔

مگر کے معلوم تھا کہ کچھ دیر بعد اس تا یکب اور میں علم و عرفان کا یہ چراغ ہمیشہ کھلے گا جیسا کہ  
تقریباً تین بجے بعد ما ظہر بروز جمعرات ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ء کو آپ اس درخان سے غلطیوں کی  
بابت حجت فرمائے۔ انا لہذا الیہ الرجوعی۔

عجب اتفاق ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال بھی ۳ جمادی الاولیٰ جمعرات  
۱۰ ما ظہر ۱۰۰۰ء کی وقت و تاریخ بمسجد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے نکال کا ہے۔  
قرب دوپہر سے شہر میں اسی وقت دوپہر و شمس غروب ہو گئی۔ لوگ دیوار اور دیوید پہنچ گئے اور درک  
پورے کواٹریل تھا کہ سو کے درجہ نماز محمد توفیق عمل میں آئے گی۔ مگر ساتھ ساتھ مولانا محمد سعد صاحب سے ذرا  
کہا جان سہی عمر ست نوبت کے ٹیڈا رہے لہذا میں بھی مست کے مطابق نذہین میں جلدی کرنی چاہیے یہ حال  
مدنی کی پوری کوشش کی گئی تا کہ آج سے ہوش و سوس سمجھنے اور عمل و کلمہ کے مطابق تہذیب و تمدن لگائے  
مارسہ حضرت سید احمد بہت مولانا محمد کریم صاحب سے است برکات لے کر پڑھائی۔

قریبان گرچہ ایک فرنگسٹ اسد پر عقائد و مذہب کے بچوں کے باعث دو لکھنے لگے تھے و ما آخر  
میں اس وقت آپ کی تدفین عمل میں آئی جس وقت کہ وہ اب مسجد میں ایسے رتبے کے سحر پتے ہوتے  
تھے لیکن آج کی پتی ہمیشہ کے سے معنی۔ عہد حجت کہ یہی ماتحتان پاک طینت۔

۱۔ بیس رتہ سماں نفضا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و سطر و سطر و سطر و سطر کی تعداد تہذیب و تمدن کے  
پہنچ جانے۔ صرف دارالعلوم میں جن حضرات کو آپ سے حدیث کی احادیث کی  
اور انہوں نے مسند فراغت حاصل کی اس کی عددیں ہزار تھیں جن میں  
ایک سو تیسٹھ ساکین و مریدین کو آپ نے رت بہت رحمت دوائی۔  
آپ کی تصانیف میں اشہاب الثاقب، اسرار سیرت، مسند بہت،  
نفس جیٹ کترات، مشہور و معروف ہیں کہ علاوہ بھی بعض  
مطبوعہ خطبات و صحافت و تقاریر دستیاب۔

# شجرہ طریقت

گزشتہ حصہ میں علامہ پیر اور مفسرین کی بعض باتوں کے  
 لکھیں یہاں میں نثر و شاعری کی کئی کئی باتیں لکھی ہیں۔

تقریب وار	عقائد یا بیانیات	تعارف
مقبول و علمی	تقسیم باغیچہ ۱۰ سوال ۱۰ امور	۱- شیخ ماسلام سعید نادر حسین احمد مدنی قدس سرہ
دیوبند	۱۲ اجازت الادب ۵ روزہ ۱۰ روزہ	۲- خطبات ریان حضرت مولانا نور محمد صاحب
	۱۰ سوال ۱۰ امور	۳- مفسرین حقیق علی ۴- حضرت شیخ نور محمد صاحب
مکتبہ اعظمہ	۱۰ سوال ۱۰ امور	۵- حضرت شیخ عبد الرحمن صاحب
	۱۰ سوال ۱۰ امور	۶- حضرت شیخ عبد الباقی صاحب
	۱۰ سوال ۱۰ امور	۷- حضرت شیخ عبد الباقی صاحب
	۱۰ سوال ۱۰ امور	۸- حضرت شیخ عبد الباقی صاحب
	۱۰ سوال ۱۰ امور	۹- حضرت شیخ عبد الباقی صاحب
	۱۰ سوال ۱۰ امور	۱۰- حضرت شیخ عبد الباقی صاحب

مقام دینی	سرس و نوات	محل ولادت اس پیشین	نام
تیسریں و چالیسویں	۱۰۰	فقیروں کے ہاں آباد	۱۰۰ شیخ عبدالہادی صاحب مدظلہ
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰ حضرت شیخ عبداللہ ابو بوی
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰ حضرت شیخ محمد علی
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰ حضرت شیخ ابوسعید
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰ حضرت شیخ محمد عبداللہ
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰ حضرت شیخ اوسید سگری
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰ حضرت شیخ اہمام باب مخی
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰ حضرت شیخ حجازی صاحب مدظلہ
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰ حضرت شیخ محمد عبداللہ گسوی
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰ حضرت شیخ محمد زوی
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰ حضرت شیخ احمد عارف مدظلہ
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰ حضرت شیخ عبداللہ مدظلہ

اسماء	پیشواؤں کی تصانیف	سفر نامے	عنوان
۶۱ حضرت شیخ طلال الدین بصرہ دہلیہ پانچویں مسکن کراچی	۱۰۶۵	۱۰۶۵	پہلی پینتالیس سالہ تاریخ
۶۲ حضرت شیخ حسن الدین ترکہ دہلی	۱۰۶۶	۱۰۶۶	
۶۳ حضرت شیخ علاؤ الدین دہلی	۱۰۶۷	۱۰۶۷	۱۳۰۰ تا ۱۳۰۹
۶۴ حضرت شیخ فرید الدین گجراتی	۱۰۶۸	۱۰۶۸	پہلی پینتالیس سالہ تاریخ
۶۵ حضرت شیخ آفتاب الدین گجراتی	۱۰۶۹	۱۰۶۹	پہلی پینتالیس سالہ تاریخ
۶۶ حضرت شیخ ابوالفتح گجراتی	۱۰۷۰	۱۰۷۰	پہلی پینتالیس سالہ تاریخ
۶۷ حضرت شیخ ابوالفتح گجراتی	۱۰۷۱	۱۰۷۱	پہلی پینتالیس سالہ تاریخ
۶۸ حضرت شیخ ابوالفتح گجراتی	۱۰۷۲	۱۰۷۲	پہلی پینتالیس سالہ تاریخ
۶۹ حضرت شیخ ابوالفتح گجراتی	۱۰۷۳	۱۰۷۳	پہلی پینتالیس سالہ تاریخ
۷۰ حضرت شیخ ابوالفتح گجراتی	۱۰۷۴	۱۰۷۴	پہلی پینتالیس سالہ تاریخ



اسماء	محل ولادت یا پیدائش	سن ولادت	مدفن
۱۰۰ حضرت شیخ ابوالاسحاق شافعیؒ	تمام	۳۲۹ھ	عکازہ بلوچستان
۱۰۱ حضرت شیخ مشاہد طبریؒ	دینور	۳۹۹ھ	قصر دینور
۱۰۲ حضرت شیخ ابو یوسف بصریؒ	بصرہ	۲۴۵ھ	بصرہ
۱۰۳ حضرت شیخ مزہب دمشقیؒ	تبریز	۲۵۲ھ	بصرہ نزد بیس
۱۰۴ حضرت شیخ سلطان بن حکیم رحمہ اللہ	x x x	یکم سوال ۳۹۰ھ	تمام علی النجف
۱۰۵ حضرت شیخ فضیل بن عیاضؒ	مرقند	۳۷۱ھ	بیت علی کربلا
۱۰۶ حضرت شیخ عبدالواحد بن زبیرؒ	درہ غور	۱۵۹ھ	بصرہ
۱۰۷ حضرت شیخ لنگاہ امام الاولیاء خواجه حسن بصریؒ	درہ غور	۳۰ھ	بصرہ
۱۰۸ حضرت امیر المومنین سید ابوالحسنؒ	مکہ معظمہ	۱۰ھ	بیت شریف مالانہ
۱۰۹ حضرت سید الامیاء و المرسلین سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	مکہ معظمہ بیت شریف مالانہ	۱۰ھ	بیت شریف مالانہ

# شجره نسب

سیدنا و مولانا سید الاولین و الاخرین محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم

سیدنا امام حسین رضی الله عناه

سیدنا علی بن ابی طالب	حضرت زینب بنت علی رضی الله عنهما	سیدنا محمد بن عبد الله	سیدنا حفصه بنت عمر
-----------------------	-------------------------------------	------------------------	--------------------

سیدنا حسن	سیدنا زینب	سیدنا محمد	سیدنا خیر
-----------	------------	------------	-----------

سیدنا علی	سیدنا زینب	سیدنا محمد	سیدنا حفصه
-----------	------------	------------	------------

سیدنا حسین	سیدنا زینب	سیدنا محمد	سیدنا حفصه
------------	------------	------------	------------

سیدنا حسین	سیدنا زینب	سیدنا محمد	سیدنا حفصه
------------	------------	------------	------------

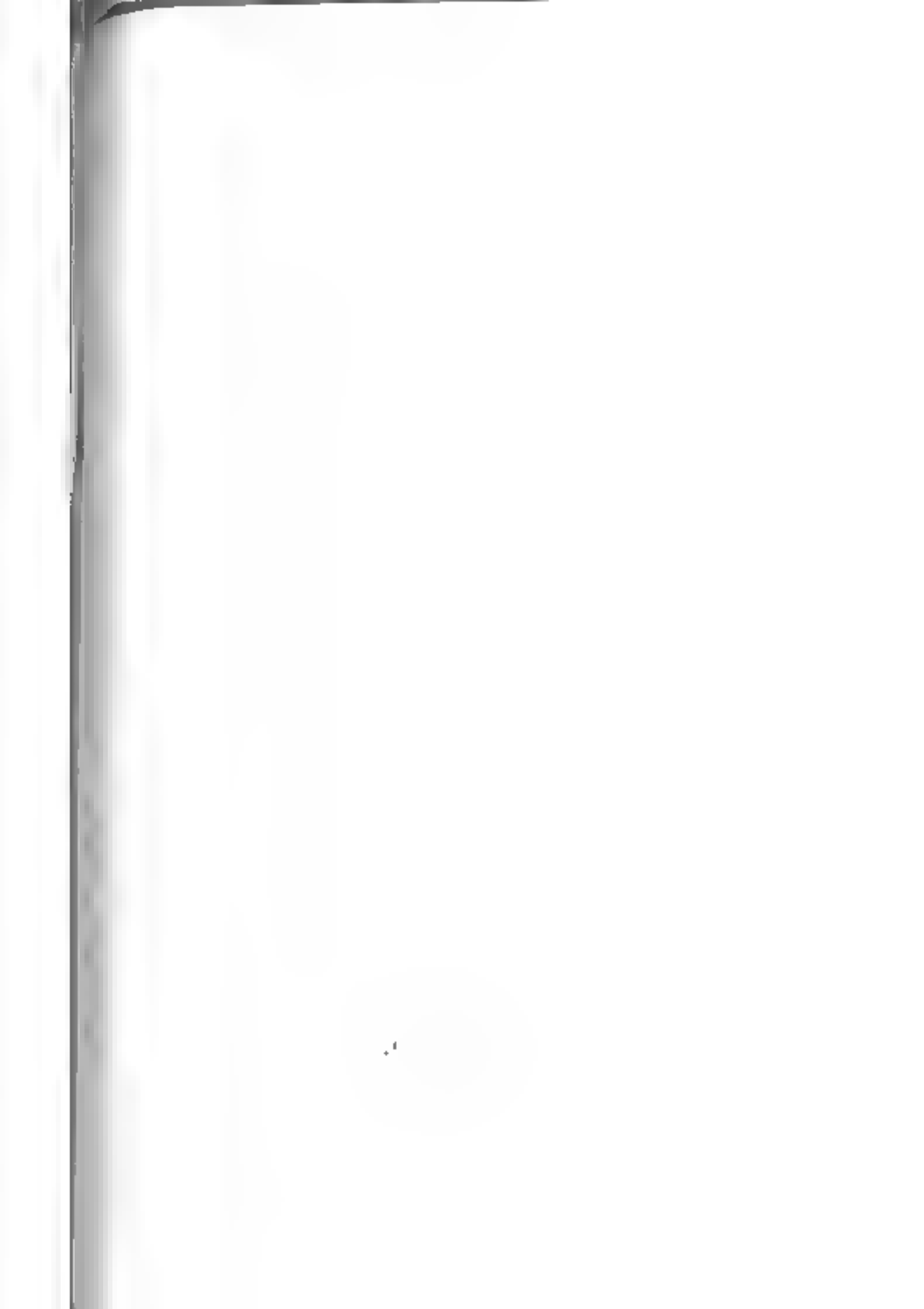
سیدنا حسین	سیدنا زینب	سیدنا محمد	سیدنا حفصه
------------	------------	------------	------------

سیدنا حسین	سیدنا زینب	سیدنا محمد	سیدنا حفصه
------------	------------	------------	------------

سیدنا حسین	سیدنا زینب	سیدنا محمد	سیدنا حفصه
------------	------------	------------	------------

سیدنا حسین رضی الله عناه





## مجموع المدنیین علی مرتضیٰ الشاہین

### بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و نصلی و نصلی و نصلی علی سائمیہ و علی آلہ و صحبہ و سلم  
 انہما جملہ اہل اسلام زندگی خدمت میں عرض ہے کہ جناب مولیٰ احمد رضا خان صاحب  
 صاحب مجدد و تکفیر بریلوی کی شان میں جو الفاظ عمار حرمین شریفین نے قبل از وقت  
 روپا روز کی ملاقات میں کہے تھے اور حسب حقائق کہہ مانہ ان کی چند مدائح اپنی اپنی تقریر  
 میں تحریر کی تھیں یا اشرف و کناہ خطبوں میں نکوائے جملی جانوں کو کچھ بکھا تھا ان کا مضمون  
 تفسیر میں کر کے عوام کو دکھایا گیا کہ مجدد و تفضیل بن حرمین کے نزدیک اس علیؑ سے بزرگان  
 میں ہیں اور نہایت ارفع و عزیز ان کی تعریف میں اسے گئے تاکہ تحصیل فقہ حیرت  
 آستان کو قوت ہو جو مقصود ہوا تھا اسے مہر جو کچھ وقار و ہاں پر اس کے خلاف یا نکی شان کی  
 ہمت کے ہوئے تھے ان کو باہل پوشیدہ رکھا گیا اس لئے ہم نے مناسبت جاننا کہ اپنے رسالہ  
 استیجاب انتہا کے ابتدا میں چند اوراق ایسے بھی، جمع کر دیں جن سے علیؑ حضرت مجدد و تفضیل  
 کی حالت کا اندازہ ہر طرف دیکھ کر معلوم ہو جائے جو کہ علماء مدینہ منورہ کے نزدیک کی ہے اور وہ  
 مدد کمال کی ہر شخص پر ہو رہا ہو جو مولانا شریف علیؑ کے خواص اور مدرس علماء مدینہ  
 علیہ السلام ہوتی اور یہ اوراق بمنزلہ طوق گردان مجدد و صاحب ہوجہ وہیں اور عوام و خواص پر انکا  
 اور کہ اپنے ظاہر ہوجاوے میں نے اس رسالہ انتہا، اس قابل علی استرق الکاؤب میں نقل کر دیا  
 ہے کہ جناب مجدد و تکفیر صاحب سے حسب اخیر ملاقات مولانا سید احمد بریلوی مفتی اشرفیہ  
 کا ہم کی ہوتی اور وہاں مجدد و صاحب سے اپنے رسالہ غیب کو پیش کیا اور اس پر تقریر و تصدیق  
 ہوتی چونکہ مفتی صاحب موافق ہیں حق تھے اس سے نحو لے جس مسئلہ میں مخالفت کی اور مجدد  
 بریلوی کے داخل کار کیا اور بزرگ گنگوڑی اس مجلس میں اور بھی علماء شریک تھے اس بحث  
 گنگوڑی ان حضرات پر بریلوی صاحب کی پوری قلبی کھ کھ گئی اور ان کی طبیعت و عقائد کا حال ان  
 پر صرف ہوا ہوتا ہے چنانچہ مفتی صاحب دامن فضل نے حسام المسلمین پر جو تقریر

مذہبی تھی کہ پرست پناہ مٹا دیا اور بہت کچھ محنت و وسعت انگوٹھی مگر دوسرے روز پندہ دھار  
 نے اپنے صاحبزادے کو نکلنے کا حکم دیا کہ وہ بہت کچھ ماہرین و صاحبزادے کے ساتھ  
 ملحق صاحب نے پھر سے تقریباً پرتی بہ کر دی۔ دوسرا یا کر پرتی میں۔ اپنی تہ نظائیں تہہ لگا کر  
 ہے کہ ہم کو یہی تہہ سرگرمی نہ ہوگی کہ مجلس کے بعد حمد و مدیہ و تہذیب و احسان کے  
 کھڑی وقف ہو گئے تھے مگر بعد صاحب نے جب دیکھا کہ سماں بگیا تو وہاں سے بعد پندرہ بیٹے آئے  
 ان مدد تہذیب و احسان کی تھی کہ حالت کے متعلق ہے۔ بیٹے کو وہاں۔ تو عن صاحب  
 اور علی اور سید منورہ صاحب ہو گئے تھے اب میں آپ کے ساتھ ساتھ ہوا تو وہاں کتا ہوں شکر علماء  
 منورہ نے اس لہ غایت ان مومنین میں مجدد صاحب رضوی کی شان میں استعمال کے میں جن سے کئی  
 پوری پوری حقیقت معلوم ہو ماسوں اور یہی معلوم ہو گیا کہ جو ادا ہے کیا ہے میں میں بعض  
 علی حرمین تہذیب نے لکھے میں وہ بوجہ علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں مجدد صاحب نے کئی  
 نہیں اور نہ انکو یہ اختیار ہو سکتے ہیں جن صاحب کی کتاب میں مجدد صاحب یہ اللہ بے نامہ لکھے  
 تہذیب۔ عاز علوم عقلیہ فاضلین عقلیہ جامع میں تہذیب و احسان و احسان و احسان و احسان  
 ملا علی مولانا السید شریف احمد بزرگ کی کتاب فیوسہ کل رضوی ذہنی اب نہیں کہ اپنے کہ جن کی نسبت  
 مجدد صاحب رضوی کی ایسے ایسے تعریف کے کلمات فرما رہے ہیں وہ ان کی تفریح کو کلمہ احیاء کے بارے  
 میں لہ خونیں ان کے رد میں رسالہ لکھتے ہیں اور غلط فہمی کی شراب میں کہتے ہیں صورت ملاحظہ فرمائیے  
 بعد ازاں وحی الی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من علی علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم  
 یہاں پر ملاحظہ کیجئے کہ لفظ علی مراد شریعہ و فہم و فہم و فہم ہے نہ نہیں وغیرہ وغیرہ  
 یہ لفظ تقریباً میں لکھے گئے تھے جن کے لفظ رضوی وغیرہ بھی استعمال نہ کیا وہاں کو مجدد رضوی کے  
 ذکر کیا جیسے کہ ایک علمی شخص کو ذکر کرتے ہیں، لفظ تعظیمیہ دعا سے باہر جان کر دیا کسی صورت میں  
 بعد ازاں اطلعنی احمد صاحب  
 صاحب المذکور عنی وصالہ

دیکھئے یہاں کس طرح عوام کے سما کی طرح میاں صاحب کا نام بیا جا رہا ہے کہ  
 یہ انہیں فضائل کے ساتھ صورت باقی رہتے جو کہ اولیٰ علیا حرمین شریفین کو خیال ہوا تھا تو کہ  
 کچھ ضرور الفاظ تعظیمی استعمال کئے جاتے صورت ملاحظہ فرمائیے

عربی محمولہ علیہ المیر کا لغوی سنہ  
سن ثمة الدین صدر رحمہ اللہ  
عرو و عائد

۱۵۵۰ء۔ کہ ان عورتوں میں سے کسی کے عامل۔ یہ غیر ہوا  
جانے سے ہے۔ یعنی اس کے اس میں ہے نہیں  
تو نہ رکھا گیا۔ ہاں۔ یہ ہے اور امر کیا اور خدا کیا

س عبارت سے تصدیق ہو گیا کہ یہ سید متورہ کے نزدیک وہی تمام ممالک و  
بہ شریعت میں کائنات ہے اور وجود اس کے حق کو قبول نہیں کرتا اور پتے جیاں۔ ظل پر اصرار کرتا ہے  
یہاں تک کہ اس سے جسے ذرا غور نہ ہو۔ یہاں غلط فہم نہ ہو کہ اس شخص اور کس  
ت پر ذمات کرتے ہیں۔ اس کی صورت نظر میں فرماتے ہیں

۱۵۵۰ء۔ عمدت علیاً و حرقاً علی  
تفسیر کتاب اللہ و غیرہ میں حسرت  
اس ان اجمع کلاماً مختصراً

یہاں اور جیکہ اس شخص کا قول یہ تھا کہ خدا اور جرات  
اسی تبارہتک تفسیر میں ہر دو سہ رکھ میں ہے  
اس کو کہیں کہ۔ ایک شعر کا لہ

اس سے ظاہر ہو گیا کہ یہ سید متورہ کے ساتھ رہیں گے اور وہ جگہ لکھا عطا اور  
اس کے یہ شخص کتاب اللہ میں قرآن کی تفسیر میں ہی ہندو دلیل تفسیر کرے کہ تیار ہو جائے حال نہ  
بہاں تفسیر اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے میں حسرت نظر آں۔ انہ فقد کھوئی جس نے قسم تن کی تفسیر  
یہاں رائے کے کسی کو کہ فرماتا۔ دوسری روایت سے کہ تفسیر متعدداً من لہا ایک پاسے کہ تھا کا نہ ہوا  
یہاں ذرا میں گھر دجال بریلوی کو اس کی کیا پروا۔

اسی مفسر میں فرماتے ہیں بطلان مستندہ لغوی مدعا یہی ہمارے یہاں بیان  
اس میں بریلوی کے استدلال کے بطلان کا یہ کہ اس سے اپنے دعویٰ کے لئے قائم کیا ہے اس سے ظاہر  
آیا کہ اس وجہ سے استدلال کے نزدیک باطل ہیں اور یہ بل بطلان میں سے ہے اس کی صورت  
سے ہے یہاں تفسیر اللہ علیہ السلام میں وجوہ علیہ کا یہی بیان کرنے والا ہوں میں اس  
میں سے معلوم ہوا کہ اس میں کے نزدیک مجدد بریلوی کے ذمہ منقولہ اور غیر منقولہ ہیں۔

اس کے ساتھ میں فرماتے ہیں وہاں تقریباً بطلان ما اذ علیہ اور یہ سبب  
اس کے ثابت ہوا ہے جو اس پر لاشک باطل ہوا اس کے دعویٰ کا۔

اسی مفسر میں فرماتے ہیں وہاں بھیم علی الایہ المذکورہ اس میں نے جو م کیا ہے آیت  
میں ہے کہ جو کہ جو م لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں کہ بے علم اور بے سوچے بگھے آیت قرآنی کی

تفسیر کرتے بیٹھ گئے اور اسی صوفی سطر ۳ میں حدیث بیان کرنے میں اس امر کے کہ مجید والد عامی کی تفسیر میں  
 قول امام ماتریدی کی تفسیر بالاسنہ ہے فرماتے ہیں وہ صاف ہے "مصدق ان ذلک لا یقطع بدوہا  
 الایۃ الکریمۃ علی صدقہا بلا دلیل قطعی بل بعد ما دللت علیہ الاذلالۃ القاطنۃ اور جسے  
 تمیت کہیم نے کہا دلیل بر غیوی مصدق تفسیر بالاسنہ کا ہے اس نکتہ میں نے یقین کیا کہ آیت کریمہ  
 اس کے مدعا پر دلالت کرتی ہے غیر کسی دلیل یقینی کے بلکہ اس کے خلاف پر دلیل قطعی  
 دلالت کرتی ہیں، دیکھئے اس حکم صاف طور سے علماء مدینہ منورہ نے دعویٰ الجہد دین کو  
 رائے سے تفسیر کر کے دالا اور مستحق روزح و نثار تشریح زیادہ ہے۔

صفحہ ۱۵ سطر ۱۱ میں فرماتے ہیں خطب دعویٰ المدعی کو سرفی الدلالة القطعیۃ علی صدقہا  
 ایما یاطل ہوگی دعویٰ مذکورہ بعد تحقق صحیح احمد رضا خان کا دربارہ دلالت قطعہ کے اس  
 دعویٰ پر۔

صفحہ ۱۵ سطر ۹ میں فرماتے ہیں دالہ استدل فی ذلک الی الایۃ السابقۃ والحقا مدعی  
 من اشدہ العیۃ دلی اجتناب من حیث ذلک اور اس نے یس احمد رضا خان نے سند پکڑی اور  
 مدعی نے آیت سابقہ سے اور اس ضعیف شہوں سے کہ ذکر کیا ہم نے اس کو اور پھر نے سب کا جو یہ  
 اس سے معلوم ہو گیا کہ علماء مدینہ منورہ کے نزدیک دلائل بر غیویہ ضعیف ضعیف تھے ہیں  
 صفحہ ۱۸ سطر ۱۰ میں فرماتے ہیں

قلت الجواب الیقین من ذلک ان مصدق  
 العلم الی ما ذکر فی معنی تفسیرات العلماء  
 المدعی کو سابقہ فی کتب العسفہ و علم الکلام  
 الخوطب بجا فی وان کانت یقینہ فی نفسہا  
 کلھا من الذی یقینان الفلسفۃ السقی  
 لا یستخرج علمہا واضعہ و اسباب العقول  
 مسلمۃ فی کمال کتبہ و نسبتہ  
 وان احتیاجا صافی الی اخراج مطالبہ  
 کما وانسنتہ من طواہر ہما  
 اور علیہ فی مواضع کثیرہ بلا ضرورت

یہاں تک کہ کج جواب اس کا ہے کہ تفسیر کرنا  
 کیوں کہ جو یہ سے ذکر کیا میں علم کی تفسیر  
 کے جوہر ذکر کی گئی ہیں تب قطعہ اور ان کتب علم کا میں  
 معلوم ہو گئی ہیں قطعہ کے ساتھ ہیں وہ تفسیرات اور  
 عسبہا میں بھی ہوں لیکن وہ تفسیرات قطعہ میں سے ہیں  
 کو خانے ترغ شریف اور صاحب عقول سلوستانی کی  
 اور سن کے کچھ ہی اختیار ہیں کہتے ہیں کہ  
 اخبار کہ ایسا ہے کہ اب اس سے کہ ساری کو کہنے  
 ساری سے عامہ و حادہ کہ دینے کی طرف  
 جو کہ واضح ہیں بہت سے مضمونوں پر اور اس



یہ اقل دلالت رکھتا ہے اس لیے اس کا  
 معنی عام اور وقت بکثرت استعمال  
 صحیح ہے اور اس کا معنی لغوی  
 درج ایقان مسلمانین فی حسیرة  
 ظہر در حل لغوی اس میں جو شیعہ  
 یا بعضی مانی دلالت میں اس کا  
 کل ما ادی الی ذلک بل منوع لغوی  
 در حاشیہ

لغوی اور وازہ کا کھولنا لگا کر ہے کہ دلت  
 کیا جیسا کہ بیت کی لغوی ظاہرہ کا معنی کی  
 وہ تین واقع ہیں اور اس میں واقع کر ہے مسافروں  
 بیت بڑی حیرت میں مد کھول ڈالتا ہے وہی کی لغوی  
 زمین کو اور زمین پوشیدہ ہے جو کہ اس میں ہے  
 بہ سے سے اور جو چیز اس تک پہنچنے  
 دی پر وہ باطل ہے لغوی ہے از روئے لغوی  
 اور زبان کے

پس جو اب بریلوی کی اس میں ہے اب اس میں عبارت میں جو بریلوی کی کسی  
 وقت مجدد بریلوی کی اور اس کی دینت و دید ری اور کئے علوم کی عام مرید منورہ کے آدب  
 ہے اور کیا وہ ان باتوں کے رنگ کو قابل نہیں بنایا کر سکتے ہیں بلکہ یہ عبارت بخوبی دلالت کرتی ہے کہ  
 اس میں شخص کو اعلیٰ درجہ کا ذہال اور خراب دین کہہ رہے ہیں کہ اس کے افعال مسلمانوں کو حیرت میں  
 لگنے والے اور دین کے صیوٹ میں کھول ڈالتے اور اس کا معنی بڑھاپا یا بے باطل میں  
 لغوی اس میں فرماتے ہیں میں نے یہ تفسیر لکھی کہ اس میں تفسیر مردود یعنی ہم بیان  
 کرتے ہیں تیرے لئے یہ مرکہ تفسیر بریلوی کی جو کہ ذکر کی گئی مردود تفسیر میں سے ہے  
 لغوی اس کے سیکر ۲۰۰ سطر تک شرط مفسر کی تحریر فرما کر کہتے ہیں وہی ذلت لکھ کر  
 ما معنی تفسیر لایقہ الکریمۃ بما ادعاه من العوام مردود یعنی اور کہا جاتا ہے بریلوی فرمادے ہیں  
 یہ شرط مفسر ہونے کی ہیں مانی باتیں ہیں ظاہر ہو گیا کہ اس کا تفسیر کرنا آئیے کر یہ  
 کہ یاں دعویٰ علم مردود ہے

وہی رسالہ لکھ کر ہے بعد وہ میں  
 تفسیر مردود لکھا کہ وہ وہاں آئے  
 لکھی کہ شرط مفسر لکھا کہ  
 شرط مفسر لکھا کہ شرط مفسر  
 لکھا کہ شرط مفسر لکھا کہ  
 لکھا کہ شرط مفسر لکھا کہ

کہ رسالہ لکھ کر وہی بھول اس کے معنی تفسیر مردود  
 کے معنی میں مرد کے ذکر کرنا جو اس کا وہ ہے کہ  
 اللہ ہی نے شرط لکھا ہے کہ کتاب اللہ کی تفسیر کرنے  
 واسطے کہتے جانتے ہیں جنہوں نے علم کو ایک ہی سے  
 لکھا ہے اس واسطے کہ اس کے ساتھ چھاپی  
 جاتی ہے شرح معرقات الفاظ کی اور لغویات

ومدونہ بحسب و شیخ فان یجاہد لا  
 یحیل ولا یعد یومت یا اللہ والیوم  
 الآخر ان یتکلم فی کتاب اللہ اذ لم  
 یکن مالاً بلغات العرب المثانی للجو  
 ان العقل یعدو یمیف باختلاف  
 لا مراب فلا ید من اختیار الاثالث  
 التصریف لا ید تعرف الا بنیدہ  
 الصیغ المرابع الاشتقاق لان  
 لا سم اذا حکان اشتقاقہ من  
 ما و تین مختلفین مختلف باختلافہما  
 الخواصی و اسنادہ من و اسنادہ  
 المعانی و الیہا و الیہا و الیہا  
 بالاول خواصی تراکیب الکلام  
 من ہما فاذا تھا المعنی و بالمشافی  
 خواصہا من حیث اختلافہا بحسب  
 وضوح الدلالة و خفاہا و بالثالث  
 وجوہ تفسیر الکلام و وضوح  
 العلوم الثلثہ ہی علوم السلاخ و  
 ہی من اعظم ارکان المفسر لانہ  
 و مد لہ من مراعات ما یقتضیہ الاعیان  
 و انما یدرک بحسن العلم قال الکماکی  
 اظہر ان شان را عجاز عجیب یدرک  
 ورا یمکن و صفہ کا مستقامتہ الوری  
 تدرک و لا یمکن و صفہا و کلا سلاخہ  
 و لا طریق فی تحصیلہ لفسیر ذوی

ان کے ہاتھ اور شیخ کے فرمانا کا مدنیہ کہ سوال نہیں  
 کسی شخص کو جو اللہ اور یوم آخرہ ایمان رکھتا ہو کہ  
 کلام کہے کتاب اللہ میں جب کہ دہر جاتے رہ  
 لغات عرب کا اور سراسر علم خود ہے اس میں واسطے  
 کہ میں پہلے اور مختلف ہونے میں اس کے ایک  
 سے ہے اس کے اس کا اشارہ کرنا جیسا کہ  
 فرق ہے اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتی ہے  
 اور میں جو قاطع اشتقاق ہے اس واسطے  
 ہم دیکھ اشتقاق اس کا دو مختلف مادوں سے  
 مختلف ہو جاتا ہے اور دونوں کے اختلاف سے  
 پانچوں چٹا سا قرآن علم معانی اور بیان اور بدیع  
 میں اس واسطے کہ معلوم ہوتی ہیں اول سے حاسی  
 تراکیب کلام کی صحت فائدہ دیتے اس کے  
 سے سمجھ اور تالی میں علم بیان سے جو میں نہیں  
 کے معلوم ہوتے ہیں حیثیت اختلاف تراکیب  
 کے اذرنے و صوح ولات اور احاطہ کے  
 تا لفظ بدیع سے قیس کلام کی وجوہ معلوم ہوتی  
 ہیں اور ہی میں علم بلاغت کے ہیں اور یہ بڑے  
 سے ہی مفسر کے لئے اس میں  
 مردی کے مفسر کر دیت کرنا اس میں ہر کس  
 حار قرآن عقلی ہو کہا گیا کہ اس کے شان احمد  
 طیب ہے کہ جاتی ہے اور میان اس کا عقلی  
 جیسے وہ کی دستاورد کہ اس میں حیاتی ہے  
 ممکن نہیں ہوتا و صفہ اس کا ایسے وقت  
 اور میں ہے طریقہ تحصیل علم اہل ذکا ذوق

ذکر آية التسمية اول الفروع التي علمي لغايتها  
 بيان ان الله من علم القرآن لا ان به يقرب كقيد  
 بل هو ما يعرف ان وب القرآن من غير حجة  
 راجحة بخلافه معني علمي من علم الله مع  
 من يدعي ان من علمي تفسيره من  
 آيات لدية طب هوها  
 من من يجوز ان الله تعالى ولا صوتي  
 من دلت و بسند من مستحقين  
 ما يجب ومن يجوز لغاشر  
 صوت لطفه من دون وجه  
 من بدل من راجحاً  
 من تنبأ ان الحادي عشر اسباب  
 من قول والفصل ان سبب الترويل  
 من معنى الآية المستزلة بحجج  
 من نزلت فيه الثاني عشر اما سم  
 من هو يعلم الحكم من فيروا الثالث  
 من هو غفقه الرابع عشر الاحاديث  
 من سبب لتفسير الخمس والستة من  
 من علم الموهبة وهو علم ليرثه الله  
 من دلت من علم بما علم واليه الاستار  
 من حديث من علم بما علم وس في ظاهرها  
 من ان الله لا يعلم قال ابن ابي الدنيا  
 من يوم انقرآن و ليسط منه  
 من هو لا سبب احل له قال  
 من هذه العلوم التي هي كاللثة للعلم

سبب و ان من علم ما علم من من في  
 من علم قرآن ہے اس کے علم قرآن سے کیفیت  
 من علم قرآن کی معلوم ہوتی ہے اور ساتھ قرآن کے  
 من علم ہوتی ہیں بعض وجوہ علم بعض پر۔ ان علم  
 من علم یعنی علم عقائد جو اس کے قرآن  
 من علم وہ شیخوں میں اگر دلت کرتی ہیں اپنے ظاہر  
 سے اس پر علم پر کر جائز ہیں ان کے علم کے  
 میں میں ان کے اولیٰ کرے گا اس کی اور دلیل  
 لائے گا اس پر جو حال جو اور اس پر جو صاحب  
 یا جائز ہو۔ ان علم انہوں نے علم اس کے  
 اس کے ہوتے ہوئے پہلے کے علم اس کے احکام  
 پر اور استناط ان کا گیارہواں علم اسباب قول  
 و عشر آگے کہ سبب ان کے پہلے سے ہے  
 آیت ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ان کے کہ ان کے ہے  
 میں بارہواں علم اس کے ان کے تاکہ اسے  
 حکم کو غیر حکم سے۔ تیرہواں علم فقہ ہے۔  
 چودھواں علم احادیث جو عمل اور سبب کو سبب کرتی  
 ہے پندرہواں علم اہل ان اور وہ ایک علم ہے کہ  
 خدا کر ہے اس کو انہوں نے واسطے اس کے  
 عمل کرے علم پر واسطے حدیث من علم ان  
 کے ہی جو کوئی عمل کرے علم پر قرآن کتاب انہوں نے  
 اس کو علم اس پر سبب کا کہ نہ جانتا تھا اسے۔ کہا  
 ان ان انہوں نے علوم قرآن کے اور اس کے  
 کے جانتے ہیں اس سے ایک اور ہے کہ ان کے  
 ناپید ہے کہ انہوں نے علم جو کہ انہوں نے ان کے ہیں مفسر

لا یكون مفسرا الا بتفصیلا من غیر  
بدو و کما کان مفسرا الزانی المفسر عنده  
و انما مفسر مع حصولها لعل یکن مفسرا انما لرفی  
انہی عنہ۔

قال و الصحابة و التابعون  
کان عند ہم معلوم انہی منہ ما تعلم  
لا یبالا کتساب و استقار و العلوم  
ار حری من الیومیة اللہ طہ و سلم انہی  
من الاتقان فی النوع الثامن و السبعین  
مخصصا من العلوم ان المراد بالاستقار  
مفہود العیون فی المفسر ان مکون ذاملا  
سراحتہ فی کل واحد مع ما حق مکون  
مفکر و تفکر و محال مسدود فی قواعد میکل  
تفسیرا مقبولہ فی الدلائل انما کورہ التعلیم  
بسیار الا یہ الذمیرہ بالذمیرہ من العلوم مردود

کے مفسر نہیں ہو سکتا اگر ان کے پاس کتب  
ہیں جس نے تفسیر کا مدین ان علوم کے تو ہرگز  
کرتے والا ساتھ ساتھ کے جو کہ مفسر  
جو تفسیر کرے ان کے حاصل ہوتے ہوتے  
الراے۔ ہو گا کتب کے آثار اور تابعین  
س کے ان علوم عربیت ساتھ سلیلا  
طہ کے ساتھ کتب کے در حاصل کیا  
کوئی سمیت صلی قرطیبہ و سلم سے اور  
ہے کہ مردود استقار ان علوم کے  
مفسر صاحب لکھ کر ہو گا ہر یک میں ان  
سے تاکہ ہر اس کی فکر کو صرف در  
ان کے قواعد میں پس ہوگی تفسیر میں  
اور کہاں حاصل سے یہ بات حق مذکورہ  
کہ تفسیر میں آیت کریمہ کے متعلق ساتھ  
جو اس کا دعوی ہے مردود ہے

اس قول سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جن لوگوں نے تقریبات مسامحہ میں جسد و  
کی تفسیریں کیں ہیں وہ سب قابل اعتبار نہیں اس میں تو تفسیر کرنے کی شرط ہرگز ہوتی  
نہیں پس امام ورجحہ و دین کیونکر ہو سکتا ہے اس کی تفسیر ہی مردود ہے صفحہ ۶۱ سطر ۱۱ میں فرماتے ہیں  
قلت قوله صلى الله عليه وسلم مبطان الله خمس لا يعلمهن الا هو و قد صحح بخمسة من قوله صلى الله عليه  
کہتا ہیں میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ سبحان الشریح چیزیں ہیں جن کو سوائے اللہ کے  
وہ کوئی نہیں جانتا یہ "روضہ صریح" سبحان لوگوں پر کہ گماں کرتے ہیں خالی لوگوں میں سے لہذا  
اس میں بریلوی کو خالی لوگوں میں سے فرمایا یعنی وہ لوگ کہ جسے وہ شرع سے تجاوز کئے ہوں۔

و ترجمہ: خالی لوگوں میں سے کہ خلق سے  
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہی روایت میں  
اکہ ہیں ہے مشورہ زیادہ جتنے والا اس کی

منه حکذا من العلاء ان معنی قوله صلى الله  
عليه وسلم في الرواية الا حصر في صا  
المسؤول عنها بل من المسائل التي







المقصود ان مؤلفا بعد فوت بابا صاحب الملک و جہ النصریحہ و نحو جون الاحادیث الصحیحہ  
 دفعہ اولیہ دیکھتے ہیں یقیناً یقیناً لیس المصیبتہ ہا کہ تک ہیں اس امر میں کہ براگھتہ کیوالا اس برکت  
 اس طوار پر تجاویز پرانکا یہ عقاد ہے کہ یہ مریمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ملے مانکات و رہا ایکوں  
 کا علم تقصیراً تفصیل ثابت کرناں کہ راہیوں کے واسطے کفار ہو جائے گا اور ان کو جنت میں داخل  
 کر دے گا اور جس قدر اس امر میں وہ غلو کریں وہاں زیادہ تر فریب رسوں مقبول علیہ السلام سے اندر  
 تھوڑے آپ کے ساتھ ہیں یہ لوگ زیادہ تر افرائی کرے اسے میں آپ کے امر اور حکم کی اور زیادہ تر فریب میں آپ کی  
 سنت کی مخالفت کرنے میں اور یہ لوگ انہیں مشابہت ظاہر ہے نصاریٰ کی کہ انہوں نے ملوکیا صحیح علیہ  
 السلام میں "وہی کا غلو و مخالفت کی انہوں نے ان کی تشریح و ردین کی بہت بڑی قاعدت اور مفہوم  
 یہ ہے کہ یہ لوگ تصدیق کرتے ہیں مرتبہ صحونی حدیثوں کی تخریب کرتے ہیں صحیح حدیثوں کی اور انہیں  
 دین کا دلی ہے یہی مکرہ کرے گا ان لوگوں کو جو حق نصیحت کا ادا کریں گے

اس تمام عبارت کو حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمائیے تاکہ پوری طرح تفسیری مدد برمی کی کھلی دے اور ان  
 کی قدر و منزلت دریاں ہو جائے صفحہ ۳۱۱ میں فرماتے ہیں و احقرن فاہدۃ الرسالۃ و فی الاموال  
 قولہ و فی ما دیکھا من امراہین لانہ بحق و انصواب الدعا بس فیہ تسلیح و لا اویس  
 اور اختیار کیا تم نے اس رسالہ میں اور پہلے رسالہ میں قول اول سبب اس کے واضح کر دیا ہم نے ظاہر  
 سے اس نے کہ وہی حق ہے اور صواب کہ حسین نہ شک ہے ذریعہ سے صاف طور سے معلوم ہو  
 کہ قولہ بلوی کا سوال در باطل ہے اور اس میں شک و ریب طرح نہیں ہے مولانا شیخ عبدالقادر  
 انصاری انظر المسیحین کو جناب مجدد علی صاحب اپنے رسالہ حسام احمد میں ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں  
 من فی العلم یقتدر و فی الدرس من قدر و من دوسرے متوفیوں میں بعد از شیعہ انعام سے  
 انقادس توفیق المسلی انظر المسیحین علی سبب مسجید مکرم لغوی بفتح اللہ خانی من

لغوی وہ پنی تقریظ میں مجدد صاحب کو کثرتاً و مہارتاً یہ کہہ رہے ہیں

ص ۲۲۲ صفحہ ۱۳ میں ملاحظہ ہو کہ فرمایا آپ نے نہ بڑھا ڈھکھکھو صیبا اگر بڑھا ہے نصاریٰ نے جو ہم  
 علیہ السلام کو چونکہ حسب قاعدہ مسلمہ مجدد بلوی اور تمہید جو اس کا خطبہ میں ہو گئے ہیں وہ اشارہ  
 پر عین دلالت کرتے ہیں اور بلاق براعت استہلالی روح مصفا و رہن حق کی مقصود ہوتے ہے اور  
 دست خالی کی مطلب ہوتی ہے جن کے قول پہ "اگیر کی پ" ہی ہے اس قاعدہ کی سبب جس کی  
 تھریکا مجدد بلوی ہی حراقات بھری کتاب کے صفحہ ۲۴۶ جو کہ پڑھا ہے یہاں بھی دست مجدد بلوی کی





مولانا مفتی شافعیہ سے اس بریلو کی کے اقوال کو درجہ ظلم کر دیا اس کے ، ظلم کو

اور اسی کے سطر ۱۹ میں فرماتے ہیں ان اذہم علی الصواب وحق آیت ہیں انفس والا مریات میں لکھ رہا ہے  
مفتی صاحب سے رتھوٹ کا درجہ کر دیا من تا بریک سے تان اکتاس اور شک کی بریلو کی  
کی اس سے معلوم ہو گیا کہ اس بریلو کی کے اکتاس اور شک کی بریلو کی راہ میں حضرت مسیح  
دوسرے مفسرین مولانا شیخ فارسی جری عالم مدین مسورہ لریہ کے ہیں سطر ۲۳ سطر ۲۴ ما حسن لکھ  
سد درمائی میں سطر ۲۰ کیابی چھاپہ حق سے کہ ظاہر ہوتا ہے۔ دلیل کر کے اس شخص کو  
کہ خلاف حق کا طالب ہوتا اس سے اس سے معلوم ہو کہ بریلو کی طالب صواب حق کا ہے اس کے سطر ۲۳  
اشہد بانسنت حط من اذہم فی امور بھرت یعاونہ حوالہ لیسندہ سے شہ فیہ فی ان اذہم  
یہ اذہم صحت بعدت : ہادف سمعہ و مر ذاکہ نہ لک ، ۶۰ اذہم لکھ دیں ہوں مسائل میں  
سکوا ۱۰۰

اس کے نام سوال کرتے ہیں تمہارے حقائق کا ، اصل مسئلے کے ساتھ بریلو کی بریلو کی بریلو کی  
ان کے پوچھنے کی قیامت کے لئے بریلو کی بریلو کی بریلو کی بریلو کی بریلو کی  
بنا رہا ہے کہ تو نے قصہ کیا ہے قصت کا ، یہ کیا ہے تو سے یہ اور ہوا کا جیسا کہ در فقہ ہوا ، ہوا  
بجائے لکھ علیہ سے ایک ہی خوب بات کے ساتھ بریلو کی بریلو کی بریلو کی بریلو کی  
ہو گیا کہ بریلو کی بریلو کی مسورہ کے زیادہ ایسے امور میں پڑا ہے کہ صاحب میاں کے تو  
اس پینڈ پینڈ ہوا اس اور بریلو کی اپنے مقصد و سوالات سے یہ مسورہ قصت کا قصہ کہ  
بے حق میں شخص کے جس سے امام مالک سے سوال کیا تھا

اسی سطر ۱۶ میں فرماتے ہیں ہاں بخود حلف خدا میں ہوا ، مسودہ سے قیہ نئی لکھ  
فی موصو حدیث ۲۰ و تحقیق میں بہایت ہی شکستہ خاطر ہوں ان لغاتی ہنگاموں سے جس کی  
سریں میں موجود نہیں ، اس سے کھوں ظاہر ہو گیا کہ ہل مدینہ کے رہ ایک ہمدرد بریلو کی لغاتی  
یہ مسئلہ جس کی ہے نہ کہ سریف میں موجود ہیں

اسی سطر ۱۶ میں فرماتے ہیں ہاں بخود حلف خدا میں ہوا ، مسائل دار احسب ما حق ال  
لکھ دلی قائل کا یہ صفت مسودہ سا و مسودہ عار صہ ما لقا الیہ شہی اسس یہ مسودہ  
انصاف سے شہو داب و ہاں بخود حلف خدا میں ہوا ، حقائق سے ہوا ہاں بخود  
سے کہ کہ وہ لوگ جو ایسے مسائل سے سوال کرتے ہیں ، اگرچہ وہ جواب دینے سے

ایسے حق کے ساتھ کہ کھوپڑی توڑنے سے ہم اسے سفید کی ہمیشہ رہے ہیں وہ سچا ہے دوسروں  
 کے یقین کرنے و سہاں سے رو پر یہ تھا کہی شاہ کاٹ پان کے یہاں جیسے یہ اسے سچی رو دینا نہیں  
 ہے یا جو اس کے کہ اس کا سلف ابو مرہ لہی بیس بیس کے ہیں یقین کیا کسی عقیدہ پر قائم  
 ہیں سے اور نہ تصدیق کی کہ میر کی حقیقت کی ایک مرتبہ بھی تمام علم میں

اس بابت کے میں، یعنی چنانچہ ان کی پوریوں نے اور امتزاجت میں مدب کے نزدیک پر جوانی ظاہر  
 کر کے اولیٰ کہ کر طوبی کی گئے یہاں یہ سفید ہے۔ یہاں کہ وہ اپنے واسطے کا منبع ہے، مثالاً یہ کہ  
 یہ عقیدہ ان کو پہلے سے ہے جسکو تخیل میں سے اس کو سمجھنا ہے رہنا کہ ستارہ اور  
 علم میں کا تخیل خوں کا سردار ہے اس سبب کہ بعد دیر میں شیخان سے ٹرھے ہوئے ہیں کیونکہ  
 یہ اصل کا جرم کہہ سکتے ہیں اور کہے ہوئے ہیں اور بیس کر یقین ہی نہیں ہے۔ حلق کا ناظر  
 کیا ہی صوفیوں میں وائے میں دھن عرب و طر علی ادنی دعاء الخی میں بعض کھڑا رکھنا  
 معانہ ن محمد بھی اور خود فرد طبیعت و نوہات مع خصائصها الخی است  
 کتب صارت تکلمہ سبب صہ فیہ نہ لحدیثیہ لکھو کہ حکم یقال لہ انقرآن صحو  
 و ہی برہانہ علی دنیا میں حدیثیات مکررت علی نادہ نہ ہو رو و اول زار صہ و اعصم  
 ہمتھا چا و قہ بقہ سوہ بیوس و یوس و اد کر یوس و غیر ہمدان صہ ذنوا حق و الختی  
 بانقول ما کہ جب وہ سب میں سے وہ امر ہے جو کہ سال گزشتہ میں میرے کان میں پڑا اس فرقہ  
 کے بعض لوگوں کے وہ یہ گفتگو تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ترغیبت زلی فری  
 و اس میں خراس غیبہ کمال پر پورے میں طر ہو گئے کہ وہ طبیعت گفتگو کر کے گل آپ  
 سے پتی زبان سے جس کو جبر میں کہا جاتا ہے ایک ایسے کلم مضبوط سے جس کو مرثیہ بھی کہا جاتا  
 ہے اور اپنی دلیل کو اس سے بھی کیا ان امور فقہ پر کہ منکر۔ ہونی میں ہمیشہ بیتہ اور ہر اور میں  
 تال دی اس کی اس میں پیر سے کہ واقع ہوئی بقراط اور جینیوں اور ذی سقراط و بقوہ  
 وہ نہ یوس وغیرہ کو و یقین کیا اس پر کہا یہی حق ہے قابل قبول کے ۱۲

اس عبارت سے دیکھئے اور کہے کہ ماننے مدیہ مسورہ ہمد در عوی کو کس فرقہ و کس و لغز  
 میں داخل کر رہے ہیں اور جس کو وہ ایسے طائف میں داخل مانتے ہیں اس کے اقوال تائیں متبار  
 ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ صفحہ ۲۵ سطر ۱۱ میں فرماتے ہیں قوم حکمو العقل لفظ و لاسطہ و حکم  
 العقل لفظ لہن مقننیا سے تمارہ صفا حکام ابوہد مالکہ لہ مستعملہ صفا مسالہ

سید احمد علی نے اس وقت کی رسموں سے عوام کو روک دیا۔

یہ اس کے بعد لکھنؤ میں ہوا۔ اس وقت کا حکم یہ تھا کہ لوگوں کو کھانا نہ کھانے دیا جائے۔

اس وقت کے حکام نے یہ حکم جاری کیا کہ لوگوں کو کھانا نہ کھانے دیا جائے۔

اس وقت کے حکام نے یہ حکم جاری کیا کہ لوگوں کو کھانا نہ کھانے دیا جائے۔

اس وقت کے حکام نے یہ حکم جاری کیا کہ لوگوں کو کھانا نہ کھانے دیا جائے۔

اس وقت کے حکام نے یہ حکم جاری کیا کہ لوگوں کو کھانا نہ کھانے دیا جائے۔

اس وقت کے حکام نے یہ حکم جاری کیا کہ لوگوں کو کھانا نہ کھانے دیا جائے۔

الادب کی کتابیں کھینچ رہے ہیں۔ یہ سب کی کھینچو اور اسے ملقات کہتے ہیں۔ جو کہ یومی صاحب کو سید سنی کے مکان پر ملتی۔ بڑی بڑی کتاب سے حاصل ہوں کوئی نئی کتاب بخیر و خیر سے اور توڑ ٹوکے ہوئے ہیں۔ یہ سید کے پاس گیا تھا۔ ان کتابوں سے حسابات و نسخہ سے پہلے جن کو انکی مینے پڑھیں کہ تھا۔ عیسائے کھنڈ پر پڑی تھی۔ بل سن کی سات میں غز پر درانی کے ہمارے علم سے جس میں کی خدمت میں یہ گریٹا گیا۔ یہاں ان کے ساتھ کیا جاتا، تو یہ علی اسماعیلیں، و بمقام میں سے درس لے لیں۔ ان کا ٹھکانہ رہا۔ جو نام نہ تھا۔ بارگاہ بیوتی اور مخصوص میں حضرت عظیم کی علیہ السلام سے ان کو حیرت انگیز خیالی ہے۔ شاہد تھا۔ بروہ تیاست اور اتنا تھا۔ اس نے ہایت میں دیکھا کہ اس سے گیا۔ وہ درک میں جا کر یہ کہیگا۔ شرفیہ را رحمہ اللہ و ۳۱۳۱ اور یہ سب میں و محمد صادق علیہ السلام و اصولاً و اسرار علم کلام اللہ و سب و سب و سب و سب

جن کو اتنا نہیں دیکھا میں کوئی فن تھا ہو نہیں جس قوم کو یہ دیکھے شہین تم ہو بھلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ نہیں تم ہو یہ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن تم ہو

ہو نکتہ نام جو تہہ دل کی تہہ سار کے

کیا نہ چوگے ہول جا نہیں صنم پتھر کے

۱۳۳۳ھ کی تاریخ

علی رضا صاحب



ہائے منظر علمی اور کوئی متعل نہیں رہا تھا، اسی لئے وہاں بھی سب سے درس و تدریس و نجاست علماء  
 دنیا اور کوئی مشن نہ تھا، وہ تک بوجہ عمر وہاں تدریس کو عین متاع میں صرف کر کے کی حتیٰ ان  
 پیش کی اور اسی وجہ سے بعد ازاں سب سے نکال دیا، ہر وہ جس سے اس نام و زمان کے احوال و عقائد  
 بات پر پورے طورے و قیاس ہوتی رہی، میں یقین کہ کتابوں کے ساتھ علماء کو مہم سکاں مدینہ منورہ  
 اللہ شرفاً و صدوری طرح سے عقائد و عقیدہ میں نہ سمجھتے اور کتاب اسلاف کے پاس  
 و عزت اکابر علی و دیو سوز بہار میورک حمد عقائد میں توفیق میں نہ رہا، کلیات میں نہ توفیق و دست  
 پید گوارا اعلیٰ شکر میں یک سا نہ ملتا، یہ کہ ایک سمت رہی تھی، ان کے حقوق کے حقدار ہندو المائے  
 دوسرے سے قیاس کرتے ہیں، زمان سے جاری و مستحب وہ بن مائے محمد تھی میں کہ جو ہر گز مانا  
 بعد میں اکابر اہل حق کی تفسیر و تفسیق میں کوشش نہ فرمائیے کیا کرتے تھے، ان کی عزت و آبرو کے  
 راز و اس کی تذلیل و تکفیر کیا ہے، ان کو صرف کر، ہمت کاٹ و علوم سب سمجھتے تھے، ان کا کھڑے  
 وہ ہایت کم ہو گیا تھا، ان کی قویں قریب الامداد ہم چکی تھیں، ان علی سب سے تھی، ان کی جو سیدہ  
 ان کو زعمہ کیا ان کے ضعف کو قوت سے عدا، بن سمت پر وہ وہاں اس وقت تمام ظلم و حفا کے  
 یاد کے کر اپنے سلاف بن دین و جو کہ عمد یاد گیا، درجہ کمہ حمد میں سلفوں کے، یہ اتنا  
 سنا، عالم باعمل و محقق و سنی ملکہ، ہمد کا اسباب نصیب ہوا، جو ان علی سب کے، سب جفا سے شہید  
 ہو ہو بلکہ کوئی ظلم و ظور نہ تھی، ان کا دنیا، یہ، ہر موگا جس کو نہ بریوی مجدد اور ان کے اسباب  
 کے کلام و اسناد نے نسخ کیا ہو، یہ جو ایہ پیش گوئی خود سول مقبول علیہ السلام کی ظہور  
 یہاں ہے، آخر قسطنطین میں قبک و الحمد میں، یہ کہ اس طرح میں کہتے یہ وہ بدعتوں، ان  
 مروج و قلیلہ الامت، و اکلیلہ اسطح و محروف الکلم، علم مواضع سے بالا  
 در تھے تو یہ سب توں ہی غیر اسناد، معنی کا لفظ ہی، ہی اول علیا محققین و اخبار، عالمین  
 نہ تکمیر میں ساتھی ہیں جو کہ اسل سے کہیں نہ کر رہے، اگر قتل سے اعدام قسم و نفی سب سے ہسانی مشہ  
 سے کہ تکفیر سے اعدام روح و ہلاک حیات الہانی مطلوب ہے، اگر یہود سمجھتے تھے تو  
 سزا کو تیرا دیکھتے ہیں، گروا، تحریف لفاظ تو ریت کہتے تھے، تو یہ کفر معافی تھی، و حدیث  
 رافع و برہ لفاظ علماء مستند کرتے ہیں پھر کیا کر، کہا جاوے کہ یہ سے سدا ہی اسرئیل کی  
 لند یا داگا، اور عید و تفسیق امت ہر جوہ میں شیرہ چیدار، باد ہم کو جس سے کوئی غرض  
 ہم ہر قدم ہم ہونگے اپنے پیوں کے،

ہیں کہ وہ کس تک عملات کے شمس لامعہ اور کس راج عواریت کے پد سے عد میں حکم حضرت  
 مجدد و مشکفہ صاحب و ادب و رجا یہ ہوئے تو صاحب غیب میں مکرر فریب کے پھیر سے اور میں  
 میں شریعتیں کو اور توحا کے ہیں و مکر سے دھوکہ دیا تو میں نا و قف سادہ در تھے وہ شک  
 ن کے و م تروہ میں آگے در حین ہو گوں کو استر تہا سے نے قوت تمیز تامہ در استقا اور  
 عطا فرمایا تھا یا ان کو کسی نے پوکنا کر دیا تھا وہ ہر گز سرگڑا کے ہاں میں نہ پھنستا اپنے مقصد  
 میں بے شک ندر صاحب کو طرہ طرح کی تکلیفیں منطقتیں و بے عزتیاں و بدنامیاں شہانی پائی  
 بلکہ اس شور میں کی وجہ سے حمد علیا ہر کو سطر غیب میں زبیل و حور کیا گیا چنانچہ میں نے  
 اس زمانہ اور اس کے بعد کے زمانہ میں بل صبر و ستا و چھار روئیہ کا وہاں حضرت مجدد و اعظم  
 صاحب رجبہ من مند کی مذمت کرتے سنا۔ اگرچہ تہید تہیاتی وغیرہ میں بھی جب کہ تہذیب و  
 نقل کی میں لیکن فی الوقت فقط چند معدودہ تصویفوں کی میں در وہ بھی حب تک کہ ان کو حقیقت کا  
 خبر نہ ہوتی تھی و در اہل حجاز کے عمر و آخر میں ان کی فانت معلوم کر لی تھی دیکھئے رسالہ مدیہ میں  
 کیا نہیں ان کی نسبت لکھا گیا ہے اور اس کی ہمیں میں گے نکھوں گا چونکہ احقر اس زمانہ میں مدیہ  
 منورہ زادہ البشیرہ خاندان میں موجود تھا اس سے پوری طاعت سے ان حمد امیر سے واقف ہے  
 ان کو پیش آتے۔ در کئی ان ہو گوں کو تا بے حضوروں سے ان کی صحیح حالت کی

حضور انہوں سے حضرات عمادے ہوئے در ان کے کار پخت تک و در ماں کا  
 تھیں اور ایسے طرہ سے یہاں کی کہ جس کو ہر یک دند بیکھرت نمبر و عرض ظاہر کر کے  
 احقر جو کہ حضرات اکوہر یونہی اور لنگوہ کا دوست ہیں۔ در ان کے ہی ذراں ماحلت کا متشیخ  
 ہے سات یا آٹھ برس تک ان کا رہنے کا گاہ کی خاک روتی و ان کی جوتیوں کی سیدھی کر کے  
 خدمت سے مالا مال رہا ہے اس سے اس حضرت کے عقیدہ و حینارت و اعمال سے بخوبی واقف  
 کی وجہ سے اس زمانہ میں بھی ان کی نکار یوں اور افترا و پرور یوں کا اظہار مدیہ سورہ میں کیا  
 تھا اور ماں اکوہر ہو گوں کو دھلا سے گئے مگر ہو گوں میں اور حدیث استخارہ کر چکے تھے جیسا  
 کہ میں آگے ذکر کروں گا۔ وہ لوگ بھور ہو گے۔ در انہوں سے بعد رطلان سے یہاں کہ تم نے یہ  
 اپنی تقریظوں میں تہذیب گادی سے اس صراحت مجدد و متفہم صاحب سے تہذیب و  
 بہدیت کو کشش میں وسیع و وسیع مطلقیت حاصل کرنے کی فکر کی جارہے تھے اور کچھ کچھ مقصد  
 کر کے ریح الشافی سند کو الصدق میں مدینہ سورہ کے ذرا سا ہوئے اور وہ تک



س کو چھپے۔ وہ سب سے بڑا ہوتا تھا کہ شاید کچھ عمر ہوئی ہو۔ اس لیے اس قبیلے نے مندر  
 کے پاس کیوں کام نہ کرنا جس قدر قصور میں تشریح نہ کرے۔ میں تو یہی مراد ہوتی ہے کہ ان موقع میں  
 میں عامی و رعایت کی برکت سے دوپ و رنگا ہوں کی ٹھیکہ اور کھڑا ہوا۔ مجھے اچھا حس بری ہوتی ہے  
 یہ سب افسوس بجز غناہ نظر میں کہ لکھا گیا تھا اور وہاں کے سب سے پہلے وہاں کوکت دھوکہ دینا  
 کرنا دیکھا تھا۔ نیے ساتھ سیدیوں کو بھی گھسیٹا تھا مگر اس وقت وہاں کیا غلام کو کسی معلوم صحیح کہ  
 بریلوئی صاحب میں کیا یا تو اسے تفسیل، تصنیق و عویت وغیرہ سے جو ہے اس قبیلوں کے اس  
 عمل سے کام نہ لے کر ان کے قوں و افسوں کی تصدیق کی حسرت میں کہ یہ احمق توجہ ہی اس صوریات  
 و تیر کے و دریا بہت نہ ہو دیکھا کہ وہی مورد دشنام و تعذیب کرتا ہے اس کے پتے کیا ہو چکا  
 ہے۔ اور ادراد سے بچے۔ میں نے ہم مسلمانوں کو بل کی طرف سے دروغ سے اور بد عیب سے بڑھ کر  
 اس اور پے پھر چرب غاسل کر کے کی طرف طرف سے فکر کر رہے ہیں اس کے دیکھتے ہی یقین ہو گیا کہ  
 میری پڑھیاں صحیح کا بہ نسبت مدد منتقلیہ صاحب، لکل مطلقا مکہ وہاں ہونا چھ مہرے اور دھو  
 دھو مہرے میں ملتا ہیں اور وہ مدنی قوم دلا بد جھوٹ کے تصدیق میں وہ اپنے ذہنی اعمال اور  
 سوائی صحابہ سے بہت بڑے ہیں۔ میں نے سہ سینہ مسورہ ہی سے یہ کہہ کر سنا تھا کہ یہاں پر جو ہا تین  
 لہو و نقضیں صاحب پر پیش کی ہیں اس کو چھی طرح بیان کر کے مسلمانان اہل ہند پر ظاہر کر دوں  
 سیکر مجھے اس سے دو مہرے ہوئے تھے وہاں کہ متعدد وجوہ یہ چوٹی نہیں کہ علی حضرت محمد  
 بلوئی صاحب سے ہے۔ میں چپ میں او انصام حیرے رہب اللہ اس رہتے ہیں، پس مجھے خیال نہ کر۔  
 بعد وہ اسٹیکر رہا، انٹارٹین دوس، کمین لہو دس لہو کا مہرے مانع عمر ہرگز کہہ سکتا ہوں  
 اور یہ کہ ہوا، پشیمند معصوم صاحب نقش بدی و مولا، مورانی سے حسب محدث رامپوری، اپنے  
 پے سے واسوں کوں محمد، رمپوری کے حوالے لکھے تھے اور اس وقتوں سے اس کے جملہ وقایع کو  
 جباروں میں متاثر کرنا تھا مگر وہ رہے ہو ستیاری جیب دیکھا کہ اب وہاں، توں کو فہوش  
 کر چکے ہیں اور وہ اخبارات صحیح ہو چکے تب اس رہ کر گلا حوں کو اپنے ہمراہ، وہاں سے اپنے  
 درجوں کے واسطے یہ سب مبارک بنے کیا تھا اور ہزاروں روپے کی کوشش میں برباد کے تھے  
 یہاں مجھے لازم ہو کہ ان کی کچی کچی حالت تھی جس کو میں نے مشہور کیا ہے و معتد ذریعوں سے وہاں  
 سنا ہے آپ قصہ کے گوشہ گوشہ کر کے اس کی فضا پر ریوں درہنہاں بند ہوں، طبعیوں  
 کیرتک حضرت عالمائے دین ہند و مہار تپور وغیرہ۔ اپنے متامل علیہ اس سے طبعوں مستوں میں کردار

طرف توجہ بھی نہیں کرتے دیکھو یہ بوجی کی جہد، توں کو لایا، حراوات خیالی کر کے سادگی قرار  
 کرتا ہیں شاد عمار کے خلاف دیر وقت ترفا کے مباحثے ہوتے ہیں اور دھم دھم جہاد مبتدعی  
 اور گروہ مخالفین۔ ہم مسلمانان بوجی میں جان پا کر ہر طرح سے گمراہ کرتے ہیں۔ میں عمر کے ہر  
 بوجی تہذیب میں ان کی نسبت ان گروہوں میں سے ہیں، یہی نہیں کہیں میں ان کی حقیقت معلوم ہر حال  
 اور یہ بھی روشن ہو جائے کہ ان کا کہہ دے، اس نصرت کو کہہ دے، صاحب ہر اگلا ایسا ہے یہ  
 اس بوجی سے اٹھنے پا کر وہ صرف ہیں حضرت صاحب کی حور شریفی و طبیب تہذیب و اجاہ۔ نیز  
 کہتے ہیں کہ اس میں مسعود، نو سبب ان کا ان حالات میں مدد سے کہوں اور میں نہیں  
 حضرات اگر کوئی کلمہ گفت گاہ اور ان کے گروہ کی نسبت ملاحظہ کریں تو اس میں حضرت  
 معذور تصور کریں، بعد اسے جب نے تمہید شیطانی اور جس ہم اٹھ رہیں کے مدد۔ جو جو  
 سخت ہنسے کہے ان کا مقابلہ کر گیا جانے۔ اس کے مفتنی کے موافق اگر جو بوجی  
 تو خدا جانے کیا سے کیا ہو جائے میں اپنی نصیحت کو بہا یہ تمام کر دے، جس میں گمراہ  
 اگر کیا کریں کہیں نہیں اس بوجی کی اور خرافات کی رعب سے طبیعت قابو سے نکل جاتی ہے، پس  
 جو بوجی تاہوں مگر تاہوں بھی اتنی امکان تہ وقت علم سے مدد سے مجاز ہیں، تاہوں  
 اس باب میں تو سکا دینا سستا ہے جو، بل انفس و نفوس الامانی قابل اور جہد ہو مگر یہ بھی نامہ  
 بعد صاحب میں لکھنے کے فوراً رسول علیہ السلام مسلمانوں میں ابیاد نصرت کے ہے  
 صاحب نے پے طریقہ آبان خودی امرا میں کاسیتہ و کاسیتہ یعنی نفسوں اور بوجی اور بوجی  
 میں کار زکوٰۃ یہ مردوں میں گنڈ خرم خودی تو اسرا نہیں ہی میں

صاحب ابیکہ مجدد ریوی صاحب مگر سطرین و رو ہوئے میں کے تھیوڑے غرض کے  
 یک طرفہ طور پر جناب شیخ محمد صاحب نقشبندی امیر بوجی سلطنت کی خدمت میں اس عرض سے  
 کہ شریف صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا جائے جس پر بہت سے حضرات کے دستخط و  
 نصیحت کہ فلاں میں فلاں فلاں شہر کا رہے والا وہاں حاضر ہوتا ہے یہ شخص اعلیٰ درجہ کا  
 خرافات نفی اور بہ مات شیطانی میں سلا ہے مسلمانوں کی ٹوٹا اور علماء کرام اور  
 ظلم کی خصوصاً تفسیر و تفسیق کرتا ہے، اپنی شہرت و حیالات فاسدہ کی وجہ سے  
 ہلاکتی حکم اور سب و شتم میں رہے لکھ ڈالے ہیں، مقام فاسدہ بوجیوں میں پھیرا تاہوں ہے

روح کو زوجہ سے بیٹے کو، ان سے بھائی کو بھائی سے جدا کر ڈانا یہاں اور آہ سے سن لگنے پر  
 ہر چاہے سرسکائی سمجھ کے مسخوں تھے و کچھ بقا رہی کے اسمیں حاجت تھے اور مقصد یہ تھا کہ  
 یہ صاحب اس کی تنبیہ اور واقعی قرار دیا وہی  
 حاصل اس محضر پر حضرت سید علی عبد اللہ غازی نے فرمایا کہ یہ غرض ہے کہ یہ مطلب ہوتا ہے اس میں  
 کچھ ہی بھر گئے عہد سے کا یہ تھے اور انہوں نے اس سے کہا کہ میں خود ترس رہا  
 ہے کہ وہ اس کا علی علی وہ محض شہید صاحب کی خدمت میں پہنچا تو یہ صاحب بھی ہاں  
 عینا کہ جو ہے درارا د قید کر دینے کا کیا لھے متعددیج بہرہوں سے معلوم ہو ہے کہ اس  
 ذرہ پر شریف صاحب اور سیدی صاحب عزیز ماجرم کے ہوسے تھے اور صاحب سید محمد صاحب  
 اور مولوی منوچھ صاحب سے شہی صاحب کو بہت بھایا اور کہا کہ آپ ایسا نہ کریں کہ اس کے  
 ایالات و عقائد دریافت کریں شاید کہ اس نے ان سے تہہ کر لیا ہو یہ مسرت گرجہ قدر مولوی  
 صاحب سے خود بھی تکلیف تھا کہ اٹھ سے جوے تھے مگر غیرت فوقی سے ان کو اور وہ کہ کہ  
 یہ سید خانہ کی سیر کرانے جاویں ورنہ جہاں بہت کی بدنامی ہوگی کاش یہ تینوں ان کو داس گیر  
 کرتا۔ اخصاصل اس رہنے کو صاحب شہی صاحب نے ان لیا تو شریف صاحب سے بھی اس پر  
 نہ آیا گیا چنانچہ شریف صاحب نے کہا ان کے عقائد کے بارے میں ان سے سو کر جو چنگو کوئی  
 راہ بند و بر مولوی صاحب کا اس وقت موجود نہ تھا اس لئے لفظ اس تقریب کی نسبت جو انھوں  
 سے کسی ر میوری نام کے مولوی کے رہنے کے اخیر میں لکھی ہے اس میں ان سے تین سول قائم  
 کے گئے اول یہ کہ تم نے یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے ابد تک کی جسد  
 تریں معلوم ہیں دوم یہ لکھا ہے کہ مقال ذرہ بھی آپ سے ماہ نہیں، تو یہ کہ تم نے آخر  
 تریا میں لکھا ہے و صلی اللہ علیہ وسلم احوالاً و آثاراً و مظاهر و ادب علی  
 ان کیوں باتوں کی تفصیل اور جواب لکھو اور اپنا عقیدہ ظاہر کرو و جب تک اس کا جواب  
 دے دو اس وقت تک تم کو یہاں سے سفر کرنے کی اجازت نہیں حاصل ہوگی خود بر مولوی  
 صاحب سے فارغ ہو چکے تھے مگر اس حکم کے آ رہی سے کرنے سے بند کر دینے گئے  
 اور ایک قسم کی قید میں پڑ گئے بہت سٹ پٹانے لینے کے دینے پڑ گئے کہ کہاں آئے  
 تھے جناب مولانا علی صاحب سید کی فکر میں یہاں خود ہی پھنس گئے آٹھ دس روز  
 تک ہی شش و پنج اور فکر و غم میں رہے کہ کس طرح اس گروہ کو اب بلا سے نکالوں اور

نہی کر چھوٹا، موبہ دستار ہو، سو نہ یہ تیشی ان کے سببوں کی مخلوق کے پاس ہی ہے  
 کے لئے کہ ڈالتا گنہہ ہا سے کیا کروں، چہ رسبے دو نہ سک ہے یہا۔ آ۔ ا دی نہیں ہر س  
 نہیں کہ عہدگ جافز پہ بھی نہیں کہ اڑ جاوں گر فر کرتا ہوں، توفیق خست نہ اڑا دہیب منہ  
 ہوسے تیار ہے اور اگر نکار کرتا ہوں تو رسالت نہ ورد کھٹ کے موبو، ہے عیب معتقد میں  
 منہ دک ڈس گا، رسوں کی عمت، ہا، ہونی، ہا، ہے مگر جب کوئی صورت خلاصی کے نام نہی کر  
 صل پیشہ اور ذی عمل کام میں اسے صراط عدل، اگر بڑھل گیا اور سوال کا جواب نکھا کہ رس  
 سے سبزی مراد وہ نہیں ہے جو کتب دینیہ اور دفاتر کلامیہ میں لیا جاتا ہے میری م دارل  
 بدائے دنیا ہے اور بد سے تہاے دنیا، شمار لغت بیان اور

عہ جو در سوچے کی بات ہے کہ یہ کس قدر فریب دہی اور مکر کی بات ہے جب مسائن در  
 خصوصاً عقائد میں عظام کا آتا ہے، اس کے بھی معنی ہوتے ہیں، امداء یعنی جس کی ہمت  
 ہو و اس کے لیے صبر اور دیگر عظام، ذی و ہدی سے موصوف ہوتے ہے ہر دو صاحب نفسیں عام ہر  
 عقیدہ تکرر کریں اور ایک مس کھرت مسی اپنے دہیں نے میں لھلا اس کا کیونکر عقیدہ ہو سکتا ہے  
 ہی نہ میں کہ کوئی بلاے عظام کا اور اس سے ہی مراد ہو سے نہ کوئی اس کی بات مان سکتا ہے  
 ہیں گریا کرتے تو مسادات علم رسول علیہ السلام یا علم ہی کے موافقہ میں گرفتار بھی ہو جاتے اور  
 سوال کا جواب یہ دیا کہ مشق ذرہ میں کہا ہے، زجر اور دو سے زجر میں عظام کی ہے، حدیث ذرہ  
 مکر اور حدیث کو خیال کیجے اس عبارت میں لفظ ذرہ بھر کا موجود ہے پھر عربی میں اس کا ترجمہ  
 ذرہ و انتقال ذرہ نہیں تو اور کیا ہم، دیکھو کتب لغت اور لغات عرب کو کہ انتقال ذرہ اور  
 کے امتنا میں لفظ انتقال کے معنی مقدار اور وزن کے میں یا نہیں، مگر یہ تھوٹ اور فریب نہ کرتے  
 چھٹکا، کیونکر ہوتا، حالانکہ خود ان کا وہ ان کے عقولین کا مذہب یہی ہے کہ کون چھوٹی ذرہ  
 تیروں مقبول علیہ السلام سے غائب نہیں، فسوس صد فسوس کہ مثل رد نفس تقدیر پر کرا لہذا  
 کھوتی ہا میں تیسرے اعزاز اس کا ترپ یہ دیکھو کہ عبارت میں چھپو و ہوسے علی سوال  
 میں سے بہ لھتا تو صلی اللہ علی من ہو مطہر راوں دلا حمر مگر مطہر را کا رہا، ہر شہ  
 خود فرامیں کرینا و ہر کہ وہی ہے اس جواب سے ہر عقل کا جز ہونا اور بعضی جھانکنا اور  
 یہ سمجھ سکتے ہیں کہ جب رسالہ علی ہوئے تو کیا تھا کان کی تھوہ ہیں ہو سکتی تھی ہوسے، کہ یہ  
 ہا مگر وہ چھپے، ساد کے جب آپ نے دیکھا یا آپ کے معتقدین نے تو غصنا نہ کہیں رہیں پورٹھی کر یا

تک صریح و دروغ نماند۔ پانچ سالہ عمر میں کہ وہ تین سو پچھوٹ بولنے سے کچھ گریہ کر کے کسی  
 کی پیادہ سے تھیں یہ روایات صحیح ہیں۔ ان کے عقائد سے علم شریف میں شریف صاحب تک جسد  
 دست کے پیچھے حمد آئی تھی کہ نہیں بات بالہ کیوں کہ تحقیق کیا تو جو ب غلطی کا ذرا ہر کے  
 میں سے پوچھے سہوں سے عقاب و شکایت سے زل و ہر کے معنی وہ خود ہی جانتے تھے مگر  
 وہ ان کا ہم پر بھی صاحب خود آتا کہ وہ کہتا ہے کہ اتنا عام سے تھا کہ کی حمد ماکان و مہجک  
 مرسوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاریوں تک کہ شیخ شیب، مکی سے جو حکم کہ معطلہ میں صاحب  
 سے عالم ہیں۔ ر حلف درس بھی حرم مستریف میں ان کے رہا۔ اسی کا نہیں ہو سکا ورنہ شیخ  
 زمان کی جو حمد در یوی کے و کیں مخلص اور پتار م مڑی مسل سے ہو گئے تھے عقوبت کی  
 تالی شیخ صراغ کہاں حمد صاحب کی طرف اشارہ کرتے تھے اور یہ دونوں ملکہ ہر اس کے خیالات  
 تمام کا ردہ دلائل و حجت کرتے تھے۔ لآخر شیخ صراغ کو بیاب کوئی جو ب موقع کارہ بن پڑا اور  
 دنوں نے ان کو الزام دیا کہ بل صلا کی طرف اشارہ کرتے ہو اور پہلے بھی تم نے یہ اور کیا  
 رہے کیا تھا تو کجید داہر کبیدہ صطربو کہ شریف صاحب سے ان دونوں نصرت کی بات  
 تپان مجلس میں تھ کو یہ وگ اس قدر دین کرتے ہیں شریف صاحب سے گھٹو رہے سے ان  
 کو منع کر دیا ان دونوں حضرات سے چاہا کہ میں شخص کو ضرور مہربانی چاہیے تا یہ خود اگر عقائد  
 سے تو یہ کہ سے مگر چونکہ شریف صاحب اپنی مجلس ہی میں جھگڑا دیکھ چکے تھے انھوں نے دیا کہ  
 میں کو علم یہاں سے نکال دیا چاہیے تاکہ عوام پر اس کا کوئی اثر نہ پڑے۔ چنانچہ وہاں سے حکم  
 کہ جدر یہاں سے پتے جا و شریف صاحب کو جو جہت پیش اور غضب اس شخص پر تھا وہ حضرات مجلس ہی  
 سکتے ہیں مگر کون شش عوام اور جہت رہا سے جبیر صاحب چاہا کہ اس کے نور میں کرنا  
 میں۔ اس تمام قصہ کو احقر نے پھر عرض کیا ہے جس کا جی پاسے لقصص و تواریخ تصنیف صاحب مالکی  
 م شریف کہ منظر یا شیخ حمد غنیہ ایچ حمد اتقاد نہیں یا شیخ محمد معلوم صاحب با سودی سمور  
 اب حدیث و پیوری کے یاں لوگوں سے جو شریف صاحب کے اس زمانہ میں مصاحب تھے پوچھ  
 حمد و پیلوی صاحب اس دست سے تو وہاں سے نکالے گئے مگر وہاں میں سمیٹتے ہی یہ مشورہ کیا  
 یہ صاحب تو حمد صاحب کے مہر ہو گئے جہد میں بھوٹ کا کچھ ٹھکانے سے تریف صاحب  
 وں کو مٹھانے کے قایل نہ آنا۔ ادت اور مریدی تو کجا بھلا شش فارہ وہ یہ  
 سے مہر ہوں چہ مست حاک را با عالم پاک محمد صاحب چہ جب ہر کے دست پیوری

میں سے پوچھے

حق تو ایک رو ہے وکیل موصوف کے ذریعہ لیب صاحب کے یہاں کہہ بھیجی کہ افسوس مجھ پر ۲۰  
 عرصے دے کر ۲۰ سے ۲۵ لاکھ ہو کر اس بن سنت اور ملت سے ہوں ایک شخص یہاں یہاں موصوف  
 ہے جو خدا کو کھونا معاذ اللہ اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے اور اس پر کہ  
 قسم کا ۱۰۰ اعدہ میں ۱۰۰ ہے چنانچہ یہ گفتگو مفتی صالح کمال نے مجلس تریف صاحب میں پیش کیا  
 کا سنا تھا کہ ۱۰۰ اعدہ ہیں شیخ شعیب و شیخ حمد نقیہ و یہ دیگر اکین مجلس سے ہی دہران سکھ  
 پر دیکھ کر یہ مہتر نہیں ہو سکتا ہے کوئی مسلمان ایسا کلام نہیں کہہ سکتا ہے فقط لفظ اور پتلا  
 بدی ہے اور شریف صاحب نے بھی یہاں ہی کہ چنانچہ وکیل صاحب بکت شریف صاحب نے موصوف  
 وقت تک صاحب مولانا طویل صاحب شیخ شعیب صاحب سے کوئی ملاقات بھی نہ ہون تھی چنانچہ  
 صاحب نے خبر مولانا کو بھی تو ایک اور ۱۰۰ بیوں کو ساتھ لیکر شیخ شعیب و مفتی صالح کمال کے پاس  
 کے پاس گئے اور ۱۰۰ سے لے کر گفتگو کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میں نے سنا ہے کہ شریف صاحب کی  
 مجلس میں کسی شخص کی نسبت یہ کہا گیا ہے، میں ہی وہ شخص ہوں جس کی نسبت یہ لفظ آیا گیا ہے میں سرگرم  
 اس کا قائل نہیں ہوں یہ شخص افواہ اور بہتان ہے ۱۰۰ اعدہ امتناع، حیر کا بوجہ مسند جو زلف  
 وعدہ وعید کے قائل ہوں جیسا کہ ۱۰۰ مشہور سلف کی ہے شیخ شعیب نے بہت شہ و دے کہا  
 میں سے ہر کچھ تھا کہ ۱۰۰ پر ۱۰۰ ہے ۱۱۔ اس مسند کے حامی مخلصین قائل ہیں وراہی اپنی کتاب  
 میں تصریح کر رہے ہیں اور علی بد القیاس مسند عم شعیب میں بھی موصوف نے حسب عقیدہ ۱۰۰  
 و جماعت تقریب کی جس کی تشریح آئندہ آج دے گی اور بیان فرمایا کہ ہم نے اپنے ہر لفظ  
 میں یہ کہا ہے اور اس ملامت کی کذاب نے ہم پر یہ بہتان نہ رہا ہے، اس عقیدہ میں شیخ شعیب نے  
 نے پوری مطابقت فرما کر بہت سی آیات و حدیث حفظ فرمیں اور بہت زور شور سے ثابت فرما  
 کہے شک یہی عقیدہ ۱۰۰ بن سنت کا ہے اور یہ فون جو اس مجدد ریوی کا علم ہر ہر چیز نیاں کا  
 وغیرہ کا ہے، ظاہر ہے ان دنوں وجہ سے ایک عرصہ تک ہماری امت اس بار اور تہذیب سے  
 آپس میں ہمتیں ہوتی رہیں بعد ازاں مولانا صاحب ان سے رخصت ہو کر مفتی صالح کمال کے پاس  
 بھی گئے مفتی صاحب موصوف سے ملاقات ہوئی اولاً مفتی صاحب بوجہ ان باتوں کے کہ ان  
 جھوٹ جھوٹ پنہانی گئی تھیں کسیدہ حاضر معلوم ہوتے تھے اور کیوں نہ ہوں آخر ہر مسلمان پر  
 باؤں کا شر ہو ضروری ہے مگر جب مولانا نے حقیقت ان کا انکشاف فرمایا، اور میدان  
 لکھنے میں جولانی فرمائی تو وہ کسیدگی مسدود بہ فرج و سرور ہو گئی اور جس کے

حضرت مولانا کو اکھوں سے سیم فرمایا اور بہت خوش ہوئے  
 میں میں حبیب ان دروہوں حضرت سے کہ حق مولانا نے من و علی تدکرہ فرمایا تو اب چونکہ سفر پر  
 ورد کرنا تھا اور چند قافلے میں کے پیہر روانہ ہو چکی تھیں تھے اس سے خود بھی بڑا مہینج المہینہ  
 روانہ ہوئے یہ یہ منورہ رانہ ۱۶۰ متر حتر فارضی برائے زیادت تریہ ہوئے اور مجدد صاحب کی  
 ان تک شریف صاحب کی طرف سے شروع میں سفر میں سے جب مجدد صاحب نے دیکھا کہ  
 ابن محم و سام نکل گیا اور سیم پھنس گئے تو ایک نئی ترکیب سوچی اور وہ یہ کہ ایک خاص نبی  
 یا بندہ کرنا چاہیے جس سے یہ لوگ ٹوٹا نظر عوام و خواص میں سے گزریں کوئی اعتبار ان کا  
 ہے و مقصد اصلی ان کا یہ تھا کہ کسی طرح مولانا خلیل احمد صاحب اور مجدد کی آمد میں کوئی بندہ  
 نہ ہی وجہ سے جب سے سفر کا حزم ہوا مولانا کا سنا تھا اسی وقت سے تہیہ پے سفر کا کرنا ہوا میں میں  
 بعد تعین ہوا میں قاطع مولانا کو یہاں آنے کی بہت پسند تھی ہے میں جا کر لوگوں میں مشہور ہو کر  
 اس کی عزت کے درپے ہوں گا مگر آپ چھتات کوئی جانتے ہیں کہ تالہ بل حق بیتہ ماہم اللہ  
 تسلیم اور کیوں نہ ہو آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں ہمیشہ ایک  
 امت حق پر ثابت رہے گی قیامت تک ان کو ضرر نہ پہنچا سکیگا جو محض دشمن اس کا ہوگا اور  
 مگر سبھی جوان کو رسو کرے گا قہر کرے گا میں میں حضرت مولانا و امجدہ سے حضرت  
 صاحب عالم جاتی اراد شہ صاحب قدس سرہا احقر کو جواب میں دیکھا کہ آپ نے مولانا کے کلموں  
 اور صاحب گریہ مدار انہی کی تائید کی بشارت میں تھی تو کیا بھی جیسا کہ اس کا ظہور واضح طور پر  
 اور مجدد صاحب حج سے پیہر تو یا رہا ہو گئے اور اسی کام کے لائق تھے ہیں رہے حج سے فاسد ہو کر  
 اسے تو کچھ حرکت کرنا شروع کیا تھا بلکہ آسانی میں ہوں دوران کے ابن وطن کا حضور پھیا  
 شریف صاحب کے یہاں سے پرست اور سے اسے شروع ہوگی حضرت مولانا صاحب صاحب  
 یہ ہوتے تھے نسک و رکبیں حج بخیرہ کر کے، عیناں حمام بہ عرت و شوکت روانہ ہوئے  
 کو نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہو گئے کوئی خود ان کے اس کو شہر صا  
 سکا

میں مجدد صاحب نے ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں ہر دور طرح کی ایسی ایسی چالاکیاں اور  
 میں بندیاں کی گئیں جس کو دیکھتے ہی میں سمجھتا ہوں سیر اور اپنے نقل و حضور سے عمل کر کلمات  
 ترجمہ مستعمل کرتے گئے تھے میں کہ ہم میں وجوہ مکرہ فریب ضرورت و نشر ذکر کریں گے مجدد صاحب کا یہ نہیں

اصل جو بے پند ہے وہاں پر چلے گی یا چھوٹا دیب و حسد کو تعلیم و کرم سے رستہ کا کسی طسیر سے کیجا  
 خاکہ میں کو دیکھ کر تھیرے کامی صر ہو تو پانی پان جو حاکے جس شخص کو یہی رسالت کی طقت مسوب رہا  
 چنانکہ یہ دی عت و شراکت ہے پوسے جاہل سے بھی جاہل کیوں نہ ہو مگر فدیوں پر گزرتا ہے وہ پست  
 حیرت سے ہوتی جی گھب دیکھتے ہیں و انات ل اول شریعہ خاہری کا عمار و رسالت کے سامنے لڑ  
 ٹھکان کی کیا تھا، مفقودوں سب امور سے لفظ ہی تھا کہ اسے آپ کون و کون کی نظر سے نہیں نہایت  
 حوس عقیدہ، محبتات کر دیں تاکہ حصوں مقصد میں مدد سے، صرف یہ مزید کافی رہا ہوا کہ بعض  
 اور بھی ماں انکو جب قلب کے لئے کرنے پڑے باپہر ہووگ تقات دیدہ رنجھے یاد کاوت و تھو  
 کما و کان میں قوی تھا وہ موثق توں ہوئی انفقہ سے سفا احوال و ہر سطر سوا حلقہ ان کی درہا  
 کی گفتگو و تہ تی تھیت پکڑا تہ صورت و سیرت کی سے کھٹک گئے تھے ہی وحسہ سے بڑے بڑے  
 مشہور و معروف ماہر و محسن و صاحب یقین کے مگر ہرگز ان کی تصدیق نہ ہو لقب میں کی اور  
 صاف جواب دید یہ چونکہ حق پرستے بڑے مشہور ہیں عا کہ سے واقع ہے تو میں درہا صر  
 سے زیادہ اقلیت ہیں، کھت اس سے جدا کار کے، مگر لکھتا ہے تفویض نے عدا صر کی  
 موافقت لفظ کو دھتے نہیں ہی ر محمد صاحب کی تحریر و تھیر کو قابی اعتبار رکھا اور جوں گئے کہ  
 ضرور میں تحریر میں شہادت لیتا، التہ اپرا دی ہے درہا رتہ نفس اصحاب عقائد، طہ میں سے  
 ہے تحت لیس نا طل و لکھتے ہیں و حیدر عہدہ فرید درہا الہوا ہوا، انہر لقا م نووی درہا  
 و درہا درہا صر جاب ایسے صر لکھتے الکی مسافری، مگر شیخ و صر موم میں سے میں علامہ  
 وقت صاحب فہم درہا کاشفی و پیر گار جملہ علوم عمودہ اور فقہ شریعی و تفسیر میں حصوں میں میں  
 کون ظہر ہیں عمر ہی تقریباً نئی سے تیار رہے ان دونوں، لکھوں سے ہند درہا جو گئے ہیں کتر ملہا  
 حیرت کے شاگرد ہیں، ثمود شراعی سے سنا جاتا ہے کہ مکہ میں مدینہ شامی میں اس کے شاگرد  
 کوئی نام ہیں جو شخص کچھ نہیں کہ مسطر میں آیا ہے درہا سے ہر وہ لقب ہوگا و جس کا حق  
 پاب رہیں فرہین کے لوگوں سے ان کی حالت در یافت کرے حقیرے اس کا وصف کچھ بھی کی  
 حالت صبیہ کے مقام میں بیاں ہیں کیا غمکہ محوں نے بوجہ ستیا ح مجرود صاحب کے رسالہ کی تصدیق  
 کرنے سے لگا کیا ہے جس سے ہر تحقیق بدرنگک تصدیق جامع المعقور و مستقل عادی، مفرغ  
 و ماحوں، مام المشرین و رئیس المصرین مولانا ایسے شیبہ، الکی و صر کا تہم و امام و تھیل  
 پویم اشرف، مامی ملی لقیاس اس کا صفہ درہا سب سے بڑا حرم موم ہے، ہر وہ ہے اور ہر وہ



جو کہ ان کو معاشا میں حصہ دیا ہے، مدت اسی میں وہ عیسوی و عیسوی اسٹیٹس کے رکھنے والے تھے۔  
 ان کی شہرت و سخاوت و سجادہ مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہے کہ ان کی مقبولیت و مقبولیت  
 درتیبہ الامم و غلبہ ہر مہر تھے، مگر بعد آج کے صاحب بھی بہت ہی طبع ذہنی علم شخص میں  
 ہوں حضرت حریر میرا کی نسبت تعلق خدمت میں صاحب وراثت کا کہہ سکتے ہیں جو صاحب  
 اور طاعت علی درجہ کے علم سے شہرت میں مستریف صاحب کے ہمارے سے ہیں حضرت  
 سے صاحب صاحب سید محمد اسکا میں اس میں مساعی دریا تعلق ہی لاقاری اعلیٰوں  
 یہ سید محمد میں دام منتظمیں مورثا شیخ عبد عیسیٰ آفریدی اعلیٰ قدر اللہ سے حریر صاحب  
 درجہ مع شخص تھے میں کے مشہور و معروف عالم و لقیہ سے شمار ہوتے تھے علم دہ میں  
 کا و نظیر کوئی نہ تھا علامہ علم ادب دیگر علوم میں بھی اس میں کامل رکھتے تھے تہ سے سنتہ میں  
 کی دولت ہوگی، اگرچہ یہ مسورہ کے علم میں سے تھے مگر چند سال کے معطل میں آگے تھے صاحب  
 درجہ میری صاحب باں رونق اور دور ہونے تو یہ کا معظریہ میں موجود تھے ان کے پاس بھی اپنا  
 سا لیسرا اعلیٰ مدت ریونی تھے جیسے تھے مگر چونکہ وہ تھوڑے پکا دی نقل اشعار کی ان کے شخص سے  
 ہونے میں آگے کر کے شخص قابل اعتبار ہیں، یہ چاروں شخص مدت زور رہے ہیں ان کے سے اس وقت  
 سے علم و فضل و کمال میں جو صاحب ان کے سے ہرگز ان لوگوں کی نہیں ہے ان کی تہ میں اور نقد میں جو  
 ان میں کو باقی میں اس شخص کی یہ ہے خود ان کے تہ میں ان کی حالت معلوم کیوں علامہ اس میں  
 میں بہت سے علم میں جو ہنگ موجود ہیں وہ ہوں سے کسی طرح ان کی تصدیق کرنے پر قادر نہ تھے  
 ان لوگ غالب شہرت تھے یہ جو یہی سادگی کے ساتھ دم رو میں آگے ہوں سے ہر وہ خط  
 خیر ہرگز نہ کی ان میں میں شکر و حمد صاحب نے ان کے سے نقل کیا ہے بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو  
 کرت طریق میں کوئی دخل نہیں در نہ وہ درس و تدریس کے ساتھ مشغول ہیں علم کہ میں ان کا شمار بھی نہیں جاتا  
 کہ ہم سے درجہ کے ان علماء کو ذکر کریں جنہوں نے ان کی خدمات کی تھی تو ایک دفتر مستقل تیار ہو جائے  
 ان چار مشہور عالموں پر ہم کفایت کرتے ہیں

بہ کچھ حال میں نہ منورہ کا سب سے، چونکہ حق سے وقت درجہ مسورہ میں موجود تھا اس لئے دہان کے اجازت  
 سے بھی زیادہ بیان کر سکتا ہے مگر نظروں رسالہ کے خیر سے، جتنا لازم کرتا ہے، یہاں بھی وہی طریقہ  
 یہ نہ ہی اور اظہار اعلیٰ کا، نہ رخصت اور ہدایت کے ساتھ چہرہ در تہم کرے کے حاصل  
 میں لوگوں پر رسالہ میں کیا اور چونکہ چند بجات طریق میں میں میں ہمارے حیرت کو بھی اظہار و فکر کی



یہ اپنی کتابوں میں شرط لگا کر کہ ہے یہ حدیث کی سیف و سحر۔ حقیقت میں ایک کدہ کی گردن کاٹ  
 کے ہے اور جن لوگوں نے یہیں شرط لگانے کا بھی مقصد کیا میں شرط ہے ہاں یہ ان لوگوں کے مستند  
 نہ ذکر کی مطلقاً صاحب اس آجی حقائق کے بعد بہت پر مصب ہشتاک ہو گئے تھے اور انہوں نے  
 ان سے ایک رسالہ مرتب فرمایا شروع کیا جس میں نام کتب میں شہ کی ذکر کی جو خود صاحب سے  
 تہی تھی اور اس کو اپنی طرح سے واضح کر کے بیان کیا اور ثابت کر دیا کہ مذہب بن سنت و الجماعت کا  
 اس مسئلہ میں وہ نہیں جو خود مصنفین کا دعویٰ ہے یہ عقیدہ خلاف بن سنت و الجماعت اہل صلال کا ہے  
 بڑی صاحب کی مقدار علی اور اصلی حالت کو اس میں خوب ذکر فرمایا ہے صاحب تہذیب شیعہ کی تو ان الفاظ  
 کے لیے ہیں سماتے جو بعض لوگوں نے بعد از مدھلین کی شان میں ایسے سن خلاق کیوجہ سے کہوئے  
 کے یا بعض نے بعض ناواقفیت واسطہ بھی کی بنا پر ذکر کیا تھا مگر نہ اپنی فرما کر ان الفاظ کو بھی رکھیں جن کو  
 مٹا برزخی صاحب نے اور بعد علماء مدینے ارشاد فرمایا تھا، وہ رسالہ اسی وقت ہندوستان میں  
 راجا پورے کے واسطے بھی گیا مگر تجدید صاحب کے ہم وطن لوگ مردوی متور بھی صاحب سے چھپوانے  
 کے واسطے لے گئے اور بالآخر امر دوز فرما ہیں اتک ڈالے رکھنا اب مولوی صاحب موصوف نے اس کو  
 بنے اہتمام سے چھپوایا ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ سیف حرم سے خود بریلوی صاحب کا لگانا  
 بیان کر اور ان کے مدعیوں کو ان الفاظ پر دھوکہ دکھانا چاہے، بریلوی صاحب کی حالت صاحب اس  
 کی گفتگو میں یہ ہوتی اور معنی صاحب اس طرح ان سے بچر گئے اور مسائن میں اختلاف ہوا تو  
 کو خوف ہوا کہ مبارک کی کرائی محنت سب عارت ہو جائے کیونکہ اب تو یہاں کے اکابر سے مخالفت  
 راجا ہوئی ہے اور ایک مجلس میں مجھے سکوت کرنا پڑا ہے میں اور لوگ بھی گر مسئلہ کی وجہ سے  
 نہ ہو گئے اور علی گفتگو ان کی بابت آئی تو بالکل قائل کھن جاوے گی اور یہ خبریں اور تصدیقات ہیں  
 وہی ملی اس کے اب فرار اختیار کرنا چاہیے، چ یہ مادہ بہت حد مدیسہ سورہ سے بھاگ آئے  
 دینی میں آکر یہ مشہور کیا کہ ہم نے بعد علماء حرم کو ساکت رہا کر دیا، مولا اس دروگونی کا کیا  
 تھا تا ہے کوئی ان سے پوچھے کہ بعد علماء کے آپ کے مکان پر یہ عقدہ نظر ایسی قسمی سے کیا گفتگو ہوئی  
 تو اور کس کو عاجز ساکت ہونا پڑا تھا، آندی ہوں یہی صاحب کے مکان پر صاحب یہ عقدہ مٹ کرے  
 سے لے گئے تھے تو کیوں، نبیوں نے تصدیق نہیں کی اور کیا گفتگو ہوئی جس میں آپ کو غیبی دیکھنا پڑا  
 مگر مدگی صاحب سے کہہ پیش کیا کہ میں حمد صاحب سے یہ بد رسدہ سید خلق صاحب  
 دنی مساعزہ کی استدعا کی تھی تو کیوں مساعزہ سے صبر ار کیا تھا، یہ جان کر





لیکن شریف صاحب نے ان لوگوں کو بہت ہی تمہیدات وغیرہ کہیں و وہ لوگ اپنے نفس و شیطان سے  
 شیخ برہنہ نقاد صاحب طرابلسی سے کہاں ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پید پانچا کے ہے ہو۔  
 ہیں اور جو لوگ اس رسالہ پر تصدیق کرتے ہیں وہ لوگ اس پانچا خواب میں مانتے ہیں چاہے میں جو  
 قصد کر رہا ہوں اس خواب کے: کچھ کہہ رہے ہیں کہ تمہارے ہوا، و بہت ٹال مٹول ہو کہ میں کی  
 جب مفتی صاحب نے رد دریا و تقریظاً و تفسیراً کی کثرت کا غرض تھا ہے اور اس کی کچھ حالت  
 ہم آگے ظاہر بھی کریں گے

صاحب ان دنوں و صوں کی تصدیق کرنا اگر آپ کو منظور ہو تو آپ بلا واسطہ طرابلسی کے شیخ  
 صاحب طرابلسی سے مدد سے سورہ میں دریافت کر لیں یا اصل احقر صاحب ہندوستان میں و  
 چوتھا دیکھا کہ اس رسالہ کو بہت سے کندہ ناترین جن کو اللہ کے نام بھجواتے ہیں سے جا  
 پھرتے ہیں اور لوگوں کو ترغیب دینے کی شاعت کی فکر کر رہے ہیں اور بہت سے ایسے محرم  
 کو لے ہوئے دیکھنا کارخانوں کوڑی کوڑی پنڈہ و ہوں کرتے ہوئے پھر رہے ہیں اس سے منہ  
 خیال کیا گیا کہ لوگوں کی اطلاع کے واسطے ایک مختصر رسالہ موسومہ اشہابِ اقصیٰ علی المستوفیٰ  
 شائع کیا جاوے کہ جس میں حضرت مجدد العصر کی پرورداری و دروغ گوئی و بے لوث اکام  
 کرام پر بہتان مندی کی حقیقت و اس کا اہل کی تفصیل معلوم ہو جائے تو ہوں اپنی خواہش  
 اور جو ائے شیطانی کے پور کرنے میں کی تھی جس کے نفع و ہم میں شب و روز لگے رہتے ہیں  
 اس مختصر رسالہ میں دو باب ہیں اور خانہ

باب اول۔ فزوی لینے میں جو دہو کر اور کہہ دفریہ کیا گیا اسکا بیان اس کے بہت سے درجوں  
 باب ثانی۔ در تہار اقر پر دزی براک و تفصیل جو بہ در اس میں و تفصیل میں فصل اول  
 در تفصیل اتہام بر مولانا کوئی رحمہ اللہ علیہ فصص ثانی در تفصیل تہمت ہوت، بجائے فصل ثانی  
 تفصیل تہمت بر مولانا گکوئی رحمۃ اللہ علیہ فصص سابع، تفصیل مسند اکابر و افتخار فصل  
 در تفصیل تہمت بر مولانا سہا پوری دام مجیدہ فصل سادس، تفصیل عبارت بر بن نافع  
 فصل سابع در تفصیل تہمت ثانی بر حضرت مولانا سہا پوری دام مجیدہ فصص ثامن در تفصیل  
 تہمت بر مولانا سہا پوری دام مجیدہ فصل ناسم در تہمت بر مولانا سہا پوری۔ در  
 ایسان۔

# بَابِ اَوَّل

توئی لینے میں جو دھوکہ اور کید و کینا اور ریسی پیو فریب، جہیں عامتہ دین کی نسبت  
 فریب بازی کی گئی، اس کا بیٹ

امام و اہم لگاے گئے ہیں جس سے وہ لکل رک اور پاک ہیں اور وہ عقیدے و درخیا مات  
 کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن سے وہ مقدس عامان ہندوستان کت بیر میں اور خود بھی  
 کو کفر سمجھتے ہیں، جس میں شریعین کے ناموں نے ان کے اسحاق تروپ دیدیا اور ایسا عقیدہ  
 کئے لوں پر کفو ترک کا حکم لگا دیا کیونکہ ہر شخص کا تباہی کر جیسا سواں موتا ہے ویسا ہی تروپ لکھ جاتا  
 ہے اگر یہی سوال لکھ کر کسی شخص پر بھی برام اور بہتان لگا کر سدوستان کے ناموں کے  
 سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی کھڑے ترک کا حکم لگا دیں گے یہاں پر منور تو سے حضرت مورا، گنگواری  
 جہ لکھنؤ کی خدمت میں گئے کہ جو شخص شیطان نورسوں سے لکھنے کو کھو  
 کے اس کا کیا حکم ہے تو آپ سے توئی اس کے آخر کار یا اور ہر قدری سے ان کی مبارک بھی نقل کریں  
 گئے اس سے جس میں شریعین کے جس عقیدہ اور حیاط ناموں سے یہ لکھتے ہیں کہ گرساں کا یہ لکھ  
 ہے اور ان لوگوں کا فی الحقیقت ہی عقیدہ ہے تو وہ کا فر جیسی ہیں چن چنہ بطور خود پسند عاموں کا  
 کہہ توئی میں سے نقل کیا جا لیتا ایک نام مرستے میں میں ان حدیث لایا تو لی حدیث انہا کا علی  
 مسوطی حدیث ہوسہ لا سبغہ نہ من حدیث میں جو قس ان کو کا نقل ہو اور جس میں  
 سے اس رسالہ میں لکھا ہے کہ عقیدت سے عقیدہ رکھا سو وہ مستبک ہے بلکہ موعودہ ہر ما  
 سطر اور حسام حرمین ہی توئی علی مولفہ ہر لکھی حدیث حدیث ہر لکھی حدیث ہر لکھی حدیث  
 حاصل ماد کتب نقل ہر س قوں میں گئی حقیقت میں دوسرے کا بھی حال بن حرم سے چھانے تو  
 ہا میں تاریخ میں اس حدیث کو ترمذی میرا تھا اسطر ہر میرے نام کے میں وہ دہر دہی  
 ک حدیث کدی ہوئی کہ ہے وہ بے شک کا ہے بلکہ موعودہ ہر لکھی حدیث ہر لکھی حدیث ہر لکھی حدیث  
 اور جسے عام سے تہا بتوں سیاہ کی در بہت نہیں سے یہ لکھ ہے اگر ان لوگوں سے وہ ہیں، بت میں  
 ارنگو ہر لکھی حدیث ہر لکھی حدیث ہر لکھی حدیث ہر لکھی حدیث ہر لکھی حدیث ہر لکھی حدیث  
 تو حدیث و مولانا اثری علی صاحب سے سول مذہبی مذہبی اسلام میں عقیدہ ہر لکھی حدیث ہر لکھی حدیث

کے کفر میں اور واجب انقل ہونے میں کچھ شک نہیں غرض عبادت یہ ہے نہ سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ

میں اور نہ نبیوں کے دینوں و رسوں کے دینوں کا سبب حد و حلیل احمد و

اسکوف علی الحد کو دینوں کے ساتھ ہی لکھ رہا ہے و خوب تشاہد معلوم شد تقریباً ۲۰۱

پانچویں حکم طویل تحریر میں یہ الفاظ ہیں حد حکنہ لغویاً، اور زیادہ معاصی ان سنت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ ہے کہ اس نے کہا ہے کہ جو اس کے رسول کے ساتھ

جو کہ لے گا وہ ہے تقریباً غیر ۳۲ ص ۱

کسی مصنف مزین نے تو عقیدہ نصیحت کا حق خوب دیکھا اور اسی جرم میں اس کی فکر تقریباً سب سے

آخر میں ڈال دی گئی ہے وہ کہتے ہیں ہادقت و تحقیق سبب و ہولاء لغویاً ماہو مبینہ فی سورۃ

قصہ دہانہ بکھر بکھر ہے اگر یہ تہمت کو پہنچ جائے اور تحقیق ہو جائے وہ بات جو کہ اس لوگوں کے

مذہب کی گئی ہے جو سواں میں یہ تہمت کی گئی ہے اس کے کفر کا حکم لگا دیا گیا ہے ۱۵ ص ۱

اپنے اور سارا میں خواہ کدو کی سے دلوں کے قول کا حد مر لکھا ہے وہاں نقل کیا ہے کہ جو تو

کا عقیدہ بودہ کا فرگاہ ہے، تمہید ص ۱، کے چل کر نقل کیا ہے کہ جو حال تم نے بیان کیا اس پر وہ

دین سے باہر ہیں و ملاحظہ ہو تمہید ص ۱۵ ص ۱

ان لوگوں کے اقوال کا کوئی دیکھنے سے چند ہمیں معلوم ہو میں اور جن حضرت کے کلام میں

یہ نہ ظاہر تہمت نہ کوئی نہیں ان کا بھی عقیدہ ہی ہے کیونکہ حلقہ تو اس شخص پر ہے جو ان لوگوں کا عقیدہ بودہ

ہے کہ اس میں جو نہ لوگوں پر گاتے گئے تھے، اس میں کوئی سچ گئے ہیں کہ ان حضرت ص ۱۵ ص ۱

جو خود مشہور ہو گئے ہیں کہ ساریہ بائیں شخص ابتدا اور حقیقت ہو اس سے ہوں سے کلمات، عقیدہ کے

دیکھیں میں اس کو کچھ وہاں بودہ بدعتی کا گردن پر سنبھلے ہو رہی ہیں دویم یہ کہ انھیں ۱۵ ص ۱

یہ ہے جو اس حد میں سے، غل کی قسم کی واقعیت ہیں رکھتے تھے جیسا کہ ہم نے کیر ستم

میں دیکھا ہے ورنہ وہ گردانہ ہوتے ورنہ حضرت کو حد خود سزا نہیں دے سکتے تھے

مابں عقیدہ کہے تو ان عقیدے غلطی تھا علوں و رہبروں کی کیا ضرورت تھی اور اگر ان کی زرگی اور تقدیر

واقع ہونے تو ان کے متعلق یہ ستم کیوں کیجئے تھا کہہ دی عقل رکھے وہی دینی تامل سے ان میں

و بچہ سکتا ہے موم جیسے شہین کے نوک کھن مقدس برزخوں کے عقیدہ، میں یس نہ کہہ سکتا تھا

اسی باتیں لکھی تھیں جو اتفاقاً دیکھی ہیں وہ دھوکہ میں گرفتار تھے و یہ:

دین میں جو ہیں کچھ رجب ملتا ہے جو یہ لکھ کر کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ بودہ کا مسرہ میں تو



وہ کو کب ضرر ہو اور تہ پہ کھڑے کسے لگ گیا انکا یہ عقیدہ ہے۔ یہاں اگر نکالتے تو اس پر لگا جس سے بہتوں سے اور کچھ معطل رہے۔ یہ سب علیہ کے غائبوں کو دھوکہ دیا اور انکا بھلا دھوکہ کو ویر سفیر میں تشریحیں کی دھوکہ دیا کے ہے

جو بہت ن اور بہت سے۔۔۔ گوں پر لگا کر غم کا موتی حاصل کیا گیا ہے، اسکی کس قدر **بیدار** تفصیل ملاحظہ کیجئے اور بعد ازاں تفصیل کے، شائستہ افغان لاجوں پڑھئے

**بیدارانی اور بہتان عظیم**

اور بعد ازاں سے۔۔۔ سوں اور صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان۔۔۔ بنے  
میں عبارت یہ ہے: **واللہ اعلم**۔۔۔ ص و درات مدین و ص و اللہ رب اعظمین و سوا س سوا  
میں ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں **میرا** اور **تہ** تہیاتی صفت پر لکھا ہے، جب ماں صریح لگا۔  
وہیات دین و دشتام دہری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوں رب لعین۔۔۔ لکھ سے دیکھی مگر اتنی بہت  
ہوتی کہ کوئی مٹان بھی دیکھتا کہ مولانا رشید احمد رحمت اللہ علیہ اور مولانا شرف علی صاحب صاحب مولانا  
کا نام جب رحمت اللہ علیہ دیکھ رہے تو کسی مرویات دین کا لکھا گیا ہے اللہ مرزا اعلام احمد علی ضروریات  
کا لکھ کر تھا مگر اس کو ان سے کیا وسط دیکھا تو اس سے عقیدہ سب کے ساتھ کیسے چسپاں ہو سکتا ہے  
تہ اذلیل و تکبیر یہ سب کا۔۔۔ خود ہی کرتے ہیں اور بار بار اس کے متوسل اور انتہا رت اس کے، یہیں چھپ چکے  
تہ بیکر الخطاب الطیب

**کیسے ثالث بہتان قبیح**

قادیاں کے تمام عقائد باطلہ اور دعویٰ نبوت اور دعویٰ حدیث و  
جدایت اور اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام سے افضل بتلانا دروغی کا  
موتی کرنا دھیرہ و دھیرہ کو تین چار طرف سے تفصیل سے لکھے کے بعد چند بزرگوں و نقادوں اور دستاں  
ہوئے سیکر کہتا ہے کہ یہ سب اہم ٹری سوت میں سرگ ہیں صرف بعض امور میں اختلاف ہے چنانچہ کتا  
تہ لغز دوم مع اشتراک صفت ناطقہ ادا ہیئت اسگری مندوں و ہما یہ صبر علی اسما و فرحمہ سے  
رنگ باوجود مشترک ہوئے کے کے کے سی سی معیت میں ملاقہ ہوئے ہیں چند ایوں  
تہ تہ ملاحظہ ہو ص ۱۰۲ صفحہ ۱۰۲، صرف ظاہر ترین کو دھوکہ دینے کے سے تمام حد قادریوں کے عقائد  
میں یہاں اپنی حدت کیسے تہ صحت کر کے لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب لوگ ایک ہی  
عقیدہ اور دیاں کے ہیں کچھ حقیقہ ماحول ہو گا چونکہ مرزا اعلام اللہ باطلاق ہیں صحت و صحت  
ہے اور فی حقیقت ضروریات دین کا منکر ہے، ہذا، بی حرمین سے لکھ و رتہ اذکاتوں دیکھا د

سب پر ایک حکم لگا دیا کیونکہ وہ سب کو جسوں نے اور کسے۔ جتھے بند بک چاہا۔ مسزئی کہ اب  
 صاف لکھ دیا کہ یہ سب لوگ باہم شریک ہیں، مگر ہندوستان کے غلوں پر رنج کی مجددی تفسیل کا یہ حال  
 جلی مکا کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں۔

### کچا عیسیٰ کجا و جب لانا پاک

کچا عیسیٰ کو نہیں پا کیا اور کچا سر آمدی نبوت سب نماز لیتا مگر قاریوں کے عقائد میں بد عوی شریک  
 اس لئے کہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں یا حظ ہو حد تہید ہے یہانی  
 پندرہ میں مرزا نے بھی صرف یہی دعویٰ کیا تھا کہ میں کج ترقی لہے کی طرح بد عوی کا وار ہے  
 اہل نجد و یارت نصیب دی ہوئی اور یہ لگنے نہایت کمزور افتراء تیسے۔ ہانا ماہر دیوان رسولی اور  
 کا وبال ساتھ لائے، بربر کی مجددی القدرین کے زحما سے خوف کیا رسول نہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما  
 کہ مدخر و مدید طیبہ میں شیطنت کا حال پیلدیا مگر وہاں بھی وہی عہدات دھوکہ میں آئے جو برہان ہور  
 ذاتی و انقیات ہیں۔ رکھتے تھے اور جو لوگ مقدس زنگوں کے حال سے واقف سے انہوں نے اس  
 دروازہ پر سے دیکھ دیا ہے نظر لیا غلط نہ تھا۔

علا حرمین کو دھوکہ دینے اور حضرت میں دیکھنے واسطے اور انکا  
 حمد قادیانی کو دیکھ گیا اور اس کے اقوال خبیثہ کو تمام کمال نصیب

### چوتھا بہتان اور فریب

کے ساتھ ذکر کیا تاکہ عدا حرمین کو بھیجے۔ گی حضرت جاوے اور مقصد ہراری کجا دیں پوری طرح مکر و  
 میں جاویں اور ہرگز خدا صاحب کو غیظ و غضب ابن عدل سے نہیں اسب جوتا تو پھرے کے تو  
 سرا و ہریت سے پر اور ان کے یہی کفر کی نصوں کو جو سہرا حوض تنبیات کی کا عت سے بھوکے ہیں اور  
 کرتے ملی ہر اقیان میں میر مظلومیں رزاق فضل فرمایہ وغیرہ کے حالات اور تنبیات کی ضرورت بھی گیا  
 نہیں پیریت و دہریت کا زور شور درالطاب اسد مکار کے دعوہ سے ظہر کچھ ہے وہ ایک  
 مانم پڑھایا سب پھر کیا وجہ کہ مجددی تنظیمیں صاحب نے اس کی ترویج میں یا عیسائیت کجالات میں  
 کے جواب میں یا غیر مقلدوں کے اہل علم میں سب تک تصنیف رکھنے لیا، آپ کی تصانیف سب کجا  
 بل اسلام و تقنین و تکفیر کا مددین سے بھری ہوئی ہیں آج تک نہیں ہیں سب گیا کہ آپ سے کسی  
 عیسائیوں کے رد کا اثر اٹھایا ہو یا یوں کے ایسوں کے سے کوئی مجلس مسجد کی ہو کسی دعوہ میں کسی  
 میں کسی حصار میں ان کے سب بٹا باروانہں کے مباحثے کی گفتگو کی سو مطلع امت آپ کا جواب  
 میں کبھی کو چہ متاع علیہ و ذریعہ سے تمی و صحت ہی ہیں کہ آپ کی بیویات و جزیات بر تو م کرتی

پہلے اس کا جواب کاغذ میں اس تاجِ مہتاب میں در سکوت و اعراض عن اللغو کی وجہ سے آپ کو  
 صبح نہات ہوئی کہ جب تک ہاں کی آہ و زاری نہ ادا ہوگی کہ کوشش کر کے اپنے لقمہ چرب اور تہرب کی  
 عینیں کھائے اور کھینچ کر سو آپ کو گناہ و غضب و منکر وہ عمار میں سے تار کرتے ہی نہ تھے اور نہ ہیں ۔  
 ہوا میں بھی یہی حال رہتا تھا جو وہ سو یہ تہرب یہ شوکت کہاں صیب ہوتی ، یہ سب علماء حق کی گالیوں ۔  
 ان تکفیر اور ان کی عینوں کا طعن سے حیرت بھی ان کی کراہت ہے کہ ان کی گالیوں کے ہی پھیل سے  
 یہ کہ اور آپ کے ہو خواہوں کہ وہ وہیں تھی یہ مردہ حضرات آپ سے بے انتہائی کرنے نہ آپ کو  
 رقی سہرت و طاقت و امگیر جو کہ سوجب تکفیر عمار اسلام جو ۳۰۰۰۰ تہہ آپ کی گرم ہازری ہوتی رہا دیوید  
 یہ کہ بعینہات اور ان میں کہ کہ شریعتوں کے اس طرف توجہ کر کے سو اور خلاف شان اقا علیہ السلام  
 رہتے تھے آپ کی ملی راہیں در دنگو یاں اور دعا کی باطلہ کو فر دتا ہوتا بیشک آپ نے فرل معترف  
 یہ کہ ہاں فیر علل کے تہہ مقصود میں کیا اگرچہ قصہ پیشاب کندہ زمرہ کا حال کیوں ہو ہو ہو  
 جرمیہ کرنا تو آپ کے فرما آپ کے غلطی اور آپ کے گرد آسپا گروہ کیا ہم ذاتی ہے آخر بل ابو اور بدین کے فرق  
 عینہات اور افضل کے چھوٹے عینی آپ حضرات کی ہیں صحو ان کے یہاں سب صحابہ و تکفیر ہوا  
 انصار داخل دین سے تو ان کے یہاں سب علماء و تکفیر عمار ہیں کہ عقیدہ ہے چہ کچھ بعد صاحب نے  
 پنے رسالہ عقائد میں اور اس کے شمارہ حیدر آوری نے خوب تفصیل اسکی کی ہے اگر ان کے یہاں  
 دشمن انسان کی وجہ سے حیدر و سو اعیان ہوں ہے تو ان کے یہاں جمیع احکام کے لئے سورینہ مناکیر تفریح  
 بیوم ہیلیم ماجو گور پستی وغیرہ کے درانے شیر ماہریں اور اگر ان کے یہاں تبرعن لصلیہ رضوں التبر  
 مہر و حل مجلس ہے تو ان کے یہاں تبر عن اعطاء و دخل مواظبے کر ان کے یہاں ابدا بن سنت موجب  
 تر ہے تو ان کے یہاں تکلیف کی و دروزی اہل حق مستوح رضی مراثت ہے وہاں اگر اٹک  
 بر ذوات مہر ات و شہر اہر مجاہد کر ام و انہر اعلام ہے تو یہاں بہتان جدید بر طار اسلام اور دروغ  
 بر عطاء شریعت ہیں وہاں اگر چہ اذ غونی محبت ادویا نہ اور ہوں لند صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ اگر  
 کی ہے تو یہاں بہت ہے وہاں تکلیف کی و دروزی اہل حق مستوح رضی مراثت ہے وہاں اگر اٹک  
 تفریح میں سرگرم ہیں جسکا جواز ان کے ہاں ہے بلکہ صحابی چاہتے ان کے نقد ہی ان کے عقائد سے بہت  
 کہ انہوں نے تحقیق کر کے سب پہنچا بیٹھا اور اہل حق کی وہی حالت ان کے عقائد میں پانگاہوں کی سنت کی مقام و واقعہ  
 یہ کہ وہ انکی وہی حالت طاہر و ہر کچھ کا جوہر واقعہ کی حالت عقائد میں سب میں ہا اور انکی وجہ سے  
 انہوں نے کبھی تاہید سلام اور تقویت میں ہجو میں نہیں آئی آپ نے کبھی نہ سنا ہوگا کسی روانہ نے

جیسا نہیں، آریوں، اتہ ہوں کے ہفتہ میں کوئی کتاب لکھی یا ان کا راز کو جو عیدہ کی طرح اس سائنس کو  
 پائیں گے اس پر عاریتی کا ذکر بھی محمد صاحب سے فقط اتہ . در سببہ انتقاد کہ یہ چنانچہ  
 تسمیہ شیطانی کے درجہ درجہ میں سام کے فکر کے سے بڑی ٹیٹا سے سے منہ منہ است عایت کو شہ  
 دہلی اس کی کا رہیں کی نظر تو صاحب در یہ بیشک کہ بڑے تھوڑے کہ جس کی جسٹہ صاحب در میں  
 موقع شک و شبہ کا نہ ہی ذرا . ان کی سے ان کے ان . اتہ عیادت علیہ و وجوہات عقیدہ سے غلطی  
 میں کی طرف نظر نہ مالم کو شہ صاحب علیہ میں میں واجب خاطر نہ تھا ضیاط سے نہ وہ صاحب در  
 اور زیادہ تر محتاط لوگوں سے کہیں لگ نہیں . میں اوصاف جواب . یہ . گہیچان تہ بھی ۲۷ تو بیشک  
 مقصد براری میں سختیاں و دشواریاں پیش آئیں .

حصہ شمس لہ من مہوینا محمد قاسم صاحب ، اور توئی حجتہ شمس  
 حصہ شمس لہ من مہوینا تسمیہ در کنگوی رحمتہ علیہ در صاحب مولانا نور

### پانچواں بہتان و مکر

غلیں حصہ صاحب مولانا مولوی شمس علی صاحب در صاحب فریضہ حاجیکہ اکابر اور دیگر نصرت علیہ السلام  
 و سپاہیوں در وہ در و سر د سار و غیرہ ایک ہی جستان دریت کے گہکے کنگرہ در ایک ہی گہکے سا سار  
 کے سر د سار دریت : ہمد میں ، ہمد میں ، ہی سے یہ جو نصرت تجار شکرہ اور خادم نما سے دن  
 اللہ کے یہ سب نو بہال درجہ سے مہرہ میں ساق سار سہ نصرت شمس علی علیہ یعنی اسے بڑی شہ لہری  
 حضرت مولوی احمد علی صاحب در صاحب لہری . حیرت ان کا برکت ذات پاک سے سسلی علیہ نصرت  
 میں در نہاد برکات طرق ، لخصوصاً طریقہ ہشتیہ صبر یہ قدر سوار دریں کے خاص خبر سے  
 نالی سے ہیں

اصحاب بہتہ کا بریکہ روح چند فی ب ، اور ایک معنی وہ سب مطاہیں ان کے خیارات و عقائد  
 ان ایک ہی ہیں ان کے عقائد ، مریدین ، تلامیذ سب یک نہیں دیک عقائد ہیں وقت ان کے  
 عام صلحہ و مضیبت نبویہ کے نمونہ میں . ان ہی مختلف فرسے ہیں اور ان کی کالہ میں گمراہی  
 خبریں کو چونکہ عظمت ہوں اور امر ظہیر ثابت کرنا تھا اس سے ان سب کو علیحدہ علیحدہ فرقہ گردانے اور  
 ہر ایک کو ہی پی آر میں مخالف ثابت کیا ہر ایک کا گروہ بچوہہ ہر کیا تاکر ان لوگوں کو زیادہ تر تو  
 کرتی تھے اور وہاں اخبار میں کہ مظلوم ہوا جس سے ساری تہ کی گئی ہے ثابت ہو کہ وہ بے  
 و دروغ ہونے و دعویٰ موعایہ سے کہ وہ نہیں کرکئے فرقہ ہاں اس کا مدد کر رہے بلکہ  
 صاحبوز . جو کہ لہر لہر مادی یہ فریب تھوڑا میں سے لہر عالس کہ سنیٹ و بے جس کو



یہ جیسے کچھ میرے ہاں حضرت کا فتویٰ دیدیں، اور یہ لفظ ہدایت کو متروک رکھیں، میں تصحف غلو لول سے انکار ہوتا ہے، یہ کہ ہے، جہاں تک عقائد و باہرہ اور انکار کے مسقطات و اعمال میں رہیں، آسمان بلکہ سما سے انکار فرق ہے، یہ حضرات، کل سلف صالحین کے عقائد پر ہیں، امام عظیم حضرت عبداللہ علیہ السلام اور فقہائے کبار کے طریق پر ہر طرح ملنا، وغلا کار میں سرمولقات کرنا نہیں چاہئے، سوگ انکار ہر طرف، ہر حصہ ہر طرف رہا، ہر ان کا معمول بہا ہے۔

اب میں چند عقائد و باہرہ کے اور اس کے کتابوں میں انکار کے کلام مختصر عرض کرتا ہوں کہ میت کو روحوں سے آپ سبوں پر دھج ہو جائے، کرکس درجہ کا افترا اس بزرگوں پر کیا جا رہا ہے اور یہ خیال دورا کے اتباع کس قدر بل حق پر ظلم و ہیبتاں بندی کر رہا ہے، محمد بن عبد نواب کا عقیدہ تھا، تمام عالم و تمام مسلمان دنیا، متہک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتل و قتل کے امور کو ان سے چھین لیا، عدل اور جا کر بلکہ واجب ہے، جہاں تک نواب صدیق حق سے خود اس کے تہذیب میں ان دوروں میں ان کی تفریح کی ہے، حضرت یہ دونوں بیشک نہایت عظیم تہذیب میں پیدا ہوئے، انکار میں تہذیب اس امر کا ہے یا نہیں اور اگر ہیں تو کون حقیقتاً شاخ محمد بن عبد نواب کا ہے اور اس کی تحقیق تو ابھی ہی جاتی ہے، گرا، مرتانی کے بارہ میں آپ خود میں فرماویں، وہاں الجہد میں نے جہد ہندوؤں کی تفسیق و تخریب کی جس میں اس وقت یزیدوں عام شریک تھے، جہاں مساو و مساوی تفصیل و تفسیر و تفسیر کی حاد کو ن حضرات کا بلکہ روئے میں پر پھیلنا ہو، سب علموں کا دیا ہے، یہ و فتاویہ وغیرہ وغیرہ ۱۸۶۰ء میں دہلی میں دہلی ہندوستان میں ہی ہوگ اور ان کے تلامذہ جن میں سروروں ملکر، انھوں نے ان میں سے میں وہ جو ہے ہیں، اور مشا اللہ، حرب علی علم، لہو، ان یوم، بقیام ہو ان کے تھے، یہ سرور بھی مشا اپنے شیخ نجدی کے ان جملہ کارہ سے شناخت جاسکتا ہے، حرم جہاں تلے ان کو اب وہی درخت ہتک کرنی اور تکالیف نفسی، زمان سپانی واجب کہتا ہے، چاہے اس کے رسد کی ابتدا، و حرم سے ان نکالیاں ہے، یہیں یہ جنتیک یہ پورہ پورا پنج اپنے شیخ نجدی کا ہو اور وہ اور اس کے اتباع و اپنی ہیں، اب ہر کچھ کلام مختصر، کارہوں کے رکھنے میں کہ مسئلہ تفسیر مسلمان و تفسیر مومنین میں کس قدر حقیقت کو کام میں آتا ہے۔

مطالعہ سندھ یہ ۱۸۴۰ء میں حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ، امرہ مسترحا حدیث، حوزہ علمیہ دہلی میں لکھواتے ہیں، تیسرا یہ کہ حق تبارک و تعالیٰ نے انھیں کیسے تہذیب کی تہذیب سے ان سے فرماتا ہے، جو کہ حدیث بخاری میں ہے کہ جب شہادت سے وہ لوگ بھی رہتے تھے، ان سے

ہستی میں یہ حکم تھا کہ "لا ادری فی قلبہ الا انی اذنی من جودل تو فرما علیہ السلام  
 کہ اسے شکایت نہ کی کہ یہ جو لفظ "لا ادری" ہے اسے تھے تو حق مانے اس کے آپ میں  
 نہایت کو قبول فرما کر جو اس کو نکال کر وہ جنت پر ڈالیں گے و جب آیات سے وہ حد میں ڈالے  
 جنت میں داخل ہونے سے اسے کی تو ظہر سے حدیث سے واضح ہے کہ یہ قوم "لا ادری" کہتی تھی مگر  
 درجہ نیکیوں کے نسب میں رہتا اور تھا تو یہاں تک کہ کسی حدیث کو مسلم نہ ہوتا تھا اور یہی حالت تھی  
 یہ وہ درجہ درجہ پہنچی تا وہ اس میں جنت سے بھی ادنیٰ درجہ میں تھا کہ جس کو اس قدر ریح سے درجہ پر پہنچا  
 رہتا کہ وہی ان میں سے کسی مرید کی اس قوم سے ہے تو یہاں کا وہ درجہ کسی ملک اور رسول کو  
 میں اہم ہے نہ جو خدا سے موجب نجات و معتر ہے پھر کسی قوم کو قطعی ناری کہا اور کسی درجہ حقیقی بیان  
 عقارت کی نظر سے نہ دیکھا جائے اسے وہ سب سے فقہاء و علماء الرحمن فرمایا ہے کہ وہ جوہ میں اگر  
 نہ درجہ ایسا ہی ہوگی جو کہ حقیقی مومن کی ہے اور نہ وہی جو درجہ مریدانہ فقہاء کا ہے یہ نہیں بلکہ کثیر  
 اس میں سے ایک وہی ہو جیسا کہ ہے کہ یہاں کی بہت بڑی عظمت ہے کہ تھوڑے تو حدیث سے  
 اس خاص حق سے کسی ہے وہ ہونے حد پھر جس کی جلد میں یہ اور صفت خاصہ داخل ہے اگر چہ کسی قوم  
 میں ہو وہ کس طرح مقبول اور صحیح نہ ہو و چونکہ اس کی تہذیب و اصلاح کے واسطے ہے و فقیر  
 درجہ کے واسطے اور ظاہر صورت عدب ہے جیسا اس میں کو رہتا ہے وہ خوب کو تربیت سے رہتا  
 تا ہے مگر وہوں میں "ق ہے لا ادری" حدیث "متروک" لہذا صحت و لا الحمد و هو  
 حدیثی قدیم سے یہاں ہے چاہے کہ جس کے قلب میں قسرت ہے کل باجوہ جو اس کا کیا مرتبہ  
 نہ ہو اس قدر ہی حد کہ اللہ فی اللہ رہا احتراق حدیث صحیح ہے اور جس کا قلب کھوڑا شاہد حق  
 نے زندہ ہے وہ کسی حد کا اور معیت سے بالا اس اور محفوظ و مقرب حق تبارے کام گاہ حدیث تدریج  
 درجہ کے تحصیل کا سول دلائل سے بھی کئی نہ تشریف ہے۔

ہر ایک میں سے  
 میں تھوڑے نہ کہ ست تہی  
 کتبہ درجہ میں سے ہے یا ہے یہاں سے وہم تہذیب میں اور وہ کے وہاں

ذہبہ درجہ ہوا، ختم ہیر جیہ ہیر کا فرمانے کی کوشش کی گئی کہتے ہیں۔ یہ امت محمدیہ کی نصیب  
 نصیب کر سکی کہوں در رت کجانی ہیں کیا یہ لوگ کب سور عید سدا م ہا موند کب سوکتے ہیں مگر گریہ  
 کی یہ امت کا یہ کام ہے کہ روڑنگا مھوں کو بگاڑ بگاڑ کر ہر پتوں کو قطع و برباد کر کے کھانڈوں  
 کا ٹرپا یا لٹا۔ رت ہوت اور علم نہ ہوت کا یہ ثقہ تھا کہ روڑنگا مھوں کا ٹرپا کو سامنے لیا  
 کہ مٹاں میں نہ ہتوں کو ایقین ہیں، عمل کرتے ہیں کیوں اللہ عید سدا م سے ہی عید پر تھا، کیا  
 کر مٹے ہی کی تعمیر و تھی کیا سب مسائل کا یہی حق تھا، ہوسوں سے ہوسوں سے اور ہیر کا خون  
 سے ٹانگیں پھین دیتا تھا وہ مٹی اس کے ٹلو پہ بچاگی میں، بلکہ یہ لوگ تو وہاں سے روڑنگا  
 و تھیں تو میں میں بد جہاڑ گئے ہیں، ہوسوں سے ہی وہاں سے روڑنگا مھوں کا ٹرپا

انصافی ہیرو لہرحد ہم داد عامیۃ الیہ و لا حرج لہم

۱۲۴ انجیری درس کے آج کا ہنگ ہی عقیدہ ہے کہ ابیہ ریشم سدا م کی مہات لفظ ہی  
 آج سے تک رہا، یا یہ تھے سدا م، اور دیگر کوششوں میں یہ ہیں گریہ و مات  
 حیویت قرون بیات۔ یہ ہے جو کہ امت کو ثابت ہے ہوسوں کے عہد محمدی کے قار  
 گریہ سدا م و ریشم۔ لوگوں کی رات سے عداوت کو کہیں کار، مانا پر راجا، ہیں رہا ہیر  
 ہیری ملہ اسلام سنا جاتا ہے اور ہوسوں سے اپنے سدا م میں کھنڈ ہے، اب طور فرما  
 ان کا بکے رساں اور ثقہ و تھ، لکل اس کے منہ میں صرف ہوا، ان انورنی فلان لہ سدا م  
 نے ایک مہت بڑی محمد کتاب کھری، ان جو کہ مشہور ہیں، ہوسوں سے ہیں کس روڑنگا مھوں سے حیوت ہوی  
 ترس گیا ہے اور جب، ہل مہت و ایشیت اور قساں ہوت ہیں کس اور جب، رقت کے سدا م  
 مرانے ہیں ہوا، نگوی حدس لہ سدا م، یہ شیخہ در سدا م، ریشم کی لکھی تھی کہ قار ہیر  
 میں چو کہ ان مسند میں خصوصاً ان فقہ کی عدا میں ہن طوں میں واقع ہوی ہیں، و سدا م سے  
 مضمون میں نصیب و جانا چھے، سے مشہور ہیں اس سے قوں طوں میں قوں نہیں کرتا ہوں اس کا گویا  
 اب حیوت، وہ ریشم و سدا م، حین و طاق فاسیہ و ریشم، سدا م و غیر ہیر، میں دیکھ سدا م  
 یہ ایک خاص سدا م ہے جس میں وہاں سے عدا ہیر کی مہلت کا دور، رہا ہوں، سدا م سے

آئی میں مسند میں از مسند آسہ کی دس سے وہاں ہی کی مٹ ہیر ہوا ہے

۱۳۱، زیار ہوں مہول صلی علیہ وسلم و حقہ در کی آستانہ فریو، ناظر ہوں، وہ لوگ، ناظر ہوں  
 ہیر و عیدہ کھتا ہے، کہ طوں میں مٹ، سے سفر کا مہطور و ناظر ہوا ہے، لہذا



الخفة مساجدان کا مستل ہے لہذا ہمیں کے سوز سے کو مہم امدادی کے رہ کر ہونا چاہئے  
 یہاں مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو حضور و سلام دے کر نہ جوں میں عطا ہو و سلام کو نہیں پڑھتے اور  
 طرف منور ہو کر ۔۔۔ پیرہ ۔۔۔ ننگے ہیں ۔۔۔ اور ہا سے کا ۔۔۔ میں بھی ہر طرح سے کلاف  
 نہ لانا عیب کے لئے ہے ۔۔۔ میرے لئے ۔۔۔ حضور کر مصلی سے عید و سلم کرنے سے پہلے میں من حج و عمرہ  
 رہتی سے حائف اور میر ۔۔۔ کے لئے حائل میں ان بعد کا ۔۔۔ حضور کا حرم میں کی فوت تالی  
 کے دیکھی آسند ۔۔۔ جوئی حاد ہوئے سے ۔۔۔ پو کے کھانچے تو کیں کر گھٹت و عقیدت معصوم کی عید  
 عید و سلام کے گد پ ہیں سریت کے ہوئے ہے اور شراب حد میں عقیدت کوئی  
 میں تشریح اسلام کے سرت میں یہ کرم ہے میں ۔۔۔ گاہ مانی سے کہتے ہیں ۔۔۔ چھتاسے جلی ست ماہ میں  
 میں گھری جسمی اور با عاہدی کے شب و روز میں دیکھو ۔۔۔ عورت کا عقیدہ ہے کہ حضرت  
 حضور اکرم علیہ سلام افضل نعمات میں سے ہے ۔۔۔ جب کے ہے حضرت ۔۔۔ حضور  
 نہ تہ علیہ روئے ۔۔۔ تک میں پھر فرماتے ہیں ۔۔۔ میں جا کے کہ یہاں سے روئے منہ ہر دیکھا  
 یہ حضور و سلام کی نفس مسنات سے ہے بلکہ بعض کے قریب واجب لکھ ہے اور پھر عام علی اثر  
 یہ وہ لے فرمایا کہ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوگی  
 یا ہے کہ جو کوئی میری زیارت کرے اور اس آئے میں اس کو نفس ۔۔۔ زیارت ہی مقصود ہو اور  
 کی حاجت نہ ہو تو پھر حق ہوگا کہ میں نہ کا قنارت کو جمع ہوں و ۔۔۔ یہ ہے جو کوئی نہ انتقام میرے  
 ان زیارت قبر کی کرے تو میں اس کے لئے جس سے حال زیارت میں میری زیارت کی ہو ۔۔۔ جس شخص پر  
 رحمت ہو تو ان میں کوئی کر لیا ستر ہے اور اختیار ہے کہ چاہے حج پہنچ کر سے یا مدینہ سورہ پہنچے  
 ہونے سے غرض جب عزم میرے کا ہونو بہترینوں ہے کہ بیت زیارت فرمادہ کی کر کے جاوے تاکہ سعادت  
 میں حدیث کا ہو جاوے کہ جو کوئی جس میری زیارت کو آوے شفاعت میں کی مجھ حق ہوگی تہی کلام  
 شریف میں اس عبارت شریفہ سے چند باتیں معلوم ہونیں۔  
 ۱۔ یہ کہ سفر برائے زیارت حضور اکرم علیہ سلام کو ہر ۔۔۔ ہے بحدیہ یہ کہ وہ اس کو حرام جاتے ہیں  
 دوام ذکر پر امر عبادت میں سے ہوگا اور سحر میں حائل اجر میں کا ہوگا  
 ستون یہ کہ عبادت یا تو سعادت میں علی رہے کہ سب سے تہ و سس لڑکدہ کے طہ علیہ جس کوئی یا قریب و جب ہے۔  
 ۲۔ یہ کہ جو حدیث میں ۔۔۔ میں اور وہی میں وہ سب قابض اختیار و عمل میں ۔۔۔ سب باتوں میں وہ یہ  
 اور عزت میں اور وہ حملہ حدیث کو ۔۔۔ رہ میں ہر صورت میں علی درجہ کی ضعیف جاسے میں



بوسہ عقیدت و نسبت ذات رب تعالیٰ سے ہے اور یہی حق ربی حقیقت ہے جس سے  
 ہر شے پیدا ہوئی ہے۔ اور یہی حق ربی حقیقت ہے جس سے ہر شے فنا ہوئی ہے۔  
 اور یہی حق ربی حقیقت ہے جس سے ہر شے قائم ہے۔ اور یہی حق ربی حقیقت ہے  
 جس سے ہر شے قائم رہتی ہے۔ اور یہی حق ربی حقیقت ہے جس سے ہر شے قائم رہتی ہے۔

تو غز کون و مکان رہو زمین و آسمان  
 تو رہے گل ہے اگر گل میں اور ہی  
 جہاں کے سامنے کائنات ایک گچہ میں ہی  
 جو دنیا تیرے سب سے عدد کو زاہد  
 ۱۲۱۹۹ تھو دیکھتا کو بو بے شمار کھنڈ  
 سلسلے تری خلوت میں کب نبی و ملک  
 کہاں بلندی طور و رکبان تیری معراج  
 گر تھا ہو تو تیرے ایک بندہ ہونے میں  
 خرد نہایت نصیب و نگریم کے کچھت استعمال فرماتے ہیں

و حق نصیب یہ نسبت کہاں نصیب میرے  
 دیکھتے گنتی میں ہرگز تیرے کہاں کو  
 یہ سن کے آپ شمع گستاخگاروں میں  
 کھیل جرم اگر آپ کی شفاعت ہو  
 گناہ کیا میں اگر کچھ گسر کے میں سے  
 مدد کر اسے گرم احمد کے کہنری سوا  
 جوڑی بکو دہرے تو کون پوچھے گا

برون طوالت تمام قصیدہ کو ہمیں لکھتا ہوں مگر ان ہم تک گئے ہیں گئے کہ مولانا کو کس قدر عقیدت  
 نسبت بستیہ ذات پاک صل لہ طریقہ و سلیم کے ساتھ ہے اور کس قدر قہیم و مغفرت علیہ السلام کی ان کے  
 لب الورد میں بھری ہوئی ہے لی حقیقت یہ قصیدہ نہایت پورا و پاکیزہ و فصیح و بلیغ ہے جس کو کچھ  
 نہ دنیاں کرنے کو بے احتیاجی چاہتا ہے، اسرار ب حیات و قدر و جہاں اربعین و غیبیہ و

برس علیہ تو حضرت محمدؐ برپا کی صاحب کیا کچھ سکتے ہیں وہاں کی سیاق و سباق دیکھ رہکتے ہیں کہ اس سے  
 لکھا میں لک پھوٹیں دراپت سے قلب کو تنگی سے سوز گریں اس کی تو تک سے روانہ  
 تیر ہی نہیں مگر اس قصیدہ میں کو ایک نظر لکھیں یہ جب ہے کہ حضرت مومن علیہ السلام تو ہی رہتا ہے بلکہ جن کے  
 لفظ طے مستحق و مخصوص دعوت سے نکلتے۔ اس کی نسبت تو یہ نصیب از مراد مستقام موی و لفظ  
 رسانت کا نگاہ اور جو کہ جس کو لفظ موی انفقہ علی حدیب مرقوم۔ مستقام ہیں سب میں خیر و  
 درنہ کی نصیب موی در نہ دیا جانے کس حد یہ کے پیسے سے بچ سکتے جو تیاں چھاتے چہرے سے قلب  
 دھوں کینا دیں ع

بمیں ہستام۔ لکھی کا تو العجب لکھ دو لکھ

ہا بہ تفریحہ ظاہر بھی دیا ہے مگر تیرا گوئی ہو کہ تمہی در لکھوں میں پڑی تھی اس طرح۔ اس کی لکھی تھی۔  
 لکھ رہوں مگر علیہم اجماع کی شان میں گستاخی کہ تو موجب انقض نظر ہی میں تمام ہو لکھے اور  
 اس سے عطا در لکھوں جو کے کسب میں جا۔ اس سے اس کے پیسے جانتوں اور گویا  
 در نہ پاپ سے۔ خدایا کہ در ان کی ہستام اور تکفیر سے مانا جان پڑ گیا حضرت مومن علیہ السلام  
 قدرتی۔ العزیرہ الماسک صدق میں در اسے اس اور جب اسے منورہ کو چلے تو کثرت اور  
 تیر ہی کی۔ دین بہت کرنا ہے پھر بہت سخت دیوں کے لکھ پڑ گیا تو اور اسے کثرت کر کے اور  
 حارت و ہر کی لکھ اور اسے تو در و پڑا کہ کچھ الیقہ حد حرام حدت کا حدہ وقوعہ فی  
 اس نادر نامہ العذاب و سوء الحساب اور مستحب ہے کہ عمل کر کے بار خوار اور کچھ  
 پک لکھ یا ایسے اور نئے کپڑے ہوں تو ہستام اور خوشو گائے اور پیسے سے پیا۔  
 ہوسے اور خوشو گائے در حضور حقد ر ہوسے اور گدازت کر کے اور عظمت مکان کی خیال کے ہوسے  
 اور دتہ لکھ پڑھتا ہوا چلے جب اسے سنو کہ کی داخل ہو کہے سے با ادھلی۔ وہ اور حضور  
 اور دار اور در و دشمنی بہت تر سے وہاں جا ہی موقع قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں انا کہ  
 جو اللہ علیہ وسلم سنو کہ ہے سوار نہیں ہوتے تھے ذرا سے نئے کچھ کو حیا آتی ہے کہ سواری کے کھرد  
 ہے اس سرزمین کو پاناں کروں کہ جس میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے پھر سے جو اور جو تکتے المسلمین  
 عجبہ کو کے کہ نہ قفاسے سے یہ نعمت اس کے سبب کی۔ پھر وہ کہے پڑا صرم اور با ب تاق  
 سنو کہ کھڑا ہوا اور رادہ قریب رہا اور وہ کو دتہ لکھا لکھا کے لکھ ب۔ در حیب سے اور  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دتہ تریں ہیں قبلہ کی طرف پھر ذرا سب رک کے ہوسے حضور کو

رہے اس وقت عظیم ہاروں کے ساتھ اور ہمت پر۔ کہہ ہوئے بہر غلطی اور دہشت بڑی خرمی  
 سے تہی کا اثر شریف  
 ہا، اس عبادت میں فکر رکھ کر اس قدر دہ اور عیب و تقصیر جس قدر کہ نکات میں سلامتی عطا  
 کی جاتی ہے، اس کی طرف توجہ کو ہر وقت رکھنا چاہیے۔ اس کے لئے عظیم و محکمہ پر فرشتے  
 یہ درزیاریت اور عبادت کا اثر اور سبب و وسیعہ دیکھتے ہیں، اس لئے ہم ساری  
 اس کا لگاؤ اور عبادت کے کام میں ہر روز، ہر لمحہ کی توجہ میں رہنا چاہیے۔ بے ہیز  
 نماندہ رشیدیہ صراط میں رہنا اور سبب و تقصیر، منہ یا اتوب تک نہ ہو، سبب و تقصیر  
 رکامات علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ قبیلہ سے والا اگرچہ معنی جنتیہ میں رکھتا  
 ہے مگر اس کی مقصود بیتا ہے مگر یہ ہم گستاخوں کے لئے اور نہ ذات پاک حق تعالیٰ سے۔ یہ خطاب  
 ہر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جان نہیں، یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے اسے لفظ، مہاوتے کے لئے فرمایا اور  
 سورہ اکلظ عرض کرنا اور شاہ فرمایا

اس وقت کہہ کر ہایت سبب نہ کہ فرمایا ہے اور ہم عطا کیا یہ ہم گستاخی سے ادلی ہر تا تھا ان  
 میں باعث ایہ اجاب رسالت اب علیہ السلام اگر کیا اور آخر میں فرمایا کہ اس کا کلام کفر سے کہنے  
 اسے کو منع کرنا، شاہ یوحنا ہے، اگر مقدور ہو اور اگر... رہا ہے قتل کرنا چاہتے کہ موری دستا ح شاہ  
 تہا کہ یہ دعویٰ تھا۔ اور اس کے رسول، میں صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اپنی کلمہ - شریف  
 یہ آپ عمر فرمایا کہ اس طرح حضور علیہ السلام کی عظمت کے لئے بدایت میں زمانہ بدوفاات خلا مہری  
 میں فرمائی اور اعلیٰ صراط پر کلمہ دعوت کلمہ قرار دیا۔ یہی طریقہ وہاں سبب کا ہے۔ لہذا یہ ہیں کہ یہ  
 کا ہے ہرگز نہیں جس کا جی چاہے ان کے ملاحظہ کے کلمات، یہی یا تحریرت سے کہ کہ کلمہ  
 گستاخی اور بے ادبی کی گفتگو میں پائی جاتی ہے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عظیم و تقصیر  
 واجب پر نسبت حضور علیہ السلام جانتے اور کہنے میں کوئی حائل نہ ہو سکے۔ یہی بات ہے کہ جب پر نہیں  
 باب مولانا اتوقی رحمۃ اللہ علیہ جیو سر لہر پر دست پر ہوئے جانا کہ دست میں ہوا کی  
 کا موجود تھا اور خالی رہا پیریں، ہم پڑ گئے تھے کانے لگتے تھے پھر وہاں سے تھکر تھکر کہاں دگر گویا  
 پاؤں کا کر دیا تھا تمام تر سبب کا تونہ میں وہ ہے۔ پہنا کہ یہ سبب سبب کا ہے، اگر کوئی  
 یہ لے آیا تو کہ وہ سے کو دیریں کے اتوں اگر مہاوتے اور خداں علیہ صحت نبوی کے  
 ذکر کے چاہیں تو وہ بھی کافی نہ ہوں ان اتوں سے ماقبل اور ہاں سبب ہے

امیدیں لائیں ہیں میں سب سے زیادہ امید ہے  
 جیوں تو ساتھ مسکائی جسم کے تیرے ہر  
 جو یہ نصیب نہ ہوں اور کہاں نصیب میرے  
 اڑ کے پیر میں کی مثل خاک کو سس مرگ  
 ہے یہ رتبہ کہاں مثل خاک کا جسم کا  
 مسگر نسیم مدینہ ہی گر زبا دینا  
 عرض نہیں مجھے اس سے بھی اب یہی کیسے  
 لگا رہا، تیرے عشق کا مرے دل میں  
 لگے وہ آتش عشق ایسی جہاں میں جس کی  
 حدائے صورت قیامت ہو اپنا اک نالہ  
 چمپے کچھ ایسی مرے لوگ نہ رہے دل میں  
 یہ ناتواں ہوں علم عشق سے کہ جائے عقل  
 تمہارے عشق میں اور وہ کے ہوں نجف اتنا  
 یہ ہفتی ہو کہ جہاں ضعیف کو دم نقیص

کہ جو مسکان مدینہ میں میرا نام تھا  
 مردوں تو کہا میں مدینہ کے لہجہ کو  
 کہ میں ہوں در مسکان جسم کی تیرے  
 کیسے حضور کے روضہ کے آس پاس  
 کہ جائے گوچرا اظہر میں تیرے بن کے  
 کشاں کشاں مجھے لیا جہاں ہے تیرا  
 خدا کی اور تری اعلیٰ سے میرا سزا  
 ہزار پارہ ہو دل خون دل میں ہو  
 جلا سے چرخ شکر کو ایک ہی جھوٹکا  
 بجائے برق ہو اپنی ہی آہ آتش  
 کہ چھوٹے آنکھوں کے رستے اک لہجہ  
 در ابھی جان کو اد پر کا سانس نہ  
 کہ آگے چہڑا آتی ہو میں دروں غیب  
 نہ ہو سے ساتھ تھا، وہ کیا کچھ

حضرت ابن ابراہیم کے مسدود پر فرمایا کہ کس قدر اہم دست عقیدت بات ہے سے نیت ہے گو کہ  
 امت خاتم المرسلین علیہ السلام میں جو تو رہیں اس قدر مستحک ہیں کہ سو کھینچ نہیں سکتے اور وہاں ان کا  
 اظہار سزا سے ہوتے ہیں یہی حالت وہاں کی ہے کیا یہی کلمات ان کی زبان سے نکلے  
 سے نکلے ہیں کیا ان کی تمہیں اور دل آواز تحریرات ان کے پاک قلوب سے صادر ہوئی ہیں یا یہ  
 نہیں وہ اس قسم کی گفتگو کو سزا قدر بدرجی ترک نہیں کرتے ہیں، ان میں سے کوئی بات وہاں  
 میں مندرج کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ تعالیٰ سے کہ تمہیں توجہ کہ تیار ہوئی عہد کروں، یعنی وہ وہاں سے  
 حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی درکار سے ان مقدس اکابر کے حضور علیہ السلام کے  
 عشق و تعلق میں وہ قول عطا سے واقف عشق مجھے جس کی خوشبو بھی تمہیں تک بھی پہنچے  
 تھی، اس عذر رسول علیہ السلام اور بعض نبیوں کو کھینچنا اور چاہا کہ وہ پرانے  
 کر کے نہ صرف کو مسکائیوں کی ہی سے گراؤں اور لوگوں میں بدنام کروں، جس شخص  
 جہتے اور مشہور ہے آہ، رونق کے مقدس بزرگوں، وہاں سے اس قدر ہر جہت



خلیو وقت کی نظر سے عکس کر کے ...

سپر سے کیا کہ انت حاصل ہوں پھر کا ...

خرید لائے گا میں تو کوئی وحید تیرے ...

یہاں شاید کہ نہ ہو کہ سکھ ...

ہوں اپنا حیل کر کے کی بات ہے ...

حاکم جو کہ محبوب کے روضہ کے بار ...

کے چند شہیا کا پہچان ہی ہے ...

میں ہے یا تھوں میں یا جو وقت ...

عجوب کی مامی میں تو کیا سے وہ ...

شارہ اور جو بے بہت ہی ہے ...

کہو یہ ہیں ...

عقار رہیں ت کھئے میں ...

حاصل سجد ہوی میں صہب میں ...

سے تو قدر و قیمت فانی ...

مخلصین ...

حق کوئی ...

بیتے ہوئے ...

تھوڑے دنہ ...

تھا ...

کا ...

یہ ...

...

اس ...

...

...

...

...





روح کے آپ سب کے ہم اور آپ میں ماہر اور اس کے بہ نسبت حضرت علیؑ، محمدؐ کے جو مسلمانوں  
کا عقیدہ ہے کہ ان کو کائنات جسمیہ میں بھی خلاق میں بخت لی تھی اور ہے چنانچہ تفسیرہ تفسیرہ  
مورانا ذوری جتہ نہ علیہ سے کوئی ظاہر ہے مگر شہد کہ بھی دونوں بتوں سے بکار بھی کسی طور  
ہاں رہیں یہی عقیدہ عقلمندان سے منہ و نہایت کا ہے، سب ان مصداق کے پاس ہی نہیں ہیں  
میں ائمہ دین کا حسب موراثہ کوئی قدس سرہ احمد دار سلوک صراحت میں بخت خلوت میں خیر  
سموات ہے۔

و حضرت صحابہ انوار نے خیرم ہے صورت صحت حرکت طرا، علیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
نوحات مند درو سیک جسے چہاں معارف و علم چاہیں فی شدہ کہ اگر  
خلوت ساہاں میں رہا وہیں میں دور کہ روٹ چہ کہ گفتہ درو ساہات  
باشد و عارت نکا۔ یہی ائمہ عظیم روح صاحب جو ہیں حضرت علیؑ نے علیہ وسلم چاہا کہ  
سچ مرہ ہو جاوے درو عارت علیہ مددوں رحمان رضی سرورہ تقی و ایشیاں برائت  
و جو ہر ایت خود، یہی فرمودہ کہ باو حضرت علیؑ نے کہا، کتاب مہاجرت و جہاد و  
کہاں جو اہل و بکر مت ایساں مت بخت میں کہ یہ علیؑ نے علیہ وسلم و درو عارت چاہا، کہاں  
آں مرہ صفا ہو اہل و بخت علیؑ نے علیہ وسلم جمع مرہ اصائل و کلمات نوہ چوہ ایشیاں  
بصاف، اہل و بکر دید از شمس قلب شریف تو دیکھے نہ اہت، پنجم ساہت مرہ صراحت  
در مت و ہاں اہل و بکر معارف و بخت علیؑ نے علیہ وسلم چاہا کہ  
سہاں دی رحمت شد علیہ و بخت کہ کہ حضرت رسولؐ نے علیہ وسلم فرمودہ کہ حق علیؑ  
و سیر من مد سہ ۱۰ سیر و کیم مد جہت میں ذرا غلوب ایساں ہیں درو شمس شد شوق  
اجود ایساں سرگردید و صفات ہتھی شش، لکل معارف گفتہ ہاں درو ہاں و ہاں  
دعفا و موحدین و راہین درو علوم شدہ و از او اہل و بخت ایساں مت علیہ وسلم ایساں  
جان ایساں ہو نفس و بخت علیؑ نے علیہ وسلم چاہا کہ حضرت علیؑ نے علیہ وسلم  
کہ اکاب من مثل ستارگان مد ہر کہ ہر دی کہید، یہی ہے چہ کہ نظر علیؑ نے  
کہ لہاں میں سعادت رسا کہ مد صبر و ہر کہ علیؑ نے علیہ وسلم چاہا کہ  
کہ ہر ہیں نہیں صحبت خلوت کہ یہ چہ خلوت رساں کہ لہاں ہی علیہ وسلم چاہا کہ  
حضرت موری علیؑ نے علیہ وسلم حاصل کر رہا ہے

اعت سے عبارت ہے اور انھوں میں کسی طرح فضائل خوب و محبت کا جذبہ وسیلہ کیا گیا ہے  
 یہ عقیدہ کا طرہ سنیہ کی کیفیت و معنی کی ہے کیا وہ قلب میں بہر تقدیر سے اور نوری سے ہو جو  
 جو وہ کوئی کلمہ گستاخی کا بہ نسبت تصور سرور کائنات علیہ السلام بہر منت سے یہ عقیدہ اس کتاب سے متعلق  
 ہے اور نہ کہ ہم اس سے پہلے رسول کا منہ کال کر کے جو ہر لڑوں میں قطع ہوا ہے اس کے درمیان کیا کر کے اس حدیث  
 بہر ت کی طرف منسوب کرتے ہیں حدیث محمد اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس قسم کے مضامین ان کا بڑی تحریرات میں یا باجماع طور ہیں، لیکن وہ میں سے کچھ پڑھ کر پتہ چلتا ہے وہ یہ  
 کے حاصل کرنے کی فکر کرتے ہیں جو جو عوں عبارت کے زیادہ عقلمندان نہیں عرض کرتے ہوں، جسے اس کے  
 بیانات و عقائد پر نظر ڈالی ہوگی واضح طور پر معلوم کرے گا جس سے عبارت کے بہر گو وہاں یہ عقیدہ نہیں  
 ہے اس قسم کے عقائد کو ضلالت سے کم تاہم ہیں کرتے یہ مقدس کا بہر ہمتہ دیا کہ ہم وہ میا، غنی صحت سے  
 تے، رہتے ہیں اور اپنے عقلمندان کو اس کی ہدایت کرتے رہتے ہیں جسکو وہاں یہ عقیدہ نہیں تھا کہ جو جو  
 جتنے ہیں اصحت مورانا، نور تو ہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصیدہ لکھا ہے اور اس سے اس سلسلہ علیہ تہتیبہ صابر  
 قرآن فرمایا ہے جو کہ مدد سلوک کے اخیر میں دین سے گزرتا ہے کیا حالت سے ہو چکا ہے اگر حلالہ اشعار کو نقل کی  
 اس سے تو طویل ہو گا وہ گا، قصیدہ چند شعر خیر کے ذکر کرتا ہوں

حق تقدیر سے مستعد آیاں	حسن بھری امام عتیواں	بہ حق شیریں دریاں تہا مردوں
اور علم لدنی فیض رحمتوں	طبع بحسب رحمت سبح میں	علی عکاشہ یزدوں مطلع فیض
نابین ابی طالب کہ خورشید	نورِ خاک پاسے اور رشید	حق آگہ دجاں جہاں مست
نور سے روئے تہاں آسمان مست	بہ حق آنکہ جو تہاں گھر مسی	رہے حویلیں مہوش گھر فہمی
سہ پیدی زجملہ علم آئی را	بما بگذاستی باقی جہاں	گر پدی اہمبہ گلہ و در
بودی صرف او ہر رنگ و پورا	ہر لغت بنام محمودی	دو عالم را بکام او مردی
آل گور حجتہ اللغیبین مست	بدرگاہت شفیح آمد میں مست	رحمی سسرہ عام مستند
حق بجز عالم مستند	ذات پاک خود کائنات مست	وقایہ مدبریاں پستی مست
نہاں اور مقدور جہاں مست	کہ کہتے برتر رکون و مکان مست	دلہ زلفش باطل پاک فرما
	بر خود ہر چالاک و در	

سند یہ انصاف فرمائیں کہ یہ وہاں یہ اس قسم کے اظہار کیا جا رہے ہیں جنہیں تو دہر شہر  
 یہ اس قصیدہ پر نظر فرمائیں گے وہ جو کئی معلوم کر لیں گے کہ یہ ان کا راجہ کل سر پہ کائنات مانع عقیدہ ہے

بیٹوں کے، ایک تو سائمیہ علیہا السلام سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرے  
 اور بھی زیادہ، کیسے کہ وہ سے علاوہ ہیں اس قسم کے مانگے جا رہے ہیں کہتے اور ان کی گنتی تو  
 اللہ سے زیادہ متوطنیں کر سکتے ہیں اور وقت کا رخا رہا ہے اور سب اور شجرہ طہرہ کا رشتہ شایہ قدس  
 بدویر کھولنے والے تھے جس میں یہ الفاظ سوسے تھے البتہ سیدہ زینبہؓ اور سب سے پہلے ان سے تعلق  
 ہے مگر یہ سب سے پہلے کے تھے۔ کونسا ہندسہ سے حفاظت ختم ہوتے ہیں۔ یکے بعد دیگرے  
 بہرہ اور نور محمد سید احمد  
 ہم محمدی وقت نہ سادہ و سید  
 محمد عارف و محمد حق سبحان علیا  
 قطب دین دہم مہینہ میں عثمان و شریف  
 بڑھاق و محمد شہ و دوسیرہ نامور  
 بھرو احمد ہم حسن بھری علی خسر دیں  
 پکاکن قہر و تو رخیال علی خورش

وہابیہ کے متعدد رسالے اس بارہ میں شائع ہو چکے ہیں جن میں کہہ کر وہ حق تو سب احصا کر کے اور کائنات طہرہ  
 اسنام کو دیکھ کر تو سب بالادید، لکھ کر سکو منہ کر کے ہے جس کا جی چاہتے تھے کہ ان حضرات کے تعلق  
 اور اہل بدعت کے تعلق میں فرق ہے یہ حضرات تو مثل دہلیہ کے منکر ہیں اور نہ مثل بلوچ  
 سوا کے تعلق میں حضرت کا بڑے رسالے تصنیف جن میں احاطہ حدیث و تفسیر سے پر ہیں ان کو  
 اگر نظر کیا جاوے تو بہت بڑا حیرت انگیز ہو جاوے جس کا جی چاہے کسی تصنیف کو نہ نظر کر کے ہم سے  
 بطور مکرر کچھ احوال و نفاذ نقل کے ہیں، اگرچہ جدید بریلوی صاحب موفقی اپنی دعوت میں پروردگار  
 کے ان حضرات کی نسبت بھی افترا کر رہے ہیں کہ وہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا  
 کا مستحق کرتے ہیں معاذ اللہ، اگرچہ افترا صحیح نہیں تو کیا ہے ہم خود اپنے لفظ رشیدیہ سے  
 سے عبارت نقل کر چکے ہیں کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جو  
 موم تقیر صورت و کائنات علیہ السلام ہوں اور چاہے کہنے والے سے بیت عقارت تک  
 اگر سب سے بھی کہتے دلا کر ہو جائے ہے اندس بحث کو بوم است تار حضرت سوا کے مع دلائل کے  
 دکر فرمایا ہے تو اب کو کر جو سکتے ہے۔ یہ حضرات کوئی کلمہ گستاخی کا جناب سے اور کائنات علیہ السلام  
 کی ساتھیوں میں ایسا تعدد بریلوی کر کہیں اس قسم کی باتیں اپنے خیالات و لوازمات علیہ

کتب قرآنیہ فقط ان کی گدوئی در قطع یہ کہ شہرہ بڑھانے کے لیے کہیں کا برس کے کو مہیک کا ...  
 عرب کا موجود ہے۔ چھپوئی حد تک مستیاب ہونی میں دیکھتے ہیں جو صورتیں مسودہ کا مہیک  
 کے لیے کہ احباب و عاہلہ سے دعوت ہوئے وہ سلام آپ کا اسم نامی ذکر کرتے ہیں عموماً قبیل آپ کے  
 ہر باب کے بعد قرآن مذکور جاتا ہے اور مثل اس کے کہ میں کہ آپ عراض نفسانی کے  
 میں در طلب شہرہ کی نیت سے مجھ سے خون صاحب روئے کے ہر ... جملہ عاصی و بھلا یوں  
 فرسہ پختہ ذائے سب سے میں سے ... نگوں کی صلیف بھری ہوں میں ارجو ہے کہ میں و  
 ہر بیان اس کی دوبارہ میں تو کیم مثل کتاب کے بل علمہ یاں میں درج ہر قول و احاطہ کج  
 ہوں کے خیال میں قیہ معلوم ہوتے میں کہ بہت حیل کے موافق ہر سے ... کے شعر شو ...  
 میں کی اصل سے پر کا بوتر بنا کر ظاہر کرتے ہیں خدا بعد اللہ بعد حق انداز میں نا کا ... ہی ہے  
 میں شریف میں متبعین متت بہت کے حق میں شہرہ یا گیا ہے ... جو کہیں سے بعد ماہر میں کتاب  
 کے ... کہ اگر میں اللہ صل اللہ علیہ وسلم کا تباہ کس طہرت ... ہے سلف صلیب ... امر  
 میں کا ... کہس طرح کرنا چاہئے۔ ادب اور درجہ علی ... کا علم بقہ کیا ہے جسوں سے چاہیں  
 میں ہر ایک جماعت دی اور تجیہ وین قوت نہ ہونے دی جو سفر او مہر میں قیام سب تجد کو  
 میں صالح ہوئے ایہ پر ... انانی و طبی و رتی کے کسی وقت سولے مانگنے میں مائل نہ ہو ... ہوں  
 میں جیسے ... مانگتے جیسے پھر نے ... مرد و کسانات علیہ سلام کی عادیوں و دستوں پلہ ... رہا  
 میں ایک ادنیٰ چیز کو فوت ... ہوسے دیا جو جن کی زندگی بھی ہونی کو موافق ... رسی رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ  
 میں امام و صحابہ کرام بیرون اللہ علیہم علیہم کے اور وفات بھی ہوئی تو گویا کثرت وفات سرور کاس ت  
 میں صلوة و اسلام کج گیا تھا چنانچہ جو لوگ اس وقت حاضر تھے جو بی ہاتھ میں درج ہو تو وہ جسے وہ  
 میں رسول الحبیب لما حفظہ ... میں حضور خدمت و عظیمیں رسالہ صہا کی رہا سے ہی لفظ مشرکہ واقفیت  
 میں انوار حضور علیہ السلام نکلتا ہے کہ سے وفات سرور عام کا محمود ہے۔ ان کے حال میں وقوت روحانی  
 میں یدانی و قبولیت سہی کی دیا کیا دنیا میں اس سے قوی کوئی ہو سکتی ہے کہ ... کے تلامذہ  
 میں میں جو درجہ دیداری و انبیا صحت و ادب کا برائیں و استقامت کا موجود ہے اس میں  
 میں میں پر شرفا و ذرا اجزا دشمنانہ پنا مانل میں ... کھے ہیں مگر عورہ اللہ و عہد میں تو آپ خود  
 میں کہ ملاحظہ کریں گے کہ مخالف و موافق ہر اہل اسلام اس بات کے قائل ہیں کہ علوم ... میں و کتب درسیہ  
 میں ... میں پلما دیں ہند اور ان کے تلامذہ سے زیادہ ... ہر شکل سے تھوں نے لفظ ہمارا ہند

کو دیکھا ہے وہ نسبت میں سند کہہ سکتے ہیں اور جنوں کے علم رکھنے کی وجہ سے وہ لوگوں کی نسبت میں ہیں گئے ہیں گئے میں سلم والی اگر حصے سے تو ہمیں حضرت کا یہ منہ لکھنا  
 گریہات قبولیت عداوت کی دین قوی میں۔ تو سب سے شک ہی عطا و عصب مل جاتا ہے اور ان جو  
 اسکی جو ہے جو طرت طرت کے ہیں و سکر و افزا پر دازیاں کی طور میں۔ صبر و صبر کے درستی  
 ہی میں۔ مرد و رے انہما سہریت حدت ظا دیونہ اور ان کے تمام کا ہے کہ میں مسکمی علی  
 و علی میں اس طرح مشمول ہیں کہ ان کے گاوسا۔ جو بھی ہیں رنگی اور کون نہ ہو جو حکم میں دریا  
 ظہیرہ انجھون قو مندھا۔ اور ت قرآنی و ادا مژدہ ما لفظ مژدہ اکثر ادا یہ کوں علی کرے  
 وہ خود جانتے۔ کہ حدت اسیا۔ سہرہ اسلام کی یہ خاص حدت ہے کہ ان علماء و ہوا اور ان کے دیگر  
 طرہ بنا طرح کی ایسا میں سب دستم میں کو دیتے رہے ہیں۔ پس یہ خاص حدت ان حضرت کے الی تو  
 ہونے کی ہے۔ ان کو بھی اس قسم۔ ادا میں پھانی جاویں۔ آپ اکابر میں سے کہ کو ایسا۔ پادری کے  
 جن کو ان کے ہیں۔ رہے۔ یہ انہیں۔ رذی بوز۔ سب دستم حسیق و تھیل۔ کہ کی ہو حضرت امام اعظم  
 و امام کث دا۔ م شفی و امام محمد و حضرت بنیذ و حضرت غوث انقلین و عیسیٰ و عیسیٰ حضرت کا  
 عزت اللہ عظیم کے عبادت و نظر کریں اور تواریخ اسلام کو ابتدا سے تہ تک دیکھیں تو  
 تھے دریا ہے و کڈ۔ بک خفنا بکلی فلی عن و اقسیا جین۔ انیس۔ انہما الای۔ آپ فرمایا  
 سے خود غور فر۔ سکتے ہیں کہ حدت اور حدت۔ محمد و یومی حد لمانہ کہ ہے یہ حدت کہ حدت  
 مفاط و شد مد کی بند محمد صاحب اور ان کے تہا سے ہی ہوتی رہی ہے مگر۔ یہ بران کے  
 حمل میں ای طرت ثابت قدم ہیں جس طرح تہوا۔ نبی کریم اور عز عظام تھے مگر یہ اس نہیں پر حمل  
 طعن ہونا اور انتقام لینے اور جو ہر سینے پر طرح طرح سے بھرا جاتا ہے کہ کسی طرح ہو لیں اور  
 سب دستم کے بدلے سب دستم نہیں۔ مرد و رے استقلال۔ یہ تہہ کر کہ گالیاں کسی کو مبارک  
 اول سکایہ پیشہ ہے اور میر و حمل عین مبارک جو جس کا یہ شمار ہے مطلق پر واد نہیں کرتے۔

اپنے پاک مشعل میں مشوں ہیں تاکہ اجر دو باں ہو ہنہ فیہ نہتہ ہیا لہنہ

۵۰۔ ۱۰۔ سید اشفاق علیہ و علیہ و علیہ مرفیہ مرقہ در د فکر در ارادت و تہت و رہا انقب۔ تیج و ہا و ہا و ہا  
 و غیرہ، مال کو فضول و خود غب۔ علات تہا کہتے ہیں اور ان اکابر کے اور وہاں کو تہ کا وغیرہ کہتے  
 ہیں اور ان سوسل میں حل ہوا بھی مگر وہ مستقیم بلکہ اس سے۔ ہذا تہا کہتے ہیں چنانچہ جن لوگوں سے  
 دیر تک کا سکون کیا گیا ان سے خلتہ کیا ہو گا اس کو بخوبی معلوم ہو گا جو جس سے۔ سب میں سے

ایک کوئی چیسر ہیں میں وہیں آئے اور تو فرمایا کہ ان مقدس گاہوں کی طرف  
 میں نے ملاحظہ کی طرف سے انہوں نے طلبہ میں مسلک ہیں۔ بہت اور وہ فکر و ذکر اور کاشف ہے  
 حضرت مرانا، تو تو ان اصول و سگ کی قدم اسد سے اس کے طریقہ اور جسہ میں صحت و تاب  
 ہونا انا کا جہد، اللہ تعالیٰ تم کو ملے اللہ سے ہر چیز کے سبب کی اور انکار و انکار  
 کی روحیہ میں اس کے کوئی چیز کی صحت و خیر ہے ہر سال کا لے سکا جسہ غم و کس  
 میں مریدانہ صحت حافی صاحب نے اس سے جو احادیث کی سیدہ تہذیبوں حضرت کی سبب  
 خلیفہ میں تھری فرما سے میں وہ سہ کروندہ پڑھا ہے کہ کس علوم مرتبہ و رفعت اور  
 کرتے ہیں یہ جہد کا ریش سفینہ ہے اور انہوں نے صوفیوں کے انہی طریقت حاصل ہے صحت  
 صحت میں ان کا بہت پیشہ کے سبب ہیں، انہیں صحت ہو، انہوں نے اللہ سے ہر  
 کے ایک رسالہ مخصوص نہیں میں کسی یا بعد دانسیوں کے بہت بڑا کرتا ہے جو گیا ہے کہ  
 رسالہ کے ساتھ ہے مگر اس رسالہ مسند صیف حضرت میں بہت ہے کیونکہ تہذیب کی  
 نہیں کی گئی روزانہ میں اس کے میں اس کی راجعہ ہے کہ تہذیب تہذیب تہذیب  
 ہے میں اس کے بعد میں پنہیوں کے ان کو اس کے ہر روز میں

یہ مہاں واسم صافی و تقاریر اور ہر ہر کو انہوں و لغو مسدود کا  
 صافیہ مظهر انقباضات اور صہ معدن مداف لامرہ بخون صافی لجمہ اللہ فی  
 قرانہ قدرہ، صل رحمہ منصف اور میں صلیت اسار کس غوث الکا میں صاف  
 میں اللہ کی کلمت اللہ را کلام میں مدخلہ اساعہ و غزوات انصاف تہذیب لکر سہ  
 لا یون و لا حروب سر شد ہا و مجسدا اعا حروب رعد فتون من دارہ مرشدی  
 و مسلہ یوی وغری مورقی و معنی سدی سدی لشکر ہا - مشہور ہر امداد تہذیب  
 میں سلمہ اللہ فی ہلا رہا ہر ہر دروں شک امپہرہ لہا ہا - والعوانہ  
 میں اس صارت کے الفاظ میں پر پور و در نظر صاف رہا کہ فرقہ رہا یہ کہ اس قسم کے الفاظ  
 میں اس کے عقیدت کی کی نہیں رکھتے ہیں۔ میں اس میں سے بھی ہو گیا کہ حضرت  
 عالم صافی اور اللہ جس سے ہر ہر صلی تہذیب و عقاد میں اس کے عرب مورانہ کو  
 میں اس کے موافق و متعین ہیں اور یہ عقاد رکھتے کہ جس کے وجہ سے صحت و بہت  
 میں اس کے رسالہ ہر سبب کا عقاد صحت و ہر ہر نظر پوری دلیل اور قوی رہا





شیخ زیاد و زور بطن قلب پیدا شد اور دم استغیر خوردن مرید درج و عورت شایسته  
 بولند و قلب حاضر و دره مسکن حال سال کمر بیدار و کج استیج، ان سہ تالی در لقا و خوب  
 کرد و بعد تا صشرط دست و وسط ربط قلب شیخ لسان و نافع می خورد و سوسے حق نشانی و  
 می کتا پرتی نمکے در عورت مسکد جاکر صفت صلی الله علیه وسلم فرمود که در مستها سے سابقہ  
 عورت بھی درست رہے ہو و اگرچہ دریں صحت ہم صحت او صحت رہتی انفرجانی منہ  
 بن قلب ترمیمی اندر سب کمال ربط خوردن سرد کائنات می سز عید و کلمہ چنان حق سہ  
 و تباطیات که از حق تعالی ہم بتو دو برہمی موافق رہے اور صلی اللہ علیہ وسلم مدد و اولاد

رہنے اور صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ رہے وہ کلمہ مدد و اللہ سوسے علم

وہ جس کے شرط استیج و سوال شیخ کامل بہایت تفصیل سے ذکر فرماتے ہیں اور جملہ آداب و طریق سلوک  
 و تہ عار میں اطیرہ اس مقام سے صحت میں مذکور ہیں کہ دیگر کتب سلوک میں یہ تحریر نہ ملتی ہیں  
 یہ انگریز، اصفیاء در انور فرماتے ہیں جو نوائے و قرآن مدد کے نقل کئے گئے ہیں کہ یہ وہاں سے  
 کے موافق ہیں کیا یہ عطا سے قسم کے الفاظ کے قائل کو قبیح سنت میں کہتے ہیں آں سب  
 ہیں کہ حد و معصیت سے بچا کر اپنی اکتفا و عتد بہادب کے سبب و ہمت نہ تک میں سمجھتا  
 و اس سبب خیال کو چہ پستی وغیرہ میں کہتے ہیں کہ وہ شاد و ہنار عطا رہتا رہتا رہتا رہتا  
 و کت وادکار و شہار غیرہ وغیرہ کو مدد سبب و ضرورت میں کہتے ہیں جس سے مسد  
 سون کو ایسے برہاں ہیں انہ جنہوں سب تمام طریقی تجربہ و تقریر میں گذری سزاروں کو خفیت  
 کہ کھلے کر سے اس کی خاص سے ذکر و کشف و مرقبہ کے جہاد اسماخ دیا دین و فلسفہ سے  
 سب سے میں وہ تو وہی کہے گا وہی در شکی حالتیں یہ ہوں کہ سو دکھ رہی تھوڑا تھوڑا ایسے فلسفہ میں طریقی  
 یہ مثل ارادل گالی گلوچ میں وہ سنتوں میں ہیں جس دیکر کے سردوں طہیلقے عہد سے امت  
 تہی کی تکمیل کے واسطے نئی میں وہی اور خیالات طیر و ارت مویہ مایہ کا حال بلکہ کمال بنانا لکھیا معنی کبھی خیال  
 نہ وہ میں بھی نہ اس میں وہی سنت و مسلم تہار سے عادیں نہ انکے ملتکی میں ہا صاف قد حلو  
 و اطمینان و کھراؤں حلقہ

وہاں یہ کسی خاص میں تقبیر کو تہ کی رسالہ جاتے ہیں اور تہار لہ اور ان کے مقدس کتاب  
 ان الفاظ و ایسے سنتوں کہتے ہیں کہ ان کے واسطے مسکن میں وہ کہ وہ بن سنت لہ علم  
 نہ کما حقہ ہونگے چنانچہ خیر مقدس سدا کی حلالہ شیعہ کے پیروں ہا یہ تہ عرب اگر چہ بوہت

ان امور سے پہلے کہ وہ اسباب میں سے نہ ہو سکا۔ اگر بعد مسائل میں، مومن میں سے  
 کسی کے رہنے میں بہتر ہے اور وہی ہے ہمہ کے مطابق جس حد بشکر مخالف فرقہ برپا کرتے ہیں  
 اور نہ فرقہ کو چھوڑتے ہیں۔ یہ بھی مثل خود مقصد یہ کہ جس منہ کے شر میں عطا گستاخانہ سے وہ  
 معتاد ہے۔ یہ سب میں رہیں، یہ اکابر امور میں بھی، اہل فساد میں سے ہیں۔ حضرت  
 امام عظیم ہر جہت سے ہمہ کے بعد مسائل سوچو اور عیب میں عیب میں عیب میں سے یہ شخص  
 عقیدہ کو نب کہتے ہیں یہ نہ قدرت ہو، اور توئی جہت سے عیب میں عیب میں رہنا امام  
 جہت سے عیب سے سبب برتر ہیں، مگر مفضل طور سے لکھنے کے لئے اس کا سبب بھی جہت سے عیب میں ایک  
 مفاد و خوب تقلید نفسی میں پھیا ہوا ہے۔ حضرت امام عظیم کے لئے وہ عیب کے لئے اس کے لئے  
 سے سام پر عیب اور اس کے عیب پر جہد مسائل میں، ان کے لئے کی وجہ سے اس تصنیف فرماتے، حضرت  
 امام عظیم کی یہ نصائح لفظی میں ہیں، فرات علیہ الامام کے سلیقہ انفقہ، گنگوڑ، کریمین کے لئے  
 کے عیب کو عام رہا، یہ ہے، ان میں لالہ و تہذیب اس کے لئے، ان کی حقیقت کو عیب میں  
 ہے، یہی نتیجہ فی عدد کلمات لفظی میں، ان میں، ان میں کے ان بیانات، ان بیانات کا اطلاق کو  
 جہت سے عیب، ان بیانات، جو عیب سے برتر ہیں، ان میں، ان میں ان بیانات کو بدعت لفظی اور عیب  
 شاطہ عیب کیسے کہتے ہیں، ان میں عیب سے مولانا کے لئے عیب سے ان بیانات کو بدعت لفظی اور عیب  
 عیب کو بدعت و مباحث کے لئے، ان کی وجہ سے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
 وہ ان حقیقت سے مستقیم ہیں، ان میں عیب سے مولانا، ان کوئی جہت سے عیب سے ان کے لئے ان کے لئے  
 اور ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
 سے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
 بہتر اور ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
 میں، حضرت مولانا گنگوڑی نے مختلف مسائل مختلف طور سے عیب کی وجہ سے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
 ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
 نے بدعت ہر ایک لفظی دیا تھا اور جہت سے عیب سے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
 گنگوڑی سے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
 حضرت امام عظیم جہت سے عیب سے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
 مولانا نے ان سب اعتراضات کا جواب دیا اور ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

یہ سب طور سے ثابت فرمایا اور حیدر پور اہل سنت مسلکی مسلمانوں سے یہ بھیجا اور انہیں چار برس سے لوگوں میں لکھے و حضرت مولانا ابوسعدی سلمہ الشرفانی نے ان جملہ رسائلوں کے رد میں رسالہ احسن القریٰ جاری فرمائی جو خاص کی کیفیت ملاحظہ سے ظاہر ہے مگر وہ اس کے وی بھی رسائل ان اکابر کے رد ہے یہ سب نئے نئے ہو چکے ہیں جس کو سرکار ملاحظہ کر سکتا ہے مگر حیدر پور میں اس کے متعلق ہے جس کی توجہ سے جملہ مسلمانوں کو توجہ کا پرکے چھوٹے ہیں اور انہیں ہزاروں کے درمیان سے ان کے بارگاہوں کو فرقا ہمارا کی طرف منسوب کرے ہیں مسود اللہ و محمد فی الدنیاء اور اسود خود فی الدنیا میں انہیں۔

مذکورہ شیعہ میں متعدد مقامات میں حضرت مولانا گلوہی رحمۃ اللہ علیہ نے طالب و بائیسہ غیر مقلدین کو پرہیز کیا ہے ان کے اقتدار کو کراہی ہے کہ سلف صالحین و ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان سدنی کرے کی وجہ سے فسق عائد ہوتا ہے ایہ جملہ اکابر اپنے صفات اور سیرت و خیرہ میں ہمیشہ سبب خیر و عقائد صحیحہ کرتے رہے لڑکھتے رہے ہیں انہیں حضرات کے بعض نام کا قرعہ ہے جو ہند میں اس پر مشغوب زمانہ میں عقائد اسلام انہیں سنت کے حامی نظر آتے ہیں اور نہ سیرت و سنت و معاملات کی وہ ہوا جی رہی ہے کہ جس نے ہزاروں بلکہ لاکھوں کو احاطہ اسلام سے محروم فرمایا ہے کہ سب حسیت کو اس زمانہ آزادی میں جیکہ ہر شخص اپنے آپ کو ابو عبیدہ خیال کرتا ہے قوت و سدستی رہی جس حضرات کی کوششیں ہائے میدان کا قرعہ ہے کہ جا بجا درستی و رواد میں جو عمارت خراب نہیں و اس میں اس کے قدم و مستقل مزاج ہیں انہیں حضرات کی درجہ ات سے علم و حقیقت بلا دعوت و اصلاحات و سیرت و ادب ہے ہزاروں مفہم اصلی پر پتھر کا میلہ ہوتے ہیں بعد وہیں لا اعدا القوم الکفارین انہیں۔

اسے ذکر وہ مفہم کے اور کسی مسائل میں جس میں وہ سب اہل سنت کے مخالف ہوئے ہیں اور یہ اکابر ان سے پرہیز بہت قدم کرنا طالب کی کفایت کرتے ہیں۔

اسی طرح استوی وغیرہ آیات میں طالب و سید استو ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت ہے ان کی وجہ سے نبوت و حسیث وغیرہ لام آتا ہے مگر یہ مفہم درگور ان سب آیات و احادیث کے مفہم یعنی تو زعم حدیث و حسیث تو قہ فرماتے ہیں اور یا مثل ظلم ان کی تاویلات جائز فرماتے ہیں مگر اس مسئلہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا یہ مفہم مانع کرتے ہیں اور یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر بنا کا مضمون ایسی طرح مکتوب ہے

میں نے وہ وقت مصیبت و تکلیف میں اور یہ کو پکارا کرتے ہیں تو بلا شک و شبہ علیٰ ذہن نقیض  
 یعنی درود ترین کے ضمن میں کہا جاوے گا تو بھی جا رہا ہوگا علیٰ ذہن نقیض اگر کسی سے بلکہ محنت و محنت  
 میں شک ہے تو بھی جائز ہے اور اگر اس عقیدے کے کہا کہ خدا نے ہر صورت میں صلوات اللہ علیہ وسلم تک اپنے فضل و کرم  
 سے خدا کو پیار کیا اگرچہ ہر وقت یہ سچا دینا ضروری نہ ہوگا مگر اس میں یہ وہ سلف کو مستعمل کرنا ہے  
 بھی کوئی حرج نہیں ہے بلکہ ایسا صحابہ و تابعین کا طریقہ ہے اور اس ذکر کے حکم و حکم کی رستہ مت حجاب  
 کی تعلیمات۔ سولہ میں بھی کوئی قباحت نہیں مگر وہ بقرہ حیرہ میں غوام کے سامنے ذکر کرنا ہے  
 کیونکہ وہ اپنی کم نہیں کے باعث سے حضور کرم علیہ السلام کی نسبت یہ عقیدہ غیبیہ لیتے ہیں۔ جسے جناب  
 رحمہ اللہ استیظاہر یہ ۱۰ صیغہ بھی نہیں درج ہے بلکہ کے زیک عاصم و معصوم و مسنون  
 صحیح میں مقبول صلوات اللہ علیہ وسلم کو بھی سادہ استیظاہر میں درج ہے کہ عاصم و معصوم و مسنون  
 میں جانا کہ عالم انبیاء و مشاہدہ ہونا صفات خصوصہ جناب باری عزوجل سے ہے اور اس طرح  
 علم السلام کو معنی میں اعتقاد کہ آپ کو سرسادی کی مدد کی جو ساقی پہلے تھا سب سے پہلے یہ  
 میں نکالے اور حمد و ثناء کو مستعمل کرنے میں چاہیے، یہ عرب کی زبان سے پار استغاثہ کہ وہ انہیں  
 عدل یا سرحدوں الخلق کو محنت سے کرتے ہیں۔ ان میں یہ محنت ہے اس لئے اور وہ خطاب پر کرتے ہیں  
 سترہ آیت میں رکعت، شانہ مستعمل کرنے میں، ان کے بارے میں اس پر رکعت میں اس میں  
 درج ہے کہ درود ترین کو گرہ لیا گیا۔ وہ کیوں ہوں سبب اس میں جاتے ہیں اور پے  
 میں کام کرتے ہیں اور اس ضمن میں کہ مختلف تصانیف و تالیفات میں ذکر ہے چنانچہ راہین تالیف  
 عمدتہ کو ہے، وہ یہ بخیر بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور یہ کہنے میں کہ رسول اللہ میں، عقائد  
 انہ سے اور وہ شرک ہے اور یہ وہ بھی ان کے نزدیک سبب ہی محنت کی ہے حالانکہ ان کا یہ مفہوم  
 نہیں ہے کہ ان اقسام عقائد میں سے تمہیں کرتے ہو کہ مستوف شرک یا عکس نمانت ہو۔ اس  
 چہرے سوال کیا دین کر جن کا اعطاء مخصوص ہے بجا ہر ذریعہ ہے تو اللہ تعالیٰ ہی جسے خدا  
 سترہ خطاب عام بن مسعود بنی و بارگاہ مطہری کے لئے ہے نہ مستحب فرماتے ہیں اور وہ یہ  
 بھی سچ کرتے ہیں تو وہ جس سے دلایا کہ استقامت بجز اللہ سے ہے اور وہ یہ کہ ان کا عقائد  
 کہ انہیں علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبریات نہیں بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسیحیوں کے عقائد  
 اور وہ ان کا مرتبہ سے میں ہیں جو حق و دیگر مؤمنین کا ہے وہی ان کا عقائد یہ عمل عقائد  
 ان لوگوں پر بخوبی ظاہر ہوا ہے انہیں جنہوں کے دین بجز عرب کا سفر کیا ہوا ہے ان میں شریعتیں ہیں

کے سے ملاقات کی ہو یا کسی طرف سے کے عقائد پر غلبہ ہو ہو کر حب مسجد تہریب موی میں تے  
 پر پورے کر عمل جاتے ہیں درود سے قدم پر ہر جو کر صلوٰۃ و سلام و دعا وغیبہ پہنچ کر وہ  
 ہر تیار کرتے ہیں انہی احوال خیر و قوا و میر کی وجہ سے اہل عرب کو ان کے لغزت پیشا  
 کہ وہ بطوری اور ان کے تنازع سے حب نہ ہو گواہ زین کو وہ بیت کی لان منسوب کی تو ان کو گواہ  
 کہ وہ کیا کہ یہ حضرات مکی و مدینہ کے پورے مواتی ہیں مگر حقیقت احوال سے ان کو اطلاع ہی نہیں  
 روگ بھی پوری طرح مفاد میں ان پر گواہوں کے مواتی ہیں

یہ کثرت صلوٰۃ و سلام درود و رحیم الامام علیہ السلام اور قرأت و نازل الخیرات و قصیدہ  
 و عبیدہ بجز یہ وغیرہ اور اس کے پڑھے اور ان کے استعمال کرنے و اور ہانے کو سخت قبیح و مکروہ  
 ہے۔ یعنی اشعار کو قصیدہ روزہ میں شکر وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مثلاً

یا شرفی المخلوق مانی من الوجود  
 سوانح عبد سبوح المحدثات العظم

ص لوفہ نہ کوئی ہیں جس کی پناہ پکاروں  
 جس نہیے ہر وقت نزول حوادث

اسے مقدس برہنگار ہیں اپنے متصفین کو نازل الخیرات وغیرہ کی سدا دیتے رہے ہیں اور ان کو  
 درود و سلام و تحنن و عزت و نائل وغیرہ کا مرفہ ہاتے رہے ہیں ہر اول کو سولانا گنگوہی و  
 لورہ تہذیب طیبہ ہاتے عبادت و ظاہر مانی اور بدتوں کو دھکی پڑھتے رہے ہیں در سوہانا مابو تہذیب  
 تہذیب روزہ فرماتے ہیں

در کو اسے کرم حمدی کہ تیرے سو  
 نہیں ہے قائم کیس کا کوئی مانی کار

کو تو بی بگو نہ پوچھے ہنوں پوچھے گا  
 بنے گا کون تارا تیرے سو غم خوار

اور دو اختیار علی صاحب مہم و سحر و پوری سے بقدموں کے واسطے قصیدہ روزہ کی اور میں شرح  
 اس کو طش عبادت میں کر یا رٹن ہیستہ یہ حمد کا بیان سب کی قرأت وغیرہ کی اجازت دینے پر  
 کیا لکھا ہے اور اس کا پیچہ کو حق میں ہو یا نگار میں ہر شہد اور اس کے اسے کو کرم اور  
 میں سے تیار کرتے ہیں ان جمل کے نزدیک معاذ اللہ اور ہر تہذیب جو الامام علیہ السلام میں  
 سترہ حمد کو مستعمل کرنا ان ملاک کیا جا ہے اور وہ علی درجہ کے فخر و شرف سے وہ عزت نہیں کرتے  
 ہر معماں کو جو اسے کے کہتے ہیں ہر شہد کو حیاں سے تو ہر تہذیب میں ہر شہد کے  
 ہر سوئے کر بہت تہذیبی و عارف و ذوق راہ کوئی حمد میں فرماتے ہیں اور جس جس حمد  
 رت خود مستعمل و ہاتے ہیں یہ کچھ مستعمل و ہاتے ہیں اور جس جس حمد میں ہر شہد کو چکا ہے

اور یہ وہ مقامات میں سحر و جادو سے بچنے کے لیے یہاں تک کہ یہ کاروبار چلا رہا ہو اور یہ وہ مقامات کے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی کے لئے قائم ہیں اور اس کے بعد کہ وہ کتاب کو یہ سب آپ کے دستے حصصاً در ثمنانات اسے ہیں ۔ اور کو حکم کر کے یہاں پر حضور کی بارگاہ مصطفوی اسکا سونے سے ۔ اور نہ ملک آپ روایت و خط سے

اور وہاں یہ سوائے علم حکام انتہای حمله علوم سے حسانی وغیرہ سے ذات سرکار کلمات و کلمات و صلوات و سلام و دعاں جانتے ہیں اور یہ صحت یہ لڑتے ہیں کہ علم حکام و شراح و محدثات و محدثات و فعال مناسبت ماری عزائم و سر حقائق کو سید وغیرہ وغیرہ ہیں حضور سر و کلمات غیر بصورت و رسوم و تہذیب کی کوئی حقوق کو نصیب ہوا و نہ ہوگا علم در اسوا میں کے جتنے کلمات ہیں سب میں ہر فرد و فرد و غیرہ ہر تہذیب و صورت ہر اسد م کا ہے علوم و دین و احقرین سے آپ انہاں فرمائے گئے ہیں کوئی شکر لکھ کوئی مخلوق یہ کے ہر علوم اور اگر کلمات میں ہیں ہو سکتا ہے جا یکے آپ سے فضل ہو ۔ ملاحظہ فرمائیے کہ کیا ت کو یہ کا قصداً عن جناب ارکان میں عزائم ہے ۔ یہی علامت و ایوب و التمس ہے پس دیکھے کس قدر دقیق و حساست کے عقائد اور وہ اس کے عقائد میں ہے اگر چہ محض ہے اور ان کے انبیاء قطع و برید اور تقرقات جدیدہ کر کے ان حضرت کی طرف مور و ابیہ دین سے در عقائد نسبت کرنے میں سو میں کا مزہ ملے یہ چھین گئے مثل مشہور ہے خدا کے یہاں وہ یہ سب مدحیر نہیں وہ امور جن کو ہم نے ذکر کیا ہے تلف رسالت و تقاریر کی ان حضرت سے نے ذکر فرمایا ہے پتا چکے ۔ تاہم کی علماء میں صاف طور سے چیزاں میں اور خط و قلم و قلم و کتب و غیرہ رسائل کو ہر وقت لکھا ہے و علامت کو رہے ہیں

اور اس میں نفس ذکر و انصاف و کائنات علم و انصاف و اسلحہ کو لکھ و بدعت کہتے ہیں اور میں وہ انکار و اولیہ کریم رحیم لہر لہاے کو بھی لکھ میں ۔ یہ حضرت نفس ذکر و ولادت شریفہ کو جیکر بیان ہو مندوب اور مستوف و کتہ فرماتے ہیں البتہ ۔ تو وہ کو مشا کرتے ہیں کہ حکم و جہل زمانہ سے نہ لازم ٹھہرا ہے اور ان کی دہ سے ترہ کوئی قباحت پیدا ہو نہ خط جو را میں ملاحظہ در طریقہ مجدد و جانین کی روایاں سبب ہی ہونی محال نہیں اس سے نہ پڑنا حضرت کے جوئے اور م لگا ہے لکھ کے ہاتھ ہی کو ایک ہی بار چڑھا ۔ یہ وہ وقت یا جاتا ہے کہ وہ علم کا مقصد ہو جسے لکھا ہے صحاح آپ حضرت کے ہاتھ کے واسطے ۔ یہ وہ سورہ ذکر کو دینے گئے ہیں نہیں اور یہ سے علامت عربین شریفین کے حد ف کی انھوں نے کرتے رہتے ہیں در ای وقت تک انھوں نے نہ لکھ کر کے کو

حاکم ہو گئے تھے۔ ہر روز کو عیش کر کے شہید کیا اور اس کو عفت و عین میں نہ پائیں۔ اس سے پہلے  
 ہر سے ان سب امور میں سب کاموں کے تحت کی طرف میں پس و پیش اور بیت کا برسر آگیا  
 یہ بہت فزا اور ہتات بدی ہے۔ پندرہ ان لوگوں کا چوں کہ یہ بیت لایا ان کو کو بدگمان کر کے کا  
 کی ہے ان سے تم نے کیا میں وہاں تفصیل کی جاتی ہے۔ ان لوگوں کو جو یہ ہو گیا ہو گا کہ یہ کتنا  
 جو کہ وہ عیب بعد از موتی کا ہے اور کس قدر جیسا رہتا ہے اس کی گئی ہیں، لہذا ان کو ایسا ہستی اور  
 ہر عیب ان لوگوں کا یہاں ہے کہ وہ نضر نے اہل سنت اور ان کا ہر دستہ میں کو بعد از رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم رطالفت عاریہ میں سے شمار کیا ہے۔ یہ جید طریقہ ان چھوٹے عیسویوں کا ہے۔

بعد از موتی کہتا ہے کہ ہر میں فاطمہ میں حدت لیا "شہید احمد گنگوہی کے تفریح  
 ساقی بہتان کی ہے کہ بدفقیروں کے ساتھ ہی جس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 زیادہ ہے ہر موتی کے عربی لفظ میں فاطمہ صحت کی کتاب ہو میں فاطمہ صحت کی کتاب ہو میں  
 دسم صحت میں لایا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحت کی کتاب ہو میں فاطمہ صحت کی کتاب ہو میں

اساتذہ نہیں صرف کہ قسم در الفاظ سے کہو یہ یہ حیا ان اور بھوٹ میں لیا کیا ہے کہ کسی کتاب میں  
 عیب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے لکھی مورخ میں احمد صاحب نے ان کے کسی عیب اور عیب  
 بعد از موتی کے عیب کی تاریخ یہ لکھ کر جو زمرہ میں لایا گیا کہ کچھ بھی بہت اور عیب ہے تو یہ تاریخ ان لوگوں  
 کے کسی دل میں دھندوں اور حدت میں لایا گیا کہ ان کا طوق گئے ہیں اور کہ کو دیا

کہتا ہے کہ ہر میں کا مصنف بھی مورخ، طویل حد صاحب ورن کے استاد  
 گنگوہی بہتان وغیرہ میں بات یہ کہ اسے یہاں میں عیب لایا گیا شریک صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے بچے میں تو وہ سفر میں پہنچا کہ لکھتا ہے کہ آسن دن میں شہید لکھتا ہے بعد کسی دن نقل  
 کے کو میں کہتا ہے کہ مورخ رشید احمد صاحب اور کے شاگرد محمد صاحب عیب عقیدہ رکھتے ہوں  
 دسترک و بہت کہ جان دشمن وہی توجید چھوڑے اسے کھے سماعت ان حدت میں مطہر صاحب  
 یہ بھوٹ کر رہی ہے۔ ہر میں بڑی قسم لگائی جا رہی ہے۔ ہر میں کے نام تو نوہ کف کا  
 فتویٰ لایا گیا کہ کیا ہو گا میں یہ ظاہر ہے کہ نہ حدتوں کو کچھ بھی ہر میں ہر کفر پھر میرا کہ حسب  
 مادہ شریعی کی ہر کہ جس ہی گواہ کہ نہ عالم گدو ہوں ہر کہ

مورخ رشید احمد صاحب کی استحضار ہے کہ وہ ان کا نازل ہے کہ حدت میں گنگوہی  
 نے بھوٹ اور حدت ہوتے دیکھے میں ہر موتی کے شہید بہتان

۱۵۰ خدا کی مار جھونے بہتوں ہندوں ہیں، ایسے اور ات کھڑے علمائے کفر کا فتویٰ دے رہے اور کئی  
 شخص سے پوچھیں وہ بھی فتویٰ دے گا حالانکہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ دوران کے خادم و مستخدم معبود  
 سے ہزار ہا منزل دور ہیں، چنانچہ آئندہ ضل میں ہم اصل عقیدہ بہت تحقیق و تفصیل سے لکھیں گے یہاں  
 صرف استفادہ کھدینا کافی ہے کہ مجدد صاحب اگر بچے ہوں تو نہیں حد کی شکر ہے ان لوگوں کی کتاب میں  
 یہی الفاظ دکھا دو ورنہ کا دین کا اصل ملوک زیب گردن ہوگا

بہت دوستان کے مشہور معروف چچا نہ آمانی عالم میں حضرت مولانا سیدنا مولانا  
**دسواں بہتان** صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی نے یہ بیان کیا ہے کہ مولانا موصوف  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونیکا انکار کرے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر آپ کے بعد کوئی  
 دوسرا بی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں چنانچہ مسیحی شیطانی مشا پر لکھا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 بعد کوئی بھی جدید ہونا کچھ منع نہیں اور جس میں مسلمانوں کو وہ دوسرا دوسرا بھی ملاحظہ ہو

جب بے حیائوں نے یہ عقیدہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ظہر کیا اور کمال تفاوت والہ اور پروا ہی  
 اور بہت کا اعلیٰ نمونہ دکھایا تو ان میں نے کفر کا فتویٰ دیا اور اس کے سر کو بھی کیا کہتے تھے لیکن  
 حیا کر سائق عرض کیا گیا ہے بعض اہل فہم سے جو آپ میں یہ نصرت فرمادی کہ گئی ہوں کا بھی عقیدہ ہے جو ان  
 نے یہاں کہہ ہے تب کا وہ ہیں، چونکہ مولانا علیہ الرحمۃ اس عقیدہ اور حیا کے، نکل بری اور نہ کہ جس اعلیٰ  
 کفر کا اثر کی مشترک ذات تک تو ہرگز نہیں پہنچے بلکہ چاروں طرف سے پھر پھر اگر بری پہنچا اور نشان پڑ گیا  
 کہہ کے گھومتا ہوا اپنا گل خانہ کے ہی سٹڈس میں ہار پڑ جہاں سے کل تھا کل سنی پیر حمانی صمد ہم اس صمد  
 کو بھی اگلی نعل میں مسترح سکھ کر دکھا دیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاتم الانبیاء سے والا اور آپ کی  
 حاتمیت کا نبوت دینے دار مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے۔ اس آخیر زمانہ میں تو کوئی ہو ہی نہیں سکا اسے ما قیصر  
 میں بھی کوئی مشکل سے نکلے گا اس جگہ صرف یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی ناقدروں معترفی نہ تہ میں ہمت اور  
 ہے تو یہ عقیدہ اور برام مولانا قدس سرہ قی کسی کتاب کسی رسالہ میں دکھانے سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 دوسرا فائدہ پایا نہ تھے

مولانا اشرف علی صاحب دہلوی کی سب سے کھد ہے کہ وہی کو چوبی ہوگی،  
**گیارہواں بہتان** کہتے ہیں چنانچہ ایک مریض متاعی حشا سطرہ میں لکھتے ہیں کہ نبوی  
 صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے کھدوں اور پید شیطانی کے حشا سطرہ پر لکھا ہے کہ وہیں  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جو نوروں پہ لکھوں سیکے ہوں سے



مولانا تہذیبی صاحب کے وہ یہ بھی رسم لگا ہے کہ ان کو یومی میں اور  
حیوانات میں کچھ فرق ہے چنانچہ قرآنی آیت سے عکس ۱۰ مٹر ۳ میں لکھا ہے

**حیوان بہتان**

وہی یسار عن طرفین النبی والنبیوان ودرہمیدے الہانی مد اسطر ۴ پر لکھا ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم درجہ نور اور پاکوں میں طرف نہ جائے و

نہ اس بہتان ہمدی اور زیدہ دنیوی کا کچھ ٹھکانا ہے کیا توں ورنہ درحقیقی میں سو ف کذاب  
یہ عبارت مولانا کے کلام میں دکھا سکتا ہے ہرگز نہیں

مساوہ یہ دونوں بڑا بھی دیگر ازمات کی طرح ہر نکل بے صحت میں در وہی ہونے یوں وہی تحریر  
ہوئی ہے کہ مولانا ظہیر سے مانعین کو لرا م دیا تھا کہ توں کے کہنے کے مولانا حیوانات کو

یہ نام طیب ماننے پڑتا ہے اس کا جواب تو میں نہ پڑا نہ بریوی سے اس کے استاد معلم سے  
یہ نسبت تو فحش کی یہ لوگ ہی اور حیوانات کو برکتیں میں عقل کا دشمن یہ۔ بجا کر مولانا تو اس خیال

کا سر کی بیج کنی کرتے ہیں کہ اگر آپے عقیدے پڑتے رہتے تو ہم کو یہاں نہ پڑے گا لہذا اس میں  
بہت بڑا خود ایک خیال فاسد تھا اور دوسروں کے دماغ کو چھپک کر کھڑے فتوے سے کر آپے

کے باوجود بنانہ بریوی کو مبارک ہے ان بریویوں کو تو اس سے کچھ دینا کا ضرر ہے۔ ورنہ  
مولانا حیدر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سبب لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مولانا

**حیوان بہتان**

عدالت کا تھوڑا کبنا بہت سے علماء صلیا کا وہب تھا اس جگہ صرف یہ  
کہ یہاں چاہئے کہ ہر نثر اور سید بھڑت ہے اگر بریوی کے نام چھوٹے بڑے مشابہتین

اس رحمانی کر بھی در در لگائیں مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی بلکہ اس کے کسی شاگرد اور خادم کی کتاب میں  
بہت ہرگز نہیں دکھا سکتے اور اصل مسدک تحقیق عقیدہ فصیح میں ہوگی جیسا کہ ہم نے پانچویں

پر اپنے بیان کو نقل کرنے کے بعد وعدہ کیا ہے  
یہ گھڑا ہے کہ ان بریویوں کا عقیدہ اور قور ہے کہ تریاں سے لا لا

**حیوان بہتان**

لہ کہتے ہیں کہ گویا خدا کو بیٹا میں جاتا ہے جس کے لا الہ الا اللہ کہہ  
تھانہ ہا ہے عدالت کے کو بھوننا کذاب کہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوزی

مسند کی کامپاں دے اس کا اسلام ہمیں ہر سکت دیکھو عقیدہ ہے یسائی مد  
۱۳۵۰ (۱۳۵۰)

اسے مسلمانوں کو غور کر کے دیکھوں تو اسے ادنیٰ مسلمان بھی یہ عقیدہ رکھ سکتا ہے یا کوئی عقل و دماغ اعتبار کر سکتا ہے جس مسلمان کا بھی یہ عقیدہ ہو گا چہ ۴ یکہ وہ بزرگوار جن کی ہر کوئی توجہ سیکھوں وہ علم کے اپنا یہ فسر سمجھ رکھ ہے پر یہی عقیدہ کو نئی بھی کر دیتی کہ کیسا حدیث عقیدہ جس کو زبان سے نکالے میں کا صبر بھی بل کرے کیسے یہ کی طرف منسوب کر رہے ہیں ان کی سادگی رحمت و عترت کو آخر پر لکھا اور کر دیا وہ اسوس ہے ان کھوں پر حضور نے پروردگاری کے ساتھ ساتھ اور ایسا ہے کہ یہ انتہا درجہ کا درجہ ہے فریب ہے جس کو موعظ کہ اب اسے نہ بیان کے ساتھ دلیر بنا کر کھٹھا در بہت اب اسے ہمد و ستان پر ہے صل و عار و انہم الزم اور اتہام لگانے کے صحیح لفظ ہے تو بہت حد ان علم حقائق کی کتابوں در نت و ذرا میں یہ بات دکھارے فان لم یفعلوا لیس لفعولان تقوا اللہ و لا یاب

یہ گایا کہ نا ہو گویا کا خیال یہ ہے کہ خدا اقبال نے کے بتا دیا  
**پندرہواں بہتان** سے ایک بات بھی نبی کو نہیں معلوم ہو سکتی اور خدا  
 افسوس سے ساری چیزیں ماب میں اور وہ کسی کو ذرا اس بھی علم نہیں دے سکتا  
 تفسیر شیطانی کی یہ ہے۔

جو ایک بات بھی حد کے بتانے سے بھی نبی کو معلوم ہو، لیٰ ونا لکن بتاتا ہے  
 کے نزدیک اللہ سے صحت چیزیں ماب میں اور اللہ کو توئی قدرت نہیں کہ کسی کو  
 غیب کا علم دے سکتا ہے۔

یہ وہ ہر علم ہے جو ان گناہ ہمد و ستان کے بھی نہیں میں بھی نہیں گور اور صرف علم کو  
 جیسے کہ نے اور ہے سنیہ نبی ۴ میں یہ جیسا کہ ہے یہ جوئی نے محض حق کیونے  
 تو اس کی کیا حقیقت ہے کہ اس کے نام جوئی شیطانی بھی آجہ۔ تو یہ کلمات و اشارت  
 برائیوں کے سامنے و تقاضا میں ان کے عقول کے کل میں سرگرم نہیں دکھائے  
 جو وہ بیوی کا عقیدہ ہے تو کچھ جب نہیں کہ اس کے ہر ایک جزاء اور قدرت  
 ہر جا میں لفظ ہر نہ ہے علیٰ ہر جس جملہ حق جو ہر الحسبہ و حمدی  
 و ہر جس

# باب ثانی

## فصل اول

### تفصیل تہم بر مولانا نانوتوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مولانا فخر الاسلام و مسالین مجتہد مدنی سے میں مراد وہ تحقیق اللہ میں قلب نلاک حکم  
 سر الفشریہ و تفسیر مولانا محمد قاسم اللہ قوی اعلیٰ صدیقی تہمتی صاحبان لکھنؤ کے تلامذہ کی  
 مہروردی قدس بت سرور اعراب کی نسبت یہ ہمتاں بدھا جا رہا تھا وہ حضور کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے حاتم ہیں و آخر میں جو یکے منکر ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ اگلیت غیر معلومہ و اسلام کے تلامذہ  
 نامکمل ہے اور جو شخص سے کافراں جو درضراحت کچھ کر سوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہمتی در حاتم برس ہیں  
 یہ کافر نہیں ہے، چنانچہ لاد و در لاد کتاب میں سطور ہے اور اس قدر کے قوت دیکھو جس نے  
 قطع برید کیے عبارت تخریر اس کی، سطور مثل کی کہ یک سطر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یک سطر  
 زیادتی پھر لکھا تھا وہ سطور کی تالیف، در میں باتوں کو تخریر کرنے کی ایک باب، راجعہ مکتوبہ دیکھو کہ یہ کسی شاعر کے  
 لا تقروا بصلواتہم و انہم بخیر الناس و انہم یزیدونہ کلوا و اشربوا

جسے سننے نماز کے ترم ہونے پر لا تقروا بصلواتہم سے استدلال کیا تھا اور اللہ ستاری کو عزت  
 کر دیا تھا ایسے ہی اس معترضی کے لئے قطع برید کر کے مولانا نانوتوی رحمہ اللہ علیہ بہتوں بدھا کر باطلہ اللہ فی تلامذہ  
 حضرت ذرا غور کیجئے، لہذا فرمائیے عقل و دانش کو کام میں لائیے، یہ کہیے فرما خاص در کتاب میں  
 حضرت مولانا کا کہہ تخریر لہذا موجود ہے، چھپ چکا ہے ہر درں سے لکھتے ہیں میں ذرا پ  
 اس کے خلاف صحت ہے حضرت مولانا صاحب طورت تخریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے آخر نہیں ہونے کا منکر ہو، یہ کہے آپ کا، ہر سب میں کے، ہر سب میں منکر ہیں  
 کے بعد اور کوئی نہ لکھتا ہے آجہ کا کہے در پھر اس کے دروں کے، ہر سب میں آجہ ان کی بدت  
 حق کے آپ کے ساسے ہیں کہ، ہوں اور پھر آپ کی خدمت اللہ میں تفصیل اس امر کی بھی عرض  
 کر دوں گا کہ قرعہ حاتم نہیں ہوئے ہیں نہ تہمت کو، ہر سب میں ہر سب میں تہمت  
 کو کتاب سولہ ساری تہمت و نسبت و تہمت فرما رہے ہیں، ہر سب میں ہر سب میں تہمت  
 کو بھی خواب میں بھی تہمت دہنی ہوں نہ سطور کی، ہر سب میں ہر سب میں



کہ حدیث متواترہ کا لیکن اس کا اثر عقلی نہیں تو زمرہ سے دہلی پھوہ کہ جماع  
 کا مستعد ہو گیا ہے کہ: نجس بلیہ صلاۃ والسلام خاتم نبیین زمانا میں در اقرہ احمد  
 کا زنا فروری ہے، اور منکر اس کا کافر ہے۔

بہ خیال فرمائیے کہ انکار ختم زانی کیا ہے یا اس کا اثبات ہو رہا ہے اور دلیل قہیم کیا ہے  
 یہ اور اس کے منکر کو کائنات کیا جا رہا ہے، کی سے اسی صراط میں فرما رہے ہیں  
 بہادری کے کہ اس صورت میں عطف میں اہل بیت اور استدرک در شفاء مذکور بھی باریت درم چسپاں نظر  
 ہے در خاقیت بل بوجہ جس ۱۲ بات ہوتی ہے در خاقیت زانی بھی ہفتے نہیں جانی۔

در منہ سطر ۲ میں فرماتے ہیں: بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت میں بوصف لذات  
 میں سر آپ کے اور انبیا علیہم السلام موصوف بالعرفن اس صورت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سلام کراؤں: در میں رکھتے تو یہ رہتا حرمین کا دین اگر خالقیت میں محمدی ہونا تو علی کا دینی  
 سے موع جو نام از مہاسا، کہ خود فرما رہا ہے خاصکے من ایہ او نفسہ لایات عنہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں اور کیوں ہو جو: موت و حیات میں ہر وقت نسبت آتی غصب سے ہوا دے ہاں کہ  
 بات متصور ہوتی کہ اعلیٰ درجہ کے علم کے علوم دلی درم کے علم کے علوم تک کہ وہ ہیں  
 ہونے میں فرماتے ہی رہتا یہ سب جانتے ہیں کہ کسی عالم کا نام مراد ہے، موم تب علم پر موقوف

ہے۔ میں خود بھی نہیں وہ نبی متاخرین کا دین گرنی ہے۔ ہوتا قرینہ ہوت ہر وہ ہے کہ نبی و متاخرین پر  
 قیاتی اور فائدہ علوم کیا جاتا ہے۔ موت کے کیا معنی ہوا اس صورت میں اگر وہی علوم دین محمدی ہوتے  
 یہ وعدہ حکم: انا لخلق لرحمہم بد کردہ: انہما یحیون کے: نسبت میں کن ہے کہ کو قرآن کیسے  
 لکھتے: یا در فہم اللہ اللہ علیہم لکھتے ہی مع اللہ ہے کہ صورت ہی اور کہ علوم

یہ متاخرین عظیم قدر م علوم محمدی علیہم السلام کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا مدعا ہی  
 یہ علم ہوتا ہے، خدا آپ جیسے ہی جامع احیوم کے لئے ایسی ہی کتاب چاہیے تھی: علوم تب  
 موت میں حرم علوم تب علمی ہے چنانکہ معروض ہو چکا ہے اس لئے، درم یہ علوم تب موت بہتر کہ  
 یہ قول درود: در حکایت غلط ہوتی ہے، یہی ہی حتم موت نسبی ہوا اس وقت اثر رہانی درم سے

یہ کہ موت میں سین ہاں اعتبار کہ موت بعد فنا مر قب ہے یہی ہے اس کا مہم  
 صف ایہ وصف موت ہے زما، موت نہیں ور ظاہر ہے کہ در صورت رادت تا حرم زانی معنی  
 ایہ عقلی رہا ہو گا اور مرالی ہی موت، اعرہ ہاں اگر طور: طلاق یا موم کو زاس خاقیت کو

میں اور مریکے عام سے یہی تو پھر دونوں جہت کا حکم ہو گا ۔

تھکتے اور سہلے کو بوجھ سے نہ غلط مانجئے، ورد بھی مورا، مرتوم کس تہریک کے ساتھ قیمت زانی کو پے بھی رہا بھی نہ قیمت مری کیلئے کا صہ ماتے ہیں اور سب عاقبت زمانہ کی سہلے ذلال کا فخر ہے میں یہ میں عرفان طور سے تہریک میں کہ بعد دانشمیں نے عمرہ عمرتوں کی قطع ہے کہ اس کے لئے پرواز کی ہے اور لامتناہی تعتر و نہ بین اید ایکہ پہل خوف و رتیت کہ نہت حصتا مکمل ہیں علی و اسیر ہیں ۶ سو و اعن کا مصداق نہ پنے آپ کو ستیہ ہیں اس میں تانت کیسے اور موافق میں ہے نہ ہو نہ تک جعل الایۃ انہم میں داخل ہو کر طوق کفر و ست ہی گروں میں حسب حدیث مشہورہ الا ہے حدیث الایۃ انہم ذلک من دین و سود و حہ و دعوہ مادی لکوین آئیں دیر حدیث اللہ علی فان اب تھکتے نہ الا نامہ تو کی دس اللہ سرہ العرہ و اسرارہ امی رسالہ محمد یرناس میں فرماتے ہیں مگر نہ ہو تیکہ رہا کہ حرکت بہ جادے تو اس کے لئے نون مفسر و بھی ہو گا جس کے تہہ پر حرکت ہتی ہو مارے سو حرکت مسد بوت کے لئے فقط ذلت عمدی ہتی ہے اور یہ قطع اس سابق مانی اور اس سابق نکالی کے لئے یہ ہے جیسے نقد اور اس کا زور یہ تاکہ شایہ متناہار حقیقت کو یہ معلوم ہو کہ آپ کی نبوت کون و مکان نہیں اور اس کو شامل ہے ۔ اور پھر کی صفحہ سحر دس میں فرماتے ہیں بعد حرکت مسد بوت ہی تھی سو بوجہ حصول مقصود غلط ذلت نمودی وہ حرکت میں سکون ہوئی الہیہ و حرکتیں ابھی باقی ہیں اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے ۶۔

۷۔ دروں مبارتوں کو ملاحظہ کیجئے کہ کس تصریح کے ساتھ مورا نامہ دوح فرما ہے ہیں کہ صحیحہ اور علیہ السلام میں اور مسد بوت بوجہ قطع حرکت ارادی و رتبہ نبوت اب بعد ظہور سرور کائنات علیہ السلام، کل سقطع ہو گیا کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی دجاں غیبت دعوی نبوت کر کے مفسد میں کافی حاصل کرے پھر نہ سے مجرور بیوی آنکھوں میں دھول ڈال ہے ۔ ہے در کہ س حاصل کو مشہور کر رہا ہے نصہ اللہ ضانی فی اللہ ادین احیہ ۔

جس صفحہ ۳ کی عبارت اس مفسر کی کذاب سے نقل کی ہے اور اس کے مسمیٰ کو حیرت کی ہے ابھی صفحہ کی بارہویں سطر میں حضرت سولہ تصریح فرما ہے ہیں ہتی یہ احتمال کہ دین آخری دین تھا اس سے سب سے سادہ بن نبوت کیا ہے تو کل ٹھوٹے دعویٰ کر کے خلاق کو گمراہ کریں گے بہتے فی حدیث قابل ملاحظہ پر جملہ کلام قطعاً جا احد میں کا خاکہ اور جملہ دلائل رسول اللہ

دوسرے میں کیا نہ سب محتویات کو ذرا سب پر عطف کیا، یہ ایک کوشش ہے کہ دوسرے  
 سب کو فرار دیا اور طہا ہر ہے کہ اس قسم کی سب علیٰ حد کے کلام معجزہ کلام میں تعریف نہیں، مگر  
 باب مذکور معجزہ ہی میں اس کے سے درمیانوں موقع جسے لکھ ہوا حقیقت اور باہر ہو ہے جس سے  
 ہاں اور سد باب مذکور جو ذرا کلام آتا ہے اور فضیلت نبوی دہالا ہو جاتی ہے اس

باب میں عبارت کو ملاحظہ کریں کہ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے، بخاری، آخر لڑیاں ہوسے کا یہ  
 جو ذرا فرار ہے ہیں کہ "ساختہ اور بات پرست نہیں سے، آخر زمانی اور سد باب مذکور خود  
 کلام آتا ہے" سے صاف طور سے ظاہر ہو گیا کہ مولانا مرحوم حضور علیہ السلام کے نبی کریم  
 ہونے اور اس کے ہر معنی سے ہونے کے مقرب ہیں کہ جو شخص وہ حضور علیہ السلام کے دعویٰ  
 سے لڑے مثلاً جھوٹا ہے کہ باجے اور ہی آیت میں دعویٰ اور اس کو رد کرے گی ہرگز  
 نہ ہوگا کہ کوئی متنبی ہو جو اس آیت کے لیے مقصد میں کا سد باب ہو مگر تیسرا دعویٰ اس کے اپنے  
 ہر ما کے واسطے اس عبارت و نیز دیگر عبارت مسطورہ میں حل ہتھم کر دیا ہے اور مستقر کہ ان کو  
 شیطان پر امو سے تہ کا فی تھا ذکر کیا، درجہ کے کی حالت یہ تو خدا اور جو نہیں کی دیا، یہاں چوں کہ  
 وہ اس علی میں ڈالنا مقصود ہے اس لئے اس کے معنی کو تہ پ کیا

مذہبِ حق میں سے آپ کوئی جھوٹے ہوں گے کہ حضرت مولانا کو تو یہ رحمت اللہ علیہ ہرگز نہیں  
 رہا، و خاقیت، ہاں کے شکر ہیں لکھ اس وصف کے بہت کو نہ دہری اور راجب سمجھتے ہیں اس  
 کے واسطے مفرد تک اور دھبہ نہیں لگ سکتا، درہل حرمین و بوجہ اور قیام و جو کہ ہو  
 پے ان کے ساتھ لکھ کر کیا اور بھی معلوم ہو گیا کہ اس وجہ سے کوئی نہ وہ جلد برپائی کو نہیں ہوا  
 جو اس وقت کے حوالوں مست میں گرفتار ہو، اور موافق حدیث نبوی کلام کفر جو اور اس  
 میں کو اپنا کو ہنیا، کہ اس وجہ سے کہ اس سے برینہ مور، حاکم حضور سرور کائنات علیہ السلام  
 اور فرار سدی کی ہے، در حضرت علیہ السلام فرما رہے ہیں، نہ وہ ہیں اس کے روئے  
 اس واسطے کہ اس کو عیب یا گراہی نہیں، شیطان کی ذمہ داری ہے پس اس کی تکفیر میں در حضرت  
 اللہ رحمت اللہ علیہ کی رحمت میں جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہوئے اور  
 آیت میں میرا ماہد معظم مدفعہ من عذاب لیجہ کر، اور چونکہ کہ منظر میں واقع  
 سے اس لئے مجدد برپائی نہ سب نیم کا مستحق ہوا، لہذا اللہ تعالیٰ علی

اللہم فی لہا من۔ اب ایمان حقیقہ کلام مولانا کو تو یہ رحمت اللہ علیہ ہے

# فصل ثالث

## تفصیل ختم نبوت اجمالا

ختم نبوت کے دو معنی ہیں اول ختم ہونا جس کے معنی یہ ہیں کہ خاتم کا بعد سے نہ سب سے پہلے  
 آخر میں ہوس کے ہر کے ہر کے ہر کوئی دوسری ہو سکتی ہو جس کو ختم مانی کہتے ہیں۔ پس جو شخص سب سے پہلے  
 ہو رہا ہے اس کو خاتم سے بھی کہتا ہے کہ سب سے پہلے ہے وہ اپنے پیسے و عیب کے ختم  
 ہو یا سب سے کم درجہ کا ہو بعض سے علی و در بعض سے اس میں ہو  
 تویم نبی اور ذاتی درجہ اس سے عبارت ہے کہ مراد نبوت کا اس پر حاکمہ ہوتا ہو  
 سلسلہ میں کوئی ایسا سے پہلے ہو جسے وہ ہے جس سلسلہ کے میں سب اس کے نیچے اور اس کے  
 کے گھوم ہوں متنا سلسلہ وار میں عام سب میں آفتاب ختم مراد ہے جسے کسی رویشیاں  
 میں موجود ہیں آفتاب میں ہو یا کو کبھی صیادوں میں ہوں یا دستہ سازوں میں اور ان میں  
 و غیرہ میں سب آفتاب پر حاکمہ ہوتی ہیں۔ مراد حکام کائنات سلطانی میں خاتم مراد حکومت و ریاست  
 ہوتی ہے وہاں ہر جگہ جہد نبوت حکومت ختم ہوجاتے ہیں اس کو حاکمہ اذکار و حاکمہ اعلام کہا جاتا ہے  
 طرز میں حکومت ہوں یہ وہ سے سیکر و در ان تک اس کے تحت شمار ہونے ہیں۔ جو حاکمہ  
 پرستے ہیں بزرگ و بزرگ اعظم تے ہیں جیسے کہ جو پیر و شیخی چاند و کو کب ڈگری آتی ہے بزرگ  
 ہی آتی ہے علی ہذا القیاس میں کہ سب آتش و در و ایوا و ہیں سے مستفید ہونے ہیں۔ کئی کو  
 دلانا میں ہوتی ہے اور اس کے درجہ سے نیچے دسے کو ختم پہنچا ہے پس سلسلہ حرکت کئی  
 پر ختم ہوجاتا ہے اس صورت میں کئی کو مراد صوف یا حرکت اذکار ت کہیں گے در حاکمہ کئی کو  
 شایا و در حاکمہ جیکہ یہ بھی حیاں کر چکے تو یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ چونکہ یہ مرتبہ نہایت  
 ہے اس سے خاتم سلسلہ کو نام سلسلہ سے فضل و در اس وصف میں علی ہوا ضروری ہے کہ  
 وزیر اعظم کا جہد حکام پر دست سے علی تر ہونا اور آفتاب کا سب را شیوا سے قوی تر ہونا  
 ہے جیسے کہ کئی میں بھی یہ مراد ہے۔ پس جو شخص خاتم نبوت ہوگا اس کو نبی امامیہ اور سید و مراد





لینے چاہئیں۔ اور کون سے سنی اعلیٰ و اخص ہیں اس میں ہرگز میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم ہی آخر نماز ہیں یا نہیں وہ بے شک بارگاہِ نبوی و سیرۃ و حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ  
 حضور مہیا ہیں اور اس کا مسکرانے کے نزدیک فریب نہ تھا اور جانتے صدر اللہ  
 تعالیٰ کی عین و حیا یہاں پر وہ جہت بڑا ہو ہے کہ تہریکات کو نہیں دیکھتا ہے حضرت مولانا  
 کی مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لفظ اس حدیث کے مینا کا حاقم نہیں کہ ۴ دے گا لکہ آپ  
 کی نبوت سے اور اتمامِ کرم والی ساتوں طہقت کے نبی اس کے دسے ہوگی سر جہت سے  
 ہوگی جناب علیہ السلام کی ذات و اصناف سے مستفیض ہوں گے اور جیسے امین کسی گدے سے  
 میں سب کے سب حقیقۃً محمدیہ سے اسی طرح مستفیض ہوں گے جس طرح جانفین کشتی کشتی  
 سے اور نجوم آئے آسمان قناب سے کہیں بھی ہوں اس تھیں کو نہایت لسط اور شہرہ  
 کے ساتھ مولانا حضرت بیب الرحمن علیہ السلام میں کیا ہے جس کا چاہا ہے  
 ملاحظہ کرے۔ اب غور کیجئے اس معنی میں اور اس معنی میں جس کو عادت معصومین مر دے سے  
 ہیں زمین و آسمان کا فرق ہے یا نہیں و کیفیت نبوی دوبالا بلکہ زہد اس کے ہرگز  
 کر نہیں

سبب شیطانی بندہ میں عاجلانے پائے اس کے کہ در سنکر یہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ  
 کا کہتے اور کثرتِ رحمت میں کوشش کی مسودہ لانا نقاسے و جوہرہ گویا کہ اس کو مستل روافض  
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدارات ہے کہ جب سہ و رکائسات علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کی اس کیفیت کو دیکھ کر دم نکلا چاہے اور میں نبوت کی تکفیر کی جہاں ہے۔ آحسہ  
 فی اسہ میں سے ہیں کیوں نہ کریں فعل آسانی بوب صا طر ہے۔ بعض  
 ہی سہ میں سے اس طرہ میں سے ظہور کیا ہے کہ نبی و نسل کرنے کو نہ تو وہ ہیں  
 بیہ سہ اسلام پر ہتھ صاف کرنا چاہا۔ مگر کیا کریں گو رمت کے خون سے نسل تو ملے  
 ہی رہتی تکفیر میں کوشش کی۔

فاش حسیہ فی الدار میں سلب ذلالت تعالیٰ  
 اعانہ و ادخلہ فی دارہ لا یمن  
 مع المناقین و المنسکر کب  
 امین یارب الدین

## فصل ثالث

### تفصیل تہمت بر موران: گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت مولانا قاسم علی صاحب نے مولانا محمد امین ویدہ مدظلہ العالی کا میں ایک حنیفہ، نرا حق جنید اور ان امام ربانی  
 نے جناب مولانا قاسم علی صاحب نے مولانا محمد صاحب گنگوہی علیٰ نبوی صاحب پیش مندی مہرودی قادری  
 اور اس اللہ سرہ العزیز کی نسبت اہل رب کے نزدیک یہ ظاہر کیا کہ میرے پاس ایک نوٹ لکھا ہے جس کا  
 مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی خدا اور بتائے بل تانہ ذکر باہر ہوتا ہے وہ خود باقیہ اور  
 گنگوہی کے حکم تعین اور تفصیل بھی نہ کروا اور نسبت سے لوگ سفہ و لعین اور انہیں جس تک  
 کے نام ہوئے ہیں اور مع اس کے ہی مسموئی بڑا یہ کہ وہ مولانا موصوف اصدوہ مسئلہ امکان  
 کا نام تھے اور پھر میں سے ایک رسالہ ایسا لکھا ہے کہ یہ واقعہ پیش آیا عرض کہ ای ہر طرح سے یقین  
 اللہ علیہ السلام کا ہے کہ انھوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے منسوب ہوا ہے۔

جب یہ حضرات ذرا انصاف فرمائیے اور اس برعربی و جمل سے دریافت کریں کہ جو امر مولانا  
 نے بیان کیا ہے اس میں کسی تصنیف میں موجود نہ ان کے کسی معتقد و مرید ذہینہ کو معلوم نہ کیوں کسی نے  
 کیا ہے یہاں آپ کی نسبت کر دینے اور جعلی فتویٰ نہ لینے سے کیسے ثابت ہو سکے گا ہم ہر احوال طریقے  
 میں ان کے تعارض میں ان کے معتقدین و تلامیذ کے کلام سے اس کے خلاف دکھانے کو تیار رہنا یہ  
 ہے کہ مسموئی نسبت اور بہتان ہندی حضرت مولانا موصوف رضی اللہ عنہ کی نسبت کی گئی ہے کہ میں لکھی

کہ وہ لوگ خیال بھی نہ ہوا تھا اور نہ ہوگا آخر محمد والدہ مبینہ اور رئیس اللکذا میں ہی مجہدہ و جاہلیت ہی  
 میں ہے کہ ایک عظیم استان اخوانہ کا نہ سا کرنے سے نیا طریقہ افضال علیٰ کانہ اختر اعلیٰ کیا تو یہ حدیث  
 میں بتا دیتی کہ یہ لوگ ہر گز اگر جب بھی جاہلیوں کی مکاری بریلوی میں امر میں کام نہ آتی تو کہہ سکتا تھا  
 ہر گز ہر جاہلیت سے اتنا ہی انصاف و مہربانی ہندو نام ہندو نام حدیث و تفسیر کے قتل کرنے کی  
 ہی تو امتداد آہ میں ناقص کہیں ہوگا اگر یہ کہہ سکتا ہے ہندو لوگوں کا لفظ چہ کہہ کر انہیں ادھیلا کر  
 ہے کہ یہ حقا ہے صحت نہ نسبت کروں گا تو اہل عرب کیونکر ہو سکتا کہ یہ لگے تقویٰ طہارت خوف  
 اللہ کی سلام اور ایمان سے پہلے ہی انھوں نے وہ چہ ہوں اب اگر ایسے سے اصحاب نہ کروں تو دیا بھی ہوتا  
 تھا ہے مبادا اللہ اگر بے نیازی ہو کر رہے ایمانی ہو کر یہ جیسی ہوا سے ہوا نہ ہوت

دوسرے جس کو وہ نفس گریہ و تھائی و خوف اور دوسری کہ علیہ المنصورۃ والاسلام کی شرم دہی مگر  
 کا سر بھی پشم سے اٹھوں مگر جو کائنات ہے یہ انھوں نے یہاں توحید میں کہا کہ ہے انھوں نے لاجول ملائی  
 یہ ایتھ ۱۳۰ صحیفہ

طریقت صاحب ثمر، گشتوں پر کہ تفسیر کے قوتوں اور ساتی تشریحات متعدد ہی نظر کیا  
 حضرت ہون، موصوف رہنم بشر طبعی سے جس کو کا طرز زندگی تشریح فرما رہے ہیں جو کہ اس بات کہنا  
 کہ سارا تفسیر و حدیث یہ ثابت یا غور ہے اور عبادت تہذیب کے لیے حیا کی اور درگاہ ہے یہ کہ  
 بغض خوردگار ہونے والے نہیں تو یہاں تک کہ جو۔ بے بیگانی کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ اس  
 ہے کہ خداوند نے کافر کو انھوں نے جو ان کے زمانہ میں لاکھوں ہزار بار بار اس قبیل کا یہ اعتقاد رکھا  
 تکلیف بردار اور یہ خوب لاندہ لوگ تو نہ بھی ہو فر۔ سچ نہیں ہے اس شخص کو بھی متعدد درستی اور  
 اس کے لئے جس کے قتل میں تیار ہو کر رہا کرتا ہے یہاں جس سے یہ پھر صرف عورت سے سلوک کر لیں گے  
 برائیوں اور اس کے اور اہل نے نفس اور۔ یہ وہاں کر لگی ہے سوائے جنت باطنی اور وہاں گھرنے  
 کوئی چیز ان کے پاس نہ ہو، انہیں سے بھی وہ عبادت کا اور کی تھی یہ جلا اتال من اسلم نہیں وہاں وہ  
 بات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ پاک، اور سترہ سے اس سے کہ تفسیر یہ صحت کذب کہا جائے سزا اور  
 کے کام میں ہرگز نہ گزرتا ہے کذب نہیں سے قال علیہ تعالیٰ وہی ما ذہن اللہ فیما تو شخص جن سے  
 کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا مان سے کہ وہ کذب کرتا ہے وہ تعالیٰ کفر و ملعون اور نکال کر ان اور  
 وہ بیچارہ جہنم میں ہے وہ ہرگز مومن نہیں صانع اللہ علیہ اجمعین علیہ السلام طوا کہ یوم البقرہ حیدر  
 اہل ایمان سب کا ہے کہ حق تعالیٰ نے حنظلہ علیہ السلام و اہل بیت علیہم السلام جو بیچارے اور  
 حکم قلم ہے کے عطا ہرگز نہ گزرتا ہے حق تعالیٰ کا ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دینے کا حق نہیں  
 ہو گیا اور ہے اگر یہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کرے کہ انھوں نے تہذیب و عقل و ہوشیاری اور  
 عبادت و کفر حق تعالیٰ میں جمع کرنا ایسا نہ تھا اس آیت سے واضح ہے کہ اگر جہنم  
 پہنچتا ہے مگر مومن کو یہ تہذیب کا ہے اس کے خلاف ذکر کیا اور سب اختیار سے ہے انھوں نے کہ  
 یہ عقل و حیا و ہوشیاری کا ہے یہ عقیدہ تمام جلا و امت کا ہے یہ پھر یہاں کی تحت تفسیر قول تعالیٰ  
 ان تعس بعد الایمان کہ ہے کہ ہم غفلان شریک کا عقلی و عیب کا ہے اور نہ کوئی انسان ذی ہوشیاری  
 عبارت کی و ہم غفلان عقول الوعد علیہ السلام یہ لایقہ و اللہ علیہ السلام کہ یا حق تعالیٰ

بسم



## فصل رابع

## تفصیل مسند امرکان و امتناع

محمد انصاری صاحب ذمہ میں کہیں گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کبھی تاریخ مولانا سمیع رحمۃ اللہ علیہ  
مسئلہ امرکان کے قائل ہوئے ہیں یہ قول انکا نہیں ہے۔ وجہات ہے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ  
سلف صالحین امت مرحومہ کا تبار کیا ہے تمام اشعار مکہ تمام، ترجمہ بھی صحیح ہے، رحمۃ اللہ علیہ کے  
مسئلہ میں معنی میں کتب معتبرہ علم کلام کی کتاب میں، اور ان کی لغویں حواشی موجود ہیں شکر  
ہو افاق میں اس مسئلہ کو اس طرح نہیں ملے گا ذکر کیا ہے مشامیہ میں بھی تفصیلاً مذکور ہے کہ  
الاصول شرح تھویر الاصول میں محقق ابن ہمام صاحب شیخ اہل حقیر اور ان کے تیار  
الحاج رحمہما اللہ نے اس مسئلہ کو حد یہ کہہ کر ہی دامن کا برہنہ علم اور معشر اہل سنت اشاعہ  
کی ہے بہایت رعایت سے بیان کر کے دکھلایا ہے کہ بعض لوگوں نے جو درمیان ستارہ، ترجمہ کے  
مسئلہ میں خلاف ثابت کیا ہے وہ محض نزاع لفظی ہے اور اس کی تقریر فرمائی ہے

طاہر کلینی نے حاشیہ شرح عقائد جلالی میں اس مسئلہ کی پوری تشریح کی ہے اور جمہور شاعر  
تذیب ثابت کر کے دکھلایا ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اس مسئلہ میں مخالف مذہب  
قاسمی حضرت علامہ علیہ السلام نے شریعت فقہ الاموال میں صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں اس مسئلہ کی صورت طور  
تقریر فرمائی ہے علامہ اس کے اور بھی کتابیں علم کلام کی اس مسئلہ میں تو جمع کر رہی ہیں مگر فتاویٰ کیوں  
یہ کتب نہ کرے ہی کافی ہیں، زائد تحقیق کر لی مقور جو وجہ نقلی نیز یہ المعزود، مذہب کو خط کر  
مسئلہ کے طور کا خوف نہ جوتا تو ان کتب مذکورہ بالا کے شعور کو ذکر کرتا، مگر ان شعور کا چھ  
جہد عقل سے چل جائے گا بدو، مضین صاحب کی قلت و قنیت اور عدم تجربہ میں کے باعث  
ہے کہ گمان کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کی تشریح علامہ امتیاز سلف صالحین میں کے کسی نے نہیں  
مولانا سہید رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہ گمان بھی ہے کہ قائلین میں مسئلہ کے قائل ہیں سنت و الجماعہ  
مخالف ہے یعنی اللہ کہ قہمی و عدم واقفیت پر مبنی ہے بہرمانی فرما کر انکی کتب کو خط کر  
اپنے خیالات فاسدہ اور عدا کا عدہ سے جوڑ کر ہیں، جو ان کو قنیت رہو کہ خود ان شعور  
کو کتب ہے، کہ وہ بالاسے کمال سکیں نہ ہم کو لکھیں بہر جو وضعی و مضر لکھ دیں گے اور اگر قنیت

زبان میں بھی اس کا بوسہ کی عمل کرے گا اور سستہ کرے گا تو ہم بھی بزبان اور اتحاد لکھیں گے  
 جو کہ کثرتوں کے ہمارے اکابر کے مفادوں کی مراد سے عالیشان میں سے مسئلہ امکان کدیہ میں کچھ  
 کہہ سکتے ہیں اور فیہ میں سے کوئی خاص واقعہ بیان کریں گے جو گویا کہ یہ لکھتے کرتے ہیں حالانکہ  
 ان سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان سب ماری مڑا سکتا ہے اور گاہ گاہ کے واسطے کسی درجہ کی مقصد اور  
 ایک کا وہم و خیال بھی نہیں کر سکتا ہے چنانچہ کوئی عقیدہ و سہہ اپنے قلب میں جمالیوں سے پس پور کچھ ہو سکتا  
 ہے کہ ایسے ایسے علماء سے لکھیں اور ان سے مدققین جس کے علم و فضل نہ ہو تو تقویٰ کا ایک عالم پر ہونے کو  
 ہے کہ کوئی مقصد اور عیب جناب ماری میں جائز نہیں ہے خود سب کے سب کا مہذب وہ ہے جو کہ عیب  
 عقل حقا اول معلوم نہیں مسطور ہے اور حفظ کریں

تعمیر مقدمات کے مدتیہ میں محبت ہی ضروری ہے تاکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ مسئلہ مذہب میں جو ایمان مذہب  
 صرف ہو رہا ہے اس کا نتیجہ کیا ہے، وقتیکہ اس کی تعلیم معلوم نہ ہوگی وہاں نہ لکھیں کا سقم و عیب  
 کوئی کلمہ میں نہ آئے گا اور صاحب تہذیب و تمدن سے بڑھ کر اس سے پہلے کہ منشا  
 ازواج لفریقین کو معین فرمادیں ہے رہائی تخریر مراد سے شروع کر دیئے ہیں و شام سے جس طرح  
 اسلام میں حق تعالیٰ نے شام کے حکم ہونے کے قابل میں کیفیت کلمہ و حقیقہ کلام میں مختلف ہوا، صرف  
 کلام لفظی کے عقد و حد کو سب مقدم قرار دیتے ہیں، و حدوں میں سمت و بجاعت تو نہ ہو  
 کلام لفظی کو پوری حدت کے ساتھ یہاں فرما رہے ہیں کی کارزار میں ہیں لہذا تہذیب و تمدن کے نفس  
 ہمارے یہ اختلاف کیا کہ جو غیر مطابق لواحق کا عقد و تمدن کی قدرت قدریہ سے صورت ہے یہی حالت قائم  
 رہے ہیں تو حق تعالیٰ نے تہذیب و تمدن کو مقدم قرار دیا ہے لیکن حالت قدریہ میں تہذیب و تمدن کو  
 ہمارے اشارہ و انعقاد اس کی قدرت سے خارج قرار اس کے جاہ سے قدرت و جب معذور و عاجز ہے  
 اور ایک دوسرے فریق کا یہ قول ہے کہ بل سنت کے نزدیک یہ حمد مذکورہ کے کلمہ یا دونوں حالتوں  
 میں سرسختی و عداوت نہیں مگر چونکہ وہ نوات اور کات ایسے صحت و معاش میں حمد و کلمہ کے سرور اور  
 تمام ذماتہ سے مقدم ہے اس لئے کسی کلام لفظی و حق تعالیٰ کے کلمہ کا یہ وہ لکھیں نہیں ہو سکتا، عرض  
 آدم علیہ السلام سے کل شجرہ یا درخون میں سے دعویٰ ربوبیت لغت نہ ہو، تو عرضی حملہ یعنی آدمی نے  
 اور حق تعالیٰ نے کلمہ و کلمہ پر حق تعالیٰ کو یہی ہی قدرت حاصل ہونی چاہیے اب سے لکھیں یہ  
 کہ اس صحت و سلامت اور سب مقتضائے تقدس و جلال کے کلمہ کی قدرت کی کار تھی و جس قدر کلمہ میں  
 حق تعالیٰ نے شام کی ظاہر ہو چکی ہیں اور جن کے کلمہ و عہدوں کو ذہن کے لئے کسی صحت و سلامت

میں کسی کلام میں بھی اگر کوئی بوجہ شمال کہہ سکی تصدیق، تسلیم میں رہتی ہو سو تصدیق و تائید اور علماء  
 کے عادت ہے۔ حدیث صحیحہ اور صحیحہ حدیث کے وجود پر کہہ سکتے ہیں۔ سب مطلق ہیں۔ حضرت  
 مولانا سمیع شہید علیہ الرحمۃ اور ان کے ساتھ بوجہ ۵۱۱ و تحقیق حق تھا ہے تا رہا حدیث کو ضرور  
 اور کذب کوئی نہ فرماتے ہیں در حدیث ثانی بوجہ عدم قدرت و عجز کی حدیث ہے۔ یہی کہو جب اور کذب  
 قطع جتنا ہے یعنی اس کے رد ایک قویہ تو ہے۔ نہ سنے سے اپنے اختیار سے حدیث کا ترمیم اور کذب  
 سے احترا فرما رکھا ہے۔ اس کے ایک بوجہ عجز کی، خبر حق تو ہے سے حدیث صادر اور کذب  
 نزدیک ہو رہا ہے۔

تعمیر عبادت کے ساتھ کہے کے پاپ پر پوری طرح سے سد نہ ان تفصیل سکشف ہو گئی  
 ہوگی اور یہ بھی ہر جگہ ہوگا کہ قدرہ صواب اور ان کے متبعین ہیں کابریک سرو میں دوسرے لگائے  
 غوم وغور میں مسد مکان لکر پیچھتے ہیں اور اس کے معنی اور تفصیل بیوت غلط و صحیح  
 اسے غلط یا کرتے ہیں اور ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک معاد شرمہ و نہ اکرم حق و حدیث  
 کاذب اور ہونا ہو سکتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ حدیث کے کلام میں ہوتے ہوتے سب بالکل غلط اور  
 محض ہے ہرگز اس کے کار اس کے قابل نہیں بلکہ اس کے منقذ کو کافر مدعی کہتے ہیں وہ صرف  
 طور سے تشریح فرماتے ہیں کہ حدیث و کلام بوجہ عجز سے مسزہ اور پاک ہے اس کا کذب ہو سکتا  
 مدت ہے اور کوئی کلام باری عز و میں کاذب اور ہوتے نہیں ہو سکتا اور نہ ممکن، اور تو ہے کہ نہ  
 شہ نہیں اس کے کلام میں پایا جا، حال ہے کہ اس کا بچا ہو، عز و میں ہے لیکن یہ امر اس کے رادہ  
 در اختیار سے ہے یہ نہیں کہ وہ میں مجبور ہو جائے ہوگی جو اس میں غور فرما، نیز کہ اس مسلک  
 میں سب باری عز و میں کی ترمیم و نقد میں اس میں نہیں ہوتا اور نہ اس کی قدرت کا مدعی تحقیق ہو  
 ہے بہت کچھ مدعا میں در اس کے مستندی سے اس مراد کہ کیا کہ قدرت کا مدعی جو نقصان آسے  
 کچھ ہاں ہیں ترمیم میں فرق نہ آسے وہ اصل نواسط و معتبر گمان گئے جو ہے جس کے اصل ترمیم  
 کے مستند نہ ہوئے سے اگر چہ ان کا صدور و عمل ہی کیوں نہ ہو، ترمیم و نقد میں فرق نہ ہے  
 کہ مستند قدرہ علیٰ اعظم و تقابح میں صاف ہوئے کہتے ہیں اور نواسط قدرہ علیٰ غنی و غنیہ  
 میں ترمیم کرتے ہیں اور ہی طرح سے ہر دو طریقوں میں ترمیم کے مسد دکو، سب علیہ استعمار قرار  
 دیتے ہیں اور بالاضطرار ان کے صدور کے قابل رہے اور ان کے مقرر ہو، بل صفت بیاعت پر  
 طرح طرح کے زمام لگاتے ہیں انہوں میں صد انہوں کہ، اور خود اس قبیلہ و شہرہ کے محمد صاحب





سہروردی سہروردی رست حب یوحنا باطلہ آئین مخالف برائیں داعیہ پر تہمت لگانے  
 نے شیطان نہیں کو حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم و ستا مانا کہتے ہیں اور  
 بھی کذب محض درود سنا کوئی ہے اور میں قاطعاً حضرت یونان نامہ لغوی کی بنا پر صاحب ہنگی سے  
 یہ اور کسے اس کے نام میں تو وہ ہیں نہیں سے یہ ایک اندر اس کی تفریح کیوں نہیں دیکھنا  
 اور میں لکھتا ہے کہ قاعدہ صحیحی لکھا ہے لہذا میں باہر تعلقہ علم و ستا مانا داعیہ سے  
 سننے صلی اللہ علیہ وسلم جس کا ترجمہ لکھتا ہے کہ اس سے ہی کتاب پر ہیں قاطعاً میں تقدیر  
 ان کے یہ ہیں کا علم ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے رکھیو اللہ ۱۵ اور ایک  
 کے الفاظ تشبیہ شیطانی اس بھی نقل کئے ہیں در پھر سیم لڑا جس کی وہ عمارت نقل کر کے جس نے  
 لکھتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو یہوں مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم لکے تو وہ کا در  
 دیکھے حضرت ذرا نور کیے کہ اس کا ذہب نے دعویٰ نوک ہے کہ وہ برہمن میں تفریح کر رہا  
 کرالمنس کا علم عور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ وہ ہے اور وہ آپ سے ما اوست ہے اور اس  
 کا کس تمام برہمن میں یہ نہیں اور ہر اپنے مدعا کے اثبات کے واسطے وہاں کی عمارت جو نقل  
 ہے وہ ہر گورج اس سے برہمن کیجئے عمارت جو نقل کی وہ ہر شیطان و ملک لوت کو یہ دعوت نصی و اسد ہونی ظہور  
 علی کی کو کسی نص قطعی ہے اب اس میں کہاں وہ معاذ کو رہیں میں برہمن برہمنی غوی کو کو لگا  
 کہیں مضافاً علم کا آئی کہیں نہیں کو دست عمار کے ساتھ تفسیر کیا ہے کہیں رکھا ہے کہ وہ شہید کا حضور علیہ  
 سے زائد ہے۔ کتب صلا سے سکر شہد تک نقل ہونی سے لکر کوئی منس میں مضافاً کو کہیں سے  
 ہے اور اگر یہ کہے کہ اس عمارت سے یہ کھینچتی ہے کہ من ذلتہ میں حضور علیہ السلام  
 سے علم اور وضع عمارت و زائد سے تو ہندو عدا یہ تفریح کہاں ہونی اس دریدہ رہیں  
 مانے عمارت سے نزدیک ہونی کہ کہ برہمن میں اس کی تفریح کی ہے۔  
 عدا جو تفریح تو حسب ہی ہوگی جب دعویٰ کو ہر حذ ہی طرز پر تفریح کہی ہو اور اگر آپ  
 میں کسی عمارت سے کوئی بات آ رہی ہو تو تفریح کہاں ہونی بہر کہ برہمن کی عمارت سے یہ تفریح  
 ہے، وجہ عمارت اس مقصد کو کہ یہ تفریح کہنا اگر قاعدہ محض درود سنا نہیں ہوگی  
 سے علم حرمی کو ہر کو دہا دہا ہر میں آپ کے آئی بھی آپ کہ تھا نقل درود سنا ہر سنا کی  
 ورقم عمارت میں انکی در پھر ہی کے حدیث کر دیے سے یہ میں ملک پورا سوا ہے کہ جسکو  
 چل کر سات طور سے ظاہر کریں گے کہ حدیث لبرہمنی نے کہاں ہے محض ہے بھی اور

علی سے کہا گیا ہے اور تحریف و قطع برید پر حملہ اعتراضات کا مٹی ہے آپ نیم الرصاص کی عبارت سے بخوبی مسلمہ کر لیں گے کہ تکفیر ہاں شخص پر ہو سکے گی، وہ سجاد، اللہ کسی کو رسول مقبول علیہ السلام سے اعلم اور اس کے ظلم کو حضور علیہ السلام سے علی باطریق زائد بت دے اور جبکہ یہ بات براہ میں موجود نہیں تو تکفیر سرگز ماہ ۱۰ ہوگی بلکہ ٹوٹ پھیر کر مجدد برہموی کی آمد پر حسب ارشاد ہونی سوار ہو جائے گی اب ہم آپ کو خود برہمن کی عبارت دکھانے ہیں جس سے بخوبی اس کے خلاف ظاہر ہو جائے گا

ہذا میں تحریر فرماتے ہیں جس کوئی دینی مسلم علی فرع علیہ لیسوۃ والسلام کے تقرب و حرمت کلمات میں کسی کو متاثر آپ کے نہیں جانتا ہے

اس قسم کے مضامین متعدد جگہ ذکر فرماتے ہیں آپ خود حیاں فرمیں کہ جملہ کلمات میں اعلیٰ درجہ کا کمال علم ہے بلکہ مدد کلمات کا عدلی ہے جس جگہ کسی کو آپ کے مائل بھی شرف کمال میں نہیں کر سکتے تو آپ سے بڑھ کر کیونکر کوئی خیال کر سکتا ہے کوئی جو یہ نفس منقطع جلال ہے کوئی ادنیٰ مسلمان بھی یہاں نہیں بہ نسبت حضور علیہ السلام نہیں کر سکتا کہ کوئی بھی آپ سے علم پر چاہے یا نیک، ایک ماہم متحرک جس کی تمام عمر دینیت کی کتاب میں پڑھا ہے جو سے ہو گئی ہزاروں علماء اس کو کتب و تصنیف و تفسیر پڑھا کر مدرس و ادا کی خلق میں گئے یہ خیال ہرگز ہرگز نہ اس کا ہو سکتا ہے اور وہ کلمے کا اس وجہ سے حضرت مولانا گیسوئی دین اللہ رہ عزیز سے متصہ فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی کہ جو شخص ایسی نہیں کہہ سوس مقبول علیہ السلام سے اعلم اور وسیع علمائے کبار سے کسی وجہ سے شریف کہہ کی نہیں میں جب یہ قرآن و حدیث بریلوی سے بھلا سب سے سنتے ہی کہہ کہ سخاوت ان حدیث لاجہان مطلقہ سوائے اللہ اور کذاب کے کوئی امر دیگر نہیں ہے پس اگر یہ عبارت دراصل بھی موجود چینی تپ بھی یہ تشریح حانی ایک ایسا اور توی تھا کہ جس کی وجہ سے مردہ پھر در تپ کے تپ ہری سنے سے پھر ماہر درری تھا حالانکہ یہ عبارت بھی موجود نہیں بلکہ اس عبارت کے اظہار اور حق و راجح بالکل اس کے خلاف بر مزیح کلمات کرتے ہیں۔ مجدد اذہا میں نے چند کھیل ملاحظہ کے وسطوں جس میں سور سے پنا آکھوں کو ڈھانپ لیا۔

اب تفصیل اس عبارت کی ملاحظہ کیجئے

## فصل سادس

## تفصیل عبارت برائین ق طع

آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو احادیث عامہ کے دنیا میں بہت سے ہیں علم حدیث و فقہ  
 علوم حدیث و اقوال لغویہ و منقول و مرفوعہ و نحو معانی و بیان و تدلیج و غرض ادب و تاریخ  
 جہر و حساب و تاریخ و علم زراعت و علم تعمیر و کھیت و زراعت و غیرہ وغیرہ اور یہ بھی ہر شخص  
 معلوم ہے۔ ہرگز میں، عقب اس کے کثرت مسائل کے نہایت وسعت ہے مثلاً علم حدیث و کتب  
 اس میں بھی بڑا علم موجود ہے اور جوئے حدیث کے علم اور اس کے علم کے  
 احیاء جس کو اس علم کے مسائل بہت سے ہیں وہ دوسرے کے حکم اس قدر مسائل یاد نہیں، علم  
 کے مگر میں میں مثلاً یہ کہیں گے کہ یہ علم سے کوئی یاد، جانتا ہے یا حضرت زبیر کے میں اس سے زیادہ  
 وسعت علمی رکھتا ہے

۱۔ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو احادیث عامہ کے دنیا میں بہت سے ہیں علم حدیث و فقہ  
 علوم حدیث و اقوال لغویہ و منقول و مرفوعہ و نحو معانی و بیان و تدلیج و غرض ادب و تاریخ  
 جہر و حساب و تاریخ و علم زراعت و علم تعمیر و کھیت و زراعت و غیرہ وغیرہ اور یہ بھی ہر شخص  
 معلوم ہے۔ ہرگز میں، عقب اس کے کثرت مسائل کے نہایت وسعت ہے مثلاً علم حدیث و کتب  
 اس میں بھی بڑا علم موجود ہے اور جوئے حدیث کے علم اور اس کے علم کے  
 احیاء جس کو اس علم کے مسائل بہت سے ہیں وہ دوسرے کے حکم اس قدر مسائل یاد نہیں، علم  
 کے مگر میں میں مثلاً یہ کہیں گے کہ یہ علم سے کوئی یاد، جانتا ہے یا حضرت زبیر کے میں اس سے زیادہ  
 وسعت علمی رکھتا ہے

۲۔ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو احادیث عامہ کے دنیا میں بہت سے ہیں علم حدیث و فقہ  
 علوم حدیث و اقوال لغویہ و منقول و مرفوعہ و نحو معانی و بیان و تدلیج و غرض ادب و تاریخ  
 جہر و حساب و تاریخ و علم زراعت و علم تعمیر و کھیت و زراعت و غیرہ وغیرہ اور یہ بھی ہر شخص  
 معلوم ہے۔ ہرگز میں، عقب اس کے کثرت مسائل کے نہایت وسعت ہے مثلاً علم حدیث و کتب  
 اس میں بھی بڑا علم موجود ہے اور جوئے حدیث کے علم اور اس کے علم کے  
 احیاء جس کو اس علم کے مسائل بہت سے ہیں وہ دوسرے کے حکم اس قدر مسائل یاد نہیں، علم  
 کے مگر میں میں مثلاً یہ کہیں گے کہ یہ علم سے کوئی یاد، جانتا ہے یا حضرت زبیر کے میں اس سے زیادہ  
 وسعت علمی رکھتا ہے

یہ اسی درجہ کے علوم ہیں ان کا بنیاد ان کے گھسٹے یا گھسٹے کے میں ہے جو ان سے ہے۔ وہ علوم کا یہ  
 وقت ظہر حاصل کے ہیں نہ موقوفات میں نہیں آتے آپ ہی ہیں نہ وہ ہیں کہ نام سے لانا وہ سارے  
 بات میں رہتا ہے یہ شکر نجاست کے، حوالہ جو اس کے مقدور تھا ہے کہ اس میں وہ ان  
 میں وہ وہ بیوی کو سرگرمی کا صبر نہیں تھا، اختیار کیا ہے اور اس کے چھ نکات وہ  
 میں قدر و نفی ہے کہ اس سے بڑے موحیہ و اس کے گواہی اطلاع نہیں اس کو آپ  
 ہی علم میں اس قدر بڑی وسعت حاصل ہے کہ حتی وسعت بہ گزیر گزیر اس موزنہ اس کے  
 میں ہیں اس طرح علم تحریر میں مبنی اور وقاصم اور فرزند ہی وہ لب کو جو وسعت حاصل ہے حضرت  
 علم ابو سعید رحمت اللہ علیہ کو حاصل نہیں گزیر اس کی وجہ سے کوئی عقل بجا سے اس کے اس میں کو  
 بیوس و فلاطون و چند دیگر بزرگی سے امام در اوستا ملتا نہیں کہہ سکتا۔ یہ بڑے بڑے کونین حضور  
 خدا تان و سقراط سے اور زین العابدین وغیرہ کو حضرت امام ابو سعید رحمت اللہ علیہ کے علم و فضل کہہ  
 سکتے ہیں کوئی مجدد و بیوی جیسا کہ مفسر ہو تو رکنا۔ جب یہ عرض سابق آپ نے کیا ہے اس کے  
 تا ہی تو آپ اس کو بھی نہیں فرمائیں کہ نبی پیغمبر سلام علیہ۔ ان میں نہ ہی حقایق اور انہی حقائق  
 آپ جیسے ہی ان کے علوم بھی بہایت عالی درجہ کے مطابق و نتایج کے صحیح صحیح ہیں اور کوئی کہہ نہ  
 ات بھی ترک کمال علم میں سے ہے جس کی تحقیق تفصیل کتب کلامیہ اور صفحہ حضرت میرزا نادر علی  
 سے اس اثر سے اس میں علی ویرا تم موجود ہے پھر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہی کمال  
 کو مرکز میں جنہ کمالات انبیاء علیہم السلام کے واسطے ذات و لائحات حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام  
 تا اور واسطہ ہو رہی ہے پس جو کچھ میوهات کمالات علیہ کے انبیاء نظام و دیار گزیر ہرے  
 یہ وہ سب آپ میں اولاً لذات علیہ ہونے اور دوسروں میں تاہم وہ بعض ہیں آپ مصداق  
 صلی اللہ علیہ والین والآخرین اور اعلم المخلوقین کا لقب ہونے کوئی اولیٰ تشریح بھی حضور علیہ السلام  
 علم اللاتقی قاطبہ بالذات والصفات و افعال تانے اور حکم واسرار و کیفیات کو سب وغیرہ  
 ہونے میں شکر نہیں کر سکتا چہ جائیکہ اس کے خلاف کا معتقد ہو لبتہ جو چیزیں کہ خلاف شان  
 ات ہوں یا کمالات ہوت میں اس کی وجہ سے کوئی نہ دینی نہ اس نہ ہو سس کا ثابت  
 تلبے سنگ خلاف عقل ہو گا خود باری تعالیٰ فرماتا ہے ما ملک الا سعید وما یبغی لبتہ  
 ہونے حضور علیہ السلام کہ شعر نہیں سکھایا ورنہ ان کے مانق تھا پس معلوم ہو گیا کہ بعض علوم  
 کا نہ جاننا انبیاء علیہم السلام کے کمالات میں نقص نہیں ڈالتا کہ کوئی روزی شخص اس کو چاہتا ہے نہ اس کا

انبیاء سے اعلم ہونا لازم نہیں تھا۔ دیکھئے تعرت سبحان کے قہر میں پند ہد کا یہ قول اللہ تعالیٰ نے  
 نکل فرمایا ہے اخطت بما لہ نقطہ کہ میں نے ایسی چیز کا احاطہ کیا ہے کہ جس کا تم کو احاطہ نہیں ہو  
 پس پند کا ایک ایسی جہتی کو بات لینا اس کا باعث ہرگز کسی کے نزدیک نہیں ہو سکتا ہے کہ اس کو  
 حضرت سلیمان علیہم السلام کو علم اور وسیع علمائے کبار سے زیادہ دیا اور یہ واحد کا علم کون سا  
 نہیں ہے خود رسول مقبول علیہ السلام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرماتے ہیں کہ **لَمْ يَخْلُقْ**  
**لِقَدْرِكَ** کہ تم اپنی باتوں کے زیادہ جانتے والے ہو اس کی وجہ سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ سزا  
 صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم تھے اور نہ ان اور بزرگ دینوں کا بعض بزرگ  
 حضور علیہ السلام سے غائب ہو جانا اور ذرا سا آپ کی طبیعت میں نقص ڈالتا ہے، اسی طرح جزئیات کو یہ  
 کے بعض افراد کا علم گر ضعیف، بغیر اس کے کہ وہ عالم العلماں و افاضات کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ یا  
 ہو اور وہ ضعیف ہر وقت اپنی توجہ کا لہ کو ای طرف متوجہ رکھتا ہو جیسا کہ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر  
 دلالت کرتی ہیں اور حضور علیہ السلام سے اس قسم کی جزئیات غائب ہوں باوجودیکہ علم ذات و صفات  
 و اسرار وغیرہ کمالات مشاہد میں آپ اس رہے کے ہوں کہ اس کے ارد گرد کو سوس ٹنگ کی کامیاں ملتی ہیں  
 پہنچ سکتا اور یہ جزئیات کے جاننے سے بوجہ عدم ورود تصور میں ہر یکہ انکا رکھا جاوے علاوہ  
 بریں ان کی طرف توجہ کرنا خود حضور علیہ السلام کے منصب علیہ کے مناسب نہیں جیسے کہ شعر و کلام  
 و شعر وغیرہ کی طرف توجہ کرنا خلاف شان مکانی حضور علیہ السلام ہے تو کسی طرح بغیر زمین کا آپ سے  
 اعلم اور وسیع علم ہونا لازم نہیں آتا البتہ مجدد اور عالمین اور ان کے ہم خیروں اور پیروں کے علم  
 اقدس سے مانپ ہونگی وجہ سے آپ کی شان عالی میں منقصت شمار کرتے ہوں گے، ہزار احادیث  
 اس قسم کی موجود ہیں کہ آپ کو بہت سی جزئیات مخصوصہ کا علم نہ ہو۔ اور ہزار احادیث اس قسم کی  
 بھی موجود ہیں جہیں بہت سی جزئیات کا علم ہو گیا ہے۔ ہزار کماں و نقص یہ جزئیات ہرگز نہیں اور  
 ان کی وجہ سے اعلیت و اوصیت علم نئی۔

برہنوں کے لئے بوجہ اس کے کہ ان کی عقل اور حیا پر پردے پڑے ہوئے ہیں اس طرف ہرگز توجہ  
 رکھی کہ صاحب انو رساطہ کس چیز کو ثابت کر رہا ہے اور کس علم کی دست میں گفتگو کر رہا ہے جس کا  
 حضرت مومنہ براہین قاطعہ سے ہے یہ وہ بھی نقطہ کی دست کا اثبات ایسی ہیں اور  
 جو ذہنی حضرت غر عامر علیہ السلام پر کث فرما رہے ہیں وہاں مطلق علم کی وسعت پر ہرگز بحث نہیں  
 اس وجہ سے لحدود کا شمار سے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وسعت جہی جس میں بحث ہو رہی ہے اور

اور ساتھ نے ذکر کیا ہے درجیے جس میں گفتگو ہوتی ہے آری ہے پس مضمون میں تقریر پر امین کا  
یہ خاص علم کی دست آپ کو ہیں دوں ہے اور ایسے عین کو دیکھتی ہے کہ جسکی رحمت سے وہ غلام  
ہو رہا ہے سو ہم سے کہ س سے میں عبیت کا عامہ اور دست عا ہونا ہرگز مازم نہیں آتا  
لیکن سید یہ اور میں صاحب کو اسامہ لوسیو سے اعلم ہیں کہہ سکتا کہ ہم نے اسکی مستند نظریں  
پیش کر دی ہیں، اسی عبارت میں مذکور ہے اور ملک موت سے اللہ ہونے کی وجہ سے ہرگز  
ماہرنا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک انوت کے برابر بھی ہو چکا ہے۔ یادہ پس بہت ایک خاص  
قت میں ہو رہی ہے درجی کا جواب دیا جا رہا ہے۔ اس لئے بار بار تفسیر ملاحظہ فرمادیں  
کر رہے ہیں مگر بعد امد جائیں اور اس کے اتباع غنا دیکھتے ہی ہیں یا تو اس کو جانکر دھوکہ  
ہے ہیں۔ بقدرہم اللہ تعالیٰ

بل بلہ غلام اور ہمارے مقدس برہنگاں زمین کے نزدیک کسی کے علم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ  
یہ سے علوم شریفہ و معارف کمالیہ کو حاوی درجائے و ماہرین کو دوسرے شخص نہ جاتا ہو پس  
نہ جاننے والے سے اس شخص کو علم اور وسیع علم اور زائد فی العلوم کہیں گے اگرچہ اس شخص  
علوم مجرد ہوں جو کہ ہایت اولی درجہ کے بہ نسبت شخص سالی کے علوم کے ہیں پس حضور علیہ السلام  
فی زمین و آجریں سے اعلم کہے کے یہی معنی ہیں کہ جس قدر علوم شریفہ کمالیہ میں ان سب میں  
بہی مخلوق کا تہہ نہیں ہو سکتا بعد مرتبہ خداوندی آپ ہی کا مرتبہ ہے تا بعد از خدا بزرگ ترقی قدر محقر  
ہم بعد صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے نزدیک علم ہونے کے کیا معنی ہیں، آیا  
یا کہ کلی جزئی تریف ہر بار وی علوم کی یہ اور علوم دینی سے چھوٹے درجہ کی سب معلوم  
ہیں وقت میں بہت سے اکابر و فاضل کو علوم الناس بلکہ حیوانات سے اعلم کہنا نہ صحیح ہو گا  
فی نادرہ بریلوی کے معنی یہ کہ بعض حیوانات کے علم کی وجہ سے کسی شخص کو اعلم کہہ سکتے ہیں لازم  
نہ محاسن کا کثیر امد صاحب سے، علم اور وسیع علم ہونا دے اور اگر علم کے یہی معنی ہیں کہ جو  
ہوں گے کہ علوم شریفہ و معارف کی یہ میں وہ دوسرے نبی مدخل علیہ سے بڑھا ہو ہو تو حضور علیہ السلام  
ہو نہ ہو کہ حرج سے مسلم و بدعتی ہے، در شریکوں کا بعض حیوانات کو یہ کا مانا موجب اس کے اعلیت  
تہہ وہ اب یہ اعتراض کیونکر ہم پر درج ہو اور نسیم لریاں کی نفس بہ کو کہو کہ مفرہوں الخ حاصل  
کہ سلام کا اعلم لفظ اور وسیع، فلق فلما ہوتا ہمارے درجہ و مرتبہ کی کے نزدیک ہر طرف مستہ ہے  
ذات نقطہ میں ہے کہ سمجھتی ہیں کہ میں بجد دعاب بہرہ مضمون، کورہ میں نہیں فرمادیں

تایا محمد و صاحب سے پوچھتے ہیں کہ قرہ طہیت رسول علیہ السلام کا مدخل ایمان ہونا اور انکار افریہ  
 کا کفر ہونا آیا بعد از وفات ہے یا اس وقت سے جب سے کہ آپ رسول بنائے گئے اگر اس مراد ہے تو  
 کہ نہیں وفات آنحضرت علیہ السلام علم فطری نہ ہوں گے کہ ہزاروں قصص جس سے یہ آپ کے عدم علم  
 دلالت کرتے ہیں عدم سے جو کسی بیوں گئے اس کے موافق حضور علیہ السلام بتد رسات  
 علم فطری میں ہمارے نزدیک جو شخص حضور علیہ السلام سے کسی وقت میں وصف طہیت کی ہے  
 وہ مستوجب تکفیر و تعسیق سے غ میں نفاذت رہ نہ کجا است تا بہ کجا  
 محمد و صاحب اگر یہ نہیں سمجھتے کہ کون کون شخص عقل کی بات کہ ہے اور کہ  
 محنت نوی زیادہ تر سے درش سیم برافض کہ کما شخص زیادہ عال ہے یا ہر دو کو  
 جو ب تحریر کریں اور میں صحیح، تو سے رہوڑ میں جنہات علم کیجئے تو در حقیقت موافق عقل  
 اور فاض بریوں خود کا رہے یونکہ وہ اعلیٰ حضرت علیہ السلام کا لفظ سوخت قابل ہے جبکہ نزد  
 پور جو پکا تھا یعنی قرب ہوت سے آپ علم عشق ہونے پہلے نہ تھے اور بہ حسب تحریر سابق  
 وصف کو ہمیشہ سے آپ کے لئے ثابت کر رہے ہیں

## فصل سابع

تمت ثانی بر مولانا سہا پوری دام مجدہ

حضرت مولانا دام مجدہ یہ تحت ہی لگائی کہ دوہر میں میں شیطان لین کو دیکھ توئی کا شریک  
 ہوا مسلمہ رہتے ہیں اور اس کے مر میں ہیں اور رسول مقبول علیہ السلام کی نسبت اس کا انکار  
 اور مروتے ہیں کہ اگر علم عیض زمین کا مستطاب کے واسطے ثابت کیا جا ویگا تو شرک نہ ہوگا اور اگر رسول  
 اللہ علیہ السلام کے واسطے ثابت کیا جاوے گا تو شرک ہوگا اور  
 نوز اس قدر وصل یہ بھی محض مراد خالص اور دروغ سفید ہے نہ اتنی سمجھ ہے کہ عبارت کو  
 لکھے اور نہ اس قدر جن کہ عبارتوں کی قطع برید کرنے سے ڈیسے اور نہ اصراف و تحقیق مطلوب  
 عبارت کے جملہ وجوہ پر نظر سے

صاحب خود مؤلف بر ہیں صلا وقت میں صریح و ۔ ہے ہیں کہ علم کی سائے کا ذی  
 بر نقیص حمد و صفت کہ سہ اس کی دلی ہیں بہر میں جو کہ لی بھی صفت ذی جاتی ہے وہ



پرانی توفی کا ہوتا ہے کہ جس کو بجا صفت کہا یہ کے علم میں سے کچھ حصہ عنایت ہو رہا ہے جس کو  
 صفت باری عزوجل میں سے ہے وہ حقیقی ہے اور جو مذہب میں ہے وہ فوجی ہے سب اگر کسی سے زیادہ صفت  
 ہی ہر جہ سے کہہ رہی تو اس کے میں سے در سر کی مخلوق میں، تاکہ تو شرک ہو چکا وہ نہیں مستعدان  
 کے لئے، صلاں عامہ ان لئے ہیں جزئیات حادثہ کا، باری تو نے سے دیدینا خصوصاً قرآن سیدہ حدیث  
 سے ثابت ہو چکا ہے اس کے قابل ہونے میں کسی طرح شرک، ہم ہیں تاحق خجہ مبارک  
 پر مینا میں صرف جو سے ذرا ہے ہونا چہ جس کو صفت و وسعت علم، قدرت وغیرہ عطا فرمادی ہے  
 اس سے زیادہ ہرگز ذرا بھر بھی نہیں بڑھ سکتا شیطان کو صفت و وسعت دی: ۶۔

سر (۱) میں فرماتے ہیں اور ملک موت و پیشینہ کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال ستارہ  
 اور عموماً تطہیر کے معلوم ہوا، احد پس جس امر کا قرآن سے یعنی یہ کہ علم سے دونوں کا ذاتی نہیں  
 کہ عطار القرقا نے ہے جیسے کہ عطف دیدنے کا متعدد وجہ ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ جس قدر  
 علم جزئیات دنیاویہ و دنیویہ کا اور دنیویہ کو دیا گیا ہے وہ سب جزئیات کو مشتمل نہیں ہے بلکہ بعض  
 جزئیات کو جن سے ان کا مقصد حاصل ہو دیا گیا ہے مجداً صاحب عطف علم محیط رہے دیکھ کر یہ کچھ گئے  
 کہ جب باری میں دونوں کے لئے جملہ جزئیات کے علم کے قابل میں یہ خصوصاً باری توفی کے ساتھ ہیں  
 حضرت رسول مقبول علیہ السلام کے علم کا ان کو، مگر کوئی شخص ذاتی قرار دے گا بیشک بوجہ نسبت عطف  
 اللہ توفی شرک ہو گا اور اگر غیر ذاتی مگر باطن، الترسیمۃ و توحید عطا کر لگا ہرگز شرک نہ ہو گا، پس  
 صاحب بڑا بین نے جو حکم ترک کا لگایا ہے وہ صورت اولی میں ہے صورت ثانیہ میں ہیں دیکھو صفت  
 مان طور سے تحریر فرماتے ہیں یہ بحث میں صورت میں ہے کہ علم ذاتی کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ  
 کہے جیسا کہ جہاں کا یہ عقیدہ ہے اور اگر یہ جانے کہ حق تو ہے اطلاع دیکر حاضر کر دیا ہے تو شرک تو  
 نہیں اگر یہ دونوں نبوت شریک کے میں پر عقیدہ درست بھی نہیں اور یہ دونوں حجت ایسی ذات کو عقیدہ کرنا  
 بوجہ معصیت کا ہے اور صفوۃ اسلحہ میں فرماتے ہیں کہ ان اولیاء کو حق قنا سے نے کشف  
 رویہ کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا اگر آپ فخر عام صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ  
 سافر ہاوسے لکن ہے مگر نبوت صلی اس کا کہ عطا کیا ہے کہ جس سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جاوے۔  
 ان دونوں میں توں سے صاف نہ ہر ہے کہ مولانا مؤلف میں لفظ علم ذاتی کو شرک قرار ہے  
 میں اور اعطی اللہ تعالیٰ سب سے کہ بجا فرماتے میں اگر بوجہ عدم نبوت خصوصاً ستر یہ اس کے انتقاد سے  
 کیا فرماتے میں اور یہ بھی واضح ہے۔ جملہ بحث ان تصریحات و جزئیات عادیہ میں ہے جو

روزانہ میں یہ حادثہ ہونے لگے ہیں اور جس کو اس کے متعلق یہ سوچا کہ کئی عورت شریعہ میں  
 بہت سے برائیوں کے مرتکب ہیں اس کے لئے اس کے علم پر غور کیا اور یہ ثابت ہوا کہ عورتوں کی  
 کسی دھمکت سے سیدھاں تک موت کو یہ ہے۔ پس اس کی وجہ سے یہ ترک کر دیا۔ اور عین  
 لکی استقامت سے علم بڑی میں جو کر رہا ہے۔ اور کھوب سے کسی نئی مہدوات کو مستحق ہے کہ کوئی  
 حقوق میں دسترس ہو۔ پس یہ سہیلکا چہ جائیکہ ہے۔ اور ہر سو سے یہ دیکھا گیا کہ کوئی نئی  
 نقص لازم نہ آیا اور نہ اس کی وجہ سے خیریت اس کا منہ اندھنوں سے اس کے علم اور اس  
 عامیاریہ در علوم ہوتا ہے جو ہر نئی ظاہر ہے۔ اور ہر نئی کے لئے عقلی فطرت پر اس کے لئے  
 ہمارے کہ ہے۔ اور ہر نئی پر عقل واقع ہو۔ اور ہر نئی کے لئے عقلی فطرت پر اس کے لئے  
 نبویہ علیہ السلام کے بارہ میں ذکر کے میں رکا کہ کسی کو کار سے علوم ہو یہ میں اور اس کی وجہ  
 کس کے بارہ میں سیکڑے سے اس کے لئے تائیفہ کر دینے میں یہ تمولیات و احادیث  
 علیہ اس و عین میں حضور علیہ السلام علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ  
 کسی کو اس میں کلام ہی نہیں لیتا اطلاق عام سے سبب خصوصیت آری نئے نئے عقل کی ہے اور اس  
 کے لئے کتابیہ جدیدہ معروفہ مشہورہ میں شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اگر اس عبارت کو ملاحظہ  
 اسناد کے ہے۔ اور یا بوجہ ان میں شیخ محمد مقبول معنی ہونے میں لکھیا تھا۔ نہیں ہو سکتا ہے۔  
 حسب علی قابل احتجاج ہے۔ حتیٰ کہ جو اخباریوں نے عقلی فطرت کا اس طرح پر سو فی حدیث مسطور تھا ہے  
 اس کے بعد ہر ذرا لیں عینہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ  
 نقل کیا ہے وہ شخص نو سے کہیں تک ملکہ ہو گیا کہ مولفہ بڑا بین سے اپنی تمام کتب میں کہیں بھی تصریح اس  
 کی نہیں کی۔ لہذا اس کے کلام سے کچھ بڑی ہوئی ہے۔ یہ منی لفظوں میں لکھا ہے۔ پس لیکن اگر الفاظ  
 ہونا یا عقل پر عمل کرتے تو دیکھتے کہ یہ کلام ہوا اور پوری ملاحظہ اس کی اس بات کے جو اب  
 ہے تاکہ مطابقت فرماتے نہ ہو کیونکہ جواب عقل کے نزدیک اسی بات پر محمول ہو کر تائیفہ ہو سکتا ہے  
 مذکورہ جو در نہ جواب نہ ہو گا اس بحث لفظ اسی علم کی وسعت و عدم وسعت میں ہے جو صاحب  
 انوار ملاحظہ سے کر کیا تھا مجدد و بریلوی۔ اپنے مرض قلبی سے اس وسعت سے مراد تمام  
 اور علوم کی وسعت ہے۔ پھر مولفہ دام محمد نے لفظ قرینہ جواب پر بھی کلمات  
 کی بلکہ ہر جگہ اس وسعت کو تخصیص کرتے ہوئے اور غلطیہ اور ان کا استعمال کرتے رہے۔ مگر اس  
 میں سے ہر کوئی حق سے ہی نکلیں مگر کئی ہیں اس سے راجح آتیں اس کو دکھانی دینی میں

میں آتی ہیں، ہم سے ہزاروں شخصیں پر یہ عبارت، براہیں کی مثل عبارات، اور ساتھ پیش کی  
 پہلے سے بوجہ تشہیر اس کلام کوئی کے سو، تھی حضرت مولف براہیں مقلد سوتی سے جو بکلی  
 عورتوں سے جب بر تامل دونوں ہارنوں کو دیکھ تو دیکھتے ہی اور فکر کرتے ہی خود بخود کہنے لگے  
 یہ حضرت مولف راہین پر انفر، اخص ہے ہرگز یہ عبارت اس عبارت پر جو پنجاب زمانہ تک  
 سب کرتے میں نہیں ولالت کرتی۔

یہ جو، مضمون دقیق نہیں، عبارت سزنی و ترکی نہیں سلیس، ا۔ دوسے، ذرا غور فرمائیں صفحہ  
 ۱۰۰ پر عبارت کو مع عبارت انوار سا طبع ملاحظہ کریں، اور پھر انصاف سے فرمائیں  
 یہ طرح بھی اس وجہ کا دعویٰ عبارت سے ٹکٹا ہے یا نہیں یہ محض اس کا راجل ہے اور فریب  
 یہ دونوں سے گفتگو کرتا ہے فقط ایک دو جملے کتاب کے کھول کر دکھاتا ہے اور تحریف سنی  
 اور گروں کو بکا ہے لختہ لہ اللہ تعالیٰ فی ادا سہم۔

حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ صاحب عقول ہم تھے طبیعت بہایت سلیم رکھتے مسلمانوں  
 ساتھ جیسا کہ جس ظن کا حکم ہوئی علیہ السلام ہے عملدرآمد رکھتے تھے، انہوں نے بیشک براہین  
 کلام خدا کو دیکھا اور اس کو صحیح و صواب پایا، اور مطلب مؤلف کو بخوبی جگے اور تصدیق کی اور  
 بہت سے موفی موصوف کو سرفراز فرمایا انھیں لہ۔

یہ کہ یہ نفسی گفتگو کا، اگر محمد، استفسار کا ہی ہو تو اس تلمیح کے، سمجھنے سے کوئی امر لازم نہیں  
 ہرگز دنیا میں مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے تلامذہ میں ان میں ذکی غیا، ذی  
 ہر ذی علم ہر طرح کے ہیں اس سے کوئی علو مجدد و بدعات کا ثابت نہیں ہوتا، اگر  
 علان حق منطور تھا تو ہم نے حق مجدد صاحب سے مدینہ میں، ان امور اور میں گفتگو طلب  
 کی، کیوں فرار کیا تھا، اور کیوں کہا تھا کہ اپنے استادوں کو فلاؤ تم ہمارے قرین نہیں ہو  
 یہ سوز، ظالم حق و تقیہ حق میں قرین و عدم قرین کی کیا ضرورت ہے؟ اب پھر عرض ہے  
 کہ وہ وہ عادی باطل جو آپ گھر بیٹھے، ان زرگوں پر کر رہے ہیں میدان میں نکل کر دکھا دیں اور بکو  
 دیں، ورنہ عذاب قبر سے ورنہ تکالیف عذاب سے ڈر رہے، موت نہایت قریم ہے۔

سلب اھذا ایمانک و سورد و جہدک فی الدارین و ما قبلک بما نابہ۔ ابا جمل و عن اللہ  
 فی ما را تخیس المبتلین آمین۔

لکھائے عنقیہ نے جو وہاں، سب ایمان کہ جائز کہ ہے تا یہ ان کو کسی سے ہی سابقہ پڑ ہوگا

# فصل ثامن

## تفصیل تہمت بر مولانا قاضی زکی دامت برکاتہم

دجال رمار سے حضرت شمس اعجاز اللہ طیس رہبر لفظ الکالمین کی اسنت لغو قاری  
 و خطا، ا. م. ل. سنت الجماعت مبدی بل الکفرۃ و لاصد لا مولانا خالد، کان لمولوی اقرن  
 و نسخی اعجاز و قی القاضی الحسنی، مقتبندی نقادی اسہر وردی دامت برکاتہم  
 مکان کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو یہ نزدیک لکھ چکے ہوں اور  
 کے علم کی باری کہتے ہیں۔ عبارت اس جملہ کی عبارت میں یہ ہے۔ اس نے ایک چھوٹی  
 تصنیف کی کہ چار ورق کی ہے میں اور اس میں تصریح کی کہ عیب کی باتوں کو جیسا کہ علم میں  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اس تو بہر کچھ اور بہر پائل بلکہ بہر جاودہ و بہر پوائے کو اس میں ہے  
 اور سطر چندہ میں کہا کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مہر کا نزدیکو یہ شخص کیسی برائی  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و جنہیں اور جنہاں میں ہے۔

آپ حضرات ذر غور فرمائیں اور انصاف کریں عبارت حفظ ایمان کی موجود ہے آری  
 میں مسطور ہے، نہیں صاحب لفظ دروغ و راستہ از بندگی پر اس گمراہ کفہ عالم نے گمراہ  
 اس جواب و ہیماں بندی پر تعجب و حیرت کیسا کہ مصر پر غمہ اسما ہے مگر تہذیب علم کوئی لفظ  
 کے شایان شان علم سے نہیں سمجھتے دیتی

اور میں عبارت حفظ الایمان تہاج لفظ کرتا ہوں تاکہ آپ کو جہد عبارت، گلی اور کھلی  
 و ظاہر ہو جائے کہ مجدد نفس سے معنی اور عبارت راویوں میں شریف کہ کے ہے آری  
 یہودی اسرائیل کی بیویوں کو زندہ کہا ہے، مولانا قاضی زکی دامت برکاتہم صلا میں فرماتے ہیں  
 عیب سے مراد صداقت شریف میں وہی عیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے اندر  
 نے کوئی واسطہ اور دلیل نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السموات والارض العیب الا اللہ  
 علم عیب و ظہر فرمایا گیا ہے درجہ علم ہوا سطر ہوتا پر عیب کا طوق کساح قرینہ ہے قرینہ  
 مخلوق پر عیب کا طوق ہوسم شکر ہو سکتی رہت مسرت و اچانر ہوگا قرینہ میں لفظ اعلیٰ  
 حدیث مسلم میں ہے، و ہذا رہی کہنے سے نہیں کہ وجہ سے راہ ہے اس سے حضور پروردگار

کا طلاق جائز نہ ہو گا اور اگر ایک تادین سے اس لفظ کا طلاق جائز ہو تو خالق الوداع  
 میں استنادی سب کے بھی اطلاق کرنا جائز ہو گا کیونکہ یہ ایجاد و بقا علیہم کے سب  
 پر یعنی مالک اور موجود یعنی معنی کا ہی درست ہو گا اس طرح آپ پر عالم عیب کا طلاق  
 یعنی اس سے جائز ہو گا کی طرح دوسری تادین سے اس صفت کی جی جی میں وہاں سے  
 پھر کسی علم عیب یعنی اتالی یا واسطہ اللہ کے لئے ثابت نہیں ہے کہ اپنے تو ہیں میں  
 کو جو ضرر کے کوئی شخص یوں ہے کہ رسوں القوم صلی علیہ وسلم عالم عیب میں نہ جرح جانتے  
 عالم عیب نہیں وجود با تسمیہ اور کیا میں کہہ کر کوئی سے کلمے کی کوئی یا نقل میں اجابت  
 کر سکتا ہے اس بنا پر تو انرا القیروں کی تمام تر یہود وہ حد نہیں بھی طرف ستر بار  
 تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیں ہو کہ نبی یا بائنا لیا و جب ۲۲ مٹ دیا پھر یہ کہ آپ کی ذات  
 و علم عیب کا حکم کیا جانا اگر حقوں نے یہ صحیح ہو اور نہ وقت طلب یہ مرہے کہ اس عیب سے  
 فی حیب ہے یا کل عیب؟ مگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حصول کی تخصیص ہے  
 عیب تو زید و عمر بلکہ ہر نبی و عنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ  
 ہر کسی نہ کسی میں چیر کا علم ہوتا ہے خود دیکھ کر شخص سے کہتی ہے تو چاہئے کہ سب عالم  
 میں ہاوی پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ اس میں سب کو عالم عیب کہوں گا تو پھر  
 یہ کہ مجھ کو کلمات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس میں موس بلکہ انسان کی بھی خصوصیت  
 کی صورت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر ہی میں وجہ  
 بیان کرنا ضرور ہے اور ہر تمام علوم عیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی ظاہر  
 ہے تو اس کا بطور دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔

عمارت پر جناب مجدد مظلین صاحب کو بہت بڑا غنیمت و عجب ہے اور بڑے شہود  
 مقرر ہے کہ جناب مولانا عالی نے حضور سرور کائنات علیہ السلام کے علم مبارک کو چھو پانچ  
 اس کے علم سے مسادہ کی کر دیا اور یہ کفر و ضلال ہے اور فرماتے ہیں کہ اس میں سر اسیر اللہ نام  
 اسلام کی تو نہیں ہوتی لکن یہاں تک کہ یہ لوگ کچھ بھر کو حضرت سرور نام علیہ السلام کو گائیے  
 ہاں یہی معاد اللہ نے مگر فسوس مسوس کہ پے گھر کی میر نہیں یہ لازم قطع مولانا  
 میں ایک چیز ہوتی تو امر کے سہل تھا یہ تو عجب صاحب کے روحی اور جسمی باپ دادوں کو  
 نہیں چھوڑتا۔

صاحبزادہ کلام حضور علیہ السلام کے دستام ہونے پر دال سے اور توہین نبوی سے  
 صراحتاً مبرا ہی ہے تو جلد و صاحب کے دادا پر حضرت شاہ حمزہ صاحب مفسر و مرحوم مارچ  
 جلد صاحب کے دادا صاحب بنی مودودی صاحب علی خاں صاحب بریلوی کا کلام تو اس سے بھی بارہ زور  
 توہین میں ہے سزا زور دہلی کا وہ ہوسے درجہ سین و تحریر جلد صاحب ال دروں کا کفر نہ  
 بھی کافر ہوا دیکھئے جناب شاہ حمزہ صاحب اہر دی مرحوم حزیبہ لاریا مظلوم کا پورا مظلوم  
 ارقام فرماتے ہیں وہ علم غیب صحت عام ہے رہا عزت کی جو عالم غیب و شہادۂ نبوی  
 خواص علیہ السلام کو عالم غیب کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے  
 ہوتا تھا جسے غیب کہنا گزری ہے اور تیسے مخلوقات غیبیہ نہ عام صیب ہے تہی رسید  
 حضرت اس عبارت سے صاف طور سے معلوم ہو گیا کہ جلد و صاحب کے دادا پر صاحب کے  
 نہایت وضاحت سے علم غیب میں جملہ مخلوقات و توحیدی فن محوت گیر سے کھڑے جنون و  
 دیکھے وغیرہ معاد اللہ رسول مقبول علیہ السلام کے مسادی ہو گئے اب ان کو بھی صاحب  
 سے یہ عہد الدنیا والدرہم مستحید کر سے اور اقرار کر سے کہ میرے پیرن عظام کافر  
 اس کلام مرتجح میں کوئی تاویل نکالنا ہے تو مولانا غلامی کا کلام تو اس کلام سے بد  
 قرآن سے دور ہے کیوں نہ اس تاویل کا نخل موگا اس کلام میں جناب شاہ حمزہ رحمتہ  
 خوب ظاہر کر دیا کہ جناب مجدد عبدالدیا گراہ بیدین ہیں بلکہ جملہ جماعت جدد و نقلت  
 کے گمراہ بیدین ہو چکی ، اللہ الحمد ورس عبارت سے صاف طور سے تائید اہل حق و  
 جناب مولانا غلامی جو گئی اب تو شاید مجدد بریلوی جناب شاہ صاحب ، سرری مرحوم کی  
 دوران کی مبارک ہڈیوں کی قدیم کی لکڑیوں کے

ایں کارا ز تو تہید و مردان چسپ کنند

علاوہ ان میں جناب بندہ درہم و دعا کے دانائی مودودی صاحب علی خاں صاحب دایۃ الاسما  
 صحیح صادق سینا پور میں ۳ میں فرماتے ہیں

صاحبزادہ علیہ السلام کو علم غیب ، لولا صلہ تھا یعنی بذریعہ وحی کے تیسرا معلوم  
 علی قدر مرتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق دیات کا اقتدار رکھنا معنی نی لکھ ہے  
 تعلق کے خدان ، ہمیں تاویل ، وراہ پھیر کرنا بیدین کا کام ہے ، لہذا رسید تعلق  
 بہ جلد و صاحب ہے و صاحب کی بھی کھیر کریں وہ بھی سب کو علم غیب بتاتے ہیں اور

تشریح سے تو گدھے کے پٹھر بد فیض و فیض کو آپ نے ایک نام عیب ہو سکتا ہے کہ جب میں  
 اس بچہ کو بلوی کے پیر مہربان سے لے کر اس کے گھر لایا تھا تو ہی سے یہاں تک پہنچا ہوا  
 کہ تشریح کا اپنا مطلب جو جو بچہ دھما سے مجاہد ہے ہے ہوا وہ وہی ہے محمد الدیار تکفیر  
 میں کہتا ہوں مولانا تھا تو یہ کیوں ہاتھ دلا کر تاسے

شاد مگر اندھتیاں دامن کشا گشتی گوشت ماک باہم زور زبانت

اللہ سائرہ یام واللہ اب اس کے بعد یہ فور فرمایا میں کہ جو کچھ بریلوی نے تختیں مولانا تھا تو ہی  
 رکھی ہے آیا وہ موجود ہیں یا نہیں اور دیکھنے لگا کی سطر سولہ میں لکھا ہے کہ سقا علی آغا درالہ جس کا  
 بریلوی اس طرح کہہ رہے ہیں کہتا ہوں سہ قادی کی ہر کاٹا چھو یہ ختم کیسی ہوا کی کہ رہے ہوں  
 نہ علی الترتیبہ وسلم نہیں اور چہاں میں ہر مضمون دروغ و عیب ہیں تو کیا ہے تمہارے حفظ الایمان  
 تمام عبارت نقل کر دی ہے آپ خود دیکھیں کہ میں بھی یہ موجود ہے معاذ اللہ تصور عید سد مہر  
 میں ریڈنگ و دیگر وغیرہ کے اس شخص کو بہ گرا گز شرم و حیا نہیں جو پتہ سے رہا ہے بلکہ اس سے در  
 نہ نالے سے خوف اور ہوس میں اسنا سے شرم بالکل نہیں کرا کیوں ہیں عبارت مولانا کی دکھاتا  
 پھر بعد اس کے دوسرا بہام عیث دیکھے کہ وہ سطر ٹھہریں ہتہ ہے وہاں یہاں اس کا ترجمہ بہت  
 سے اور اس میں تشریح کی غیب کی بقولنا جیب رسول ستر علی سد عید سطر کو علم ہے یہ تو سہرچہ اور  
 ہر ایک بلکہ سہرچہ اور در ہر جو ہے کو حاصل ہے ہر عیث عبارت میں ڈھونڈتے کس بھی پتہ  
 میں جہتا ہے اس مضمون کے ثابت کر کے کے واسطے ایک دو سطر حفظ الایمان کی نقل کر دی ہے  
 درنگی کچھ عبارت حذف کر دی تاہم جو گول پر صلی معنی اور مقصد مولف کا کلمن جاسے در اس  
 کے مکرر ہتھال کا ظہور ہوا ہے مسود اللہ و جہہ فی ابدان خود ہوں ناھاوی میں رسالہ میں  
 و ای بحث میں فرماتے ہیں کیونکہ آپ ایجا دار بقائے عالم کے سبب ہیں ہر خیال فرمایا کہ تصور  
 یہ اسلام کو سبب ایجا دہوین اور سبب بقائے عالم فرما رہے ہیں اور معلوم ہے کہ جس کے سبب  
 کوئی چیز جو کرتی ہے وہ ہمیشہ ثابت رہے ہر مقصود ملکہ منہرہ عند وجود ہم کے ہو کرتی ہے وہ سبب  
 اس مقصد کے ہر نہیں ہو سکتی ہے یہ کوئی نہ ہو سکتا کہ وہ حضور علیہ السلام کو راہ حسین چاں  
 کے عقائد کریں باوجود اس تشریح کے آپ جہد عالم کے سبب میں ان کے کلام سے کوئی شخص نہ کو  
 رہنے کو دیکھ سکیں کہ گرتے ہیں تم سے ہر بات لیبہ حفظ الایمان کی نقل کی ہے میں آپ  
 صرف طور سے ملاحظہ کرتا ہوں یہ موجود ہے کہ کہیں اس عند ہدیہ سے اسے حفظ کے نام لکھے ہیں

مبارت سے ہنی نیکووں کو بد کر دیا ہے، پھر دیکھئے ہذا کی سطر ۷ میں فرماتے ہیں اس کا شخصی صرف  
 مقدر ہے کہ موت کے سے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو نبی بنا دیا حاصل ہو گئے تھے  
 اس مبارت سے کیا نکلتا ہے؟ تا یہ معلوم ہو جائے کہ میں و غیر حضور علیہ السلام اور یہ ضروریہ وغیرہ  
 کے علوم میں مساوات میں بہت شہرت مرق یہ حضرت مولانا کی غایت ہم حقاہت کر رہی ہے اگر ہم نہیں  
 حتیٰ کہ بعض کج صورتوں کی مبارک سی بات پر مات کر رہی ہے جو مجدد، بیوی کے مولانا بخاری کی  
 نسبت لکھا ہے تو حسب یہ مبارت میں صوفیوں میں کے بعد کو رہے ہیں یہ بھی کاسے میں مبارت سے  
 کسی طرح مجھے رہوں گے اور ان کے دامن تقدیر کو کوئی، جہد سلیکا عاجزوں میں تمام علوم  
 کو جنکی ضرورت موت کو سب سے حضور علیہ السلام میں تھا ہوا ہے، اتنے میں اب آپ اسکی  
 تفصیل کو اگر ملاحظہ کریں تو خود ہی جوں میں گئے کہ جتنے علوم ضروریہ موت کی سب سے ہیں وہ اس قدر ہیں کہ  
 کوئی شخص ان کے علم میں بھی یہ میں علیہم صلواتہ واسلام کے کامل ہو مثلاً بیات ضروری ہے کہ  
 ہر آدمی و جبل و غار کی ذات و صفات اور فضا و تسمیرہ وغیرہ وغیرہ کا نہایت کامل اور با علم ہی  
 کو ہونہایت اعلیٰ درجہ کی معرفت اس کو حاصل ہو رہی ہے جب تک امکان میں داخل ہے، اب نہیں دوسرے  
 کو آپ دیکھیں کہ کتب اللہ توحید و کتب تصوف سے کیسی طرح پر ہیں یا دونوں بواع علوم میں  
 کوئی بھی ہم پر کسی ہی کے ہو سکتا ہے پھر موت کی واسطے مانا کہ علم لفظ کا علم قیامت کے انوں کا علم  
 شرف لفظ کا علم و وزح و حمت کا علم و اول احرام کا علم و سلسلہ یقین کا علم و قرآن شریف کا تفصیلی علم ہرگز  
 کی ہدایت کا علم و اصلاح کا علم و تہذیب و تقویٰ کا علم و تہذیب و تقویٰ کا علم و غیرہ کا علم و علاوہ سب سے ایسی چیزیں ہیں  
 جنکا جان بہت ضروری ہے جن کے علوموں کو تک کوئی مرد و بشر جہ فنیوں کا کوئی فرد نہیں پہنچ سکتا حضرت  
 مولانا گنگوہی قدس اشرف سے مراد حضرت مولانا اسوگ میں فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے  
 عین وقت معصیت میں مشہد حق جن علی کا گم کیا اور میں میں کو میں اوقات طاعت میں حاصل  
 ہوا اب دیکھئے کہ مشاہدہ باری عزوجل سے کسی وقت میں ممکن نہیں ہوتا اور علم مشاہدہ وہ مبارک  
 علم ہے کہ جس پر رکعات و تقریبے گم میں علم نبوت کی تفسیر کروں تو ایک رسالہ تیار ہو جائے اگر  
 آپ کو اس کی تفصیل کی ضرورت ہے تو منصب، امت مہذب جناب مولانا مولوی اسماعیل صاحب صاحب  
 فرادیں اندر پھر معلوم کریں کہ مستدر غلطت بیاد علیہم السلام اور ان کے علوم کی سب سے اور حضرت مولانا شہید  
 رحمۃ اللہ علیہ کس طرح اعلیٰ درجہ کے مستند نبیاء علیہم السلام کے ہیں و میرے سالہ آپ حیات قبہ ماہدایت  
 تصدیق وغیرہ رسالہ جناب مولانا، فتویٰ رحمۃ اللہ علیہ کے دیکھیں کہ جس سے وہ علوم و مضامین معلوم



ہے کہ جس کو محدود سب کی بات بہت سے خواب میں حضور علیہ السلام کے لفظوں سے بہت زیادہ  
 ہو گا خود قرآن شریف کا علم ہو کہ ہم بہت سے اس سے سزاوار کتابوں میں تفسیر میں بھی  
 ہے مگر، ہنگامہ اس کا حافظ ہو سکا نہ تھی کہ نہ تھی تفسیر قرآن میں بھی  
 میں اور لفظ قرآن تک نہ پہنچ سکے اور پھر وفات ہو گئی ہے کہ ان تہذیبوں کا جو قرآن میں آکر کے  
 ہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ۴۰ سے والی، اتفاق کوئی یا میں نہیں اور جو کوئی کچھ  
 ہے وہ ایک تہذیب آپ کے پھر پیدا کیا ہے۔

حاصل ہے کہ جو علوم ماز مذہبوت سماں آپ کے دستوں میں اور اس کی تفریح خود مولانا  
 ہی ذکر فرما رہے ہیں تو آپ کو کسی فنون آپ کے درجہ علمی کے ذریعہ بھی پہنچ سکتی ہے خود ہی  
 ہے اسلام تو پھر کچھ ہی نہیں سکتے ہیں جو کئی حقوق دیگر ہو کہ ہونا معلوم کا ہونا معلوم ہے کہ  
 ہے۔ و نعم ما قیل

تکلمہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قطر من اللؤلؤ و مستطاب من اللؤلؤ

یہ سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہے ہیں تو قطرہ دریا سے زیادہ اسبابی اہم ہے  
 ہے، اس میں حد افہام کہ ہر جو اس تصریح کے خائیں حد لعلہ اللہ تعالیٰ انہوں کی نسبت یہ نسبت  
 ہے کہ وہ زید و عمر و بکر بلکہ جنوں رسالت و پیغمبروں کے علم و درجوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو  
 ہے ہیں اور خود درجوں سے نرم تر تھی ہی نہیں مطلق سے بھی نرم ہیں کہ تے صاف عبارت  
 ہے کہ انہوں نے ہیں و تمہیں لگاتے ہیں پھر اگر ہم اس سے بھی قطع نظر کریں تو اس کی وضاحت ہی  
 ہے کہ لگتے اس بات میں جو ہی تھی در بات کوئی یا کالی ہے جو لگتے اس بات میں تھی کہ  
 ہے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طواف عطا ہے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں حضور علیہ السلام کے علم و درجہ و علم میں تو  
 ہے نہیں جو ہی ہے آپ ابتدا سے لے کر تک عبارت دیکھیں کہ مولانا تعالیٰ و امت برکاتہم  
 ہے کہ اس لفظ کا بولنا آپ کی رحمت مقدر پر چاہے نہیں ہے اس میں تو یہیں لگتے ہی نہیں کہ  
 ہے کہ آپ کو مغیبات میں سے کسی چیز کا علم ہے یا نہیں اور گہرے تو کتنے مغیبات کا ہے،  
 ہے کہ کسی چیز کے ثابت ہونے اور لفظ کے طلاق کرے میں فرق عطا ہے جس کی حاصل  
 ہے کہ پھر اس سے بھی قطع نظر کریں تو جواب یہ تو عطا ہے کہ حضرت مولانا عبارت  
 ہے کہ انہوں نے ہے میں حفظ نہ تو نہیں فرما رہے ہیں اگر حفظ نہ ہوتا تو وقت، لبتہ یہ خاص  
 ہے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو، وہ چیزوں کے علم کی بڑی کر وہ یہ کھلی جہالت نہیں تو اور کیا ہے

اس سے بھی گزریں مگر اس وقت تک تشبیہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ کسی کو کسی سے تشبیہ کرتے ہیں تو سب چیزوں میں مراد میں ہوا کرتی مشابہت لوگ کہتے ہیں کہ زید شیر جیسا ہے تو اس کے لیے یہ نہیں ہوتے کہ زید کے ہاتھ پاؤں دوسرے دھیرہ مثل شیر کے ہیں فقط شجاعت میں تشبیہ دینی مقصود ہے دیکھے خود حضرت سرور کائنات علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تمہ قیامت میں پتے رب کو ایسا دیکھے گے جیسے سورج کو دیکھتے ہو اور جس وقت یوں میں فقط بد رکابت یہاں پر بھی یہ سب نہیں ہے کہ سزا و القہار کی حالت کے واسطے تو یہ در رنگت اور کائنات و شمع اور خابہ اور لیلیہ وغیرہ ایسی ثابت ہوں جیسے کہ یہ چیز شمس و قمر میں پائی جاتی ہیں بلکہ نقطہ حیاتیات میں تشبیہ دینی مقصود ہے کہ جیسے آفتاب اور ماہتاب کے دیکھے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی اور سب کے سب ان دیکھتے ہیں بلکہ دوسرے کا حاجب نہیں ہوتا اسی طرح قیامت کے دن جملہ مومنین کو رو بہ برکتی حالت میں عزا و عذاب نصیب ہوگی بلا کاب مانع کے بلکہ نفس و عصب و عصب و عصب و عصب کی مقدرت بھی بہت بڑا فرق ہے دیکھے برکتی حالت میں فرماتا ہے کہ قولہ *ما تاتوا بشئ لکم ذریرۃ حی و حی و حی کفار کفر* کر کے کہہ دو کہ جزا نہیں ہے تمہیں سزا ہو بلکہ وحی کھاتی ہے اب دیکھے کہ کفار کی کفر کا عذاب انہما قرآن میں لکھا ہے ان کی بے عقلی و لجاجت کا آیتوں میں بار بار ذکر کیا گیا ہے ان کی ممانعت ظاہر کھاتی ہے مگر چونکہ یہ مماثلت لفظ بضریت میں ہے اور دوسرے اوصاف سے کوئی اور وصف نہیں ہے اس لیے کوئی ممانعت نہ ہوگا حضرت امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ وہ وقت میں ایمانی کا ایمان حلیہ میں اور بعض نفوس میں کا ایمان *لا ینبذ لہما کی جا* کہ ایمان میں اور ملائکہ کا اس درجہ میں قوت رکھتا ہے جس میں تائبہ شک اور دم کا نہیں درجہ میں ایمان بھی متجاوز ہو کر حق یقین تک پہنچا ہوا ہے اور ہم افرامت کا بیان درجہ میں جو کچھ ہے اس کے پائے استدلال لیاں چو میں بود

اس کی صریح نص ہے مگر چونکہ امام رحمۃ اللہ علیہ سے نفس ایمان میں تشبیہ دی ہے اس لیے علماء نے اس کلام کی تصدیق کی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ معارف لفظ حضرت امام معظم سے عادات سے سیریل علیہ السلام اور نبی کے بربر کرد یا نفس ایمان سب مومنین میں موجود ہے اگرچہ ایمان اور مسلم ملائکہ کا نہایت قوی ہوا اور ہمارا ایمان نہایت ضعیف نہاں نچر ظاہر ہے جس طرح ایمان سندرہ پانی کا طلاق ہوتا ہے ویسے ہی ایک قطعہ پارہی سی بود القیاس بشریت ایمان عیسوی کا طوقی اور غیر نبی آدم بشریت میں بھی وہ کول ہیں دیکھے کیسے بود تحقیق نص بشریت میں کاتب اللہ

ہست کی نظیریں شریعات میں آپ پائیں گے جہاں پر تشبیہ دی گئی ہے وہاں تشبیہ کے لفظ ایک صفت میں مشابہ اور مشبہ ہوا کرتا ہے مقصود ہے دوسری چیزوں میں شراکت مقصود نہیں ہے بلکہ یہ سرگز نہیں ہیں کہ مقدر علم معنیات میں تشبیہ مقصود ہو کیونکہ خود ہی فرماتے ہیں کہ حمد علوم لازم برت ہوا ہے آپ کو حاصل تھے اور یہ چیزیں زیرِ عمر و محروم و غیرہ میں کہاں اور معظا اتنا نہیں کہ بلکہ تشبیہ لفظ بعینت میں اسے کہے ہیں اس سے کل معنیات سے گریز فرمادھی کم ہوگا تو وہ بھی معنی ہی ہوگا حضرت

گر سب سمد بھی ہوتی بھی وہ تمام پانی کا جس ہوگا۔  
 اظہار نفس بعینت سب کے علم میں اس نظریہ پر محقق ہوگا یا اگر تمام خوب مراد ہوں تو ابستہ بعض غیب آپ کے علم میں محقق نہ ہوگا پس وہ تشبیہ فقط یہی صحت ہے دوسری صحتیں نہیں دیکھئے، گلی عبارت جھٹ لہمان کی ہماری گفتگو پر صرف طور سے دلالت کرتی ہے جس کو اس بریوی نے اپنے دعا کے مہر کھ کر حذف کر دیا ہے وہ یہ ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے محلی ہے ۶۱

اس عبارت سے صاف طور سے معلوم ہو گیا کہ مقدا اتنی بات میں شراک ثابت کرنا منظور ہے کہ ایک بات بھی غائب از دید گریں کا ظہور اور بالظہور ہر شخص کو حاصل ہے نفس بعض معنیات کا علم سب میں ہو گیا اس سے کوئی تعلق نہیں کہ معنیات اس کی حضور علیہ السلام میں کیا ہے اور دوسروں میں کیا اور اسی وجہ سے لفظ ایسا کو بد بعض کے فرما گیا ہے، دیکھئے عبارت یہ ہے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس پر حضور کی کیا تخصیص ہے اب علم غیبیہ لہ۔ میں ایسا سے اشارہ بعض مذکور کی طرف ہوا ہے وہ بعض ہرگز مراد ہیں جو رسول مقبول علیہ السلام کو حاصل ہے کہ اس کا ترد کر بھی نہیں اور اس کی تصریح ہم آگے ہیں اور بھی کریں گے جس شخص کو اورنی درجہ کا بھی سلفہ عبارت دانی کا ہوگا وہ صحت طور سے ہی کہے گا کہ ایسا سے اشارہ نفس بعض کی طرف ہے اور اسی میں گفتگو ہے عرض سیاق عبارت درسیاق کلام سرزدوں و معامت درامت کرتے ہیں کہ نفس بعینت میں تشبیہ درجہ جاری سے ہے اور بعینت میں نفس سے راسترا من لازم آوے بہت کچھ نیم ریوی کو حسب بیہ عقلی وجہ علی کے اتنا شور نہیں رکھتا کہ ایسی باتیں مجھے اولئذ کا اذنیام ہیں حمد صل ب ہم آپ کو صسر یعنی اس عبارت کے بتاتے ہیں ذر خور سے، میں در صاف سے کام لیں۔

## فصل تاسع

## در توضیح عبارت مومناتھانوی مدخلہ العالی

قبیل اس کے ہمہ صل عبارت کی طرف مومنوں پر عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ پر بڑا فیض  
 کہ نہ کسی چیز کا نفس، لامہ میں متعلق مومن، دوسری بات ہے کہ اس پر ہی خط کا اطلاق کیا جاتا  
 دوسری چیز ہے، اوقات کون چیز متعلق ہوتی ہے مگر اس کے ہمہ کا ہونا ممنوع ہوتا ہے دیکھ  
 جہاں کیا پیدا کر یوں خدا نے کریم ہے لیکن سکو حاق لد دقا و لغت در بی بی پید کر یوں الا سوز  
 اور بندوں کا کہنا ممنوع ہوا ہے، بوجہ شہادت کے علی ہد القیس نورانی ثنائے فرما: ہذا ہم  
 مزد سون ۴۱ عن اراطون مگر عطار اس کا کہا ممنوع ہو کہ مومن بات ہے اس قسم کے بہت سے  
 افعال میں کہ باعتبار معنی کے صحیح ہوتے ہیں مگر ان الفاظ کا بوسادت حد دردی عزوجل باہر سے  
 ناکب علیہ السلام کیوں ممنوع ہوتا ہے بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے الفاظ کے بولنے میں  
 کوئی شرط درکار ہوتی ہے مثلاً علم کا مفظ ہر اس شخص پر ہونا طرناً جائز نہیں ہے جو کہ ایک مسئلہ کا  
 علمے والے جو جگہ گر کسی نے اس پر رہ نہی مسئلہ یاد کرے تو اس کو بھی کوئی عالم نہیں کہہ سکتا اگر  
 عبارت کے وہ عالم ہو گیا ہے علی ہد القیس ہر عالم کو سمجھ نہیں کہہ سکتے ہیں دیکھتے وقت میں تم خواہ دینے اور کھانا کھانے  
 کو رقی کے ساتھ قہر کرتے ہیں مشہور کتب لغت میں جو رقی الا میو الجہد یعنی میر نے لشکر کو رقی دیا مگر عطار اور صاحب  
 کا ہونا پڑت ہیں بلکہ کتب لغت میں شریعت و عرف میں موجود ہیں چنانچہ لغت تھابری منظرہ العالی اس بحث میں لفظ  
 سے اس سے بحث فرما رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام پر لفظ عام الغیب کا اطلاق کرنا درہم بکھ بوننا، بیجا کر  
 ہے اس میں کلام نہیں کہہ رہے کہ مغیب شامی سے کسی چیز کا علم آپ کو یا حاصل ہے یا نہیں کیونکہ  
 یہ ہتہ معلوم ہے در خود مومن ناہل حد کو تھرتا کر رہے ہیں کہ جتنے منہیات لازمہ برائے نبوت ہیں  
 وہ سب آپ کو تھا ہما معلوم کر دینے گئے علاوہ ان کے اور بھی بہت سی چیزیں غیر لازمہ تھیں آپ کو  
 بتوان جنہیں جن کے ذکر سے اعاریث بھری ہوئی ہیں پس خدا نے ان کی بحث کا یہ ہے کہ مفظ عامہ نہیں  
 کہنا آپ کی ذات مقدر کیوں سہل جا رہے ہیں اور اس کے لئے دو دلیلیں ذکر فرمائیں، اول یہ کہ حسب  
 سائل حضور علیہ السلام کا علم غیب ذاتی نہیں ہے بلکہ بتعلیم اللہ تعالیٰ ہے اور چونکہ عام میں  
 اس کو کہتے ہیں جس کا علم ذاتی اور غیر تعلیم کے ہوا، ورا کی وجہ سے خداوند کریم اپنے آپ کو

عالم غیب فرماتا ہے اس لئے "غور علیہ السلام کو یہ حد پہنچا کر موشگوشی سے کہ خطہ رقی و حاتی  
 حد و حدود وغیرہ کب منع ہو گرچہ یہ الفاظ زور سے کہ معنی کے اعتبار سے صحیح ہوں گے مگر  
 کے سبب ناجائز ہوں گے اور معنی میں کامل مدد ہے کہ عطا ہوا غیب جس کا حلقہ ذات مقدسہ  
 نہیں ہے جو اس کے معنی کے اعتبار سے کرتے ہوئے گرامر کے یہ معنی ہیں کہ تمام منیبات کا مانع  
 عطا ہوتا ہے معنی آپ میں موجود نہیں حمد منیبات کا علم سوائے حد اند کر یہ کسی کو نہیں اور اگر  
 اس لفظ کے یہ معنی ہیں کہ بعض منیبات کا جاننے والا ہو تو اس کا علم تو سب کو ہے کیونکہ کر و زور وہ  
 کر و زور بھی بعض ہے اور ایک بھی بعض ہے غرض کہ لفظ عالم غیب کے معنی میں دو شکلیں ہیں  
 میں در ایک حق کو سب میں موجود ہوتے ہیں یہ ہیں کہ جو علم غیب رسوں علیہ السلام  
 کو حاصل تھا وہ سب میں موجود ہے بلکہ اس معنی کو سب میں موجود ہوتے ہیں دیکھئے اگر کون  
 کہے کہ زید الدار کو سیٹھ نہ کہتا چاہئے کیونکہ سیٹھ سے یہ معنی ہیں کہ تمام قسم کے امور اس کے  
 پاس ہوں تو زید کے پاس یہ موجود ہیں کہ اگر یہ معنی ہیں کہ بعض ماں کے پاس ہوں تو ایسا مان تو  
 ہر شخص فقیر غلس لجاج کے پاس بھی ہے کیونکہ ہر شخص کے پاس کوئی نہ کوئی مال موجود ہوتا ہے  
 تو آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ کوئی اس سے یہ کہے گا کہ یہ کوئی ہر فقیر غلس کے لئے کر دیا  
 معنی بڑا انصاف اگر کوئی کہے کہ یہ کوئی عالم نہ کہو کہ گرامر سے یہ مراد ہے کہ تمام مسائل کا  
 جانتے والا ہو تو یہ بذات خود معلوم ہے کہ زید ایسا نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ بعض مسائل حتی کہ  
 ان نادرا کا جاننے والا بھی عام ہے تو یہ ہر ہر کے اور ہر شخص میں ہے ہی ہر ایک کو علم کہتا  
 چاہئے تو آپ ہی فرمائیں کہ کوئی شخص بھی اس عبارت سے یہ کہے گا کہ زید کو ہر کے کے برابر  
 کر دیا استوس کہ مجد و ربوی حتی بھی قابلیت نہیں رکھتے کہ عبادت عبارت اردو کی کچھ سکھیں  
 اور اس پر غلطی نہایت اور قار بکہ تہذیب دین کا کہہ رہے ہیں سے

گر نہ بیٹھ زمین عقل معدم گردد خود گمان سر وایچ کس کہ نادانم  
 یہ عقل دشور رکھ کر غوی یہ ہے کہ ہم ہمارے فقیر و فضلہ فقیر کے قرین میں حلالہ اللہ  
 تعالیٰ والحدائق ادا میں پس مولانا غلامی کے لفظ یہاں غیب جو کہا ہے اس کے  
 وہ معنی مراد ہیں کہ جس کوئی طلب نے غیب سے مراد یہ ہے پناہی ہر ذی شعور پڑھا ہے  
 اور اسکی وجہ سے عموماً لوگوں نے اس لفظ کو دیکھا مگر کسی کو حیاں میں بھی نہ دیکھا لغز صاحب  
 اصطلاح الایمان نے حضور علیہ السلام کو سیکر بر بکر زید مزار میں ہے نہ بکر زید کہ وہ امتیہ درک کرتے ہیں

نہیں و جملہ اہل عامہ کچھ سکیں اسی تقریر سے محرومی ظاہر ہو گیا کہ یہ اعتراض مولانا صاحب پر محض  
 رجل و فریب کا نتیجہ ہے یا حیوات و سوز و غم کا اثر ہے یا حضرت مولانا صاحب لوی دامت برکاتہم کا درام  
 تقدس بالکل پاک و صاف ہے اب اس کے بعد جو عیب مدنیہ کے فہم سے متر م کیا ہے کہ مولانا صاحب  
 کی کچھ میں یہ بات آئی کہ علم زید و عمر بکر و غیرہ عیب کے ساتھ تھیں جو گاگر ظن یہ محض جہات ہے  
 کیوں کہ جب جبکہ علم بالواسطہ و تقسیم آپ کے نزدیک عیب ہے تو جتنے معیبات کی معرفتیں جی  
 آدم کو خصوصاً مؤمنین کو حاصل ہوں گی وہ ظن ہی ہیں یقین نہیں ہیں اگر یہ بات سے تو پہلے  
 پنے و حقیق کے ایمان کو سمجھائے کیونکہ ایمان عیب ہی اس درود میاں ہو یا ہے عموماً وہ میں  
 معنیات میں سے ہے پس آپ کو درت آپ کے یقین کو ان کا ظن ہی فقط ہے یقین ہی نہیں اس سے  
 بقول خود کہ ہر شخص دیکھئے آپ کی صریح عبارت آپ کے کفر و دلائل کرے ولی یہ ہے جو  
 صتا کی سطرہ میں درج ہے ان علماء و علماء عطاء و علماء امتیح الدین سماہم بالغباب  
 کیوں ارا ظنا یہاں پر آپ بصیغہ صفر فرما رہے ہیں یعنی ان سمجھوں کا علم نہیں ہو گا مگر ظن یہ کلمہ  
 آپ نے پہ ہی میر میں رہے اور چونکہ علم بالواسطہ کے علم کو نام عیب نہیں کہتے وہ جو  
 کچھ جس کو لفظ قطیعتہ انبیاء علیہم السلام سے پہنچا ہے یہ واسطہ عقل صحیح معلوم ہوا ہے وہ یقیناً فائدہ  
 علم کا دیتا ہے اس سے ہمارے ایمان کا آفتاب بہایت روشن کماں پر رہے گا آگے چل کر جو  
 آپ ہذیان بگنے میں کہ علم یقینی تو صارتہ نیار علیہم الصلوٰۃ والسلام کو منتاہے در تیر نیار کو جن  
 حیرتوں کا یقین حاصل ہوتا ہے وہ فقط بذریعہ نیار علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے ورنہ  
 ذریعہ سے نہیں چلے کہ آپ کی کج فہمی سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ ابھی تو آپ سو بیار کے علم کو ظن  
 میں صہر کرتے تھے اور پھر بھی آپ اس کے صحاف فرما رہے ہیں ورنہ اس کے اس عبارت  
 کے تحریر کرنے سے آپ کو کوسا فائدہ ہوا انبیاء علیہم السلام کا علم یقینی مسلم ہے لیکن اس کو بھی تو  
 بذریعہ حق یا مانگ حاصل ہوا ہے ذی نہیں ہے کیونکہ وہی کہتے قسم حب ان کو بتا ہوا ہی ہوں  
 تو ان کا بھی علم بالواسطہ ہوا اور غیر انبیاء کے علم میں بھی واسطہ موجود ہوا چاہے ایک واسطہ  
 یا زیادہ تو جیسے علم عیب انبیاء کے واسطہ آپ باوجود واسطہ کے طلاق کر رہے ہیں ایسے ہی علم  
 یہ کیوں نہیں کرتے ہاں اگر کوئی مقدار واسطہ کی آپ کے نزدیک ہے تو اس کو یاں کیجئے اور ہوت  
 دیکھئے پھر جب آپ کے نزدیک علم بالواسطہ بھی عیب ہے تو علوم یقینیہ بذریعہ عقل حاصل ہوں وہ بھی  
 عیب ہوں گے پھر آپ کی اس پھر عبارت کے کیا معنی ہوں گے مجددی صاحب لعل، زانفع نہیں

ہوش میں آئے اور سوچا بھگت میں تھے اور اگر ہر مس مہارت کو تہ جہان بھی میں تو آپ نے  
 ہے تاہم میں ادب سے کہہ دے سکتے تھے علم میں یہ بات کہ ہے سہ کی کیا سبیل ہوگی جن دلیار کو حضور طہیم اسلام  
 خدا ظاہری کی بابت ہی نہ تھی ہوں کو نہ ریدہ میا علیہم السلام کہتے تھے جو گیا اس کے بعد آپ  
 سزا میں مطلب کیوں ملے آیت در ماکان اللہ لیسعدک علی العیب الایۃ کو ذکر کیا ہے ذرا بہرہ دہنی  
 تفسیر کی کتابوں کو مل کر لکھتے تھے، غصیر شد، اک و اک اللہ لایۃ کارہیاں کر کے پھر مستمل  
 ہوا تاکہ مع ان معانی کے جو کہ آپ سے تھے میں ہم پر کوئی خلاف لازم نہیں آتا اب تو آپ ہی کا  
 معنی جاتا ہے و اللہ الحمد والمنة اس کے بعد توجہ دہ صاحب سے مطلق اسلام اور علم المطلق کی  
 شکر اہی معقولیت بگھاری ہے اس کو دیکھ کر بے اختیار یہ شعر ہوں پر آتا ہے۔  
 نمود حشر نہ ہو کیوں کر کلچر ہی گئی      حضور میں بستار کر کے نوا سنی  
 تو اس کا تو آپ نام ہی مذیے خواہ خواہ دھن در معقولات دیکر اس ہی سے فن معقول کو کیوں  
 سے کیا اگر آپ نے بھی سمجھا کہ عام رنگ تو ان بگھاری بھی رہی معقول سے معقول سمجھی جیسے  
 بات کے بچنے والے اور کھوٹے کھرے کو پرکھے دے کچھ بولتے ہی جنہیں اس سے جہالت پر  
 پڑا ہے گا، آپ فرماتے ہیں کہ علم، عرف و شریں و علوم و جہد و اعداد میں فرق کیا ہے  
 ہم سے تو میں کی خاصیت کہوں کہ کوئی ہو تو مجدد صاحب سے پوچھے کہ یہ علم مطلق کے رسد و حد  
 میں یا نہیں کیا کتابی اعاطیر متناقض کا کر سکتا ہے یا نہیں احمی غاشی اور عدد اعداد کے کی منی  
 تقابیر کا ملاحظہ کریں پھر اس سے بھی قطع نظر کہ ہم آپ کی خدمت کفر، کت میں عرض  
 ہیں کہ علوم ظاہرہ عن الحد و احد تاہم اور استغراق حقیق سے خارج ہیں یا نہیں اگر عارض نہیں  
 کہ میں ملاحظہ تاہم اور استغراق حقیقی ہے تب تو بلطدان کے دلال عقلیہ و لقلیہ قائم ہی ہیں اور خود  
 ہی تسلیم کرتے ہیں و رد معاذ لہ مساوات علم مطلق و مخلوق ہوتی ہے اور اگر داخل جنہیں تو  
 فرق اصافی اور ملاحظہ ناقص ہوگا اس کے کب ہوں، اتھ تو ہی شکر ہیں آپ ہر ہوتی فرما کر اسی  
 اعداد الایمان کی، شمار و سہ کو ملاحظہ کر لیجئے جس سے آپ نے ہی آنکھوں کو بند نہ کھلے  
 رہے ہیں اگر کسی کو یہ سے عاظمے مشہور واقع ہو صیہ شکوۃ میں درسی کی روایت سے  
 طہیم اسلام کا رشتہ در کو رہے سلامت مانی سموات دعائی لا درضی یا مثل اس کے تو مجھ  
 پہ ہے کہ یہاں علوم، استغراق حقیقی مرد نہیں کیوں کہ اس کا ستارہ او پر د میں عقلی و نقلی سے  
 ہون چکا ہے بلکہ علوم و استغراق اصافی مرد ہے یعنی با شمار میں علوم کے دو علوم سرور بہ متعلقہ

یہ جوت میں عمر فرمایا گیا پس اس کا معنی صرف اس قدر ہے کہ نبوت کے لئے جو معلوم نام و ناموس  
 میں وہ آپ کو تہما حاصل ہو گئے تھے اس تصور علیہ السلام کے اس درجہ منیبت کے علم میں  
 کو ہرگز کلام نہیں آپ۔ محض دعوہ کہ دیے کی عرض سے عبارت میں لٹکی نقل نہیں کی ہے  
 اس کے بعد آپ نے فرمائی کہ یہ درجہ علم علیہ السلام کا مطلق علم میں دھل ہے یا بعد الخلق میں گزرا  
 ہے بدیہی البطلان ہے اور اگر وہ ہی میں ہے تو بولنا ہے کیا تصور کیا جاتی آپ کا۔ اور اگر اس  
 نزدیک فصل مضمون میں ہے کہ عرض آپ کی سے عقلی دہل ہے وہ یہ نہ نہیں  
 نبوی اور کائنات علمی سے بحث میں کر رہے ہیں اور اس کو یہ کہ ان کا مقصد ہے وہاں یہ  
 کہ اس کا موقع ہو ہے اس جگہ یہ کہ دین ہے وہ خود کئی عبارت میں کو میں ہی عرض کر رہے ہیں  
 علیہ السلام کے کمال علمی پر سزا دیا ہے ان کا مقصد اس میں سے لفظ عظیم عالم انبیاء کا طور  
 کی بحث حضور علیہ السلام ہے آیا اس قدر معلوم ہے کہ عظیم پر چونکہ فی غنہا بہت زیادہ اور کمال  
 سے کثرت میں مگر حلا جز نبوت کو یہ علیہ میں نہایت حاصل ہوئے ہیں یا حضور علیہ السلام کو یہ  
 کہتے ہیں یا نہیں مگر آپ کا تصور جب آپ کو سمجھ ہی نہ ہو تو آپ کیا کریں بے ہم آپ سے اس کی نشانی  
 کرتے ہیں کہ لفظ عالم احیب اور عالم غیب میں الف درام اور احادت چار حتمار کے خان  
 بوجہ عہد خارجی ہوگی یا نہ اسے حسیت یا استغراق یا عہد خارجی ہے تو اس کا  
 یہ ہے کیونکہ عہد خارجی میں ان معنیات کی واقع نہیں ہوتی آپ کا یہ فرق ناکر خارجی عن  
 والحدیث لکل لغو ہے۔ لی نفسہ صحیح ہے بلقیں پر دہا ہے آپ کوئی حد مقرر کر دیں تو اس  
 وقت میں یہ ارادہ صحیح ہو سکے گا اور اگر استغراق حقیقی مراد ہے تو وہ مرتبہ علم مطلق کا ہے جس کا  
 نطلات صریح ظاہر ہے اور اگر استغراق حقیقی مراد ہے تو اگر حسیہ آپ کے علم میں وہ مسلم ہے  
 لیکن یہ حد ایہام اس لفظ کا اطلاق ناہائز ہوا اور اگر حسیت یا عہد خارجی ہے تو دونوں ارادوں  
 مراد کو مستلزم میں جسکو مراد مانا سے تعبیر کرتے ہیں وہی حق اذن در مرتبہ مطلق علم خارجی  
 کہ ہونا کی تقریر جوہ لفظ کو سادگی ہے ہمارے عہد خارجی کو یہ بدیہی البطلان ہونے کے ہجرت  
 ہے مرید۔ صاحب کو اتنا ہم کہاں تو اس کو سمجھیں در اس تقریر کو غیر دہل میں جاری کرنا محض یہ ہے کہ  
 وہی حدیث کسی لفظ کا نہیں استغراق ویزو ہجرت میں نہیں ہے علاوہ اس لفظ عہد کے نکات  
 باعتبار قوت قریہ دہل کا مراد ہوتا ہے جو کہ ایک در معلوم کے صہ ہونے سے متفق ہیں ہونا  
 یہاں یہ متفق نہیں اور آپ کا اس تقریر کو قدرت باری سر دہل میں جاری کرنا یہاں یہ صحیح نہیں



مفسر پر دلائل کرتا ہے اور ان میں کبہ چکا ہوں کہ طوق لفظ سے کثرت سے اعتقاد معنی سے کوئی  
 حق نہیں اور اگر اس سے قطع نظر کیا دیکھ تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص زید و عمرو بجز  
 یہ قدرت کسی خلق کی ثابت کرے۔ آپ کو علم کلام سے کس بھی نہیں معلوم ہوتا کسی جانب علم  
 کے شرح مواقف ہی کی ابحاث پر مدنی ہوسیں کیا قدرۃ خلق کسی فرد بشر میں یا کسی مخلوق میں محقق  
 ہو کہ وہ ہر علم سے سنت بھی ہے ہرگز نہیں ذرا۔ کثرت علم کلام کا کامل مظاہر کیے اور اگر تسلیم  
 ہو کہ جیسے تو قدرت تامل کے یہ معنی آپ کے کس سے بیان کئے کہ وہ حیات ذاتیہ و  
 ذات و ملکات ذاتیہ سب کے ساتھ متعلق ہو سکے یہ فقط آپ کے اجتہاد و فکر کا نتیجہ ہے قدرت  
 کے یہی معنی ہیں کہ جس ملکات ذمیرہ سے جس کا تعلق تاثیر ہو سکتا ہو یا شاعرہ ہر دو تعلق صلوگی  
 بل کے قائل ہیں اور با تردید یہ فقط تصدیق صوری سے مدعی ہیں لہذا یہ جملہ تقاریر آپ کی محض لائینی  
 پر اسے قدر و قدر دو بند یا سہا پر پور کے کسی طالب علم سے کوئی کتاب علم کلام میں پڑھ لیجئے تب  
 کو سند علیہ میں کیے حاصل یہ جملہ اعتراضات اس مجدد و التفسیر عبور مدنیہ و لدوہم کے  
 ذرا اظہار کیا کی فہمی و کم عقل پر مبنی ہیں جن پر اس کو در اس کے متبعین کو باز ہے در اس حالت  
 کہ کس طرح الملائکہ اور فرشتوں کے غیرے نیست مثل جمال اور ہر ہے در صف صافین و انوار  
 زمین کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے۔ سرود و جہاں فی الدارین و اس کے بیوجہ الدارک  
 صل من المارۃ اعداء سید الکوفین علیہ الصلوٰۃ والسلام آئیں یا سہب عالمین۔

## ختم شد

کے بعد ہم کو اس قدر عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میان الہی و بجزئی واضح ہو گیا  
 کہ جو کچھ جمال بر طوی نے ان اکابر کی طرف نسبت کیا ہے محض اظہار اور بہتان بندی ہے یہ  
 بل ان امور لایعینہ اور مزخرفات جہیشہ سے پاک و صاف ہیں مجدد بر موی نے محض طلب  
 حجت و طلب دینار و درہم و اغواء خلق کی وجہ سے یہ کمر و فریب کیا ہے لہذا جتنی تقریقات و  
 روایات علماء حرمین شریفین کی ہیں جہاں، منشور تھا ہو گئیں گے مگر ان سب کا یقیناً فقہان حضرت  
 ان شامی جہیشہ کے قائل ہونے پر تھا اور جب کہ وہ اس سے پاک ہونے کوئی دھماں کے  
 نقدی کو رنگ سکا اور کسی وجہ سے اکثر علماء نے اپنی اپنی تحریروں میں لکھ دیا ہے کہ اگر  
 سکا اور قول ان لوگوں کا ہوتا ہے ان یہ علم مذکور لگ سکتا ہے ورنہ نہیں ابتدا یہ سب تقریظیں

و تو اس مجددی ہونی کے لئے اس کی ہر ہون و بیسگی در قیامت کو سب کا برتھن کی گرد  
 پر ہم گائیو کہ وہ حضرت ملائے حر میں تیار سے ادا قدا ان کا برس کے احوال سے میں محمد و پر  
 نے ان کو زحوم کہ دیگر تکفیر کرتی ہیں وہ سب ان کا دامن بچاویں گے بلکہ احمد صاحب صاحب  
 بر طوی تک کی تکفیر بقول نبوی علیہ السلام ماہ ہوتی ہے کہ نہیں صرف یہ حدیث صحیحہ میں موجود ہے کہ  
 جس نے تکفیر لعنت کسی پر کی وہ دوزخوں میں سے ایک ہے اور درعائد ہوتی ہے اگر مستحق وہ تکفیر  
 موتوں پر درہ قائل پر لوٹتی ہے پس چونکہ حضرت کا رد ہوا نہ وہاں پر اس کے ہر نہ  
 ہزار سب تکفیریں در بعض بریوی و اس کے تباہ کی طرف لوٹ کر فرمیں ان کے واسطے  
 عذاب اور بوقت خاتمہ ان کے سے موجب خوردن ایمان و ازالہ تصدیق و ایقان ہندگی  
 اور قیامت میں ان کے جملہ متسعین کے واسطے اس کی موجب ہوں گی کہ ملائکہ حضور علیہ السلام  
 سے کہیں گے انکے کائنات ہی ما حدیث بعدت اور رسولی مقبول علیہ السلام و حال بر طوی  
 اور ان کے اتیان کر سفاً صحفاً فرما کر اپنے خوش سو روہ شفاعت عمور سے کثرت سے ہون  
 کر کے دہشکار دیں گے اور امت مر جوم کے حر و توب و منارہ رشیم کے محسوس  
 باوریں گے۔

سورۃ اللہ ۱ جو ہم فی الہدیز و حسن قلوبہم قاسیۃ فلا یورضوا حتی  
 و اصحاب الایمہ میں یا رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ صلی  
 و مولانا محمد خاں ثناء اللہ علیہ و سید احمد حسین و علی  
 و علیہ اجمعین۔

ما قبلہ بیانہ و قالہ بساۃ فقر طیبۃ احمد فی عمورہ  
 عبد اللہ المذکور حسین احمد عمر لہ والدیہ و مستانجہ لا ما الاخذ  
 مذہباً و الجشی الہد مرئی المریدی متکویب والدیہ بندی اقامہ و الحسن



شیخ العرب العجم حضرت مولانا

## سیدین احمدی

نور اللہ دہلوی

صہیں احمد ہیں ملت کے نگہبان	ہے شاہد اس پر سکے اور ہمیشہ
سکھاتے ہیں رموز علم و حکمت	دکھاتے ہیں ترقی کا وہ زمینہ
امیر السعد والاسلام ہیں وہ	روں سے ان سے کاشفینہ
نہاں سے ان کے دل میں جب مذہب	پہرا سورہ امن سے نکا سینہ
کہاں سے مائیں گے کول عاری	میر السعد کا سا صاف سینہ
وہ سید جس کے ہر گوشہ کے در	نہاں سے عشق سرکارِ مدینہ
وہ سید جس میں ہے عزم و تجاہل	بکاسے بخش و پریش و کینہ
وہ سینہ جو ہے حریت کا معدن	وہ سینہ جو ہے حریت کا خزینہ
وہ سینہ علاء قرآن جس کے اندر	وہ سینہ جو ہے ہنگامہ کینہ

میری جانہ سے یہ اعتراف ہے کہ وہ

بجائے نہیں اچھا یہ کینہ

فیہ احمد فریاد

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا اللَّهُ  
 سُبْحَانَ عِزِّهِ! آپ فرمائیے کہ زمین و آسمان میں کوئی شخص غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔  
 پہنل (۶۵۱)

احمد رضا خان صاحب کا گمراہ کن عقیدہ غیبیہ، علمائے حجج کی نظر میں

# غایۃ المأمول

فی تہمتہ

## منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول

ملیح الفاضل نکال ایچ مع بین المعقول والمنقول کاوی للفروع والاصول  
 علامتہ لزمان فہامتہ الامون حامل لور تحقیق مابک ازمتہ السید قوی محضرة  
 مولانا اسید احمد آفندی البرزنجی احمینی الفقی بالمدرستہ مورہ جرمہ شہرستان  
 ناشر

انجمن ارشاد المسلمین

۶ بی۔ شاداب کالونی حیدر نظامی روڈ۔ لاہور



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله اعلى لكبير اعيم  
 الصغيف الخبير المتعالي عن  
 شبهه والتظير ليس كمثل  
 شئ وهو السميع البصير۔  
 فهو الله الاحد الصمد  
 الذي لا اله الا هو وقد  
 حار العالمون في كبريائه  
 وعظمته وتا هو او عند مفاتيح  
 الغيب لا يعلمها الا هو التقى  
 منها الغيبات الخمس فلا  
 يشاركها فيها لا نبي مرسل  
 ولا ملك مقرب فحضرة  
 القدس فهو الملسو المحيط  
 بكل شئ۔ بيده ملكوت ما  
 في السموت و ما في الارض  
 من كل جباد وميت وحيث  
 والصلوة والسلام على من

تمام تعریفیں اس خدا کے بزرگ و بزرگ کیسے  
 ہیں جو موت جانتے و لا نہایت مہربان و  
 (ہر چیز سے) باخبر ہے جو شبیہ و نظیر سے  
 بلند و بالا ہے جس کے مثل کوئی شئی نہیں و  
 وہ بہت سننے اور دیکھنے والا ہے۔  
 صرف وہی اکیلا و بے نیاز خدا ہے اس کے  
 سوا کوئی معبود نہیں۔ تمام جہان اس کی  
 عظمت و کبریائی میں حیران و گمراہ رہے  
 اسی کے پاس "غیب کی کتابیں" میں نہیں  
 اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اس میں  
 کے غیبیات خمس ہیں۔ جن کے علم میں خدا  
 کے ساتھ کوئی خدا کا فرسا اور پیغمبر اور خدا  
 کی بارگاہ مقدس کا کوئی مقرب فرشتہ شریک  
 نہیں۔ وہی سب کچھ جانتے والا اور ہر چیز  
 کو محیط ہے۔ آسمان و زمین کے تمام جادات  
 اور زندہ و مردہ صرف اسی کے قبضہ قدرت  
 میں ہیں۔ درود و سلام جو اس ذات

اوق الايات البينات. والمحزات  
الباہرات. سیدنا و مولانا محمد  
خیر الوسائل. الفائل حین سئل  
عن الساعة « ما المسؤول عنہا  
با علم من السائل » و علی  
جميع الانبياء والمرسلين. و علی  
آلہم و صحبہم و التابعین.

اما بعد!

نقد کنت الفت رسالۃ  
مختصرۃ جواباً عن سوال  
و ردائی من الفت مضمونہا انه۔  
« وقع تنازع بين علماء  
الفت في علمه صلى الله عليه  
وسلم هل هو محيط بجميع  
المغيبات حتى العس المذمورة  
في قوله تعالى « ان الله عندہ  
علم الساعة و يُنزل النبیات للذکر  
او غیر محیط بذالک و ان  
جماعۃ من العلماء ذهبوا الى  
الاول والاخرون الى الثاني  
نعم اتی الفرقین بکون الحق

پر جسے کھلی ہوئی نشانیاں اور بڑے بڑے  
معجزات دیکھنے کے جو علم سے آقا و مرسل  
ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی محمد، صلی اللہ علیہ  
و سلم ہے۔ جو بہترین وسیلہ ہیں جس سے  
قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا  
کہ جس سے سوال کیا گیا ہے وہ قیامت کے  
بارے میں سائن سے زیادہ علم نہیں رکھتا اور  
ان کے ساتھ ہی، دیگر تمام انبیاء و مرسلین  
اور ان کی آل و اصحاب و اتباع پر بھی۔

اما بعد!

بہر دوستان سے آنے والے ایک سوال  
کے جواب میں میں نے ایک مختصر رسالہ لکھا  
تھاجس کا مضمون یہ تھا کہ۔

« علماء ہند میں جناب نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کے علم کے بارے میں جھگڑا پڑ گیا ہے کہ آیا آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مغیبات خمسہ جز کا  
ذکر آیت ان الله عندہ علم الساعة  
میں ہے، سمیت تمام مغیبات کو محیط ہے یا  
نہیں۔ علماء کی ایک جماعت پہلی شے کی قائل



سریہ منکم میان ذالک بالادلة  
الت فية ۵

قالتم تلك الرسالة وبيت  
نباها انه صلى الله عليه وسلم  
احمد الحق وانه عليه محيط  
بجميع مهمات الدين ومحيط ايضا  
بمهمات الحکائنات في الدنيا  
والاخرة - ولكن لمخبرات الحسن  
لا تدخل تحت شمول علمه الشريف  
بالادلة الواضحة الدالة على  
ذالک من الكتاب والسنة وكلام  
السلف وان ذالک لا يخدش  
اولف حدس في علوم مقامه و  
رعة درجته فتفقوا رسالتهم  
المذكورة بكمال الرعية ونهاية  
القبول -

شعبه دالک ورد لک  
مدینه المنوره رجل من علماء  
المسند يدعى احمد رضا خان  
علما حنیف لک اخبار فی اولیایں  
فی الملک اناسا من اهل الکفر و

ہے۔ اور دوسری دوسری شق کی بہیم پڑھتے  
ہیں کہ آپ شافی دلائل سے یہ بیان فرمائیں کہ  
حق کس جو سنت کے ساتھ ہے ؟

پس میں نے وہ سابقہ رسالہ تالیف  
کیا اور اس میں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری مخلوق میں سب  
سے زیادہ علم ہے اور آپ کا علم جمیع اپنی  
امور کو محیط ہے۔ بلکہ دنیا و آخرت کے تمام  
احم امور کو محیط ہے۔ لیکن قرآن و سنت اور  
کلام سلف کے واضح دلائل کی بنا پر نتیجاً  
خمسہ آپ کے علم شریعی میں داخل نہیں  
ہیں اور یہ بات آپ کے مقام کی برتری اور  
بلندی مرتبت میں ذرہ بھر قاصر نہیں ہے  
پس انہوں نے میرے اس رسالے کو انتہائی  
رحبت اور پوری قبولیت کیسا قبول کیا۔

پھر اس کے بعد علماء ہند میں سے  
ایک شخص جسے احمد رضا خان کہا جاتا ہے  
مدینہ منورہ آیا۔ جب وہ مجھ سے ملا تو اذنا  
اس نے مجھے یہ بتایا کہ ہند میں اہل کفر و ضلال  
میں سے کچھ لوگ ہیں جن میں سے ایک  
علام احمد قادیانی سے جو صحیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

الصلال منهم خلاص احمد الثاني  
 فانه يدعى بمقالة المسيح والوصي  
 اليه واسوة - ومهم الفرقة  
 السباة بالاسيريه - والفرقة  
 الحساة بالتميزيه - والفرقة  
 الحسماة بالقاسيه - يدعون  
 انه لو فرض في زمانه صلى الله  
 عليه وسلم - بل لو حدث بعده  
 نبي جديد لم يخل ذلك  
 بخاتمته - ومهم الفرقة  
 الوهابية الحكة ابيه اتباع  
 رشيد احمد الكنكوهي القتائل  
 بعدم تكفير من يقول بوقوع  
 الكذب من الله تعالى بالفعل -  
 ومهم رشيد احمد الذي يدعى  
 شوت اساع العلم للطيانات  
 وعدم تبوتة النبي صلى الله عليه  
 وسلم - ومهم اشرف علي الثاني  
 القتائل اتب صبح الحكم علي  
 ذات النبي صلى الله عليه وسلم  
 بعلم المنجات كما يقول به

کے مسائل جوئے اور اپنے لئے دیکھا اور  
 کا دھوئے کرتا ہے۔ انہیں میں سے ایک  
 امیر ہے۔ ایک امیر ہے۔ ایک امیر  
 ہے۔ جو دعویٰ کرتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ  
 وسلم کے زمانہ میں کوئی ہی دوسرا پیدا  
 ہوگا اگر آپ کے بعد کوئی بیانی پیدا ہوگا  
 تب بھی آپ کی خاتمت میں کوئی فرق نہیں  
 آتا انہیں میں سے ایک فرقہ دیا گیا  
 ہے جو رشید احمد کوئی کا پیروں سے جو  
 اشرقتا سے بالفعل کذب کے وقوع کا  
 قول کرنے والے کو کافر نہیں قرار دیتا جس  
 میں سے ایک شخص رشید احمد ہے جو  
 سے کہ دست غریبوں کے لئے ثابت ہے  
 لیکن احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں  
 انہیں میں سے ایک اشرف علی تھانوی سے  
 جو کہتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 پر علم منجات کا حکم لگنا بقول یہ صحیح ہے  
 سوال یہ ہے کہ اس کی مراد جس منجات  
 میں یا سب ؟ اگر مراد میں تو اس  
 میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص  
 علم غیب تو زید عمرو بکر بلکہ جیسے

حیوانات و سہام کو حاصل ہے۔

اور اس نے مجھے بتایا کہ اس نے ان فرقوں کے رد و ان کے اقوال کے باطل کرنے کے لئے ایک رسالہ موصول ہے۔

والمستند المستند لکھا ہے۔ پھر اس نے

مجھے اس رسالہ کے خلاصہ و سہام انگریزی پر

مطلع کیا۔ اس میں صرف ان فرقوں کے اقوال

مذکورہ کا بیان در ان کا مختصر سا دیکھا۔ اور

اس رسالہ و سہام انگریزی پر تقریباً

و تقریباً طلب کی۔ ہم نے اس پر تقریباً و

تصدیق لکھ دی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر

ان لوگوں سے یہ مقالات شنیعہ ثابت ہوجائیں

تو یہ لوگ کافر و گمراہ ہیں۔ کیوں کہ یہ سب

باتیں اجماع امت کے خلاف ہیں۔ اور اپنی

تقریب کے ضمن میں ہم نے ان کے اقوال

کے ابطال کے لئے بعض دلائل کی طرف

بھی اشارہ کیا۔

پھر اس کے بعد مجھے احمد رضا خان

نے اپنے ایک اور رسالہ پر مطلع کیا جس

میں وہ اس بات کی طرف گیا ہے کہ نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ہر چیز کو

یہ رسول عنہ انہ ماہ اراہ

سواء الفص فیوب ام کلھا

ان اراہ الفص فی حصوصیہ

بصرہ الرسالہ فی منہد علم

صاحب حاصد مرید و عمرو بن کل

ہی و محو دل جمیع حیوانات

النباتہ۔

وانہ الف رسالہ فی الرد علیہم

انہ ان اراہ سنیہ بعضہ استہ

ہر اطعنی علی خلاصہ من تلک

رسالہ فیہا بیان اقاویہ مراند کورہ

قطب و الرد علیہم علی سبیل لاختص

بطلب تقریباً و تصدیق علی والدک

کتابالہ تقریباً و تصدیق الفص فی حاصد

ماکسا انہ ان ثبت عن هؤلاء تلک

المقالات السنیة لہم ہر کفر و

بطلان لان جمیع ذلک حاقی لاجماع

الامة۔ و اشربا فی ضمن ذلک الی

بعض لادلة فی اطل اقاویہ مراند

شربہ ذلک اطعنی حصد

حان المد حکور علی رسالہ وہ دہب

میہا لی اسہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علمہ محیط کل شئی حتی لمیبات  
 الخمس وادہ لا یستثنی من والذ الذ  
 اعلم المتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفہ  
 للقدسة۔ وادہ لا فرق بین علم  
 الباری سبحانہ و تعالیٰ و علم  
 صلی اللہ علیہ وسلم فی الاحاطة  
 المدکوۃ الا بالتقدم والحدوث۔ و  
 ان له علی مدعاہ ہذ برہانا  
 قاطعا وهو قوله تعالیٰ وَتَرٰی عِندَ  
 الْکِتَابِ بَیِّنَاتٍ لِّشَیْءٍ ۝ ۱۰ ۝ اہم ل  
 جمہد فی بیان اب الایۃ الذکوۃ  
 لا تدل علی مدعاہ دلالة قطعیۃ و  
 ان الاحاطة العلمیۃ وجمیع  
 المعلومات التی لا تنافی مخصۃ  
 باللہ تعالیٰ ولم یقل بحصولہ  
 لغيرہ تعالیٰ احد من ائمة الدین  
 ولم یرجع من ذواتہ و ہر وعد ولما  
 حکان زعمہ ہذا علیما وحرۃ  
 علی تفسیر کتاب اللہ بفسیر دلیل  
 احسن الان اب اجمیع کلاما محضرا

محیط ہے۔ حتی کہ غیبات خمسہ کو بھی  
 یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے  
 متعلق علم کے علاوہ کوئی چیز بھی آپ سے  
 علم سے مستثنیٰ نہیں۔ اور یہ کہ حد کتاب  
 اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 علم کے درمیان احاطہ مذکورہ میں ضرور  
 حدوث و تقدم کا فرق ہے اور یہ کہ  
 کے پاس اپنے اس دعویٰ پر دلیل قاطعہ  
 تعالیٰ کا قرآن و سورتا عینک انکر  
 تَبٰیۡنًا نَّا لِحُكْمِ شَیْءٍ ۝ ۱۰ ۝ ہے  
 ہم نے آپ پر قرآن کریم کو ہر چیز کا بیان  
 بنا کر مانا کہا ہے پس میں نے اس سے  
 کے بیان میں کوئی کوتاہی نہیں کی کہ بت  
 مذکورہ اس کے مدعی پر دلالت قطعیہ سے  
 طور پر دلالت نہیں کرتی۔ اور یہ کہ نہ  
 معلومات غیر تنافیہ کا احاطہ طلب  
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاصل ہے۔ اور  
 اللہ دین میں سے کسی نے بھی غیر اللہ  
 سے غیر تنافیہ کے احاطہ طلب کیا  
 نہیں کیا۔ لیکن احمد رضا خان نے آپ  
 قول سے جوہر نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنی بات

پر اڑا رہا اور حق سے غنا دیکھ۔ چونکہ اس کا  
 یہ گمان غلط اور اس کی قرآن کی یہ تفسیر  
 بخلاف تھی اس لئے میں نے چاہا کہ میں ایک  
 مختصر کلام جمع کروں جو ہمارے پہلے رسالہ  
 کا ترجمہ ہی جیسے جس میں اس کے پہلے دعوے  
 پر آیت مذکورہ سے استدلال کے باطن  
 ہونے کا بیان کرتے ہوئے اس کے رسالہ  
 کی بعض اہم باتوں کی طرف بھی شاہد کر دیا گیا  
 ساتھ ہی متحدہ وجود سے اس رسالہ کے نقص  
 اور اس کی عدم صحت کو بھی بیان کر دیا جائے  
 اگر شخص ہماری مذکورہ تقریظ پر مطلع ہو وہ  
 یہ گمان نہ کرے کہ ہم نے اس مطلب میں اس  
 کی سوائفت کی ہے پس اللہ کی توفیق سے کئی  
 جوں کہ ہمارے رسالہ دو بابوں پر تقسیم ہے پہلا  
 باب ان دلائل کے بیان میں ہے جو اس کے  
 دعویٰ کے صحیح ہونے پر دلالت کرتے ہیں  
 اور دوسرا باب امر دین کی ان تصریحات کے  
 بیان میں ہے جو ہمارے موجودہ اور سابقہ  
 رسالہ میں بیان کردہ مسلک کے صحیح ہونے  
 پر دلالت ہیں۔

فی تبتیہ لرسالت الاولیٰ۔  
 بیان بطلان استدلالہ  
 مذکورہ بالذاتہ المذكورہ۔  
 نیز ان بعض مہدات رسالہ  
 مذکورہ الٹی ذکرہ ناسیدا  
 لہ۔ مبینا نقضہا وعدم  
 صحتہا من وجوہ عدیدة  
 بطن من اطلع علی تقریظنا  
 مذکورہ متاوقفنا فی هذا  
 لب ما قول و بالله التوفیق  
 ہماہذہ تقسم لی نابس۔  
 باب الاول فی الوجوہ الدالۃ علی  
 ہم صحیحہ دعواہ۔ واسب السانی  
 مذکورہ نصوص شیعۃ الدین الدالۃ  
 صحیحہ ما حریب علیہ فی  
 لہ الرسالۃ ولی الٹی قبلہا۔

## الباب الاول

الباب الاول في الرجوع الدالة

على عدم صحة دعواه .

الرجوع الرؤل

ما حوز مما ذكره الحافظ

جلال الدين السمرطى في الاثقان

في النوع الث من والسبعين فان

رحمة الله تعالى قال العلماء من

اراد تفسير الكتاب العزيز طلبه

اولا من القرآن فما اجمل منه

في مكان فقد فسرفى موضع آخر

وما اعصر فممكن فقد

بسط فموضع آخر وقد الف

ابن الجوزى كتابا فيما حصل

من القرآن في موضع وفسرفى

موضع آخر منه واشرت الى

مثله منه فف نوع المحمل فان

احياء ذلك طلبه من السنة

مانها مآرجة للقران وموضحة

پہلا باب ان انہ کے بیان میں ہے

جو اس کے دعوے سے ہے ۔ موسیٰ

پہلی دلیل

حافظ جلال الدین سمرطی

کے اس کلام سے ماخوذ ہے جو

تساہل میں تھمتہ ہیں نوع میں بیان کیا ہے

آپ نے دیا ہے کہ علماء کے کہتے

ہو تھے قرآن عزیز کی تفسیر کا

ادوہ اسے قرآن ہی سے طلب کرے

کیوں کہ قرآن میں جو بات

ہوتی ہے کبھی دوسری جگہ

دی جاتی ہے اور جو بات

بیان ہوتی ہے بسا اوقات

وہ مفضلاً ذکر کر دی جاتی ہے

جوڑی دے نے ان باتوں کے

بارے میں ایک کتاب

لکھی ہے جو ایک جگہ

بیان پہلی ہیں اور دوسری جگہ

ان کی تفسیر کر دی گئی ہے

اور ان جیسی آیات کی طرف

بہار  
تفسیر  
قرآن  
جلال  
الدین  
سمرطی  
فی  
الاثقان  
فی  
النوع  
الث من  
والسبعین  
فان  
رحمة  
الله  
تعالى  
قال  
العلماء  
من  
اراد  
تفسير  
الكتاب  
العزيز  
طلبه  
اولا  
من  
القران  
فما  
اجمل  
منه  
في  
مكان  
فقد  
فسرفى  
موضع  
آخر  
وما  
اعصر  
فممكن  
فقد  
بسط  
فموضع  
آخر  
وقد  
الف  
ابن  
الجوزى  
كتابا  
فيما  
حصل  
من  
القران  
في  
موضع  
وفسرفى  
موضع  
آخر  
منه  
واشرت  
الى  
مثله  
منه  
فف  
نوع  
المحمل  
فان  
احياء  
ذلك  
طلبه  
من  
السنة  
مانها  
مآرجة  
للقران  
وموضحة

کی نوع میں اشارہ کیا ہے اور اگر وہ قرآن میں نہ پاسکے تو سنت سے طلب کرے۔ کیوں کہ سنت قرآن کی شارح اور اس کی وضاحت کرنے والی ہے اور شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کا بھی حکم دیا ہے وہ قرآن ہی کے مستند ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "بیشک ہم نے آدھی تیری طرف کتاب بھی کرنا فرمائی ہے کہ وہ لوگوں میں جو کچھ سمجھا دے تم کو اللہ" اور دوسری آیت میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ مجھے قرآن اور اس کا مثل دیا گیا ہے یعنی سنت۔ اور اگر سنت میں بھی یہ پائے تو صحابہ کرام علیہم السلام کے ارشاد سے اس کی طرف رجوع کرے کیوں کہ وہ نردول قرآن کے وقت قرآن و احادیث کے مشابہہ کے باعث قرآن کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ نیز انہیں خصوصیت کے ساتھ فخرِ عام علیہم اور عملِ صالح حاصل ہے حاکم مستدرک میں فرماتے ہیں کہ جو صحابی نزل قرآن کے وقت موجود تھے ان کی تفسیر مرفوع کے حکم میں ہے اتنی۔

و قال الشافعي رضي الله عنه  
 بالحكم به رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم وهو مما فهمه  
 القرآن قال تعالى "بما أنزلنا  
 الكتاب بالحق لتحكموا  
 به من حيث أزلنا منه"  
 آيات أخر وقال صلى الله عليه  
 وآله "الآن أنزلت القرآن  
 له معناه" يعني السنة ما  
 حده من السنة رجع في قول  
 عامة فافهموا ورجع بذلك  
 شاهدوه من أفراء من  
 قول عبد سروله وما اختصر  
 من العلم والعام والعلم  
 ويع والعباد الصالح وقد قال  
 كرم الله وجهه "الآن أنزلنا  
 فاني أمدى شهيد الوحي والتدليل  
 كرم الله وجهه" انتهى  
 وعلى هذه القاعدة رجونا

بنابر بریں آیت مذکورہ دوسرا علیہ  
احتماب متبیینا لکن مشغول  
کی تفسیر میں ہم نے قرآن کریم کی دوسری  
آیات کی طرف رجوع کیا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ  
کافران ہے، آیت ۱۰۱ کے منہ پر برگ  
تجہ سے قیامت قائم ہونے کا پوچھنے  
میں تو کہہ اس کی خبر تم میرے رب ہی کے  
پاس ہے وہی ظاہر کر دے گا اس کو اس  
کے وقت پر ۱۰۱

آیت ۱۰۱ پھر اگر وہ منہ نہیں تو تو  
کہہ دے میں نے خبر کر دی تم کو ورنہ ظن  
برابر اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے یا  
دور وہ چیز، قیامت، جس کا تم سے دور  
ہوا ہے ۱۰۱

آیت ۱۰۱، تو کہہ میں نہیں جانتا کہ  
تو نزدیک ہے جس چیز، قیامت، کا تم سے  
دور ہوا ہے۔ یا کہ دے اس کو میرا رب  
ایک وقت کے بعد ۱۰۱

فی تفسیر الایة الذکورۃ لی  
بقیة أحب القرآن الحکرمیر  
کفرہ نعلق ۱۰۱ یسئلونک عن  
الساعة ایان مرسها قل انما  
علمنا عند ربی لا یجلها ۱۰۱ الایة  
وکتوله تعالیٰ

فان تو نوا فقل اذنتکم علی سواہ  
وان ادرب اقرب ام بعید ما  
توحد وہ ۱۰۱

وکتوله تعالیٰ

قل ان ادرب اقرب ما تو عدون  
ام یجعل له رب اعدا ۱۰۱  
وکتوله سبحانہ

یسئلونک عن الساعة ایان  
مرسها فیما انت من ذکر ہما  
لی ربک منہما انما انت مدبر  
من یخشاہ ۱۰۱

وکتوله تعالیٰ

و عندہ مفاہم النب لا یعلمها

الآہو ۱۰۱

وکتوله



عن الله عنده علم الساعة الآية  
مع ضمیمة ما فی الصحیح

والتیج الغیب حسن لا یعلمون  
لا الله وقلنا ان الله عنده  
علم الساعة الآية وما رواه  
حمد مرفوعاً

« اوتیت معانیج کل شیء »

ذوالاحسن باب الله عنده علم  
الساعة « لایة

كما نقل العلامة بن حجر  
فی شرح الاربعین وقد روایه  
بوجودنا ما تن دلالة واضحة  
على تخصیص عموم قوله تعالى  
« تبیاناً لكل شیء »

على التفصیل الا فی بیانها  
ما عدا الايتين لاحیرتین  
« امره واضح .

واما الايتان الاخیرتان فدلالة  
على ذلك واضحة ایضاً  
نصیحة ما ذکرناه من السنة  
لأنه صلى الله علیه وسلم

سیت نکہ انجھ سے پوچھتے ہیں کیا  
کے بارے میں کب ہوگا قیام اس کا کچھ  
کو کیا کھم اس کے ذکر سے ترسے سب کی  
طرف ہی پہنچے ہے س کی۔ تو تو ڈر سنانے  
کے واسطے ہے اس کو جو اس سے ڈرتا ہے:  
آیت ۵۰ اور اسی کے پاس کنجیاں  
ہیں غیب کی کہ ان کو کوئی نہیں جانتا اس  
کے سوا ۵۱

آیت ۵۱ اللہ ہی کے پاس ہے

قیامت کا علم ۵۲

پھر ہم نے سنت کی طرف رجوع کیا تو معلوم  
ہوا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا غیب کی کنجیاں پانچ ہیں  
جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور  
یہ آیت تلاوت کی « ان الله  
عنده علم الساعة » امام احمد  
نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزوں کے

۵۹۔ لکھنؤ ۱۹۲۱ء - ۲۲۰ - لکھنؤ انعام

۵۹۔ تہ اسجدہ ۲۲۰ -

اعلم بمعنى ما انزل اليه من  
غيره بالاجماع وقد فهم  
صلى الله عليه وسلم من  
الايتين المذكورتين حصر  
المغيبات الخمس في الله حين  
ذكره فمحاوله المذكور حمل  
الايتين المذكورتين على غير  
ما فهمه صلى الله عليه وسلم  
منها خطأ عظيم وبما نقرر  
امضح لك بلا ريب بطلان ما ادعاه  
من ان قوله تعالى « وقرنا  
عليك الكتاب نبيا فاعط شيء »  
برهان قاطع على الاحاطة التي  
ادعاها من نعمه على لاية  
المذكورة و تفسيره اياها بما  
ذكره مصنف قول الامام الجب  
منصور الماتريدي « التفسير  
القطع على ان المراد من اللفظ  
هذا والشهادة على الله انه عني  
باللفظ هذا فاذا قام دليل مقطوع  
به تصحيح والافتسير بالرأى

علاوة جن کا ذکر ان اللہ عندہ عملہ  
لساعة والى آیت میں ہے تمام  
چیزوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ جیسا کہ علامہ  
ابن حجر نے اربعین کی شرح میں اس  
کو نقل کیا ہے۔ اور ہم سے ان آیات میں  
غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ آیات اللہ تعالیٰ  
کے قول نبیانا لکل نسیء کے علم  
کی تخصیص پر واضح طور پر دلالت کرتی ہیں  
جیسا کہ اس کا مفصل بیان آگے آئے گا  
اخیر کی دو آیتوں کے سوا باقی آیات کی  
دلالت واضح ہے۔ اور جارمی ذکر کردہ  
احادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے انہی  
دو آیتوں کی دلالت بھی واضح ہے۔  
کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے  
معنی و اجماعی طور پر دوسرے سے زیادہ  
جانتے ہیں۔ اور آپ نے مذکورہ بالا دو  
آیتوں سے مغیبات خمسہ کے علم کو اللہ  
تعالیٰ کی ذات ہی میں منحصر سمجھا ہے۔  
لہذا۔ احمد رضا خان کا ان آیتوں کو حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھے ہوئے معنی  
کے علاوہ دوسرے معنی پر محمول کرنا بہت

رہو نہیں سہ " کہ نصہ لامع  
السوطی وخالقا تقہ۔ صلیح  
سابع والسعیین۔

وَأَعَادِلْنَا لَهُ مَصَدَقَاتٍ  
وَاللَّهِ لَأَنَّهُ قَطَعَ بِدَلَالَةِ الْآيَةِ  
الْمَكْرِيْمَةِ عَلَى مَدْعَاءِ الْمَلَائِكَةِ  
قَطْعِيٌّ بَلْ بَعْدَ عَادَتِ عَلَيْهِ  
الدَّالَّةِ الْقَطْعِيَّةِ۔

ۛ

بڑی قطعی ہے۔ اور اس نے آیت  
تعبیان لکل شیء کو جو اپنے دعوی  
کے لئے دلیل قاطع قرار دیا تھا اس کو باطل  
ہونا اس تقریر سے بلاشک و شبہ واضح  
ہو گیا۔

اور اس کا بے سوچے بچھے آیت مذکورہ  
کی وہ تفسیر کرنا جو اس نے آیت کو عزم  
پر محمول کر کے کی ہے۔ امام الامنصور مابریکی  
کے اس قول کا مصداق ہے کہ تفسیر اس بات  
پر یقین کر لینا ہے کہ لفظ کی یہی مراد ہے اور  
اور گو اسی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے لفظ  
سے یہی مراد لیا ہے پس اگر اس پر دلیل  
قطعی قائم ہو تو صحیح ہے ورنہ تفسیر با راہی  
ہے جو سنو ہے۔ جیسا کہ سپر علی نے  
اسے آقان میں نوح میں نقل کیا ہے۔  
اور ہم نے جو کہا ہے کہ اس کی تفسیر اس قول  
کا مصداق ہے وہ اس لئے کہ اس لئے  
بل کسی دلیل قطعی کے یہ یقین کر لیا ہے کہ  
آیت مذکورہ اس کے دعویٰ پر دال ہے۔  
بلکہ اولاً قطعاً اس کے خلاف ہیں۔

## الوجہ الثانی

ان تمة التفسیر اتفق علیہم  
فی تفسیر هذه الآية وایة  
وما من دابة فی الارض ولا  
طائر بطیر وحنابیه الا امس  
امثالکم ما فرطنا فی الکتاب  
من شیء

حلی ان العموم المفهوم  
مما من ادلالة علی کل  
معلوم تفصیلا لیس علی  
ظاہرہ وان المرادہ العموم  
علی وجه التفصیل فی بعض  
والاحمال فمع بعض مع خلافہم  
فی العلوم التي فیہا التعمیم هل  
هی دینیة و غیرها او دینیة  
نقطہ

وماک خصوصہ فی تفسیر  
قوله تعالیٰ وما من دابة فی  
الارض ہ الآية

قال الامام ابن جریر الطبری  
یقول تعالیٰ ذکرہ لنبیہ محمد

## دوسری دلیل

آیت مذکورہ بالا اور آیت وما من  
دابة فی الارض الآية کی تفسیر میں  
اگر تفسیر کا کلام اس بات پر متفق ہے کہ  
ہاں آیت سے جو روایت سمجھی جاتی ہے کہ ان دونوں  
تفصیلی ذکر کن میں ہے وہ اپنے ظاہر پر نہیں  
اور اس پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ

بعض میں عموم تفصیلاً مراد ہے اور بعض  
میں اجمال۔ اور جن علوم میں تعمیم ہے ان  
کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا وہ دین  
دینیہ و غیر دینیہ دونوں میں یا صرف  
علوم دینیہ۔ چنانچہ آیت وما من دابة  
ایة کی تفسیر میں مفسرین نے جو کچھ کہا  
ہے ملاحظہ ہو

امام جریر طبری نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ  
اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
سے فرماتے ہیں کہ اے نبی اپنے سے  
اعراض کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی  
آیات کو بھٹلاسنے والوں سے کہہ دیجئے کہ  
اے قوم! اللہ تعالیٰ نے اپنے اعمال سے  
ہرگز مافیل نہ کھینا اور نہ یہ کھینا کہ وہ تمہارے

کے کام نہ نہیں دے گا۔ اور دوسرے  
 کیسے غافل ہو سکتا ہے، کیسے تمہارے کئے  
 کا بدلہ نہیں دے گا حالانکہ وہ تو زمین پر  
 چلنے والی کسی بھی چھوٹی بڑی چیز اور جو ایس  
 اڑنے والے پرندہ کے عمل سے بھی غافل  
 نہیں۔ بلکہ اس کے سب کچھ مختلف اجناس  
 و اوصاف بنا دیا ہے جو جانتے ہیں جیسا  
 کہ تم جانتے ہو اور اپنے لئے مسخر شدہ  
 چیزوں میں ایسے ہی تصرف کرتے ہیں جیسا کہ تم  
 کرتے ہو۔ اور جو کچھ انہوں نے اچھا یا  
 بر کیا وہ سب لوح محفوظ میں موجود و  
 محفوظ ہے پھر اللہ تعالیٰ ان کو دہرنے  
 دو بارہ زندہ کرنے۔ اور قیامت میں  
 ان کے اعمال کا بدلہ دینے والے ہیں۔  
 جس رب کے چو پائیوں (دیگر) زمین پر  
 چلنے والے جانوروں اور جو ایس اڑنے  
 والے پرندوں کے اعمال و حرکات و  
 افعال کو ضائع نہیں کیا بلکہ ان کو بھی  
 لوح محفوظ میں محفوظ کر دیا۔ پھر وہ ان کو  
 قیامت میں دوبارہ زندہ کر کے دنیا میں  
 کئے ہوئے اعمال کا انہیں بدلہ دے گا۔

من الله عليه وسلم. قل هوذا  
 امر صبيحتك لملك بيد  
 . يا ات الله ايها القوم لا تحس  
 به غافلا عما تعملون و  
 لا غير محاربيكم عن ما  
 تكسبون و كيف يعقل عن  
 اعمالكم او يترك محاربتكم  
 عنها وهو غير عادل عن  
 عمل شيء وب عن لار من  
 صعب و كبير ولا عن طائر  
 حذر بجناحه في الهواء من  
 جعل ذلك حكمة احاسا بحجة  
 . صا ما مصفة يعرف كما تعرفون  
 و يتصرف فيما سحرته له كما تتصرفون  
 محفوظ عليها ما علمت من عمل  
 حار عليها و مثبت خلد ذلك  
 من اعمالها في الحساب  
 له به تعالى ذكره مبيتها مشر  
 مشر و مجاز بها يوم القيمة  
 حراء اعمالها يقول فالرب الذي  
 صعب حفظ اعمال البهائم والدواب

فی الارض و الطیر فی السواء  
 حتی حفظ علیہا حرکاتہا و  
 اصنافہا و اثبت ذالک عنہا فی  
 ام الكتاب و حشرہا ثم جازاها  
 علی ما سلف عنہا فی دار البلاء  
 اخری ان لا یصنع اعمالکم ولا  
 یصوٹ فی حفظ اعمالکم الی  
 تجتحر حرنہا ایہ الناس حتی  
 یحشرکم فیجازیکم علی  
 جمیعہا ان خیرا لحریرا و ان  
 شرفتمہا۔ او کان قد خصکم  
 من نعمہ و بسط علیکم من  
 فضلہ و لا یعد بہ غیرکم فی  
 الدنیا و کتم شکرہ الحق و بمرقہ  
 واجہ علیکم اولیٰ لما عظام  
 من العقل الذی وہ بین الاشیاء  
 تمیزون و الفہم الذی لہ  
 یعطہ ابوتہ و بطیر مدی بہ  
 بین مصالحکم و مضارکم تفرقون  
 ثم نقل معنی ذالک عن مجاہد  
 رقناده و التمدی و ابن جریر

تو سے و گروہ زیادہ لائق ہے کہ تمہیں  
 احمد کو ضائع نہ کرے اور تمہارے ان  
 کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرے وہ تمہیں  
 قیامت کے دن اکٹھا کر کے تمہارے  
 تمام اعمال کا بدلہ دے گا۔ اچھے اعمال کا  
 اچھا بدلہ اور برے کا برا بدلہ۔ کیونکہ اس  
 نے تم پر خصوصی انعامات کئے ہیں اور  
 پرستی نہ دنیا کی ہے کہ دنیا میں تمہیں  
 علاوہ کسی پر نہیں کہیں۔ تم پر اس کے شکر  
 کا زیادہ حق ہے۔ اور تم پر اس کے حقوق  
 کا جاننا ضروری ہے۔ کیوں کہ اس نے تمہیں  
 عقل دی ہے جس سے تم اچھے برے  
 میں تمیز کرتے ہو۔ اور تمہیں وہ سمجھ دیا  
 ہے جو چو یا یوں اور پرندوں کو نہیں  
 دی جس سے تم مفید اور مضر میں فرق  
 کرتے ہو۔ پھر امام جسیر پر رے  
 مجاہد۔ رقناده۔ سدی۔ ابن جریر  
 اور ابن عباس اور ابن زید رحمہم  
 اللہ سے اس کے معنی نقل کئے ہیں۔  
 اور در مختار میں بھی انہیں  
 انہ کریم سے اسی کے مانند منسوب

من عباس و ابن زید و نقل فی  
 الدر المنثور عن هولاء الاثمة  
 یثنا مثل ذالک و هذا الحکام  
 کله علی ان المراد بالکتاب فی  
 لایة ام الکتاب هو اللوح المحفوظ  
 و علیه فلا تعلق للایة بیا حسن  
 بصدده فتنبه

وقال الامام فخرالدین الرازی  
 "وفی المراد بالکتاب قول  
 الاول المراد منه الکتاب المحفوظ  
 فی العرش و عالم السموات الشامل  
 علی جمیع احوال المخلوقات علی  
 التفصیل التام کما قال علی السلام  
 "رجف القلم بیا هو کائن ای یوم  
 القيامة"

والقول الثانی

ان المراد منه القرب و هذا  
 اظهر لان الالف و اللام اذا دخلا  
 علی الاسم المفرد انصرف الی  
 العهود السابق و العهود السابق  
 من الکتاب عند السامیین هو القرآن

یسا کلام اس بات پر شاہد ہے کہ  
 آیت میں آنے والے لفظ کتاب سے  
 مراد لوح محفوظ ہے۔ اس تفسیر  
 کے مطابق آیت کا زور کث مسئلہ  
 سے کوئی تعلق ہی نہیں آگاہ رہو۔

امام فخر الدین رازی فرماتے  
 ہیں کہ لفظ کتاب کی مراد میں دو قول  
 ہیں۔ پہلا یہ کہ اس سے مراد وہ کتاب  
 ہے جو عرش و عالم سموات میں محفوظ  
 ہے جو مخلوق کے لیے تفصیلی حالات  
 پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ قیامت تک  
 ہونے والا ہے اسے لکھ کر، قلم  
 خشک ہو چکا ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے۔  
 کہ اس سے مراد قرآن کریم ہے۔ اور  
 یہی زیادہ ظاہر ہے۔ کیوں کہ لفظ لام  
 جب کسی مفرد اسم پر داخل ہو تو اس وقت  
 اس سے سہو و مسہوم چیز مراد ہوتی  
 ہے اور مسلمانوں کے نزدیک کتاب  
 قرآن پاک ہی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ

اس آیت میں آنے والے لفظ کتاب سے مراد بھی قرآن ہو۔ جب یہ ثابت ہو گیا تو مسترخص اعراض کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ ہم سے کتاب قرآن میں کسی بھی چیز کا ذکر نہیں چھوڑا۔ حالانکہ کتاب (قرآن) میں نہ تو علم طب و حساب کی تفصیلات ہیں اور نہ دیگر بہت سے مباحث و علوم کی تفصیلیں ہیں نیز اصول و فروع میں لوگوں کے مذاہب اور ان کے دلائل کی تفصیلات بھی نہیں ہیں !

جواب یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں لفظ "شیء" سے صرف وہی اشیاء مراد ہیں جن کا جانتنا اور احاطہ کرنا ضروری ہے اور اس کا بیان دو طرح سے ہے۔ اول یہ کہ لفظ تفریط لفظاً و اشباتاً نہیں چیزوں میں استعمال ہوتا ہے جن کا بیان کرنا ضروری ہے۔ کیوں کہ کسی بھی شخص کو غیر ضروری چیزوں کے نہ کرنے میں تفریط و تخصیر کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا بلکہ یہ لفظ اسی وقت ذکر کیا جاتا ہے جبکہ

فوجب ان يكون المراد من الكتاب في هذه الآية القران اذا ثبت هذا فلما قل ان يقول كيف قال تعالى ما فرطنا في الكتاب من شيء مع انه ليس فيه تفاصيل علم الطب و تفاصيل علمو احساب ولا تفاصيل كثير من المباحث و العلوم و ليس فيه ايضا تفاصيل مذاهب الناس و دلائلهم في علم الاصول و الفروع -

والجواب ان قوله ما فرطنا في الكتاب من شيء يجب ان يكون محصواً ببيان الانتفاء التي يجب معرفتها و الاحتاطة بها و بيانها من وجهين -

الاول ان لفظ التفریط لا يستعمل نهياً و اشباتاً الا فيما يجب ان يبين لان احداً لا يفتى الى التفریط و التفصير



کوئی شخص ضروری کام کے کرنے میں کوتاہی  
کئے۔

دوم یہ کہ

تمام آیات قرآنیہ یا اکثر آیات مطابقت  
یا تضاد یا التماس بات پر دل ہیں کہ  
کتابوں کے نازل کرنے کا مقصد دین  
کا بیان ہے نیز اللہ تعالیٰ اور اس  
کے احکامات کی معرفت ہے۔ جب  
یہ عقیدہ جمیع قرآن سے معلوم ہے تو  
یہاں پر بھی مطلق سی عقیدہ رکھوں ہوگا  
باقی رہا مقتضی کا اعتراض کہ یہ کتاب  
قرآن جمیع اصول و فروع پر مشتمل  
نہیں ہے۔ تو جواباً ہم کہتے ہیں کہ  
علم الاصول۔ تو تمام قرآن میں موجود ہے  
کیوں کہ دماغ اصلیہ قرآن مجید میں انتہائی  
پیش طور پر موجود ہیں۔ باقی مذاہب کی  
روایات اور اقوال کی تفصیلات تو  
ان کی کوئی ضرورت نہیں۔  
اور "علم الفروع کی تفصیلات" تو  
تو ہم کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں علماء کے  
رد قول ہیں۔

وان لا یصل ملاحاۃ الیہ  
واما ینذکر ہذا اللفظ فیما ادا  
فصر فیما یحتاج الیہ

والثانی

ان جمیع آیات لقرن اور  
الکثیر منہا دالۃ بالمطابقتہ او  
التضمن او الاتزام علی ان  
القصود من اصول الحسب  
بیان الدین و معرفتہ تکون  
معرفة احکام اللہ و ادا  
کتابت ہذا التفسیر معلوما  
من کل امر ان کان اسطلق  
ما محمولاً علی ذلک التفسیر۔  
اما قوله ان ہذا لکتاب  
غیر مشتمل علی جمیع الاصول  
والمفروض فسقول۔

ما عندنا اصول فانه بتامہ  
حاصل فیہ لان الادلۃ الاصلیۃ  
مدکورۃ صد علی ابلغ الوحوہ  
بما روایات امداہب و  
تفصیل الاقوال و ملاحاۃ

ليها واما نفاصيل علم المردوع  
فقول للعلماء ههنا قولان -

الاول : ايهو قالوا ان  
القران دل على ان الاجماع و  
حبرانو حد و القياس حجة في  
الشريعة فكل ما دل عليه احد  
هذه الاصول الثلاثة كان  
ذالك في الحقيقة موجوذاً في  
القران الى ان قال -

والقول الثاني : في تفسير  
هذه الاية قول من يقول القران  
ذات بديان جميع الاحكام و تعبيره  
ان الاصل براءة الذمة في حق  
جميع المتكليفين و شغل الذمة  
لابد فيه من دليل مفصل -

والتصميم على اقسام مالم  
يرد فيه التكليف ممتنع  
لان الاقسام التي لم يرد التكليف  
فيها غير متناهية - والتصميم  
على مالا نهاية له محال - بل  
التصميم انما يمكن على امتناهي

پہلا قول

یہ ہے کہ قرآن پاک دلالت کرتا ہے کہ  
اجماع خبر و اسد - اور قیاس شریعت  
میں حجہ ہیں - لہذا ہر وہ فرعی مسئلہ جس پر  
لکن تینوں اصولوں میں سے کوئی اصول  
دلالت کر رہا ہو وہ درحقیقت قرآن کی  
میں موجود ہے -

اور دوسرا قول

اس آیت کی تفسیر میں ان شخص کہے  
جو کہتے کہ قرآن جمیع احکام کے بیان  
کرنے میں کافی ہے اس کا بیان یہ  
ہے کہ تمام تکالیف شرعیہ کی اصل  
برنی الذمہ ہوتا ہے - لہذا مشوریت  
کے لئے کسی تفصیلی دلیل کی ضرورت  
درجین امور میں تکلیف و مردہ  
ہوتی ان کا تیسرا بیان کرنا محال ہے  
کیوں کہ جب اس پر تہائی ہیں - اور  
غیر مستجابی کا اخصیسا بیان کرنا محال  
ابنہ تہا ہی امر کا بیان ممکن ہے شیو  
ہندوں پر اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار  
احکام میں جن کو قرآن کریم میں ذکر کیا

ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بندوں تک اہل احکام کی تسبیح کا حکم دے دیا پھر اس کے بعد فرمایا کہ تم نے کتاب (قرآن) میں کئی چیزیں کا ذکر نہیں بھیجا تو میں کے لئے یہ سونے کے کھنسلوق پر ان مزار احکام تکلیف کے بعد کوئی حکم تکلیفی نہیں۔

پھر اس آیت کو اپنے ان فراموش سے سوکھ کر دیا کہ "آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا" اور "تمام رطب و یابس چیزوں کا قرآن میں ذکر ہے" پس اس مذہب داروں کی دلیل کا اجماع بیان یہ ہے و تفصیل "اصول فقہ" کے مناسب ہے۔  
امام نیشاپوری نے بھی امام ربیع کے مثل فرمایا ہے۔

اور قاضی بیضاوی "ما فرطنا فی الکتاب من شیء" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کتاب سے مراد یا تو رطب و یابس ہے کیوں کہ وہ مشتمل ہے عالم میں ہونے والی ہر چھوٹی بڑی

مثلاً قلہ فی الف تکلیف  
فی العباد و ذکرہ فی القرآن و  
من محمد اہلی اللہ علیہ وسلم  
بتالیغ ذلک الا ان فی العبادتہ  
ذل بعدہ " ما فرطنا فی  
الکتاب من شیء " وکان معناه  
انہ لیس ثلث علی اخلق بعد ذلک  
لان تکلیف آخر ہم آگہ ہد  
الایۃ بقولہ " الیوم کلت لکم  
دینکم " وبقولہ " ولا  
رطب ولا یابس الا فی کتاب  
میں ، فقہا تقریر مذہب  
ہو لاء والا ستقصاء فیہ انہ  
سبق باصول فقہ اہ "۔

وقال الامام النیشاپوری  
سبحان ما قال الامام الرازی  
وقد ابیضاوی " علی قولہ " ما  
فرطنا فی الکتاب من شیء " یعنی  
الروح المحفوظ فانہ مشتمل علی ما  
یجرى فی العالم من الجلیل و  
الدقیق بعد یہمل فیہ امر حیوان

چیز پر۔ اس میں حیوانات و جمادات  
کی کوئی بات نہیں چھوڑی گئی۔ یہ کتاب  
سے مراد قرآن سے کیوں کہ سر ضروری  
وینتی امراس میں اجمالاً یا تفصیلاً

مذکور ہے

اور شہاب اپنے حاشیہ میں مشافہ  
بیضاوی کے قول مفصلاً او محصلاً کے  
بارے میں فرماتے ہیں کہ کاغذی بیضاوی،  
اس تقسیم کے درجہ اس طرف اشارہ فرماتے  
ہیں کہ جو چیز بھی تینوں وسیلوں، سنت  
اجماع، قیاس کے شامت ہے وہ  
قرآن میں موجود ہے کیوں کہ انہوں نے  
"فا اعتباراً یا اولی الابدان"  
میں قیاس کی طرف اور "ما تاحکم  
لرسول فخذہ" میں سنت  
کی طرف اشارہ بتلایا ہے۔ بلکہ کہا گیا ہے  
کہ اس طرح قرآن سے تمام اشیاء کا  
مستنبط کرنا ممکن ہے جیسا کہ کسی علمنے  
کسی عالم سے سوال کیا کہ قرآن میں مسئلہ  
پہلانے کا کہاں ذکر ہے ؟  
تو عالم نے جواب فرمایا۔

او جماد أو القرائن فانہ  
قد دون فیہ ما یحتاج الیہ  
من امر الدین مفصلاً او مجملًا  
۵۱۔

وقال الشہاب فی حاشیة

قوله مفصلاً او محصلاً .  
یشیر لظان ما ثبت بالادلة الثلاثة  
تات بالقران لا سارته سحو  
قوله " فاعتبروا یا اولی  
الابصار " الی القیاس و قوله  
" وما اتمکم الرسول فخذوه"  
والسنة بل قیل انه بهذه  
الطریقة یمکن استنباط جمیع  
الاشیاء منه كما سأل بعض  
المحدثین بمضمرهم عن طبع  
الحلوی ابن ذکر فی  
القران فقال فی قوله تعالی  
فاسئلو اهل الذکر اہ  
وہاں نصو صہم فی تفسیر  
قوله تعالی  
" ونزلنا علیک الکتاب "

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم  
لا تعلمون - میں اصداًیت  
و نزلنا علیک الكتاب مبیاناً  
لکل شیء الّا الذی فی تفسیر میں غسیرین  
کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

ابن جریر نے اس کی تفسیر میں فرمایا  
سب سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، آپ پر یہ قرآن  
آنا لگیا ہے اس حال میں کہ یہ حلال و حرام  
اور ثواب و عتاب ایسے تمام امور کو بیان  
کرتے ہیں جتنے جن کی لوگوں کو ضرورت  
ہے۔ اور اگر آپ سے بلا یت دینے والا  
ہے اور ان کے لئے باعث رحمت ہے  
جنہوں نے اس کی تصدیق کی۔ اور اس میں  
بیان کر دیا اللہ تعالیٰ کے حدود اور اوامر  
و نواہی پر عمل کیا۔ چنانچہ اس کے حلال  
کو حلال اور حرم کو حرام سمجھا۔ اور مسلمانوں  
کو خوشخبری دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ  
فرماتے ہیں کہ قرآن بشارت ہے اس شخص  
کے لئے جو اللہ کی اطاعت کرے اور  
اور اس کی توحید کا اقرار کرے اس کے

قرآن جو میری تفسیر قولہ  
نزلنا علیک الكتاب  
بیاناً لکل شیء بقول  
صلی اللہ علیک یا محمد ہد  
القرآن بیاناً لکل ما یا لسان  
الیہ الحاجة من معرفت  
الحلال والحرام والثواب  
والعقاب و ہدی من الضلالہ  
ورحمة لمن صدق بہ و عمل  
بما فیہ عن حدود اللہ وامرہ  
بہیہ فاحل حلالہ و حرم  
حرامہ و بشری للمسلمین  
بقول و بشارۃ لمن اطاع اللہ  
و خضع لہ بالتوحید و ادع لہ  
بالطاعة یتشرہ بجزیل ثوابہ  
فی الآخرة و عظیم کرامتہ  
ثم نقل ذالک عن مجاہد  
و ابن جریر۔ و نقل عن  
ابن سعید بن ابی قال اسئل  
فی هذا القرآن کل علم و  
کل شیء قد بین لنا فی هذا

القرآن ثم تلا هذه الآية  
 انشئ - وقول ابن مسعود ر  
 هذا - ما انت يجعل على عم  
 الاحكام وهو الاظهر بدليل ما  
 قبله او يجعل على ما يتعلق  
 بالاحكام وغيرها لكن على  
 وجه التعميل في نصوص الاجمال  
 والاشارة في نصوص سياق  
 توضيحه .

وفي الدر المنثور عن

ابن مسعود ر قال ان الله اراد  
 في هذا الكتاب تبينا لنا  
 شيء ولعلنا نعلم ما  
 بين لنا في القرآن ثم تلا  
 ونزلنا عليك الكتاب تبينا  
 لكل شيء . وعنه ايضا من  
 اراد العلم فليتنشور القرآن فان  
 فيه علم الاولين والآخرين  
 وهذه النعم الرافع في كلامه  
 يجب عمله على الوجه الذي  
 ذكرناه ايضا

سائے جھک جائے۔ اور اس کی الامت  
 کا اقرار کر کے اس کا فرما نہ روا ہی جلنے  
 قرآن ایسے شخص کو رحمت میں بڑے ثواب  
 اور عظیم اجر کی بشارت دیتا ہے۔ پھر  
 ابن جریر نے یہی تفسیر مجاہد اور ابن جریج  
 سے نقل کی ہے

اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اس قرآن  
 میں ہر علم آتا یا گیب ہے اور اس میں ہر چیز  
 ہمارے لئے بیان کر دی گئی ہے پھر  
 استدلال کے طور پر، اس آیت کی تلاوت  
 فرمائی۔ انہی ابن مسعود کا یہ قول یا تو  
 احکام کے علم پر محمول ہے اور بقرینہ قبل  
 یہی زیادہ ظاہر ہے۔ یا اس علم پر محمول ہے  
 جو احکام اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں  
 سے متعلق ہے۔ لیکن بعض میں تفسیر اور  
 بعض میں اجمال و اشارت جیسا کہ متذکر  
 اس کی توضیح آئے گی۔ اور درخشور میں  
 ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی  
 ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ  
 سے قرآن میں سرسبز کا بیان آتا ہے

اور میں قرآن میں بیان کردہ بعض چیزوں کا علم ہے۔ پھر آپ نے آیت و سرنا سلیک الكتاب اذہ تلوہ تکلی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص تحصیل علم کا ارادہ کرے وہ قرآن ہی میں غور و غوض کرے کیوں کہ اس میں اولین و آخرین کا علم ہے انتہی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام میں واقع ہونے والے علوم کو اسی پر محمول کرنا واجب ہے جو ابھی ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور امام رازی روئے فرمایا۔ وہ مسائل بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن ہر چیز کا بیان ہے اس سے کہ علوم یا دینیہ ہیں یا غیر دینیہ۔ غیر دینی علوم کا تو اس آیت سے کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ یہ بات بجا بہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تعلیم اس کے علوم دینیہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے کی ہے۔ رہے وہ علوم جو علوم دینیہ میں سے نہیں ہیں تو ان کی طرف کوئی تعلق ہی نہیں۔ اور علوم دینیہ بعض اصول ہیں بعض فروع۔ علم الاصول

وقال الامام الرازي  
سنة الثانية من الناس  
فقال القرآن تبیان لكل  
شیء وذلك لان العلوم اما  
دینیة او غیر دینیة۔

اما العلوم التي ليست دینیة  
وتعلق لها بهذه الایة لان  
المعلوم بالضرورة ان  
الله تعالیٰ اما صدح القرن  
لوه مشتملا على علوم الدین  
ما ما لا یسكون من علوم  
دین فلا التقات الیه

واما علوم الدین فما ما  
لاصول واما الفروع اما علم  
لاصول فهو ستامه موجود  
فی القرآن واما علوم الفروع  
فلاصل براءة الذمہ لا ما  
ورد علی سبیل التفصیل فی  
هذا الكتاب و ذلك لیه ل  
علی انه تکلیف من الله تعالی  
الما ورد فی هذا القرآن

و اذا كان كذلك كان  
القول بالقياس باطلا و  
كان القرآن و فيامان كل  
الاحكام و اما الفقهاء فانهم  
قالوا القرآن انما كان نبيا نا  
لغير شئ و لانه يدل على  
ان الاجماع و خبر الواحد و  
لقياس حجة .

فاذا ثبت حكم من  
الاحكام باحد هذه الاصول  
كان ذلك احكما ثابتا بالقرآن  
ال

و ذكر النيسابوري في نظير  
ما ذكره الرازي . و قال ابوعبد  
تبارنا بياننا بليغا لكل شئ و من  
امور الدين على التفصيل  
او الاجمال بالاحالة الى السنة  
او القياس .

قال الشهاب قوله « على  
التفصيل او الاجمال » اختاره  
لتمام لكل على معناه الحقيقي

تو قرآن میں تمام موجود دست اور علم اللہ  
میں اصل انسان کا ہی الذمہ ہوتا ہے۔ سو  
ان احکام کے حوالے کتاب میں تفصیلاً ذکر  
ہوتے ہیں۔ اور یہ اس بات پر دلالت کرتی  
ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہی احکام  
کا انسان مکلف ہے جو قرآن میں مذکور ہیں  
لہذا قیاس کو حجت ماننا باطل ہوگا اور قرآن  
ہی تمام احکام کے بیان میں کافی ہوگا۔

فقہارکتے ہیں کہ قرآن میں جو چیز کا بیان  
اس لئے ہے کہ وہ اجماع، قیاس، وغیرہ  
کے حجت ہونے پر دلالت کرتا ہے پس جو  
حکم بھی ان اصول میں سے کسی اصل کے ذریعہ  
ثابت ہوگا وہ دگوا، قرآن ہی سے ثابت  
انام نبیاً پوری ہے نے بھی نام راہی است  
مثل ہی ذکر کیا ہے۔ قاضی بیضاوی نے  
فرمایا ہے کہ « تبانا » کے معنی میں  
کہ قرآن بیان طیف ہے تمام امور وغیرہ کا  
تفصیلاً یا اجمالاً سنت و قیاس پر حوالہ  
کرتے ہوتے۔

شہاب فرماتے ہیں کہ قاضی بیضاوی  
نے علی تفصیل او الاجمال کی قسم لیتے



ممكنه خص عموم من نقيه  
 و وصف مقدر بقربة المقام  
 وان بثثة الاسباء عليهم الصلوة  
 والسلام انما هي لبيان الدين  
 ولقد قال عليه الصلوة والسلام  
 " استم اعلم ما موردنيا كمر "   
 وردا اجيوا عن سوال الالهة  
 وما اجيوا وقيل كل للتكسر  
 والتخفيف كما في قوله تعالى  
 قد مر كل من الامر بها.

دعاف الاحاطة والتعميم  
 ما في التبيان من اللباغة  
 في الدين واما قوله من امور  
 الدين لتخصيص لا يقتضيه المقام  
 وقد عرفت رد الثاني. واما الاول  
 فقد رد بان الدالك بحسب  
 الكية لا الكيفية. فلعل وجهه  
 والرحم للاول ابقاء كل على  
 حقيقتها من الجملة قوله  
 " بالاحالة الى السنة او القياس "   
 القدر على من الى لعله

لفظ كل کو جس کے متعلق معنی پر باتی رکھنے  
 کی بنا پر امتیاز کی سبب سے لیکن لفظ ہی  
 کے عموم کو بقریہ مقام تید مقدر یا وصف  
 مقدر کے ساتھ خاص کر دیا۔ اور اس لئے  
 کہ ابیابہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی لہجہ  
 صرف دین بیان کرنے کے لئے مہجرتی ہے  
 اسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ  
 کرام و عظیم الرضوان سے فرمایا کہ تم اپنے  
 دنیاوی امور کا زیادہ علم رکھتے ہو۔ لہذا ہی  
 نے انہیں چاند کے بدرے میں دجوہ خوب  
 دیا گیا وہ ظاہر ہے، اور کہا گیا کہ  
 لفظ کل تکثیر و تعمیم کے لئے ہے یہاں کہتے  
 " لکن مرکل شیء ما مر بها "   
 میں تکثیر و تعمیم کے لئے ہے۔ اس لئے کہ  
 احاطہ اور تعمیم میں وہ " سبالغنی للبيان "   
 نہیں ہے جو " تبيان " میں ہے۔  
 اور بیضاوی کا قول " من امور الدين "   
 میں تخصیص سے کہ مقدر جس کا مقتضی نہیں  
 ہے ثانی اعم سن کا رد تو جان چکا  
 ہے۔ ایسا اعم من تو اس کو باہر خود  
 رد کیا یہاں کہ یہ احاطہ و تعمیم کیست ہذا

قسم فيه او ضمنه معنى  
 الصروف وهو دفع لان الاجمال  
 يتلقى البيان البليغ ما انه لما  
 بينه السنة او علم بالقياس  
 كان معلوما منه عينا به -  
 واختير في بعضه دال على  
 لا يجوز وابتلاء الراشحين  
 وتمييز العالمين وتوكل الاجماع  
 اكتفاء بذكرهما فان قلت من  
 امور الدين ما ثبت بالسنة امتداء  
 فان دفع جانه قليل بالنسبة لميره  
 رجع الامر بالاخيرة للتكثير  
 تحت المراد بالاحالة على السنة  
 كما في الحثاف انه امر باتباع  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 وطاعته وقبل وما ينطق عن  
 المومنين وحث على الاجماع  
 في قوله ويبيع غير سيد المؤمنين  
 وقد رغب رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم لامتة اتباع  
 اصحابه والفتنة انما هم

سے کا جس سے کہ عیب کے اعتبار سے  
 نہیں صحت و حجت۔ پہلی بات  
 کا مرتبہ ہے کہ اس میں لفظ کل فی اعم  
 اپنی حقیقت پر مانی جتا ہے۔ بیادنی  
 کے قول سے بالاحالة لی السنة او  
 القیس میں ہے۔ یہ ہے کہ علی  
 کے جملہ لفظ "علی" ہونا چاہئے۔ لیکن  
 مصنف نے اس میں قساح سے کام لیا ہے  
 یا وہ احالہ کے معنی میں "صرف" کے  
 کے معنی کا لحاظ کر کے لفظ "علی" استعمال  
 کر لیا ہے یہ بات رو کر ہی گئی ہے۔  
 یہ کہ جس میں یاں شیخ کے منافی سے این  
 طور کہ جب کوئی مسند سنت سے بیان کیا یا  
 قیاس سے معلوم ہو تو گو یہ وہ قرآن ہی سے  
 معلوم ہو۔ اور اسی کے نہ یہ بیان کیا گیا  
 ہے۔ یا نہیں فی المسلم کی آرائش اور  
 عاموں کو غیر عالموں سے متنازع کر کے  
 سے بعض مسائل میں یہ صورت اختیار کی گئی  
 ہے۔ در سنت و قیاس کے ذکر پر اکتفا  
 کرتے ہوئے اجماع کا ذکر اس مقام پر  
 چھوڑ دیا۔

قوله اصحاب كالتجريم

بمذاقتهم هتديتم

تاجتهدوا وقاسوا و

صوا وطريق العياس و

اجتهاد فكمات السنة و

مياس سنة في كتاب

الاصحاب و في

و كلامه في

مسيرة هو بعض ما اشتمل عليه

كلامه في

بما في

في الآية الاخيرة

حسبت ان اذكر ما في

في قول هذه الآية الكريمة

استمعت على ثلثة العاقل

الاول : التبيان و معناه البيان

الواضح المحلى بالبديع

والثاني : ك و معناه الاجابة

و التمول بحيث لا يخرج فرد عن

سؤله

و الثالث : شيء و هو كناية

اگر تو اعتراض کرے کہ امور دینیہ میں سے

وہ امور بھی ہیں جو بہت بڑی سنت سے

ثابت ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ دوسرے

مور کی نسبت سے تو کم ہیں تو انجام کار

مصلحت سے یہ طرف ٹوٹ جانے کا کہنا

ملکیہ کے لئے ہے۔

آجواب یہ ہے کہ سنت کی طرف حوالہ

کر دینے سے وہ صحیحاً کہہ سکتے ہیں

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی اتباع اور طاعت کا حکم دیا گیا ہے

آپ کو ہمیشہ نفس سے نہیں بولتے اور سنت

و یقین غیر سبیل المؤمنین

میں اجماع پر بھارا گیا ہے اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے امت سے صحابہ کرام

کی اتباع و ان کے ائمہ کی اقتداء کرنے پر

اپنے اس ارشاد میں رضامندی ظاہر فرمائی

ہے کہ وہ میرے صحابہ کراموں کے مانند

ہیں جس کی بھی اقتداء کرو گے مایتم یا جاؤ

گے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

اجتہاد اور قیاس کیا اور قیاس و اجتہاد

کے راستہ پر چلے۔ پس سنت اور قیاس کتاب

کے بیان ہی کی طرف مَسْبُوب ہوں گے  
وَقَبِيحٌ قَامِلٌ اِسْتَهْيَى .

ہمیں دینی رو اور شہاب رو نے اس  
کی تفسیر میں سو کچھ فرمایا ہے کہ کچھ حد  
ابوالسعود نے اس آیت کی تفسیر میں ذکر کیا  
ہے اور چونکہ دوسری آیت کی تفسیر میں  
شہاب رو کی عبارت معلق ہے اس لئے میں  
نے چاہا کہ اس کی وضاحت کروں جیسا کہ  
میں کہتا ہوں کہ یہ آیت میں الفاظ شامل ہے  
پہلا لفظ نہ تفسیر ہے جس کا

تفسیر واضح طلب اور بیخبریاں کے ہیں  
دوسرا لفظ نہ کل " ہے جس کے  
معنی احاطہ اور شمول کے ہیں اس طرح سے  
کہ کوئی فرد اس کے دلوں سے خارج نہ  
اور تفسیر لفظ نہ سنی " ہے  
جو یہاں بہ علم سے نہایت درست اور بے  
اطلاق کے اعتبار سے علم دینی اور غیر دینی  
دونوں کو شامل ہے۔

اور چونکہ ان تینوں الفاظ کا اکتھا ہونا  
ظاہر اس بات کا متقنی ہے کہ قرآن پاک  
میں ہر علم دینی اور غیر دینی کا تفصیل و شرح بیان

عن العلوم و بحسب اطلاقه  
يشتم العلوم الدينية و عبد الله  
ولما حدث اجتمع هذه اللفظ  
التثنية يقتضي بحسب طواهير  
ان يكون الكتاب العزيز  
فيه بيان كل علم دینی وغيره  
على وجه تفصیل و اسیان  
الاجلی مع انه ليس فيه تفصیل  
عن قصيدته في  
العلوم الدينية وغيرها - وكان  
عمل ما في الكتاب العزيز على  
وجه الصواب والحق و اجبا  
شرعا و عقلا - ذهب المفسرون  
في توجيه ذاتها الى طريقتين  
الطريقة الاولى ان يحتمل  
لفظ شي عرشنا بالعلوم الدينية  
وان يتقن احد كل علم  
اذ حاطة و الشمول لقصد  
العلوم الدينية  
بعضها على وجه التفصیل و  
لما لعظمها على وجه الاجمال -

جو سما کھ میں علوم وغیرہ وغیرہ میں سے ہر جزئی بات کی تفصیل نہیں ہے اور چونکہ کتاب عزیز کے معنی کو درست اور صحیح معنی پر مضمحل کرنا شرفاً و عقلاً واجب ہے اس لئے مصنفین اس آیت کی توجیہ میں دو طریقوں کی طرف گئے ہیں۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ لفظ "مشی" کو علوم وغیرہ کے ساتھ خاص کیا جائے اور لفظ "کل" کو مسائل علوم وغیرہ کے ساتھ اور شامل یہ باتی رکھا جائے۔ لیکن بعض میں تفصیلاً اور بعض میں اجمالاً۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لفظ "مشی" کو اپنے اطلاق پر رکھتے ہوئے علوم وغیرہ اور غیر وغیرہ دونوں کو شامل رکھا جائے اور لفظ "کل" کو کچھ اور کچھ کے لئے لیا جائے جب کہ "کل" سے مراد کل مشی میں ہے۔

قاضی بیضاوی نے پہلا طریقہ اختیار کیا ہے۔ کیوں کہ اس طریقہ میں لفظ "کل" کوئی عیب ہی حقیقت پر باقی رکھا جاتا ہے کیوں کہ وہ علوم کے معنیوں میں سے سب سے

والطريقة الثانية  
بشيء على طلاقه شامل  
معلوم بدنية وغرها  
حصل لفظ كل للتكثير  
التخيير كما في قوله تعالى  
تد موكل شيء ما سررهما  
حتم البصاوي في الطريقة  
لاوي لان فيها ابقاء على  
حل حقيقة في الجملة  
انه من اقرب صيغ العمود  
وورد عليه اعتراض من  
وجہین۔

الاول : ان تقييد  
من و باعلوم بدنية لا يقصيه  
انفم ولا قرينة تدل عليه  
والثاني : انه يلزم  
من جعل الاعاطة والشمول  
في كل قارة على وجه التعميل  
وإزالة على وجه الاجمال  
ان لا يكون التبيان واضحاً  
حدياً طبعياً لان الاحمال فيه

خفاء فاحيٍ عن الاول - بان  
 قوله ان تحميم شئ  
 لا يقتضيه المقام ولا يدل عليه  
 قرينة - مدفوع بان الاحكام  
 الدينية هي التي ينبغي الاعتناء  
 بها في هذه المقصود بآداب  
 من لثة لآبياء عليهم  
 الصلاة والسلام و نزال  
 انك رهد صاف  
 اقتضاء المقام تحميم شئ  
 بذلك وقرينة واضحة  
 تدل عليه -  
 وعن التلمذ بان لا  
 يلزم من كون الاحاطة على  
 وجه التفصيل تدرة والاحمال  
 اخرى عدم البيان الواضح  
 الشيخ لان المراد بسيان  
 الراضح التبليغ كثرة القضايا  
 المبينة فيه فالساعة باعتبار  
 الحكم لا باعتبار الكيف ونظير  
 هذا قوله ولان ظالم لعينه

توی بیعت بجزئی بناوی  
 ودر طرح سے اور اس سے ہوتا ہے۔  
 اول یہ کہ لفظ شئ ہی نہ ہو کہ  
 کے ساتھ خاص کرنے کا مقام مقتضی ہے  
 نہ کوئی قرینہ اس پر ولایت کر رہے  
 دوم یہ کہ لفظ وہ کلی میں نہ  
 تہوں کی بھی تفسیر دیکھیں اس سے  
 لازم آتا ہے کہ واضح و ظاہر اور تبلیغ تو  
 بیان نہ ہو۔ کیوں کہ اجمال میں غفارت ہوتی ہے  
 جو کہ عطف تہان کے حد تک ہے۔  
 پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ نہ  
 یہ کہنا کہ لفظ وہ شئ کی تخصیص کا مقام  
 ہے اس پر کوئی قرینہ ولایت کر رہا ہے  
 مدح ہے۔ کیوں کہ احکام دینیہ کا بیان  
 ہی توجہ کے لائق ہے۔ اور انبیاء علیہم  
 الصلوٰۃ والسلام کی سنت اور کتابوں کے  
 نازل کرنے کا بالذات مقصد بھی یہی ہے  
 اور اس جگہ لفظ وہ شئ وہ کہ علوم و ہنر  
 کے ساتھ خاص کرنے میں یہ ایک واضح قرینہ  
 ہے جو اس پر ولایت کرتا ہے اور یہ تھا  
 کے مقتضی تخصیص ہونے کے لئے کافی ہے

سلام لعبيدہ و عنی داغ  
 لما حمل بعضهم قوله تعالى  
 وما ريثك نصرام لله

صدا آخر تو صیغہ معارفہ مدورہ  
 و يقول لا تمام الكلام في هذا  
 الوجه الثالث ان مدح  
 صلح من كلام حق لا  
 لا تمام الا سلام في  
 ذين الحكيميين ان لسان  
 في معناه مع حمل الكتب  
 في الآية الا ان في انفس  
 لمعير على ثلاثة اقوال -

القول الاول ان المراد  
 بها العلوم الدبسية وغيرها

والقول الثاني ان المراد  
 العلوم الدبسية فقط و انما  
 القولين متفقون على انه  
 ليس في الحكتب العربي التخصيص  
 على كل قضية حزبية من  
 تضايها تلك العلوم على وجه  
 التخصيص من على وجه التخصيص

دوسرے احمدیوں کا جواب یہ ہے کہ  
 ان کے کچھ حوالے، کچھ تفسیر ہونے سے  
 ہاں، تہ و تہ کا - ہر ما ارم نہیں آتا کیونکہ  
 اس وقت سے اس سے ہر ما ارم نہیں آتا کیونکہ  
 سے جو قرآن میں بیان سے کہے ہیں مسالہ  
 نیت سے کیفیت نہیں و اس کی نظیر ال کا یہ  
 قول ہے فلا ظلم لعبيدہ وظلام  
 عبیدہ، کہ دونوں میں ایسے ملام کے لئے  
 عام، اور غلاموں کے لئے ظلام سے ہوا بعض  
 نکاح سے اسی معنی پر آیت کریمہ و ما ريثك  
 نصرام لعبيدہ، کو لکھوں کیا ہے۔

حاصلت مذکورہ کی توضیح میں یہ آخری بات ہے  
 ہم دوسرے مفسرین کا نام لے کر کہتے ہیں کہ  
 دونوں آیات کریمہ کی تفسیر میں، انہ کلام کے  
 کلام سے جو بات ملاحظہ نکلتی ہے وہ یہ ہے  
 کہ پہلی آیت میں کتاب کو قرآن یہ مفسر پر محمول  
 کرنے ہونے مفسرین کے ان دونوں آیتوں  
 کے معنی میں تین قول ہیں -

پہلا قول یہ ہے کہ دونوں آیتوں سے  
 علوم دینیہ و غیر دینیہ دونوں مراد ہیں -  
 دوسرا قول یہ ہے کہ دونوں سے صرف

في بعضها و لاجلها و الاستارة  
والرمز في بعضها۔

القول الثالث : ان المراد  
بهما ان المكتوب العزيز مشتمل  
على جميع الاحكام الدينية لا  
غير وانما فيه تفصيل كل  
تكليف ديني ذهابا الى ان  
كل تكليف ليس في القران  
التنصيص عليه ليس تحكيفا  
شرعيا۔ و يبنى على ذلك ابطال  
القياس و بهذا اتضح لديك  
وضوحا لا ريب معه انه ليس  
في الايتين الكريمتين دلالة  
قطعية على علمه صلى الله  
عليه وسلم بالمقدمات الخمس  
لانها انما يلزم ذلك لو كان  
معنى الايتين عندهم ان  
الكتابات العزيز مشتمل على  
التنصيص على كل قضية  
جزئية من العلوم الدينية  
وغيرها ما كان متاهيا

علوم دينية مراد ہیں۔

اور دونوں قول اولے اس بارے پر  
ہیں کہ کتاب عزیز میں ان علوم کے تصدیق  
میں سے بہ جزئی قضیہ کی تفصیلاً عرض  
نہیں ہے کہ بعض میں تفصیلاً عرض  
اور بعض میں اجمالاً و اشارتاً۔

تیسرے قول یہ ہے کہ ان آیتوں سے  
مراد یہ ہے کہ کتاب عزیز جمیع احکام دین  
پر مشتمل ہے۔ اور یہ کتاب عزیز میں ہر  
مسئلہ دینیہ کی تفصیل ہے۔

اور یہ اس لئے کہ ہر وہ مسئلہ دینیہ جس کی بحث  
قرآن میں نہ ہو وہ تکلیف شرعی نہیں ہے  
اور اسی پر ابطال قیاس کو مبنی کیا گیا ہے۔ اور  
اس تفصیل سے آمیزش شک و شبہ کے ہر  
یہ بات تیرے سامنے بالکل واضح ہو گئی کہ  
دونوں آیتوں میں اس پر کوئی قطعی دلیل  
نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
و سلم مقدمات خمسہ کو جانتے تھے۔ یہ اس لئے  
میں لازم آئے گا کہ دونوں آیتوں کے  
مفسرین کے نزدیک یہ ہوتے کہ کتاب عزیز  
علوم دینیہ و غیر دینیہ کے ہر جزئی تعین



نہ وہ تھا ہی ہو، غیر تناسی صراحۃً مثل  
ہے، حجت کہ اس میں عیسائی طور پر مضیبات  
خمسہ بھی داخل ہو جاتے۔

اور توجان چکاپت کہ تمام مفسرین  
کرام کے نزدیک معاملہ ایسا نہیں ہے کیونکہ  
پہلے دونوں قول اسباب پر متفق ہیں کہ  
قرآن پاک میں "اجمال" و "استارہ" ہر  
پائے جاتے ہیں۔ اور اجمال و ما بعدہ  
الاجمال، استارہ و رمز، سے مضیبات خمسہ  
میں سے کسی کو بھی تعیین و تفصیل لازم نہیں  
آئی اور تیسرے قول نے عموم کو احکام  
تشریحی میں منحصر کر دیا ہے جیسا کہ توجان  
چکا ہے

پس محمد رضا خان کا مذکورہ آیتوں  
کے ذریعہ، پہلے دعوتی پر دلالت قطعاً  
کا دعویٰ کرنا باطل ہو گیا۔ اور اسکی کسی  
توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے سنی ہے

مہا و ما كان غير متناه مہا  
حق يدخل في ذلك على  
عند اليقين العييات الخمس  
وقد علمت ان الامر من  
عندك عند الجميع لا  
القولين الاولين متفقان على  
وجود الاجمال والاشارة و  
لرمزية والاجمال وما بعده  
لا يلزم فيه تبيين وتفصيل  
سواء من لغيات الخمس واما  
القول الثالث فقد قصر العموم  
في ذلك على الاحكام الشرعية  
كما علمت بجل دعوى  
تدكور الدلالة القطعية على  
مدعاہ۔ وبالله التوفيق۔

## الوجہ الثانی

ان لایجاب العقول السلیمة قاعدة  
 صححة مسلمة وهي ان كل  
 ما اسره الفاعل المحاصر بجملة  
 وتعالى الى الوجود لا بد ان  
 يكون محصورا متناهيا فبناء  
 على هذه القاعدة يلزم ان  
 يكون الفاعل لعطية با عن توكفه  
 والعاقل المنزلة محصورا متناهيا  
 يتهدد بذات النفس ايضاً حتى  
 ذات ان كل موجود ما عن محصور  
 وان كانت مقدورات الله تعالى  
 التي تبرز الى الوجود في المستقبل  
 غير متناهية لان التسلسل في  
 المستقبل جائز فاذا تقرر هذا  
 فنقول بعد هذه اية من المعصوم  
 ان العلم الالهي محيط بثلاثة  
 اشياء الواجب والممكن و  
 التحليل و ان الله حبيب هو ذن  
 الله العبدية و صفاته العالوية  
 و ان الممكن سوا ما كان سبق في

## تیسرا باب

یہ ہے۔ علم سلیم و اولیٰ اسے سلیمت  
 اور صحیحہ کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ  
 مدد سے وہ خود میں اپنے لیے مدد  
 محدود و تقاضی ہوگی لہذا اس کا  
 کی تا یہ قرآن عظیم بھی ہے۔ لہذا اس کا  
 احاطہ اس کے لئے ہے۔ اس لئے کہ  
 و متناہی ہوگا و اس کی سبب تہدات  
 دینی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ  
 سو سو، افضل محصور ہے۔ اس لئے کہ  
 اللہ تعالیٰ کے وہ مدد و اس کے کو وہ  
 مستقبل میں محدود ہے۔ اس لئے کہ  
 کا غیر متناہی ہے۔ کیوں کہ مستقبل میں  
 تسلسل جائز ہے۔ جب یہ ثابت ہوگی  
 تو اس کے بعد ہم کہتے ہیں کہ یہ بات معلوم  
 ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم واجب ممکن  
 اور ممکن تینوں کو محیط ہے۔ اور یہ بھی کہ  
 واجب۔ اللہ تعالیٰ کی ذات معتمد  
 اور اس کی صفات عالیہ ہیں۔ اور یہ بھی کہ  
 ممکن۔ خواہ ازل میں اس کی ایجاد کا  
 ارادہ ہو چکا ہو یا نہ ہو۔ اس لئے کہ

فی الازل ارادة ايجادہ او لعل  
 سبق ايجادہ باعتبار اخذہ  
 غير متناه وان الاحوال التي تجوز  
 ان تعرض للقسيم منه من كونها  
 في مكان كذا وفي زمان كذا وفي  
 جهة كذا او بهيئة كذا او بمقدار  
 كذا او بعد ذلك في غير ذلك  
 غير متناهية ومن المعلوم للقرآن  
 ايضا انه لا يجوز ان يعجز المتناهي  
 بعين المتناهي فلا يجوز ان يحيط  
 القرآن العظيم بحسب تراكيبه  
 متناهية بجميع معومات الله  
 التي لا تنتهي على وجه التفصيل لان  
 ذلك يتوقف على ان يكون في  
 القرآن محض حمل عين متناهية قدر  
 على تلك المعومات الغير المتناهية  
 لردا فردا وقد علمت ان تراكيب  
 القرآن متناهية فحقين ووجب  
 ان لا يكون في القرآن العظيم تنصيص  
 على جميع افراد المعلومات المتناهية  
 على وجه التفصيل وان كان فيه

افراد کے اعتبار سے غیر متناہی ہے۔  
 اور یہ بھی کہ جن احوال کا ممکن کی دونوں  
 قسموں کو معرض ہونا جائز ہے، جیسے کسی  
 مکان میں ہونا، کسی زمانے میں ہونا،  
 کسی جگہ میں ہونا، کسی مخصوص ہیئت  
 کے ساتھ ہونا، کسی مخصوص مقدار و یا  
 مخصوص سمت میں ہونا، سب غیر متناہی  
 ہیں۔ اور یہ بات بھی معلوم اور ثابت  
 ہے کہ تناسلی کا علم متناہی کو محیط ہونا  
 نہیں، لہذا قرآن کریم کا اپنی تناسلی ترکیبوں  
 کے متناہی سے اللہ تعالیٰ کی تمام علموں کی  
 معلومات کو تفصیلاً محیط ہونا بھی ممکن  
 نہیں ہے کیوں کہ یہ تو ایسی بیوقوف  
 ہے کہ قرآن عظیم میں غیر تناسلی جملوں  
 جو ان معلومات غیر تناسلی کے بارے  
 فرد پر دلالت کر رہے ہوں۔ حالانکہ تو  
 جان چکا ہے کہ قرآن کریم کی ترکیبیں  
 تناسلی ہیں۔ پس یہ بات متعین اور ثابت  
 ہو گئی کہ قرآن عظیم میں معلومات غیر تناسلی  
 کے تمام افراد کی تفصیلاً صراحت نہیں  
 ہے۔ گو بعض کی اجمالاً در بعض کی تفصیلاً

دلك من وجہ الاحتمال فی البعض  
 والفصل فی البعض وقد علمت  
 انہ لا یلزم مع الاحتمال نحوہ تعیین  
 وتفصیل للمفیات الخمس وسائر  
 المفیات المیر للنہایة ویؤید ہذا  
 القاعدة الحدیث الذی ذکرہ الامام  
 الرازی فی قصید لایة لادنی  
 بحسب القلم بہ ہو کائن الی بود القیامة  
 حیث دل ہذا الحدیث علی ان ما فی  
 اللوح المحفوظ محصور ومنتہ بانتهاء  
 الدنیا و فی معناه احادیث اخر ایضا  
 فقد وکس حیدۃ العلامہ اسید محمد  
 بن رسول البرزنجی فی کتابہ الصاتی  
 عن الکلب " روی خشیش عن علی  
 قال " اول ما خلق اللہ القلم ثم خلق  
 السون ثم خلق اللوح فکتب الدنیا وما  
 یكون فیہا حتی تصفی من خلق مخلوق  
 او عمل معمول " امیرک - ودوحی  
 الطبرانی " عن ابن عباس " قال قال  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 لما خلق اللہ القلم قال له اکتب

اور تو جہاں چکا ہے کہ جہاں وغیرہ اور  
 اشارت سے مفیات خمسہ اور دیگر  
 مفیات کی تعیین وتفصیل لازم نہیں  
 اور اس قاعدہ کی تائید وہ حدیث بھی کہ  
 ہے جو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی  
 آیت کی تفسیر میں ذکر کی ہے کہ  
 " قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے  
 لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے "۔  
 کیوں کہ یہ حدیث دلالت کر رہی ہے کہ  
 کچھ لوح محفوظ میں ہے وہ محصور ہے اور  
 قلم خشک کے اختتام پر ختم ہو جائے والا ہے  
 اس کے عم معنی اور احادیث بھی ہیں۔  
 ہمارے دو علماء اسید محمد بن  
 رسول برزنجی نے اپنی کتاب " الصاتی  
 عن الکلب " میں ذکر کیا ہے کہ حضرت  
 خشیش نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ  
 تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم پھر  
 پھر لوح محفوظ کو پیدا کیا۔ پھر اس میں  
 دیا اور جو کچھ دنیا میں ہوگا۔ مخلوق اور اس  
 کا کلام ہوئے تک سب کچھ لکھ دیا

بحری بما هو كائن للقيام

للساعة \* وثى رواية بحرى له

مرسوماً \* ان اول ما خلق العلم

بحوت فقال له اكتب فقال ما

كتب فقال كل نبي وكائن له

يرمى لقب مة تم قرأ \* انت

رغم وما يسطرون \* الى غير ذلك

من الاحاديث \* يؤيد هذا

ذكره الامام لرسى \* في تفسيره

ذات من ان تصيب على تمام

مام يرد فيه التكليف منتهى لان

لا تمام التي \* يرد التكليف فيها غير

متناهية والتصيص على ما لا نهاية

له مجال من التصيص اما يمكن على

سأهي \* فاذا علمت ذلك علمت

ان انقرا ان قصور ان كان فيه عو

و حصي و لا تحصر لا يلزم من ذلك

ان يكون في تفسير المتعب من

الجمس وتعيين وقت ساعة قص

من دعاه \* ذكره من دلالة تصيبه

في الآية المذكورة على مدعا

البحري

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالے سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا

کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب قلم کو پیدا

کیا تو کہا کہ لکھ۔ اس نے قیامت تک سب

والی سب چیزیں لکھ دیں۔

ان ہی کے دوسری روایت میں مرفوعاً یہ بات

بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم

پر مچھلی کو پیدا کیا۔ قلم سے کہا کہ لکھ تو نے

کہا کیا لکھوں ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا قیامت

تک جو کچھ ہونے والا ہے پھر حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آیت

ت وَالْعِلْمُ وَمَا يسطرون

پر مبنی۔ اس کے علاوہ اور حادوث بھی ہیں

اور اس کا عدہ کی تائید و مدعا ہے کبھی کہ نبی

سے جو امام ازی بکرت اللہ سے علی آیت

کی تفسیر میں بیان فرماتی ہے کہ حق امر میں

تکلیف شرعی وارد نہیں ہوتی ان کی مدعا

محل سے۔ اس سے کہ جن امور میں تکلیف

شرعی وارد نہیں ہوتی وہ غیر متساوی ہیں اور

وان قلت في الحامع الصغير  
 عن الطبرانی فی الکبیر عن ابن  
 مسعود باسناد حسن انزل القرآن  
 علی سبعة احراف لكل حرف  
 سبعة ظہر و بطن و لکر حرف احد  
 و لكل احد مطلع ۰

علم لا يحور ان يكون  
 علم المغيبات الحسن الذي منه  
 تعيين وقت قيام الساعة مندرج  
 فيها يستفاد من بطون الاحرف  
 السبعة المذكورة فان المذکور  
 يدعى ذلك -

قلت دعوى ذلك عن وجه  
 اليقين ممنوعة لانه لا شك ان  
 الفاظ القران محصورة ودلالة  
 المحصور على غير المحصور  
 تفصيلا محال كما علمت -

والقران العظيم وان كان مشتقا على  
 اصول جميع العلوم التي هي من  
 علم الغيب والشهادة لكن اشمال  
 عليها على وجه التفصيل في بعض

غير متناهي کی تصریح کرنا محال۔ اللہ  
 کی تصریح ممکن ہے۔

جب تو نے یہ جان لیا تو یہ بھی سمجھ  
 ہو گیا کہ قرآن عظیم میں اگرچہ سب تمام  
 لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس  
 مہیبت حمد کی تفصیل ورتبہ سے  
 کی نہیں بھی ہو۔ لہٰذا حمد نہ صرف  
 دعوتے کرنا باطل ہو گیا کہ آیت لہٰذا کو  
 اس کے دعوتے پر دلالت قطعیہ پائی  
 اگر تو متر عن کرے کہ جامع صغیر ہو  
 کی نحو سیر سے۔ آیت حمد نہ من  
 اللہ حمدتہ عندئذ جس کے ساتھ  
 ہے کہ قرآن مجید سات حرفوں  
 کیا گیا ہے۔ ہر حرف کا ایک ظہر اور  
 بطن ہے اور ہر حرف کی ایک حمد۔  
 ہر حمد کا ایک مطلع ہے ۰

تو کیوں جائز نہیں ہے کہ مغیبات علم  
 ہیں میں سے قیامت کے وقت کی توجہ  
 بھی ہے ان چیزوں میں مندرج ہونے  
 سات حرفوں کے ظہر سے مستفاد  
 ہیں کیونکہ احمد رضا کے بیان کا مدنی



مع هذه الاختلاف كما يتم  
 الاستدلال بالحديث المذكور  
 على ان الاحرف المذكورة متبهة  
 على بيان المغيبات الحسن على  
 الوحد التفسير

ولما لو قلنا ان بصوت  
 الاحرف المذكورة فيها بيان  
 معيات الحسن وهو بطريق الرمز  
 والاشارة والله صلى الله عليه و

سعد اطلع على ذلك لحكمي  
 للعائلين بثبوت الناقص و  
 الاختلاف بين ذلك وبين  
 الايات التي تلونها بالدلالة  
 صريحة على حضور المغيبات  
 بحسن في ذات الله تعالى و  
 لا اختلاف والناقص في كلام الله

تعالى محال قوله تعالى  
 ودرکار من عند غیر نده  
 لوحه را دیده احتلا تا کتبر

والمراد من العقلية الصحيحة  
 مستخلص من ذاتك انما و سلمنا

ان مراد کے سلسلہ میں علماء کے پاس  
 مختلف قول ہیں۔ جیسا کہ جلال الدین سیوطی  
 جزائرتہ تعالیٰ نے عیبر نے اتفاق کی کیفیت  
 انزل قرآن کی روح میں بیان ہے منقول  
 ان احوال کے ایک یہ بھی ہے کہ حدیث  
 مذکورہ مشکل جس کے معنی معلوم نہیں  
 کیوں کہ صرف لغت حرف تھا۔ مگر معنی اور  
 جہت پر بھی صادق آتا ہے جیسا کہ  
 سعدان سکوی نے فرمایا ہے۔

پس اس اختلاف کے ہوتے ہوئے  
 حدیث مذکور سے یہ استدلال کیسے عام  
 ہو سکتا ہے۔ کہ روت مذکورہ مغیبات  
 حسہ کے تفصیلی بیان پر مشتمل ہیں۔ اور اگر  
 یہ ہی کہہ کر جو یہ کہیں کہ صرف مذکورہ  
 کے مطلق میں مغیبات حسہ کا بیان ہے  
 کہ جو بطور ردہ اشارہ کی سہی اور ہکا  
 صلی اللہ علیہ وسلم ان مطلع ہیں تو یہ بیان  
 ان لوگوں کے لئے کافی ہونی چاہئے  
 ان آیات کے درمیان جنہیں میں سے  
 ذکر کیا ہے وہ مغیبات حسہ سے ہیں  
 اور حسہ کی ذات میں معلوم ہو سکتا ہے



رافی القرآن العظیم دلالة علی  
 معنیات الخمس بحسب الرمز  
 والاشارة اوفی المعانی التي  
 شملت علیها بطون الاحرف  
 السبعة علی بعض الاقوال فیما  
 دینم من دالت اعلام الله تعالی  
 سیه علی الصلوة والسلام  
 بذلك لما قدمناه . ولان کلام  
 لائمة الالام صریح فی ان  
 القرآن فیہ من العلوم مالا یجله  
 الا الله . قال السیوطی رحمه  
 لله تعالی فی الاتقان فی کلامه  
 علی المحکم والمتشابهة اختلف  
 هل للتشابه مما یمکن التخلدع  
 علی علمه اولا یمس له الا لله  
 حق قولین متشابهة هما الاختلف  
 فی قوله تعالی « والراسخون فی  
 فی العلم » هل هو معطوف  
 بقولون حال او عبثا اخره  
 بقولون والواو للاستیسا  
 وعلی الاول طائفة بسیرة

دلالت کر رہی ہیں۔ اختلاف وناقض کے  
 ثبوت کے قائل ہیں۔ حال نہ تھے تھے  
 کے کلام میں اختلاف وناقض محال ہے  
 کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "مگر  
 قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے  
 پاس سے نازل ہوا تو لوگ س میں بڑا  
 اختلاف پاتے :

و حدیث مذکور سے احمد رضا خان  
 کا استدلال براہین عقیدہ صحیحہ کی بناء پر بھی  
 ممنوع ہے۔ اس سے فطرتہ یہ بات نکلتی  
 ہے کہ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ قرآن عظیم میں بطور  
 و اشارت معنیات خمسہ پر دلالت ہے یا  
 معنیات خمسہ کا ذکر ان معانی میں ہے جن  
 پر ساتوں حروفوں کے لٹون مشتعل میں بعض  
 اقوال کی بناء پر۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ  
 کا ایسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہی  
 کہتا دینا لازم نہیں آتا بوجہ ان دلائل کے  
 جو ہم پہلے بیان چکے ہیں اور اس لئے  
 کہ تمہ کریم کا کلام صحیح ہے اس بات  
 میں کہ قرآن پاک میں وہ تھموم بھی ہیں جنہیں  
 خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ غلام سیوطی

رحمہ اللہ تعالیٰ نے اتفاق میں حکم دیا  
 یہ کلام کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اختلاف  
 کیا گیا ہے کہ = کتابہ = کے علم پر اختلاف  
 ممکن ہے یا اس کا علم تہ کے علاوہ کیا  
 نہیں۔ دونوں قول میں جن کا فتا ہے  
 مد والراسخون فی العلم بقولون  
 انما اب، میں اختلاف ہے کہ آیا  
 الراسخون فی العلم کا علم  
 تہ پر ہے اور بقولون حال ہے  
 یا والراسخون فی العلم مستزاد  
 بقولون اس کی خبر سے۔ اور دوسرے  
 ہے پہلی شق کا قائل ایک قائل کہ  
 جن میں سے کہا ہے تھی میں۔ اور یہ صورت  
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی ایک  
 ضعیف روایت میں ہے۔ جیسا کہ آگے  
 آئے گا۔ پھر فرمایا کہ اکثر صحابہ کرام تابع  
 تبع تابعین اور ان کے بعد کے صحابہ کرام  
 اہل سنت شیعہ کئی کی طرف گئے ہیں اور  
 صحیح ترین روایت ہے ابن عباس میں  
 ابن سہمانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت  
 ہیں کہ پہلی شق کی طرف ایک چھوٹا سا گروہ

متہم مجاہد وهو رواية  
 عن ابن عباس رضي عنهما  
 لما يأتى فمقال واما الاكثرين  
 من الصحابة والتابعين وانما هم  
 ومن بعدهم خصوصاً من  
 السنة فذهبوا الى الثاني وهو  
 اصح الرويات من ابن عباس  
 رضي الله تعالى عنهما.

قال ابن السمعاني في مذهب  
 ابي القنول لاول الاسر دعة قلبية  
 و احتارده العتي قال وقد كان  
 يعتقد مذهب من سنة لكنه  
 سبى في هذه المسئلة حال  
 ولا عرو فان بكر جواد حكاوة  
 وبكل عالم هفتوة قلت ويدا  
 لصحة مذهب لاكثرين ما  
 اخرجته عبد الرزاق في تفسيره  
 والحاكوفى مستدر حكه عن  
 ابن عباس رضي الله عنهما بقراً  
 وما يصدقنا وبله لا الله و  
 بقول الراسخون في العلم انما هو

بما يدل على ان الواو  
 باستيفاد لكن هذه لرابية  
 فاستتمت بها قراءة  
 وقل درجتها اب تكون حذر  
 ساد صحیحہ فی ترجمان القرون  
 بيقدم كلام لم يدل على  
 من دونه و يؤيد ذلك  
 ذية دت عی دعمته انتامه  
 وبعثهم به سريع و شعاع  
 العنة و على مدح الذین  
 عوصوا لعمري الله و سلموا  
 ليه حكمه مدح المؤمنین بالعب  
 و حكي القراء ان في قراءة  
 ابن كعبه ايضا و يقول  
 الراشحون  
 و شرح ابن ابي داود  
 فی المصاحف من طريق الامش  
 ترف قراءة ابن مسعود ر  
 و ب بأ به لا عند الله  
 الراشحون فی عدو يقولون  
 منه

گیا بہ اور اسی کو عتی نے اختیار کیا ہے  
 اور ذہاب کہ وہ بسنت کا عقیدہ رکھتے تھے  
 لیکن اس مسئلہ میں ان سے سہو ہو گیا ہے  
 اور ذہاب کہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ہر  
 سخی کے لئے کبھی کبھی ترشش روئی دہی  
 ہے۔ و سر عالم کے لئے کبھی کبھی مغزش  
 بھی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اکثر کے درجہ  
 کی صحت پر وہ حدیث و دلالت کرتی ہے  
 جسے عبد الرزاق نے اپنی تفسیر میں اور حاکم  
 نے ہی مستدرک میں سیدنا حضرت بنی  
 عباس سے نقل کیا ہے عنہما سے روایت کیا  
 ہے کہ وہ پڑھتے تھے « و ما یسمع  
 فأویله إلا الله و یقول انما سنجون  
 فی العیم اعناہ » یہ حدیث دلالت  
 کر رہی ہے کہ داؤ استیناف کے لئے ہے  
 کیوں کہ اس روایت سے اگرچہ قرآنہ  
 ثابت نہیں ہوتی لیکن کہ ان کے اس کا اسناد صحیح  
 تو ہے کہ ترجمان قرآن حضرت ابن عباس  
 تک صد صحیح کے ساتھ پہنچی ہوئی حدیث  
 سے۔ پس ان کا کلام ان سے کہ درجہ والا  
 پر مستمم ہوگا۔ و یہ بات بھی اس کی تائید

الی ان قال . وعن ابن عباس مرفوعاً  
 « انزل القرآن علی اربعة  
 احرف حلال و حرام لا یعد  
 احد بجهالتہ و تفسیر تفسرہ  
 العلماء و متشابہ لا یعدہ  
 الا اللہ و من ادعی علیہ سوی  
 اللہ فهو کاذب الخ ان قال  
 نمدہ الاحادیث و الآثار  
 من علی اللہ لستہ مما  
 لا یطہرہ الا اللہ و ان  
 الخوض فیہ صادم ، اہ  
 باختصار ۔

وقتل السیویہ ایضاً  
 مبحث العلوم المستنبطہ من  
 القرآن من ابن ابی الفضل  
 المرسی انہ قال فی تفسیرہ  
 جمیع القرآن علوم الاولین و  
 الاخرین بحیث لہ یحط بہ  
 علی الحقیقۃ الا استکلم  
 بہ ثمر رسون اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم خلا ما استأثرہ

کرتی ہے کہ یہ آیت « فشاہرت » کی  
 اتباع کرنے والوں کی مدحت و مدائج کی  
 کجی اور ابتغایہ فتنہ کے ساتھ موصوف ہونے  
 پر دلالت کر رہی ہے ۔ اور جن لوگوں نے اس  
 سے علم و اشاعت کے خواستہ کر یا ورتی  
 کو سوچ دیا ان کی تعریف و مدحت کر ہی  
 ہے ۔ جیسا کہ فقہائے ائمہ میں لغیب  
 کی تعریف کی ہے ۔

فرستہ نقل کیا ہے کہ نبی بن کعبہ  
 کی قرآنہ بھی نہ ولیقول الراحمین ہے  
 ابن داؤد نے در مصاحف میں اس  
 کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے  
 فرمایا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ  
 نہ وان تاویلہ الا عبد اللہ والراحمین  
 فی لفظ یقولون امنابہ « اہ  
 فرمایا کہ ابن عباس نے سے مرفوعاً روایت  
 سے کہ قرآن چارہ فوں یہ نازل کیا گیا ہے  
 ۱۰ حلال ۔ ۱۲ حرام ۔ جن سے جہالت کا  
 کا عذر ناقابل قبول ہے ۔ ۱۳ وہ تفسیر  
 علمائے کرام سے ۱۴ اور وہ تفسیر سے  
 خود کے سوا کوئی نہیں جانتا ، خود کے سوا

بِحَاہِ وَتَعَالَى الْفَرْقِ

وَلَقَدْ عَلِمْنَا أَنَّهُ الْقَضَىٰ ابْنِي بَحْرٍ

بِالْعَرَبِيَّةِ أَنَّهُ قَالَ لِي قَانُونَ

أَوَّلُ عِلْمِ الْقُرْآنِ مَحْسُونٌ

مَا وَارَبَعًا مِثْلَهُ عِلْمٌ وَ

مِثْلَهُ أَلْفٌ عِلْمٌ وَسَبْعُونَ

لَا عِلْمٌ عَلَى عَدَدِ كَلِمَةِ الْقُرْآنِ

مَنْ رَوَى فِي أَرْبَعَةِ أَدْلُكُلَا

كَلِمَةٍ ظَهَرَ وَبَطُنٌ وَحَدٌّ وَ

طَلْعٌ وَهَذَا مَطْلُوقٌ دُونَ

تَبَارُكِ تَرْكِيْبٍ وَمَا بَيْنَهُمَا

بِالرَّوَابِطِ وَهَذَا مَا لَا

حَصِيٍّ وَلَا يَحْصِيهِ إِلَّا اللَّهُ -

سَلِمَ مَنْ ذَاكَ إِنْ فُحِ

تُرَانِ بِمِثْلِهِ مِنَ الْعِلْمِ

سَتَأْتِيَنَّ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ وَلَمْ

يَطْلَعْ عَلَيْهِ أَحَدًا وَيُؤَيِّدَ

إِذْ حَكَمْنَا أَيْضًا مِنْ حَكَمِ

تُرَانِ الْحَكِيمِ مِثْلَهُ

عَلَى عِلْمٍ لَا تَحْصِيهِ وَلَا

مَعْرُوفٍ وَإِنْ ذَاكَ عَلَى وَجْهِ

جو بھی اس کے علم کا اجماع کرے وہ صحیح و ثابت

ہے۔ لہذا کیا یہ اس اہمیت و آثار و لاہوت

کو رستے میں کہ مشابہہ چیزوں میں سے

ہے جن کا علاج خدا کے سوا کسی کو نہیں اور

اس میں غور و تدبیر درموم ہے۔ نتمی مختصر

در سہولتی؛ نے بھی آیتان میں قرآن

سے مستنبط علوم کے تحت میں اپنی اہمیت

الفضل اہمیت سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے

اپنی تفسیر میں فرمایا کہ قرآن سے اولین و

آخرین کے علوم کو اس طرح سے جمع کرنا ہے

کہ ان کا احاطہ حقیقت میں اس کے مستحکم

و خدا تعالیٰ کے سوا کسی نے نہیں کیا پھر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔

سوائے اس علوم کے جن کو اللہ تعالیٰ سے

پہلی وامت کے لئے منتخب کر لیا ہے۔

اور قاضی ابو بکر بن عربی سے منقول ہے

کہ انہوں نے قالون التأویل میں فرمایا

سے کہ علوم قرآنی شتر ہزار چار سو یکا س

۵۰۰، ۶۰۰، ۷۰۰، ۸۰۰، ۹۰۰، ۱۰۰۰، ۱۱۰۰، ۱۲۰۰

اس حال میں کہ ان کو چار (۴) میں ضرب

دس دہائی جاسکتے یعنی ۱۰۰۰۰۰۰

والی نفوس بقوله

« كلّ ماء وضوء امر » و

تستخرجون منه حلية »

والی الصباغة بقوله

« واتخذ قوم موسى من

بعده من عليهم عجلاً حلاً

وهكذا فإنه لا يعمى ان

الجملة المذكورة ليس فيها

قما هيل ثلاث العلوم

فان قلت انه نقل في هذا

المبحث ايضا عن ابن عباس و

انه قال لوضاع على عقان بعير

فوجدته في كتاب الله تعالى فان

ظاهر هذا يقتضى ان

القران العظيم فيه تنصيص

على جميع الجزئيات. وانه

نقل ايضا عند ذكر اشتمال

القران العظيم على الحبير و

للمقابلة عن بعضه ان اوائل

السور فيها ذكر مدد واعوام

وايام لتوايخ امر سالفة

پیشہ کی طرف۔ اور آیت واصلہ

العلک سے تجارتہ ترکمانوں کے پیشہ

کی طرف۔ اور آیت نقضت فرید

سے خزل رکاتے کے پیشہ کی طرف

اور آیت کشل العکبوت اتحد

بقیا سے نفع رنے کے پیشہ کی طرف۔

آیت افراء بتم ما تخرجون

سے فلاحت کھیتی باڑی کے پیشہ کی طرف

اور آیت کل ماء و عواہر

سے و استخراج منہ حلیہ

سے غرض (خطہ نوری) کی طرف۔ اور

آیت واتخذ قوم موسى من

بعده من عليهم عجلاً حلاً

سے صیغہ رنگری کے پیشہ کی طرف

شاہ کیا ہے۔ وغیر ذالک کیوں کہ کئی

نہیں ہے کہ مذکورہ جملوں میں ان علوم کی

تفصیلات نہیں ہیں۔

اگر تو اعتراض کرے کہ یہ سب

اسی بحث میں اس سبب سے یہ بھی نقل

کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میری اونٹ

کی ذی بھی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن میں

پہلوں گا۔ کیوں کہ ظاہر یہ بات اس کی مقتضی  
ہے کہ قرآن میں جمیع جزئیات کی صراحت  
ہے۔ اور سیدھی رائے قرآن کریم کے جبر و  
مقاطعہ پر مشتمل ہونے کے بیان کے وقت بعض  
علماء سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اوائل السور  
و سورتوں کے شروع میں آنے والے الفاظ  
میں پہلی آیتوں کی تاریخ کی دلتوں، مساویں  
اور دلتوں کا ذکر ہے۔ اور ان میں اس آیت  
کی بقاء کی تاریخ اور ایام دنیا کی مدت کی تاریخ  
اور جتنا زمانہ گزر گیا اور جتنا باقی ہے۔

بعض کو بعض میں ضرب دیتے ہوئے ان  
کا ذکر ہے۔ اور یہ مقتضی ہے کہ قرآن پاک  
میں قیامت کے وقت کی تسبیح بھی ہو۔ تو  
اس کا کیا جواب ہے ؟

جواب میں کہتا ہوں کہ ابن عباسؓ  
کے قول کا جواب تو یہ ہے کہ یہ قول اس قبیل  
سے ہے جسے شہاب نے ذکر کیا کہ کسی  
لحمہ نے کسی عالم سے سوال کیا کہ قرآن میں حمزہ  
پکائے کا ذکر کہاں ہے ؟ تو عالم نے جہاں  
و یا کہ آیت فاستلوا اهل الذکر  
آیت میں -

و فیہا تاریخ بقاء ہذہ  
لامۃ و تاریخ مدۃ ایام الدنیا  
وما مضی و ما بقی مضروب  
بصہا فی بعض و ہذا یقتضی  
ان فی القرآن العظیم تعیین  
وقت الساعۃ ایما جمیع الحوہ  
من ذالک -

قلت : اما الجواب

عن قول ابن عباسؓ وہو منہ  
من قبیل ما ذکرہ الشہاب  
بن بعض لمحمد بن سئل بضمہم  
عن طبع الحوہ ایہ ذکر  
فی القرآن مقال فی قولہ تعالیٰ  
فاستلوا اهل الذکر -

یعنی قول ابن عباسؓ وہو المذكور  
ہو لوضاعہ عقال بعض لوحد  
فی القرآن ما یرشدہ الی  
طریق وجدہ لادہ بیجد  
فی القرآن المر علی مکار  
عقلہ کما د یحیی -

واما الجواب عن الثانی

فهو انه قول مبنی علی مجرد  
 التلمیحین والحدس بدون  
 دلیل من کتاب اوسعة علیه  
 فلا تقوم به حجة في هذا  
 المطلب المهم كيف وقد  
 قال السيوطي ايضا في بحث  
 المحكم وامتت به ومن  
 تشابه اوائل السور والمختار  
 فيما ايضا انها من الاسرار  
 التي لا يعلمها الا الله تعالى  
 اخرج بن المنذر وغيره  
 عنه الشعبي - انه سئل عن  
 فواتح السور فقال ان لكل  
 كتاب ستر وان ستر  
 هذا القرآن فواتح السور  
 وذكر بعد ذلك اقوال من  
 خاصوا فيها وان بعضهم  
 ذهب الى انها حروف ماحوذة  
 من كلمات وبعضهم الى  
 انها حروف من سماء الله  
 تعالى وبعضهم الى انها

ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ قول کے  
 معنی یہ ہیں کہ اگر ان کے اسٹیل کی توجیہ  
 ہوگی تو وہ قرآن میں ایسی چیز پائیں گے  
 جس کے پانے کی طرف منہ نہ کر سکیں  
 کسی نہیں ہیں کہ وہ آئن میں رہتی تھی  
 عراحت پائیں گے جیسا کہ بھی نہیں۔

دوسرے کا جواب یہ ہے کہ

بعض علم کا یہ قول کتاب و سنت کی کس  
 دلیل کے بغیر محض تباد و حیا پر مبنی ہے  
 لہذا وہ اس اہم مطلب میں حجت نہیں بنا سکتا  
 اور بن بھی کیسے سکتا ہے حالانکہ وہ مذکورہ  
 مشابہہ کے بحث میں سیوطی نے یہ بھی  
 فرمایا ہے کہ "فتاویٰ میں سے وہ  
 السور" بھی ہیں اور ان کے بارے میں  
 علماء میں سے کہ یہ ان اسرار میں سے ہیں  
 جنہیں خدا کے سو کوئی نہیں جانتا۔  
 بن منذر وغیرہ سے متعلق ہے  
 کیا ہے کہ آپ سے فواتح السور کے بارے  
 میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ ہر کتاب کے  
 ایک راز ہوتا ہے اور اس قرآن کا راز  
 اسرار ہیں۔ اور اس کے بارے میں سیوطی



ان لوگوں کے قوال نقل کئے ہیں جسوں نے  
ان میں خود و خواص کیا ہے۔ اور ذکر کیا ہے  
کہ ان میں سے بعض اس طرف گئے ہیں کہ  
فوتح اسور ایسے عروف ہیں جو کلمات سے  
ماتوز ہیں۔ اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ یہ  
اللہ تعالیٰ کے اسماء کے حروف ہیں۔ اور  
بعض اس طرف گئے ہیں کہ یہ قسمیں ہیں وغیر  
ذالک۔

پس اس کے ہوتے ہوئے قول مذکور پر  
کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر ماضی  
اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے یہ بالکل  
لاہم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور  
کو بھی اس بات کا علم ہو کہ حروف مقطعات  
کس طرح ان اسماء پر دلالت کرتے ہیں جن کا  
صاحب قول ذکر کرنے دھونے کیا ہے۔

### چوتھی دلیل

ہم نے اپنے اس رسالہ کے شروع میں  
ذکر کیا ہے کہ ہندوئی علم احمد رضا خان ،  
اس طرف گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کا علم جمیع مغیبات جن میں مغیبات  
حصہ وغیرہ بھی شامل ہیں ، کو محیط ہے۔ اور

فاسم اللہ غیر ذالک جمع ہذا  
تصیف بعون خود تقبل الحمد کور  
بصرف تسمیہ لا سر و اطلاع  
حد سوحی نہ تفسیر علی  
رجہ دلالتہا علی ما دعاء صاحب  
تقبل الحمد کور

### الوجه الرابع

قد ذکرنا فی اول رسالتنا  
ہذا ان العالم المناہی  
مذکور ینذہب الی حاجۃ  
علمہ صلی اللہ علیہ وسلم جمیع  
المغیبات القریبہ الحمس

وغيرها وانہ لا فرق بين

عليه صلي لله علي وسلم وعلمه

تعالى ساه الا بالقدم والحدوث۔

وانه لا يثنى من ذلك الا العلم

المتعلق بذات الله تعالى لله وانہ سے

الله علي وسلم لا يعم ذلك عمده

وحاصل مرادہ انہ صلي الله

عليه وسلم علم بجميع ما في علم النبي

وشهادة عن وجه التعيين الاما استى

وانه استند في ذلك الى الآية

السابقة والى ما ذكرناه عن

من المشبه الضعيفة وقد اجتم

عن جميع ذلك بالوجه الكافي

ونذكر لك الآن هنا

بعض الاحاديث الصحيحة التي

تدل على بطلان دعواه

المذكورة

فنقول قال الامام الحافظ

المجتهد قتي الدين السبكي رحمه

الله تعالى في كتابه "شعاب السقام"

روى عن عبد الله بن مسعود

يہ کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وعلیم کے علم درمیان صرف حدیث و سنت

کا فرق ہے۔ اور یہ کہ احمد رضا خان نے

تو سنے کی ذات و صفات سے متعلق علم سے

علاوہ کوئی چیز بھی یہ کہ علم سے مستثنیٰ

ہیں آتا، کیوں کہ اس سے نہ کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم ان کو نہیں جانتے۔

اور احمد رضا خان کی مراد کا خلاصہ یہ ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اشیا کو

تفصیلاً جانتے ہیں جو عالم غیب و شہادت

میں ہیں، سوائے ان اشیا کے جنہیں

اس سے مستثنیٰ کیا ہے

اور یہ کہ اس سے اپنے موقف پر قائم

آیت در ان ضعیف شہادت سے استغناء

کیا ہے جنہیں ہم پہلے ذکر کر کے کافی روشنی

جو اب دے چکے ہیں۔ اب ہم یہاں کچھ صحیح

حدیثیں ذکر کرتے ہیں جو اس کے مذکورہ

بالا دعوئے کے باطل ہونے پر دلالت کر

رہی ہیں۔

چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ امام حافظ

مجتہد قتی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

من اسبی صلی اللہ علیہ وسلم  
ان بتہ منسکۃ ساحین فی  
رسول یسقونی من امتی  
سدم رواہ الصدوقی واسماعیل  
من و غیرہما من طرق  
مختلفۃ یاسانید صحیحۃ  
ذیب فیہا الی سفیان الثوری  
من عبد اللہ بن السائب عن  
داؤد عن عبد اللہ و ہمدان  
سورجہ بالسماع فقال حدثنی  
عبد اللہ بن السائب عن ابی القاسم  
محمد بن عبد اللہ بن السائب وادان روی  
بہا مسلم و تفسیر ابن معین و الاستفادہ صحیح  
رواہ ابو جعفر محمد بن  
حسن الامسادی عن سفیان  
الثوری عن عبد اللہ بن  
سائب عن زاذب عن علی  
بنی اللہ تعالیٰ عنہ عن امی  
سلی اللہ علیہ وسلم قال ان  
منسکۃ یسجدون فی  
ان من یسقونی صلوٰۃ عن صلی

لے اپنی کتاب و شفاء بمقام میں فرمایا  
ہے کہ بروایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی  
ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ جانے کے کچھ  
فرشتے زمین میں سیر و سیاحت کرے دلے  
ہیں وہ مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے  
ہیں۔ اس حدیث کو نسائی اور تاجی امین  
وغیرہ نے مختلف طرق اور ایسی غیر مشکوک  
مسندوں کے ساتھ روایت کیا ہے جو کہ  
سفیان ثوری و ترمذی پہنچتی ہیں۔ و سفیان  
ثوری نے عبد اللہ بن سائب اور انہوں  
سے زاذب سے اور انہوں نے عبد اللہ  
بن مسعود رضی سے روایت کیا ہے۔ اور سفیان  
ثوری سے خود سننے کی تصریح کی ہے۔  
چنانچہ فرمایا حدثنی عبد اللہ  
بن السائب و قاضی اسماعیل کی کتاب  
میں اسی طرح ہے۔ اور عبد اللہ بن سائب  
اور زاذب سے مسلم نے بھی روایت کیا ہے  
و ابن معین سے ان دونوں کو ثقہ قرار  
دیا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ مسندہ بالکل  
صحیح ہے۔ اور اسی حدیث کو ابو جعفر محمد



الاحادیث التي ذكرها  
 المشار اليه ناطقة بانه  
 عليه وسلم لا يجمع  
 ماوة وسلام من كان  
 من قبوه الشريف ولا  
 ما امته لا بعد نبيع  
 كة الموكلين بذات  
 بل الله عليه وسلم من  
 لا من كبره المذكر  
 احاطة صفة صلي الله  
 سلم بجميع ما كان  
 كونه تفصيلا من  
 بات و العكبات لب  
 اطلعه على ذلك على  
 المسئلة الي لانه من  
 حاجة المذكرة ان يكون  
 بان فلان و فلان  
 يصل و يعلم عيب  
 وقت كذا و كذا  
 ما يعمل كذا غير بشر  
 وقت كذا و حيسه

گاتا تو پھر تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے شہادت  
 کر دوں گا۔ پھر انہوں نے اور عادت بھی  
 ذکر فرمائی جو سب کی سب اس بات پر دلالت  
 کرتی ہیں کہ فرشتے آپ کی امت کے صلوة  
 و سلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرتے  
 ہیں پھر اس کے بعد فرمایا ان سب عادتوں  
 سے ہمارا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ  
 فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے  
 اعمال پیش کرتے ہیں اور یہ کہ فرشتے آپ  
 تک صلوة و سلام پہنچاتے ہیں

پس یہ احادیث جنہیں امام الدین سبکی  
 رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے ملاحظہ فرمائیے۔ کہ  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے صلوة  
 و سلام پر جو آپ کو قریب سے دور ہو  
 اور اپنی امت کے حال پر فرشتوں کے  
 آپ تک پہنچانے کے بعد ہی مطلع ہوتے ہیں  
 پس اگر معاملہ ایسا ہی ہوتا جیسا کہ احمد رضا  
 خان نے گمان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم کا علم جمیع ماکان و مایکوں کی عزیمات  
 و کلیات کو تفصیلاً محیط ہے تو آپ کا امت  
 کے صلوة و سلام اور امت کے اعمال پر

مطلع ہونا فرشتوں کے آپ تک پہنچانے پر سو قوف نہ ہوتا۔ کیوں کہ احاطہ مذکورہ کے لوازم میں سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہوں کہ فلاں فلاں شخص فلاں فلاں وقت میں آپ پر ورود و سلام بھیج رہا ہے۔ اور فلاں فلاں شخص فلاں فلاں وقت میں اچھا یا برا کام کر رہا ہے۔ اس وقت ان فرشتوں کے آپ تک پہنچانے کی کیا ضرورت ہے جن کی احادیث مذکورہ میں تصریح کی گئی ہے۔

یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ فرشتوں کا بدوں کے اعمال کا کھنڈیل قطعی سے ثابت ہے اور احادیث میں اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے پتہ بندوں کے حالات کے بارے میں سوال کرنا اور فرشتوں کا اللہ تعالیٰ پر بندوں کے اعمال کا پتہ کرنا بتا ہے۔ لہذا جس طرح اس کی تائید کی جائے گی تاکہ اللہ تعالیٰ کا احاطہ مذکورہ پر مطلع نہ ہو بلکہ اس کے لئے یہاں فرشتوں کی بھی تائید کرنی چاہئے گی۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان اعمال پر جو فرشتے آپ پر پیش کرتے ہیں مطلع نہ ہونا اللہ تعالیٰ نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ یہ

ما الحاجة الى تبليغ الملائكة  
المذكورين المصريح به في  
الاحاديث المذكورة -

لا يقال قد ثبت بالليل  
القطعي كتابة الملائكة اعمل  
العبادة و ورد في احاديث  
سوال الله الملائكة عن احوال  
عباده و عرض الملائكة اعمال  
العباد على الله تعالى فكما اول  
ذالك لئلا يلزم عدم اطلاع  
الله تعالى على الاعمال المذكورة  
فقول هذه الاحاديث على  
العجبه المذكور فلا يلزم عدم  
اطلاع رسول الله صلى الله  
عليه وسلم على ما تعرضه  
الملائكة عليه لانا نقول تاويل  
ذالك في حق الله تعالى  
واجب لاستحالة علم العلم  
بشيء فحقه اجامعا واما  
تاويل ما يتعلق برسول الله صلى  
الله عليه وسلم فلا يصار اليه

تاویل اللہ تعالیٰ کے حق میں تو عمر درمی ہے  
 کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کا علم نہ ہونا  
 اجماعاً محال ہے۔ اور جو احادیث رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعلق ہیں ان کی  
 تاویل کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا کیونکہ  
 آپ کو کسی چیز کا علم نہ ہونا محال نہیں ہے۔  
 بلکہ ان احادیث کو ایسے ظاہر پر رکھنا ضروری  
 ہے۔ کیوں کہ کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے  
 جو تاویل کی راہی ہو۔ جیسا کہ یہ قاعدہ ضروری  
 تشریح میں ثابت ہو چکا ہے کہ با ضرورت  
 داعیہ کلام کو پس نظر سے نہیں پھیرا جائیگا  
 اور ہم نے اپنے پہلے رسالہ میں بھی یہ  
 ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث  
 شفاعت میں فرمایا کہ میں مسجد میں  
 لوگوں میرے پاس آئیں گے پس میں اپنے وہ  
 سے اس کے گھر میں شفاعت کی اجازت  
 چاہوں گا۔ مجھے شفاعت کی اجازت سے  
 دی جائے گی۔ جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں  
 گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جیب  
 تک چاہیں گے مجھے سجدہ میں پڑا رہے وہ  
 گئے۔ پھر فرمائیں گے کہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عدم الاستحالة المذكورة  
 فانه بل يجب انقاذ علي  
 فاما عمره لعلم ضرورة و عية  
 فانا وويل كما هي الف حدة  
 المقتررة في صور من تسرع  
 وقد ذكرنا ايضا في رسالتنا  
 الا ان

انه صلي الله عليه وسلم  
 قال في حديث الشفاعة فياتي  
 ما تاذن علي ربي في داره  
 فيقولون لي علي فاذا رأيت  
 وعت ساجد اخيد عني ما شاء  
 الله ان يذعني فيقول ارفع  
 محمد وقل يسمع واشفع  
 تشفع ورسلي تعله قال فارفع  
 نفسي فاستجى علي ربي  
 ما شاء و تحميد يعلمه بهذا  
 الحديث الصحيح فاطق ايضا  
 ما شاء الله يعلمه حينئذ  
 ما شاء يعلمه من دالته من  
 انشاء و التحميد وهذا ايضا

ٹھیکے اور فرمایے آپ کی ماتھی جیسے  
 در شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت نبیوں  
 جیسے گی اور مانگے آپ کو عطا کیا جائے  
 گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ  
 میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور پتھر اس کو  
 حشر دتاں گا۔ کون گناہ جو اللہ تعالیٰ کے  
 اس وقت سکھائے گا میں گے میں یہ حدیث  
 صحیح بخاری ناظر ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ  
 آپ کو وہ حمد و ثنا ستلائیں گے جو اس سے  
 پہلے آپ نہیں جانتے تھے اور یہ بھی صحیح  
 مذکورہ کے احادیث کو باطل کر دیتی ہے جیسا  
 کہ نکلے ہیں

اگر احمد رضا خان یہ اعتراض کرنے کہ  
 تو حمد و ثناء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس  
 وقت الہام کی جائے گی وہ ان چیزوں میں  
 سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمت و صفات سے  
 ساتھ مستحق ہیں۔ اور ہم ذات و صفات  
 سے متعلق علم کا پہلے استثناء کر چکے ہیں۔  
 یہ ہم سے ذکر کر رہے ہیں ان کے منافی نہیں۔  
 تو جواب یہ ہے کہ اس حمد و ثناء کا  
 تعلق کی ذات و صفات سے مستحق ہونے

یجمل و عمومی الاحاطة المذكورة  
 كما لا يخفى

فان قال المذکور ان  
 الثناء والتحميد الذي يلهمه  
 صلي الله عليه وسلم في ذلك  
 الوقت هو مما يتعلق بذات الله  
 تعالى وصفاته المعنوية  
 وقد استنباه لعدم استحقاق  
 بذاتك فلا تنافي الاحاطة  
 الحق ذكرناها۔

فان جواب عن مانده ان  
 كان مرادك بانه مما يتعلق  
 بذات الله تعالى وصفاته  
 انه صلي الله عليه وسلم ينطق  
 حينئذ بكلام يدل على حكمه  
 حكمه ذات الله تعالى وبيان  
 حقيقته وحقيقته صفاته فهذا  
 لا يصح لان الحق عند علماء  
 الظاهر وارباب الكشف الصحيح  
 انه لا سبيل للمقول الى معرفة  
 حقيقته تعالى وحقيقته صفاته



سے اگر تیری مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم وقت ایسا کلام فرمائیں گے جو اللہ  
تعالیٰ کی امر اور حقیقت اور اس کی صفات  
کی حقیقت کے بیان پر دلالت کرنے کا تر  
یہ درست نہیں۔ س نے کر علی۔ ظاہر اور  
ارباب کشف صحیح کے نزدیک سنی یہ ہے کہ  
دیاد حضرت میں اللہ تعالیٰ کی حقیقت  
اور اس کی صفات کی حقیقت کی معرفت کی  
حرف عقول کے سے کوئی راستہ ہی نہیں ہے  
پس جب حقیقت حال یہ ہے تو کسی شخص  
کے سے یہ ممکن نہیں کہ وہ ایسا کلام کرے  
جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی حقیقت  
کھول دے۔

پس انی رب کے رسالہ کی شرح میں  
علامہ محمد بن قاسم حوس نے اس مسئلہ کی تحقیق کی  
ہے اور ذکر کیا ہے کہ صحیح تر مانا یہی ہے کہ  
کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی  
حقیقت نہیں دیکھتا۔ اللہ انہوں نے اس  
کو اپنی کٹر کتابوں میں قاضی رفیقا بیضاوی  
مادہ انکر میں حجت الاسلام اور امام فخر الدین  
رازی سے نقل کیا ہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے

لَا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ  
فَإِذَا احْتَارَ لِأَمْرٍ كَثُرَ فَلَ  
يَسْكُو لِأَحَدٍ لَمْ يَبْطُوقِ  
بِكَلَامٍ يَكْفِيهِ حَقِيقَتَهُ تَعَالَى  
وَحَقِيقَةَ صِفَاتِهِ أَحَقُّ هُدًى  
فَلِلَّهِ الْعِلْمُ مَحْمُودٌ قَسَمٌ  
حَسْبُكَ فِي شَرْحِهِ عَلَى  
رِسَالَةِ مَنْ يَدْفَعُ كُرْ  
ابِ الْإِصْحَاقِ لَمْ يَدْرِكْ  
أَحَدٌ حَقِيقَةَ دَانِهِ تَعَالَى وَلَا  
حَقِيقَةَ صِفَاتِهِ وَقَدْ دَالَّتْ مِنْ  
الْقَاصِمِ وَمِنْ حَرَمِيْنَ  
حِجَّةَ الْإِسْلَامِ وَالْإِمَامِ مُحَمَّدٍ  
فِي أَكْثَرِ كِتَابِهِ وَتَلَا  
إِنَّ دَالَّتْ عَمَّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
وَأَنَّ يَدْرِكُ قَوْلَهُ تَعَالَى وَلَا  
يَحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا وَقَوْلَهُ  
تَعَالَى لَا تَدْرِكُهُ الْبَصَارُ  
وَقَدْ عَنِ الْوَسْطِيِّ لَهُ قَالَ مِنْ  
التَّوْحِيدِ كَيْفَ صَوَّبَتْ مِنْ هَذِهِ  
الْآيَةِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ لِأَنَّ مَا

عبر من الحقيقة بشيء لا  
والعنة مصاحبة و العارة ناصئة  
لا الحق تعالى لا ينعت على  
مقداره لان كل ناعت حترق  
على المنفوت و حل بنا ان  
يشرف عليه مخلوق اه  
كلام ابو سطلی -

شعرا و بالجملة معجز  
لعمول عن الاحاطة بعظيم  
كبريائه و باصر جماله و على  
جلاله بن عجزها عن عجاب  
صنعه في مخلوقاته يكاد  
ان يكون معارفا من  
الدين ضرورة فاذا لا يعرف  
الله الا الله كما قاله سفیان و  
قاله الحسید و معنى عاب محققوا  
الامة ثم نقل ما يؤيد ذلك  
عن السنوسی فی شرح  
العكبري و الصرع و  
عن الامام ابی عرفة به  
قال -

زیردہ صحیح بات یہی ہے کہ یہ سید و خیرت  
دونوں میں دو سے ۔ اور کہ اس پر آیت  
ولا یحیطون بہ علما " اور آیت  
لا تدركه الابصار ، ولان کئی  
ہے ۔ اور واسطی سے نقل کیا ہے کہ انہوں  
نے فرمایا کہ تمام امور توحید آیت نہیں  
کے مثلہ شعرا " سے نکل گئے ہیں ۔  
اس کے کہ جس چیز سے حقیقت کی تفسیر کی  
جائے علت اس کے مصاحب ہوا اس  
کی تعبیر ناقص ۔ کیوں کہ اللہ علت کے اعتبار  
سیاں نہیں کی جا سکتی ۔ اس کے کہ بیان کرنے  
و منقوت پر مطلع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ  
اس سے بلند و برتر ہیں کہ ان پر مخلوق مطلع  
ہو ۔ ختم ہوا کلام واسطی ۔

پھر فرمایا کہ ظلال حدیث ہے کہ عقیب  
اس کی عظیم کبریائی اور بڑے عمالی و سال  
کے ان سے عاجز ہو گئی ہیں کلمہ اس کی  
مخلوقات میں اس کی عظمت کے عجابات  
کے و اس سے عقوب کا عاجز ہونا تو فرمایا  
قریب دین کی برسی باتوں سے ہے ۔ لہذا  
تأبت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے سوا کوئی

الا ان ادراك الحقيقة منحصر

وادراك نفس العجز عن الحقيقة

كما قال الصديق اول قائل

فكر صحيح او بحسن بهيمة

قال اشار لقب قول الصديق

رضي الله تعالى عنه

عجز عن لادراك ادراك

وقد الحسيد سبحان من علم

بحسن لخلق سبب لادراك

معرفته الا بالجزء عن معرفته

قال سمير بن عبد الله

للعرفه عايتها شيمات الدهش

والحيرة

قال ذو النون المصري

اعرف لناس بالله اشد هم

تحيرا فيه

وقال سيد العارفين صلى الله

عليه وسلم لا احصى ثناء

عليك انت كما اثنت على

فلسك او باختصار وفي معنى

ذالك احاديث اخر لو استقصيا

نہیں جانتا جیسا کہ سفیان ثوری ۱۰۲ اور

بنیہ جہادی ۷۷ نے فرمایا ہے اور محققین

اسی فریب پر رہے ہیں۔ پھر رسالہ گہری و

صغیری کی شرح میں کسوسی سے وہ پیر نقل

کی ہے جو اس کی مؤید ہے اور امام ابن

عز سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

ترجمہ شعر، آگاہ ہو جاؤ کہ حقیقت کا

ادراک عاجز کر دینے والا ہے اور نفس مجز

کا ادراک کر لینا میں حقیقت ہے۔ جیسا کہ

دالبکر، صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا ہے۔ جو فکر صحیح کے ساتھ فی البدیہہ

پہلے فرمائے دلائل ہیں۔

شارح نے فرمایا کہ اس میں حضرت

بر بکر صدیق بننے کے اس فرمان کی طرف اشارہ

ہے کہ "ادراک سے عاجز ہو جانا ہی درک

ہے۔" حضرت جنید ۷۷ نے فرمایا۔ پاک ہے

وہ ذات جس نے مخلوق کے لئے اپنی معرفت

سے عاجز ہو جائے کے علاوہ اپنی معرفت

کا کوئی راستہ نہیں بنایا۔

حضرت سہیل بن عبد اللہ ۷۷ نے فرماتے ہیں

کہ معرفت کی عاریت دو چیزیں ہیں۔

دکرها بطل الكلام و نكان

مرادش غير ذلك ثبت المطلوب  
من بطلان دعوائه الاحاطة  
المذكورة -

فان قلت انه في رسالته  
المذكورة قد قسم العلم الى  
قسمين علم ذاتي مستقل  
احاطي وهذا محتص بذات  
الله تعالى -

وعدم حادث وهي احاطي  
الابما استثناء وهو علم رسول الله  
صلى الله عليه وسلم وبناء  
على ذلك ادعى ان كل يد  
او حديث فيه نفى علم رسول  
الله صلى الله عليه وسلم شيء  
من المعينات الحسن او غيرها  
فانرا من ذلك نفى العلم الذاتي  
الاستقلالي الذمعي هو القسم  
الاول لان العلم الحادث الوهمي  
فاذا قيل له قال الله تعالى  
و عند مفاتيح الغيب لا يعلمها الا

۱۱ و بشت - ۱۲ حیرت .

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں  
کہ لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کی معرفت  
رکھے و تا وہ شخص سے جو اللہ تعالیٰ کے  
بارے میں سب سے زیادہ متبحر ہو

اور سیدنا رفیقین صلی اللہ علیہ وسلم و ہمارے  
ہیں کہنے اللہ میں آپ کی تعریف کا احصاء  
میں کر سکتا آپ جیسے ہی میں جیسا کہ آپ  
سے خود اپنی تعریف کی ہے ر محقرنا .

اس بارے میں اور احادیث بھی ہیں جن کے  
ذکر کا ہم اگر استقصاء کریں تو کلام طویل ہو  
جاسکتے گا اور اگر تیسری مراد اس کے علاوہ  
کچھ دوسرے تو ہمارے مطبوعات ثابت ہو گیا کہ  
تیسرا احاطہ مذکورہ کا دوسرے کرنا اطلاق ہے  
اگر تو اگر تیسرا ہی کرے کہ احمد رضا نے  
اپنے مذکورہ رسالہ میں علم کی دو قسمیں بیان ہیں۔  
ایک علم ذاتی مستقلی مجید یہ تو اللہ تعالیٰ  
کی ذات کے ساتھ متخص ہے۔

اور دوسری علم حادث حطائی مجید۔  
ہستیات کے علاوہ یہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کا علم ہے اور اسی میں نے پہلے

هو « مشق و امنه صلى الله عليه  
 وسلم قال لما سئل عن الساعة  
 قبل و فاته بشهر اما قلما  
 منه **كافي صحيح** سلم  
 مثلا قال في جواب ذاك لابي  
 اما هو القسم الاول من  
 العلم لا التام فلا يلزم  
 من ذلك عدم علمه صلى الله  
 عليه وسلم بشيء من ذلك  
 بطريق اطلاق الله تعالى اياه  
 عليه و هكذا قوله في نطائير  
 ذلك فما الجواب عن هذا.

قلت الجواب الصحيح عن  
 ذلك ان تقسيم العلم الى  
 ما ذكره في معنى تقسيمات العلم  
 المذكورة في كتب الفلسفة و  
 علم الكلام الخلو ط بما فهمي  
 هي كانت صحيحة في نفسها  
 لكنها من التدقيقات الفلسفية  
 التي لا يعتد بها علماء الشرح  
 و ارباب العقول السليمة في فهم

اسی دھرے کو جہنی کیسے کہ جس آیت یا  
 حدیث میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے منیبات خمسہ وغیرہ میں سے کسی کی بھی  
 نفی کی گئی ہے تو اس سے علم وائی استقلال  
 کی نفی مرد ہے جو کہ پہلی قسم سے بزرگ علما و  
 عظامی کی نفی جب اس پر یہ اعتراض کیا جاتا  
 ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا « وعنده  
 مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو »  
 و جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 آپ کی وفات سے ایک سینہ پہلے قیامت  
 کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا « اس  
 کا علم میرے رب کے پاس ہے » جیسا کہ صحیح  
 مسلم میں ہے۔ تو وہ اس کے جواب میں کہتا  
 ہے کہ یہ علم منہی علم کی پہلی قسم ہے اس سے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی طور پر  
 جانتے کی نفی لازم نہیں آتی بلکہ اس جیسے  
 دیگر اعتراضات میں بھی اس کا یہی جواب ہے۔  
 تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے ؟

میں کہتا ہوں کہ اس کا صحیح جواب یہ ہے  
 کہ اس کی ذکر کردہ علم کی تقسیم علم کی ان تقسیمات  
 کے معنی میں ہے جو فلسفہ اور اس کے سامنے

معانی الکتب و السنة لان  
اعتبارها يؤدى الى اخراج  
معانی الکتب و السنة عن  
طوا هرهما الواضحة في  
موضع كثيرة بلا ضرورة  
داعية الى ذلك و ذلك  
فتح هذا الباب يقتضى عدم  
الوقوف بحديث من النصوص  
الطاهرة الواضحة الدلالة و  
في ذلك ايقاع للمسلمين في  
حيرة عظيمة و حل بعرض  
لدين الوثيقة و لا يخفى ما في  
ذلك من الفساد العظيم و حل  
ما ادرى في ذلك باطل ممنوع  
شرعا و برهانا - فجوابة عما  
ذكرنا لوجه المذكور باطل و لانه  
قال الله تعالى الله اعلم حيث  
يجعل رسالته و قال هو اعلم  
نكم اذا ابتأكم من الارض و ادا انتم  
احنة في بطون اما انكم فلا  
تركوا انفسكم هو اعلم بمن اتقى ه

مخطوط علم کلام میں مذکور میں - یہ تفسیحات کر  
چرتی رہتی ہیں مگر فلسفی تدقیحات میں  
میں جن کا علماء - نہایت اور عقول سلیم ذات  
کتاب و سنت کے معانی سمجھنے میں کوئی برتر  
مہیں کہنے کیوں کہ ان کا اعتبار کرنا سنت  
سے مقامات میں ان کے اس ظاہری اور ظہری  
معانی سے با کسی ضرورت داعیہ کے نکلنے  
پر نتیجہ ہوتا ہے، اس لئے بھی کہ اس کتاب  
کا کھولنا ان سنت سے نصیحت کے ناقابل اعتبار  
ہونے کو متنبہ ہے جو کہ بالکل ظاہر ہوا ہے  
معنی برواضح دلالت کرتے والی ہیں۔ اور  
اس میں تو مسلمانوں کو ٹری حیرت اور شوک  
و شہادت میں ڈالنا اور دین کے مضبوطی  
کو کھول دینا ہے اور اس میں جو بڑا فساد  
ہو چکی ہے۔ اور جو حیرت اس تک پہنچنے  
وہ باطل ہے اور تفرقہ و عقلاً ممنوع ہے۔

پس احمد رضا خان نے ہماری بات کا جو  
جواب ذکر کیا ہے وہ مذکورہ و جو کہ بنا پر  
باطل ہے۔ اور اس بنا پر بھی کہ اللہ تعالیٰ کا  
ارشاد ہے کہ "وہ زیادہ جانتے ہیں کہ کس کو  
اپنا رسول بناؤں" نیز است و ہے کہ۔

• وہ تم کو زیادہ جانتا ہے اور جب کہ تم بچے  
تھے ماں کے پیٹ میں بہت مت سبب کرو  
اپنی جو بیان وہ زیادہ جانتا ہے اس کو جس  
سے تقویٰ اختیار کیا :

اور فرمایا کہ تیرا سبب ہی زیادہ جانتا ہے  
ان کو جو اس کا راستہ بھول گئے اور وہی زیادہ  
جانتا ہے ان کو جو ہدایت یافتہ ہیں :

اور بے شمار واقعات میں ثابت ہے کہ  
جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں  
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال  
کیا جاتا تو فرماتے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول  
بہت سے راہ جانتے ہیں۔ اور علم عربیہ میں  
یہ مسئلہ بہت ہو چکا ہے کہ فعل التفضیل کے  
معنی یہ ہیں کہ مفضل بمفضل علیہ کے ساتھ  
نفس معنی مصدری میں شریک ہونے کے  
ساتھ ساتھ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس  
میں اس مصدر کے معنی زیادہ کے ساتھ پائے  
جاتے ہیں جس سے فعل التفضیل مستحق ہے۔

اس سے یہ بات حاصل ہوئی کہ آیات کریمہ  
اور قرآن صحابہ رضی اللہ عنہم میں "اعلم  
کے معنی یہ ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس

وقال ان ربك هو علم بهدي  
صل عن سببه وهو اعلم  
بالهتدين ولانه قد ثبت  
في واقعات لا تحصى ان  
الصحة رضي الله تعالى عنهم  
ذ سئلوا عن بعض الامور  
بعضرتهم صلى الله عليه وسلم  
قالوا الله ورسوله اعلم اي منا  
ومن القدر في علم العربية  
ان معنى افعل التفضيل ان  
مفضل يشارك المفضل عليه  
مع اختصاص بزياة في  
الغنى انما شق من  
مصدره افعل التفضيل فتعني  
من ذلك ان معنى اعلم في  
آيات الكريمة وقول الصحابة  
ان الله سبحانه وتعالى يعلم  
العلم القليل الذم لوثوقه و  
يريد عليهم بالعلم المحيط  
بحجج المعلومات وان رسوله  
صلى الله عليه وسلم يشاركهم

في السلم الذي اوتوه ويزيد  
 عليهم باعلم لعظيم الذبح  
 اوحى اليه من عند الله وقد  
 قره صلى الله عليه وسلم  
 على ذلك فهو صحيح قطعاً  
 ولا تتم صحته الا اذا قسا ان  
 العلم المذكور في ذلك  
 وفيه نكاح من النصوص  
 الشرعية انما يراد به مطلق  
 الادراك الذي يكشف به  
 للمعوم على ما هو عليه بقطع النظر  
 عن تقييدات العلم الفلسفية  
 التي منها التقسيم لذبح  
 ذهب اليه المذكور -

قابل علم کو بھی جانتے ہیں جو انہیں دیا گیا  
 اور اللہ تعالیٰ ان پر بڑھے ہوئے ہیں ان  
 علم کے ساتھ جو جمیع معلومات کو محیط ہے  
 اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے  
 ساتھ اس علم میں شریک ہیں جو انہیں دیا  
 ہے اور اس عظیم علم کے ساتھ بڑھے ہوئے  
 ہیں جس کی ان کی طرف اللہ تعالیٰ کو مناسب  
 سے وحی کی گئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ان کو اس پر ثابت رکھا اور ان  
 نے فرمایا، لہذا ثابت ہوا کہ یہ یقیناً صحیح ہے  
 اور اس کی صحت اس وقت تک مکمل نہیں ہو  
 سکتی مگر جب کہ تم یہ کہیں کہ اس میں اور  
 اس کے مثل دیگر نصوص شریعیہ میں جو مسلم  
 مذکور ہے اس سے مرد مطلق ادراک ہے  
 جس سے معلوم اپنی اصلی حالت پر منکشف  
 ہو جاتا ہے۔ قطع نظر علم کی فلسفی تفسیر  
 سے جن میں سے وہ تقسیم بھی ہے جس کی  
 طرف احمد رضا خاں گیا ہے۔

### پانچویں دلیل

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جیسا کہ پہلی  
 دلیل سے واضح ہو چکا ہے کہ یہ

### الوجہ الثانی

حاصلہ انہ کہ انصاف من  
 الوجہ الاول من تفسیر قولہ



مردود کرہ

و ما اعطيت الكتاب تبيا ما  
 صخر شقء . فالمعنى العام  
 ادعاء من التفسير  
 وهو مع سبب لك ههنا  
 سيره المذكور من التفسير  
 مردود لما ذكره وهو  
 شدة الدين قد تروى  
 لمفسر كتاب الله  
 يكون جامعاً لعلوم حمسة عتراً  
 حدها اللغة ان بها يعرف  
 شرح مفردات الالفاظ و  
 سبباً لها بحسب الوضع قال  
 محمد لا يحل لاحد يؤمن  
 به و ليوم الاخر ان يتكلم  
 بكتاب الله اذ لم يمكن  
 ما بلغات العرب .

اشانى : النحو لان المعنى  
 تسيرو يتخلف باعتلا  
 شراب ولا بد من اعتبار  
 التالت : التصريف لان به

و نزلنا عليك الكتاب تبيا ما  
 لصل منى . کی تفسیر اس معنی صخر کے  
 ساتھ جس کا حمد رضا خان نے دعویٰ کیا  
 ہے وہ تفسیر سے جس سے رد کا گیب ہے  
 یہاں ہم یہ بیان کریں گے کہ احمد رضا خان  
 کی مذکورہ تفسیر اس دلائل کی بنا پر جو ہم بھی  
 ذکر کر رہے ہیں مردود تفسیر ہے۔ اور یہ  
 ہے کہ اللہ دین سے قرآن پاک کی تفسیر کرنے  
 والے کے لئے شرط لگائی ہے کہ وہ پندرہ  
 علوم کا جامع ہو۔

اعت : اس سے کہ مفرد الفاظ  
 کی شرح اور وضع کے اعتبار سے ان کے  
 مولدات کا علم ہی سے ہوتا ہے۔ حضرت  
 مجاہد نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی اللہ اور  
 قیامت کے دن کے دن پر مان رکھتا ہے  
 اس کے لئے جائز نہیں کہہ کہ وہ قرآن پاک  
 میں کلام کرے جب تک کہ وہ لغات عرب  
 کو نہ جانتا ہو۔

نحو : اس لئے کہ اعراب کے تلامذہ  
 سے معنی بدل جاتے ہیں لہذا ان کا اختیار  
 کو ضروری ہے۔

تصرف الابنية والصيغ -

الرابع ، الاشتقاق ، الاف

الاسم ذاك الاشتقاق من

ما دلتين مختلفتين اختلف

باحتملا فهما

الف من ، والسادس ،

والسابع ، العاني - والبيان - و

المبدع ، لانه يعرف بالاقول

خواص تراكيب الكلام من

حمة افادتها المعنى -

والثاني هو صها من

حيث اختلفها بحسب وضوح

الدلالة وجماعها -

وبالثالث ، وجوه تحسين

الكلام وهذه العلوم الثلاثة هي

علوم البلاغة وهي من اعظم اركان

المفسر لانه لا بد له من مراعاة

ما يقتضيه الاعجاز وانما يدرك

بعض العلوم قال السحكاكي

اعلم ان شان الاعجاز عجيب

يدرك ولا يمكن وصفه كاستفانة

۱۳ تصريف اس لئے کہ

بنائیں اور صیغے معلوم ہوتے ہیں۔

۴ اشتقاق اس لئے کہ

اس کا اشتقاق حسب مختلف ماور سے

تھا تو مادہ کے اختلاف سے خواہ مخواہ

جائے گا۔

۱۴۱۵۔ معانی ، بیان ، بی

اس لئے کہ علم معانی کے ذریعہ مادہ معنی کی

حیثیت سے کلام کی ترکیبوں کے خواہ مخواہ

موتے ہیں۔

اور علم بیان کے ذریعہ معنی پر دلالت

کے لئے سرا اور مخفی ہونے کے اعتبار سے کلام

کی مختلف ترکیبوں کے خواہ مخواہ معلوم ہوتے

اور علم بیان کے ذریعہ کلام کی ترکیبوں

طریقہ معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہ تینوں

بلاغت کے علوم ہیں اور علوم بلاغت۔

مفسر کی آگاہی بہت اہم ہے۔ اس لئے

مفسر کے لئے اعجاز قرآن کے تقاضوں

رعایت کرنا ضروری ہے اور یہ آگاہی

علوم سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ سیکھنا

فرمایا۔ جان سے کہ اعجاز کی شان عجیبہ

اس کا دراک تو ہو سکتا ہے لیکن اس کا بیان  
 ممکن نہیں ہے۔ یہاں استقامت و زل کے اس کا دراک  
 تو ہو سکتا ہے مگر اسے بیان کرنا ممکن نہیں  
 اور جیسے ملاحظت فطرت سیر رکھنے والوں کے  
 علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے علم معنی و  
 بیان پریشی کرنے کے علاوہ اس کے حاصل  
 کرنے کا اور کوئی طریقہ نہیں۔

۸ : علم قرآنہ : اس لئے کہ علم قرآنہ  
 کے ذریعہ قرآن کے نطق کی کیفیت معلوم  
 ہوتی ہے۔ اور قرآنہ کے ذریعہ بعض وجوہ  
 متحدہ کو بعض پر ترجیح حاصل ہو جاتی ہے۔

۹ : اصول دین : کیوں کہ قرآن میں  
 ایسی آیات ہیں جن میں جہاں ہر ایسے معنی پر دلالت  
 کرتی ہیں جن کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز  
 نہیں۔ پس اصولی اس کی تاویل کرے گا اور  
 میل پیش کرے گا ان امور پر جو اللہ تعالیٰ  
 کے لئے محال ہیں اور ان امور پر بھی جو اللہ  
 تعالیٰ کے لئے واجب، ضروری یا ممکن ہیں۔

۱۰ : اصول فقہ : کیونکہ اس کے  
 ذریعہ احکام پر استدلال اور استنباط کا طریقہ  
 معلوم ہوتا ہے۔

۱۱ : تدریس و لا یمكن و صمما  
 ۱۲ : سلاحة و لا طریق الح  
 ۱۳ : حصيلة لغیر دو تک لعبرة  
 ۱۴ : سببة الا التعمیر علی علی  
 ۱۵ : علی و اسن

۱۶ : انما من علم الصراة  
 ۱۷ : لا يعرف ككفيلة السطق  
 ۱۸ : من و بالقررت بقر جیح  
 ۱۹ : من الوجود المحتملة علی بعض  
 ۲۰ : التاسع : اصول الدین

۲۱ : لقران من الايات اللہ  
 ۲۲ : مرہ علی مالا یحور علی  
 ۲۳ : تالی مالا صولی یوں د لک و  
 ۲۴ : سل علی ما یستحیل و ما یحب  
 ۲۵ : حور

۲۶ : العشر : اصول الفقه  
 ۲۷ : معرفت و عہ دستہ لائن علی  
 ۲۸ : الاستنباط

۲۹ : العاد عشر : اصول الدین  
 ۳۰ : بعض ااد سبب استزدلی  
 ۳۱ : معنی الایة النبوتہ فیہ



۱ لا بالاکتساب واستفادوا  
 یوم الاخر من لنبی  
 فله هدیہ وسلم انتھی من  
 ان فی السور الثامن والسبعین  
 ما ومن العلوم ان اسود  
 تراط هذه الصوم ف  
 مر ان یکون دامت صکة  
 فانه کل واحد منها  
 یکون لغيره تصرف وجمال  
 ید فقولاً علیها فیکون  
 برہ مقبول۔

وانی ذالک للمدکور فاتصح  
 سیرہ للذیۃ الحکریۃ نہ  
 من العموم مردود و  
 لک صیغنا نصوصاً عن بعض  
 ۲ الا سلام تائید الماقتدم  
 کلام و تحقیق للمقام۔

منقول۔ فان الحافظ ابن  
 فہ تفسیرہ قولہ تعالیٰ  
 اللہ عندہ علم الساعة  
 ۔ هذه اللفظ تیسیر الغیب

سکتا۔ جو بھی ان علوم کے جاننے بغیر تفسیر کرے  
 گا وہ اپنی رستے سے تفسیر کرنے والا ہوگا  
 جس سے روکا گیا ہے۔ اور جب ان کو حاصل  
 کر کے تفسیر کرے گا تو پھر اپنی رستے سے  
 تفسیر کرنے والا نہیں ہوگا۔ انہوں نے  
 فرمایا کہ صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہم کو علوم عربیہ بغیر کتساب کے طوعاً حاصل  
 تھے اور دوسرے علوم انہوں نے ہی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے تھے۔  
 ہستی نفس ارتقاں نوع ۱۱۔

در یہ بات معلوم ہے کہ مفسرین ان  
 علوم کے پاس نہ جاننے سے مردود ہے کہ  
 مفسر ان علوم میں سے ہر ایک میں کلمہ لکھ  
 لکھتا ہو۔ حتیٰ کہ اس کی لکھ کر کہنے کی قواعد  
 میں تصرف اور تصحیح جو لانی ہو۔ پس اس صورت  
 میں اس کی تفسیر مقبول ہوگی۔

اور یہ احمد رضا خان کو کہا نصیب ہے  
 پس یہ بات واضح ہوگئی کہ احمد رضا خان کا آیت  
 کو بعد کی اس عموم سے تفسیر کیا جس کا مدعی ہے  
 مردود ہے۔ ہم یہاں پر گزشتہ کلام کی  
 تائید اور مقام کی تحقیق کے لئے بعض آیت لکھا

لَقِ اسْتَأْتِرَ اللّٰهُ بَعْلَمَهَا فَهَلْ  
يَعْلَمُهَا اَحَدٌ اِلَّا بَعْدَ اَعْلَامِهِ  
تَعْلَمُهَا يَحْتَمِلُ بَعْلَمُ وَقْتُ سَاعَةٍ  
لَا يَعْلَمُهَا نَبِيٌّ مَّرْسَلٌ وَلَا مَلَكٌ  
مَّقْرَبٌ لَا يَحْبِبُهَا لَوْ تَمَّهَا اِلَّا هُوَ  
وَكَذٰلِكَ نَزَّلْنَا لَعْنَتًا لَّا يَجْلِدُهَا  
لَا اِلٰهَ وَّلٰكِن اِذَا مَرَّ بِهِ  
عَلِمَتْهُ اَسْمٰكُهَا الْمَوْجُوْدَاتِ  
بِذٰلِكَ وَمِنْ اَشْيَاءِ اللّٰهِ مِنْ  
خَفِيٍّ - وَكَذٰلِكَ لَيَعْلَمُ مَا  
فِي الْاَرْحَامِ مِمَّا يَرِيْدُ اَنْ  
يَخْلُقَ مِنْهُ نَعَالِي سُوْدٌ وَّلٰكِن اِذَا  
اَمْرٌ لِّكَ بِهِ ذَكَرْنَا اَوْ سَخَفْنَا  
شَيْئًا اَوْ سَفِيْدٌ عَمْرٌ لِمَنْكُورَةٍ  
اِمْرٌ حَسُوْنٌ بِذٰلِكَ وَمِنْ  
اَشْيَاءِ اللّٰهِ مِنْ خَلْقِهِ - وَكَذٰلِكَ  
لَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّا اَدْرٰكُهَا  
عِنْدَ رَبِّهَا وَاَنْ تَدْرِي نَفْسٌ مَّا  
تَدْرِي فِيْ رَحْمَتِ رَبِّهَا وَاَنْ تَدْرِي  
مَنْ يَخْلُقُهَا وَاَنْ تَدْرِي مَنْ يَخْلُقُهَا

کی تصریحات نقل کرتے ہیں۔

چنانچہ ہم کہتے ہیں۔ حافظ ابن کثیرہ  
آیت " ن لٰكِنَّ عَدُوٌّ اِسْمَاعِيْلُ"  
کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ حبیب کی وہ  
کہیاں ہیں جن کے علم کو اللہ تعالیٰ نے  
اپنے لئے منتخب کر لیا ہے۔ لیکن یہ بھی نہیں  
خدا تعالیٰ کے بتائے بغیر میں جانتا ہے  
قیامت کے وقت کا علم نہ کسی درستی پر  
کہے اور کسی مقرب فرستے کو اللہ تعالیٰ  
ہی اس کو اس کے وقت پر علم فرمائے گی  
ایسے ہی بارش برسانے کے وقت  
کامل سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔  
لیکن جب وہ بارش برسانے کا حکم دیتے  
تو جو ٹانگہ بارش پر تقرر ہیں جان بیٹے ہیں۔  
اور دوسری مخلوق میں سے جسے اللہ تعالیٰ  
چاہے اسے اس کا علم ہو جاتا ہے۔

اور ایسے ہی ارحام میں جو اللہ تعالیٰ  
پیدا کرنا چاہتے ہیں اس کا علم بھی سوائے  
ان کے کسی کو نہیں۔ لیکن جب وہ اس کے  
ذکر یا مؤنث، بیک یا بد ہونے کا حکم دیتے  
ہیں تو اس پر مقرر فرشتے اور دوسری مخلوق

میں سے جسے خدا تعالیٰ نے چاہا وہ جان سکتے  
ہیں۔ اور ایسے ہی کوئی نہیں جانتا کہ وہ  
دنیا و آخرت میں کل کیا کمانے گا

اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین میں سے  
سے گا ایسے شہر میں یا کسی اور شہر میں سے  
کامی کو علم نہیں اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کے  
اس قول سے "وعنده مفاتيح الغيب  
لا يعلمها الا هو" کے مشابہ ہے۔  
اور حدیث میں ان باتوں کا نام مفاتيح الغيب  
رکھا گیا ہے۔ میر نام احمد ہے۔ ایک  
حدیث انہوں نے نقل فرمائی ہے جو حضرت  
ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پانچ چیزیں  
ایسی ہیں جنہیں اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں  
جانتا یعنی ان اللہ عنده علم الساعة  
الحدیث۔

اور حافظ بن کثیر نے فرمایا کہ یہ حدیث  
صحیح الاسناد ہے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
سے ہر روایت امام احمد مروی ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مفاتيح الغيب"

احمد منذ لك وهذه سبعة  
بقوله تعالى وعنده مفاتيح  
الغيب لا يعلمها الا هو الآية۔  
وقد وردت السنة بتسمية هذه  
بالخمس منها لحيب ثم نقل  
عن الامام احمد حديث عن  
ابن مريدة رضي الله تعالى  
عنه يقول سمعت رسول الله صلى  
الله عليه وسلم يقول خمس  
لا يعلمهن الا الله عزوجل  
۔ ان الله عنده علم الساعة  
لحدیث۔

وقال صحيح الاسناد وعنه  
عن ابن عمر بن قن قان  
رسول الله صلى الله عليه و  
سلم مفاتيح الغيب خمس  
لا يعلمهن الا الله ان الله  
عنده علم الساعة الحدیث  
قال انفراد باخر لجة البخاري  
في صحيحه قان ورواه من  
رجل آخر عن ابن عمر

قال قال النبي صلى الله عليه  
وسلم مفااتيح العيب خمس  
ثم قرأ ان الله عنده  
علم الساعة - قال ان فرد له  
ايضا -

وعن احمد عن ابن عمر  
عن النبي صلى الله عليه وسلم قال  
او تبت مفااتيح كل شيء الا  
الحسن ان الله عنده علم الساعة  
الحديث -

ومنه من طريق اخر عن  
ابن عمر في الحديث المذكور  
وزاد في اخره قال قلت له  
استسعدته من عبد الله قال  
فعمد كثر من خمسين مرة ثم  
قال حديث ابن هيريرة روى  
وذكر ان البخاري اخوجه  
في تفسير الآية المذكورة  
وماق الحديث في قوله  
صلى الله عليه وسلم ما السؤل  
عنها باعلم من السائل وقال

يا نبي خير مني من جهنم قد اتعاسى كسوا  
كفى نهين جاشا - يعني ان الله عنده علم  
الساعة - الحديث -

حافظ ابن كثير نے فرمایا کہ اس حدیث  
کو صرف امام بخاری ہی نے ہی صحیح قرار  
دیا ہے اور حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ  
امام بخاری سے اسے ایک اور طریق سے ہی  
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے  
آپ سے فرمایا کہ یہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا ہے کہ "مفتاح القیامہ" یا پتھر ہیں۔  
پھر آپ سے آیت ان الله عنده  
علم الساعة پڑھی۔

حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ اس کی روایت  
میں بھی امام بخاری نے منقہ ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت  
امام احمد نے بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
سے فرمایا کہ کھجور تیز کی چا بیوں کی گٹھی  
ہیں۔ سونے یا پتھر چیزوں کے۔ پسنی  
ان الله عنده علم الساعة الحدیث  
امام احمد نے بطریق آخر ہی عمر رضی  
اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث مذکورہ روایت کی





امام مسلم نے متعدد طرق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے پھر حافظ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ امام احمد نے روایت اس حدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس حدیث کو نقل فرمایا اور اس میں ہے کہ سائل نے کہا یا رسول اللہ مجھے بتائیے قیامت کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا کس حال اللہ یہ ان پانچ چیزوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا جس کا ذکر آیت ان انشا عندہ علم الساعة میں ہے صاحب فہمات المامول فرماتے ہیں کہ کتابوں کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ان غالی لوگوں پر صریح رو ہے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج ہی علیہ السلام دونوں وقت قیامت جاؤں میں برابر ہیں وقت قیامت کو جانتے پھر حافظ ابن کثیر نے اسی کے ہم منہ اور حدیث قبیلہ شو عامر کے ایک آدمی بروایت امام احمد نقل کی ہے جس کے میں ہے کہ شخص مذکور کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا کوئی ایسا علم صحیح ہے

عنه وسلم في الرواية لاخرى ما استول عنها باعلم من السائل انه وجبيل عليهما السلام متساويان في العلم بها ثم ذكر عن الامام احمد عنه يثا عن رجل من بني عمر في هذا المعنى وفي اخره ان الرجل المذكور قال للنبي صلى الله عليه وسلم لعل في من العلم ثم راتعلما قال قد علمني الله عز وجل خيرا وان من العلم ما لا يعلمه الا الله عز وجل النفس ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام الآية قال وهذا اسناد صحيح قال وقال ابن نجيم عن مجاهد جاء رجل من اهل البادية فقال ان امرأتى حبلى ما خبرني ما تلده ومتى تلده وولادنا مجدبة فاعلمني متى ينزل الغيث

ذہانتے ہوں ؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ  
نے مجھے خیر اور بھلائی کی باتیں سکھائی ہیں اور  
یقیناً ایسا بھی علم ہے جسے اللہ تعالیٰ کے  
سوا کوئی نہیں جانتا۔ مثلاً وہ پانچ چیزیں  
جن کا ذکر آیت ان اللہ عندہ  
علم الساعة میں ہے۔

حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح  
الاسناد ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں  
کہ بن ابی یحییٰ حضرت مجاہد سے روایت کرتے  
ہیں کہ مدیوں میں سے ایک شخص حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میری بیوی  
حامل ہے آپ مجھے بتائیں کہ وہ کیا جننے  
گی ؟ اور ہمارے علاقے ہاشمی نہ ہونے  
کے باعث خشک سوپکے ہیں آپ مطہر  
فرمائیں کہ کب ہاشمی ہوگی ؟ اور میں جانتا  
ہوں کہ میں کب پیدا ہوا تھا۔ آپ مجھے  
بتائیں کہ میں کب مروں گا ؟ تو اس پر اللہ  
تعالیٰ آیت ان اللہ عندہ علم  
الساعة کا عیب نہیں  
مانا فرمائی۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہی مفاریح

فند علمت متى ولدت فاحدثني  
متى اموت فاسرني عرو  
عل ان لك عده علم  
ساعة التي توفه عيم حير  
مجاهد و هي مفاتيح  
غيب الله قال الله تعالى  
عده مفاتيح الغيب لا يعلمها  
و من رواه ابن الجحاش  
من حویر۔ ثم ذكر عن  
سنة رتامة ما يؤيد ذلك  
باختصار۔

وتحکمہ اصلاحہ الغضیب  
شریف علی الذیۃ المذكورۃ  
تفسیرہ بحکلام قریب من  
حکام الحافظ ابن کثیر۔

ومن جملة ما ذكر عن قتادة  
قال خمس من الغيب استأثر  
له بمن فله يطعم عليهم ملكنا  
مقبلاً ولا نبياً مرسلأ  
الله عنده علم الساعة فلا  
يدري احد من الناس متى

ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے  
 سے " وعدہ مذکور العیب  
 لا یعلمہا الا هو " کہ یہ  
 کہ ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے اسے طریقت  
 کیا ہے۔ پھر حافظ ابن کثیر نے تصریح  
 عائشہ و حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما  
 سے وہ روایات نقل کی ہیں جو اسی کی تائید  
 کرتی ہیں۔ نستی المصنف

علامہ حطیب شمر بنی کے کسی روایت  
 مذکورہ کی تفسیر میں قریب قریب جو  
 کہی ہیں جو حافظ ابن کثیر نے کہے ہیں۔  
 منجملہ ان کے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ  
 کا یہ قول ہے کہ پانچ غیبیے ہیں جو  
 کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کر  
 لیا ہے۔ لہذا کسی مقرب فرشتے کو ایسا  
 مطلع کیا، ورنہ کسی پیغمبر کو۔ بلاشبہ  
 کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے پس  
 کوئی شخص نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی  
 کس سال اور کس جہنم میں واقع ہوگی؟  
 بات میں آئے گی یا دن؟ اور اللہ تعالیٰ  
 ہی ہر شے پر سلتے ہیں۔ پس کوئی غیبی

تقوم الساعة فی ای سنۃ  
 ولا فی ای شهر الیلام نہالی  
 ویفذل العیث فلا یعلم احد  
 متى ینزل الیلاد ام نہارا  
 ویعلم ما فی الارحام فلا  
 یعلم احد ما فی الارحام  
 اذ حکرا ام انتی احمر ام  
 اسود ولا تدری نفس ما  
 ذا تکسب عندا اخیرا ام مشر  
 وما تدری نفس بای ارض  
 تموت لیس احد من الناس  
 یدری ابن مضجعہ من  
 الارض الی بحرام فی بیت ام  
 سهل ام جبل۔

معن الب امامۃ رضى  
 الله تعالى عنه ان اعرابيا  
 وقف على النبي صلى الله عليه  
 وسلم يوم بدر على ناقه له  
 عشراء فقال يا محمد ما في  
 بطن ناقتي هذه فقال له  
 رحل من الانصار دح عنك

کہ بارش کب برسے گی۔ رات میں برسے گی یا دن میں۔ اور وہی جانتے ہیں جو کچھ رحمتوں میں ہے۔ بس کوئی نہیں جانتا کہ رحمتوں میں کیا ہے، ذکر ہے یا سونٹ، اسرح سے یا سیاہ؟ اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کس کسٹے کا خیر و شر؟ اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین میں برسے گا یعنی کوئی نہیں جانتا کہ زمین کے کس حصے میں اس کی قبر ہوگی۔ کس میں ہوگی یا تری میں؟ کسی زم زم میں ہوگی یا پہاڑ پر؟

حضرت ابو مامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدوی جنگ بدر میں اپنی دس ماہ کی حاملہ اونٹنی پر سوار ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ بڑے بھگتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ اس پر ایک انصاری نے اس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہٹ کر میرے پاس آ میں تجھے بتاؤں۔ تو نے اس اونٹنی سے جماع کیا ہے اور اس کے پیٹ میں تیرا ایک بچہ ہے۔ رسول اللہ صلی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 وھم الم حتی احمرک  
 وقعت انت علیھا و فی بطنک  
 ولد منک فاعرض عنہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ثم قال لا اللہ یحب حمل  
 حم کریم یدعی کل  
 قاس لکیم متفحش ثم اقبل  
 علی الاعراب فقال خمس  
 و یعلمون الا اللہ انت اللہ  
 عنده علم الساعة الا یہ  
 وعن سلمة بن الاکوع  
 قال کان رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم فی قبة حراء  
 اذا جاءه رجل علی فرس  
 فقال له من انت قال لعا  
 رسول اللہ قال منی الساعة قال  
 ضیب وما یعلم الغیب الا اللہ  
 قال ما تخب بطن فرسی قال  
 غیب وما یعلم الغیب الا اللہ  
 قال فمتی فسطر قال غیب وما

يسلم الغيب الا الله -

وعن بنت معوذ قالت

دخل علي رسول الله صلي

الله عليه وسلم صبيحة عرسى

وعندي جاريتان تغنيان

وتقولان وفينا نبي يعلم

ما في افعال اما هذا

فلا تقولوا ما يعلم ما في

عند الله .

قال العلامة القسطلاني

في شرح البخاري في تفسير

سورة الاحقاف معنى قوله

تعالى وينزل الغيب فلا

يعلم وقت ازاله من غير

تقديم ولا تاخير وفي

منه لا يجاور به الا هو يمكن

اذا امر به علمته ملائكته

الموحلون به وعن شاء

الله من خلقه - ويعلم ما في

الارحام مما يريد ان يخلقه

اذكر ام انثى اقام ام ناقص

اللہ علیہ وسلم نے اس انصاری سے فرمایا

لیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو لے لے

نیک آدمی سے محبت فرمائے ہیں اور ہر محنت

دل میں درباب رسالت سے بعض رکھتے

ہیں۔ پھر آپ ہر وی کی طرف متوجہ ہوئے

اور فرمایا یا کچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں خدا

تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر آپ

نے، آیت ان الله عند

علم الساعة " دیکھی ہے۔

صحبت سلم بن اکوع بھی لہ تعالیٰ

عز سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں

نہ صلی اللہ علیہ وسلم سرح قدم میں تشریف

فرماتے تھے کہ گھوڑی پر سوار ایک شخص آیا۔ اور

دریافت کیا کہ آپ کون ہیں، آپ نے

فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ کہنے

لگا تیرا مت کہہ آئے گی، آپ نے فرمایا

یہ غیب کی بات ہے اور غیب کی باتیں،

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ

کہے لگا سیری گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے،

آپ نے فرمایا کہ یہ غیب کی بات ہے اور

غیب کی باتیں، خدا تعالیٰ کے۔ اگر کوئی نہیں

جانتا وہ مدد ہی نچر بولا کہ بادشہ کب برسے  
گی ؟ آپ نے فرمایا یہ خیب کی بات ہے  
وہ خیب کی باتیں خدا تعالیٰ کے سوا کوئی  
نہیں جانتا۔

بنت محوز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی  
ہے کہ فرمائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و  
سلم میرے وسیعہ کے ان کی صبح میرے  
پاس تشریف لائے۔ میرے پاس دو لڑکیاں  
گاہری تھیں اور کبھی تھیں کہ مجھ میں ایک  
ایسا نبی ہے جو جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم  
دونوں یہ بات مت کہو اللہ تعالیٰ کے سوا  
کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا۔

علامہ قسطلانی رح بخاری کی شرح میں  
سورۃ انعام کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے  
فرمان "وینزل العیث" کے معنی  
ذیل میں فرماتے ہیں کہ "اس لئے کوئی نہیں  
جانتا کہ بارش برسائے گا صحیح صحیح وقت بغیر  
کسی تقدیم و تاخیر کے۔" و خاص کس شہر  
میں برسے گی۔ مگر جب اللہ تعالیٰ برسائے  
کا حکم دیتے ہیں تو جو طاقتور اس پر مقرر ہیں

لا احد سواہ لکن اذا امر  
بکونہ ذکرنا ان النخب  
و شقیا او صحیدا علمہ  
مسئکة الموحکون بد اللہ  
ومن مشا اللہ من خلقہ او۔  
وقال العلامة اسمعیل  
حق فی روح البیان ما یوافق  
ذک قال فضل ان اغیب  
محتص باللہ تعالیٰ و ما  
وی من الانبیاء و الاولیاء  
من الخیار عن الغیوب  
بتعلیم اللہ تعالیٰ اما بطریق  
الوحی او بطریق الالهام و  
التکشف فلا ینالی ذلک  
و حصا من علم الغیب مما  
لا یطلع علیہ الا الانبیاء و  
اولیاء و السلیکة کما اشار  
الیہ بقولہ عالم الغیب فلا  
ظہر علی عیبہ احدا الا  
من ارتضی من رسول  
ومنہ ما استأثر لنفسه لا یطلع

انہیں اور مخلوق میں سے جیسے اللہ تعالیٰ  
 چاہیں اسے اس کا علم حاصل ہو جائے  
 اور جو کچھ اللہ تعالیٰ جموں میں پیدا کیا ہے  
 میں وہی جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے  
 کوئی نہیں جانتا کہ وہ مذکور ہے یا نہیں  
 مکمل ہے یا ناقص ؟ لیکن حسب اللہ تعالیٰ  
 اس کے ذکر یا مؤثرات اور نیک یا بد  
 کا حکم دیتے ہیں تو اس پر امور فرماتے  
 دوسری مخلوق میں سے جسے اللہ تعالیٰ  
 چاہیں وہ جان لیتے ہیں۔ انتہی

تفسیر روح البیان میں علامہ سید  
 محقق نے اس کے موافق بات کی ہے جو  
 فرمایا۔ معلوم ہوا کہ عیب اللہ تعالیٰ کے  
 خاص ہے۔ اور انبیاء و اولیاء سے  
 کی خبریں دینا مروی وہ اس بنا پر ہے  
 اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ وحی یا الہام  
 کے ذریعہ بتلا دی ہیں۔ اس لئے علم غیب  
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے کے سبب  
 ہے جس پر انبیاء و اولیاء اور فرشتے  
 تعالیٰ کے بتلانے کی وجہ سے بھٹے ہو  
 جیسا کہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے

علیٰ مالک مقرب ولا سی  
 مرسل کما انشأ اللہ  
 بقولہ ۔ و عندہ مفاتح  
 الغیب لا یعلمہا الا هو  
 و منہ علم الساعة فقد  
 اخفی اللہ علم الساعة  
 لکن امارا تمایا انت من  
 لسان صاحب الشرع الخ  
 ما قال وقت تفسیر الامام  
 ابن جریر الطبری و  
 الامام فخر الدین الرازی  
 والامام ناصر الدین البیہاقی  
 و الجلالین و حواشیہم  
 موافقہ ذلک ایضا و اجمع  
 تفسیرہم ان تت  
 فان قلت قال اللہ تعالیٰ  
 فیہا یفرون کل امرحیکم  
 قال العلماء فی تفسیرہا ان  
 اللہ سلحافہ و تعالیٰ یقضی  
 فی تلك اللیلة التمام لیلۃ  
 القدر علی الاصح امر السنۃ



اس فرمان میں اشارہ کیا ہے اور عیب کا  
جاننے والا وہی ہے پس وہ اپنے عیب پر  
کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اپنے برگزیدہ  
پیغمبر کے " اور اسی میں سے وہ علم غیب کا  
بے حسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر  
لیا ہے۔ اس پر وہ کسی مقرب فرشتے کو مطلع  
کرتا ہے اور نہ پھیر کو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے  
اس کی طرف آیت " وعدہ معاتھ  
الغیب لا یفسہا الا ھو " میں اشارہ  
فرمایا ہے اور اسی میں سے پیامت کا علم  
بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نوحی لکھا ہے۔  
ابنہ اس کی کچھ نشانیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کی ربانی معلوم ہو گئی ہیں۔

امام بن جریر طبری۔ امام فخر الدین  
رازی۔ امام ناصر الدین ابیخاوی رحمت اللہ  
علیہم کی تفسیروں اور خلائین اور اس کے  
حواشی میں اسی کے موافق موجود ہے۔ اگر  
تم چاہو تو ان کی تفسیر میں ملاحظہ کرو۔  
اگر روئے عرض کرے کہ بشرہ تعالیٰ نے  
فرمایا ہے " فیما یفرق کل صدحکم "۔  
کہ اس راستہ میں ہر حکمت والا معاہدے کی جہاں

لی مشف و یس فیہا من  
یموت ومن یولد و ورق  
کل واحد ما یحصل فی  
تلك السنة من مصیبة  
وشدة وریخاد الی غیر  
ذلك و هذا یقتضی  
اطلاع ملک الموت علی امدة  
من یموت فی تلك السنة والملك  
الموکل بالامطار علی  
ما یحصل فی تلك السنة  
من الامطار و الملك  
الموکل بالارحام عن ما  
فی ارحام النساء فی تلك  
سنة فما الجواب عن  
ذلك۔

قلت الجواب عن ذلك  
ان تعلم ان معنى اختصاص  
الله تعالیٰ بالانبیاء الخمس  
وكل عیب ان علیہ تعالیٰ  
محیط من الازل الی  
الابد بالمعومات حکما ما کان

متنہا وما كان منها  
غير متناه و بافرادها جميعها  
وما يمكن لها من الصفات  
و الاحوال كلية و جزئية  
على وجه التفصيل لتام  
بحيث انه تعالى لا يزداد  
علما بشئ منها بعد وجودها  
و مروزها الى علم الشهادة  
على علمه به قبل ذلك و لذلك  
قال العلماء ان انقسام  
المعلومات الى ما هو من  
علم الغيب و ما هو من علم  
الشهادة انما هو بالنسبة الى  
المخلوق الحادث لا بالنسبة  
الى تعالى فالمعلومات كلها  
بالنسبة اليه تعالى من عالم  
الشهادة ازلا و بقاء مثلا  
انما الله تعالى خلق زميد  
في وقت كذا و في مكان  
كذا بصفة كذا الخ  
العوارض الجائزه

ہے۔ علماء سے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا  
ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے بستی میں وہ جو کہ  
اصح روایت کے مطابق سید القدر ہے آئندہ  
سے اسی بات تک کے معاملات کا فیصلہ  
فرماتے ہیں۔ اور اس بات میں بتلا دیتے ہیں کہ  
کون مرے گا کون پیدا ہوگا۔ اور ہر ایک کے  
رزق اور اس سال میں جو مصیبت اور نئی و  
نئی آئے والی ہوتی ہے سب کے بارے میں  
بتلا دیتے ہیں۔ اور یہ یقینی ہے کہ ملکوت  
اس سال میں مرے ولس کی مدت پر۔ اور  
بارش برسانے والا ہر شے اس سال میں ہونے  
والی بدشوں پر۔ اور احرام پر مستقر فرشتے جو  
کچھ اس سال صورتوں کے جموں میں ہے ان  
پر مطلع ہو۔ پس کیا جواب ہے اس کا ؟  
میں کہتا ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ  
اللہ تعالیٰ کے منجیات خمسہ بلکہ جمیع منجیات  
کے ساتھ شخص ہونے کے منہ سے کچھ معلوم ہونے  
چاہئیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم ازل  
سے لے کر اب تک تمام معلومات کو تفصیلی طور  
پر محیط ہے خواہ وہ معلومات تنہا ہی ہوں یا  
غیر تنہا ہی۔ نیز معلومات کے تمام افراد اور

ان کی تو وہ صفات نکتہ دعوات سے خواہ  
 کلی ہوں یا جزئی۔ سب کو تحصیل نام مجرب  
 ہے اس طرح سے کہ مخلوقات کے موجود  
 ہونے اور عالم شہادت میں آجانے کے  
 بعد اللہ تعالیٰ کے علم میں قطعاً کوئی  
 ضد نہیں ہوتا جو کہ اللہ تعالیٰ کو ان مخلوقات  
 کے موجود ہونے سے پہلے ان کے ہونے  
 میں حاصل تھا۔ اسی وجہ سے علم اسے فرمایا  
 ہے کہ مخلوقات کی تقسیم غیب اور شہادت  
 کی طرف مخلوق کے اعتبار سے ہے جو کہ  
 حادث ہے خالق کے اعتبار سے نہیں۔  
 پس تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے  
 دل سے لے کر ہر ایک عالم شہادت ہی  
 سے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے زید کو کسی  
 خاص وقت اور مخصوص جگہ میں اوصاف ممکنہ  
 کے ساتھ پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ پس  
 اللہ تعالیٰ کو زید کا علم دل میں ایسا ہی ہے  
 جیسا کہ اس کی خلقت و ایجاد کے بعد لیکن  
 اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے مستقبل میں پائی  
 جانے والی کسی چیز کے بارے میں حادث  
 مخلوق کا علم ایسا نہیں ہے۔ خواہ وہ مخدوم

علمہ سبحانہ و تعالیٰ  
 برید فی لازل کلمہ  
 تعالیٰ بعد حقیقہ واجبہ  
 و اما علم المخلوقات  
 احداث بشیء یوجد فی  
 المستقبل تعلیم اللہ  
 تعالیٰ ایماہ فلیس سک اللہ  
 سواء مکان مکان او بسیا  
 او ولیا فامہ لا مدان یرداد  
 علم اس زیتہ لذلک استی  
 بعد وجودہ بمشاهدتہ  
 بشخصاتہ و ایضا المخلوق  
 الاحداث ممن ذکر ایما  
 یلمہ مما یحکون فی  
 المستقبل شیئا قلیلا بالنسبہ  
 لمعلومات اللہ تعالیٰ  
 وان کانت کثیرا فی  
 نفسہ ادا فتور ہذا فنقول  
 فی الجواب عن قولہ تعالیٰ  
 فیما یفرق کل امر حکیم  
 وما ذکرہ العلماء فی

تفسیرہ ان اطلاع ملک الموت  
 علی من یموت فی تلك  
 السنة و اطلاع ملک الفیث  
 علی جمیع الفیث الذی  
 یکون فیما و ملک الارحام  
 علی من یولد فیما انما هو  
 اطلاع علی وجہ الاجمال  
 لا علی وجہ التفصیل التام و کذا  
 اطلاع اشیاء او الوعد  
 علی شی من ذالک او علی بعض  
 ما یصدر منه عندا مثلا علی  
 وجہ الاجمال لا علی وجہ  
 التفصیل التام فلیس ذالک  
 مناقضا لما دلّت علیہ الآیات  
 لسابقہ و ما ذکرہ الاثمة  
 الاعلام و ما تقدم فقله فی  
 کلامہ من الاحادیث  
 الصحیحة من اختصاصہ  
 تعلی بالاحاطة بالمعلومات  
 و بالمغیبات الحسن من  
 و حمین -

فرشتہ ہو۔ یا نبی۔ یا من۔ کیوں کہ ضروری  
 ہے کہ مخلوق کا علم کسی شیء کو اس کے ہوجور  
 ہونے کے بعد دیکھنے سے اس کے عورض  
 شخصیت کے مشاہدہ کے باعث بڑھ جائے  
 گا۔ نیز حادث مخلوق میں سے فرشتے۔ فریاد  
 اور اولیاء اللہ تمنا کے کی معلومت کے  
 بہ نسبت بہت کم مستقبل میں ہونے والی چیزوں  
 کو جانتے ہیں گو وہ اپنے مقام پر کتنی ہی بڑے  
 کیوں نہ ہوں۔ جب یہ ثابت ہو گیا تو آیت  
 " فیما یفرق کل مرحکمہ"  
 در علم ہونے جو اس کی تفسیر میں ذکر کیا ہے اس  
 کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ملک موت کا  
 و شب برأت میں، اس کے اندر مرنے والوں  
 پر مطلع ہونا۔ اور بارش کے فرشتے کا اس  
 سال ہونے والی تمام بارشوں پر مطلع ہونا  
 و ارحام کے فرشتے کا اس سال پیدا ہونے  
 والوں پر مطلع ہونا اجمالاً ہے تعصیلاً نہیں  
 ایسے ہی بی یا دنی کان میں سے کسی چیز پر  
 مطلع ہونا یا کل کو پیش سے صادر ہونے والی  
 کسی چیز پر مطلع ہونا اجمالاً ہے تعصیلاً نہیں۔  
 ہذا یہ دو وجہوں سے اس بات کے متافی

الاول : ان اطلاع من  
بما رواه عن بعض  
بزيات ذلك على وجه  
الاحاطة -

لشافع . ان اطلاع  
في ايضا ليس على وجه  
كفصير التام

و مسندنا في هذا التوجيه  
للمع بين الادلة ما ذكره  
علامه ابن حجر في  
روح الاربعين في حديث  
مسعود لذي رواه  
بجان - عنه انه قال حدثنا  
عبد الله بن علي  
بن وهب وهو الصادق الصدوق  
في حديثه يجمع خلقه في  
الاربعين يوما لطفة  
بشرب علقه من  
ثم يكرن منقعة  
لك ذلك ثم يرسل الله  
لك منقعة في الروح و

نہیں ہے۔ جس پر سابقہ آیات، انہر کرام  
کا ذکر کر وہ کلام۔ در ان کے کلام میں نقل کی  
جانے والی احادیث صحیحہ دلالت کر رہی ہیں  
کہ تمام معلومات کا احاطہ اور منیبات خسہ کا  
علم اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہے۔

اور یہ کہ مذکورہ لوگوں کا مطلع ہونا  
منیبات کی بعض جزئیات ہے مذکور سے  
احاطہ کے طور پر۔

درم : یہ کہ ان کا اس پر مطلع ہونا  
بھی تفصیلاً نہیں ہے۔

اس توجیہ اور جمع من الادلہ کے لئے  
بہاری دیں وہ ہے جسے علامہ ابن حجر  
سے اربعین کی شرح میں حضرت ابن مسعود رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کے ذیل میں ذکر  
کیا ہے جسے شیخین نے ان سے روایت  
کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم سے حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم نے جو کہ صادق و صدوق ہیں  
میاں کیا کہ تم میں سے ہر شخص اپنی ماں کے  
پیسے میں چالیس دن بطور نطفہ رہتا ہے  
پھر آتی ہی مدت جتا ہوا خون بن کر پھر  
اسا ہی ہر گزشت کا و مقرر ہو کر پھر

یومہم باربع حکلمات یکتب  
 ورقہ و حدہ و عملہ و شتی  
 و سعید الحدیث - فانہ  
 مشارک للحادیث صحیحہ  
 متعلق بذالک -

ثم قال فمن ذلك  
 الأحادیث يصلح ان النطفة  
 اذا استقرت في الرحم  
 احدها الملك بكفه فقال  
 ای رب اذکر م انثی شقی  
 او سعید ما الاجل ما الاثر  
 یا ای ارض تموت فیقال له  
 انطلق للام الكتاب ای  
 الوح المحفوظ فانک تجد  
 قصة هذه النطفة فیینطلق  
 فیجد قصتها فی ام الكتاب  
 و ذالک انه لو کان اطلاق  
 ملک الارحام علی کل حین  
 تولد فی تلك السنة علی  
 وجه التفصیل التام لما احتاج  
 ان یسأل عن حال النطفة

انہ تمائے یک دستہ بھیجے میں تو اس میں  
 صرح چھو نکتا ہے - اور جسے چار باتوں کا حکم  
 پڑھا ہے وہ لکھا ہے اس کا ورق اس  
 کی اجل اور اس کا عمل اور اس کا سعید و شقی  
 ہوا۔ احدیث میں محمد سے ان دیگر صحیح  
 حدیث کو طرف بھی اشارہ کیا ہے جو اس سے  
 متعلق ہیں۔

اور پھر فرمایا کہ ان احادیث سے ہوا  
 ہوتا ہے کہ لفظ حبیب رحم میں ٹھہرنا ہے  
 فرشتہ اسے پختی پختی میں سے پتا ہے  
 وہ کتاب ہے اسے برے ہے یہ لکھتے  
 مرنٹ ؟ بد بخت ہے یا نیک بخت ؟  
 اس کا وقت موعود کیا ہے ؟ اس کا عمل کیا  
 ہے جس سرزمین میں مرے گا ؟ پس اسے  
 کہا جاتا ہے کہ لوح محفوظ کی طرف جا کر  
 تو اس لفظ کا قصہ دوہاں لکھا ہو۔ پانے کا  
 پس وہ جاتا ہے اور لوح محفوظ میں اس کا  
 قصہ پلینا ہے۔ اور یہ داستاں اس  
 لئے ہے کہ اگر ارہام کے فرشتے کو اس سے  
 پیدا ہونے والے ہر جنین پر تفصیلاً  
 ہوتی تو وہ اس بات کا محتاج نہ ہوتا کہ

کے حال اور عمر میں غلطی کا ٹھہرنے کے وقت  
 اس پر اتنے دوائے عزالت کے دوسے جن  
 سوال کرے۔ اور اسی کے مثل کھالوت  
 در بارش پر قرقر فرستے کا حال ہے۔ اور اسی  
 سے اس حدیث کا جواب جس میں فرمایا ہے  
 " لا تُعْطِيَنَّ الرَّأْيَةَ عَسَا " کہ  
 کل میں ضرور جھنڈا عطا کروں گا۔ اور اسی کے  
 مثل دوسری اہل حدیث کا جواب بھی واضح  
 ہو گیا۔ وہ ان کا ان اشیا میں سے کسی چیز  
 پر اس کے وقوع سے متوہمی دیر پہلے علی  
 وجہ انہیں مطلع ہو جائے۔ یہاں یہ صحت لڑائی  
 علیہ السلام کا قیامت کے وقت پر مطلع ہو  
 جا، جس وقت کہ ائمہ نے انہیں سو  
 بھونکنے کا حکم دیں گے تو اس سے بھی کوئی  
 اعتراض نہیں پڑتا کیونکہ یہ اطلاع منتر لکھا  
 کے اس کو نافذ کر دینے کے وقت ہے۔  
 لہذا یہ اطلاع بعد الوقوع کے حکم میں ہوگا۔  
 اس لئے کہ جو چیز کسی شیئی کے قریب ہو اس  
 کو اسی ہی کا حکم دے دیا جاتا ہے۔

ما یحکم علیہ عند استقرار  
 الرحم ومثل هذا حال  
 ملک الموت وملك الامطار  
 بهذا ایضا یتصح الحواب  
 حدیث لا عظیمین الراية  
 عدا و امثالہ  
 واما اطلاعہم علی شیء  
 و ذلك علی وحد التعمین  
 الحمله قبیل الوقوع کا اطلاع  
 سرفیل علیہ السلام علی  
 ت فیم الساعۃ عند امر  
 ن قلب ایاہ بالفتح  
 سورہہ انصاعین و اس د  
 د اللہ عند الاماد  
 قلب وہ تعوی حکم  
 لا عنا علیہ بعد وقوعہ  
 ما قور من الشیء  
 علی حکمہ

# باب الثانی

باب الثانی فا ذکر  
 لصوصی شمة البیّن الدّلة  
 علی صحّته ما حررنا علیہ  
 فی هذه الرسالة وحق  
 لبقی قبلها سوی ما تقدم  
 نقله . فتقول قال الامام  
 المجتهد محمد بن جریر  
 الطبری فی تفسیر قوله  
 تالی وعنده معانیم العیب  
 لا یومنها الا هو یعنی بقوله  
 وعنده معانییم العیب حزائش  
 لعیب عظامه ک حدیثی  
 محمد بن الحسنین قال حدث  
 احمد بن العاص قال سمنا  
 اسباط عن سعدی وعنده  
 معانییم العیب قال یقول  
 حزائش العیب حدیثنا ابن  
 وکیع حدثنا ابن عن مسعر

وہ عبارت "تحریریں گی" کی تفسیر  
 کے بیان میں ہے جو پہلے لکھی ہو  
 سابقہ رسالہ میں بیان کر کے  
 ہونے پر خالی ہیں۔ مولف نے ان کے حیرت  
 پہلے نقل کیا ہے۔ چنانچہ ہم نے  
 امام محمد بن جریر طبری سے  
 مدد سے عیب لا یومنها لا  
 کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وعنده  
 معانیم العیب سے۔ عیب سے  
 میں ہے جو کہ محمد بن جریر سے بیان  
 فرماتے ہیں۔ محمد بن احمد بن المنفلوطی نے بیان  
 کی وہ فرماتے ہیں میں سے اس لئے کہ  
 کہ وعنده معانیم العیب  
 کے بارے میں تفسیر کے بعد اس  
 حدیث سے بیان کیا ہے کہ اس سے  
 خزان عیب میں اس کی طرف سے  
 نے کہا کہ حدیث میں سے بیان کیا



ل کے والد وکیع نے بیان کی تھی۔ وکیع نے  
 اس حدیث کو مسمر سے روایت کیا۔ انہوں  
 نے عمرو بن الرہ سے۔ انہوں نے عبد اللہ  
 بن سلمہ سے نہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا آپ نے  
 فرمایا کہ تمہارے نبی کو ہر چیز دی گئی ہے سوائے  
 مفاہیح الغیب کے۔ اسی طرح قاسم نے  
 کہا۔ حدیث ہمیں بیان کی وہ فرماتے  
 ہیں میں حسین نے یہ حدیث بیان کی۔ وہ  
 فرماتے ہیں مجھے اس حدیث سے حدیث بیان کی  
 محمد نے اس حدیث کو بن جریج سے نقل  
 کیا۔ انہوں نے عن خراسانی سے۔ وہ  
 انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
 روایت کی کہ آپ نے وعدہ  
 مفاہیح الغیب کے بارے میں فرمایا  
 یہ پانچ چیزیں ہیں جو آیت اللہ  
 وعدہ علم الساعة یا علیہ  
 خیر میں ذکر ہیں۔

امام غزالی نے اس حوالہ سے اس حوالہ سے کہ  
 کتاب الحجة والشوق میں فرماتے ہیں کہ  
 کہاں ہے ادیس و آخرین کا تعلق اللہ تعالیٰ سے

عن عمرو بن الرہ عن  
 عبد اللہ ابن سلمہ عن  
 ابن مسعود قال اعطی  
 نبی کریم کل شیء الا مفاتیح  
 الغیب حدثنا ابنا سمور قال  
 حدثنا الحسن بن علی قال حدثنا  
 جابر عن ابن جریج  
 عن عطاء الخراسانی عن  
 ابن عباس و عندہ مفاہیح  
 الغیب قال لئن علمت ان  
 نزل الغیب الی ان اللہ  
 علیم خیر۔

وقال الامام غزالی فی  
 حیاہ فی کتاب المحبة والشوق  
 من علم لا ولید  
 آخرین من علم اللہ تعالیٰ  
 الذی یحیط بالکل حادثہ  
 مرحۃ عن اسماء بنت  
 لایزب عن متقان و  
 السموت و فی الارض

و قد فطرب الخلق كلهم  
 فقال عز وجل وما اوتيتهم  
 من العلم الا قليلا بل لو  
 اجتمع كل الارض واسماء  
 عم ان يحيطوا بعلمه و  
 حكمت في تعصير خلق  
 نملة او نوصلة لو يطعموا  
 على عشر عشير ذالك ولا  
 يحيطون بشئ من علمه  
 الا بما شاء و لقد بسبب  
 انك علمه به مذاق كلهم  
 فلو ليتمه علموا حكما قال  
 تعالى خلق الانسا علمه  
 البيان-

شعوق و فضل علم الله  
 تدان على علوم الخلائق  
 خارج عن النهاية اذ معروها  
 لا نهاية لها و معلومات  
 الخلق متناهية  
 قال الشارح و الحمد حاصل اللفيد  
 حظا من وصف العلم

کے علم سے جو کہ ہر چیز کو محیط ہے۔ لہذا تو  
 جس کا کوئی شمار نہیں۔ حتیٰ کہ آسمان اور  
 زمین میں ذرہ برابر چیز بھی اس سے غائب  
 نہیں ہے۔ و اس کے تمام مخلوق کو کھانا  
 کر کے دیا کہ وہ اس میں سے تمہیں نہیں  
 گیا مگر مخلوق سے۔ کھانہ گریہ و آسما  
 کی ساری مخلوق اس پر کھٹی مویا سے کہ وہ اب  
 چھوٹی یا کھانہ کی میدان کی تحصیل کے لیے  
 میں نہ تھا کہ علم و حکمت کا اظہار کرے  
 وہ اس کے عشر عشیر پر معد میں ہو سکتی اور  
 وہ نہ تھے اسے ہرگز کا حاد کر سکتے  
 جتنا وہ چاہے اور وہ کھانا سا علم جو نہ  
 تعالیٰ نے ساری مخلوق کو دیا۔ اس کے بھی اتنے  
 حاسے کی تعلیم ہی سے مخلوق نے جانا سے  
 کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے ان  
 کو پیدا کیا اور اسے بیان سکھایا۔  
 پھر امام غزالی نے فرمایا کہ مخلوق کا  
 علوم پر اللہ حاسے کے علم کی فضیلت کی  
 شمار نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے معلوم  
 غیرتہ ہی میں اور مخلوق کی معلومات  
 متناہی ہیں۔

حکایت  
 علم  
 خواص  
 ا  
 مضمون  
 معلوم  
 علم  
 د  
 و  
 بلا  
 بی  
 حک  
 ک  
 یں  
 ر  
 من  
 ب  
 ی  
 ل  
 ل  
 م

یخفی و لکن یعارف

علم الله تعالیٰ فی

ثلاث

مدد ما اکتب - العیة

ف وهو کثر تها فان

ت اکتب وان اتسعت

محصورة فی قلبه

ت نسب ما لا یفیه

الثانیة ف کشف

یع لغایة التعلی

ن و راعف بل تحکون

مدته الاشیاء صانه

من وراء ستر

و درجات الحکشف

تة و صرف من م

وقت لاسفار و بین

فج اول ضحوة انهار

والثانیة ان علم الله

الاتیة ویر مستعاد من

مء بل لاشیا مستعد

و علم العیة یا نعیم

شاریح فرماتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ

ہندسے کو وصف علم کا پھر تھوڑا سا حصہ ظا

ہے جو قریب اسی ہے کہ مخفی ہو لیکن جس

کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے ہیں خواص میں وہ

ہو جاتا ہے۔

یہاں خاصہ ۱ تو وہ ہے جس کی طرف

مصنف نے اشارہ کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے

کی مخلوقات کا کیر ہونا۔ کیوں کہ ہندسے کی

مخلوقات خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں۔ ہوں وہ

ان کے دل میں صو۔ ہیں۔ لہذا تمنا ہی کی غیر

تمنا ہی کے ساتھ کیا سمیت ؟

دوم ۱ یہ کہ اگر مشیاء ہندسے کو

حائس تو ان کا انکشاف ہی ہندسے میں ہی ہے

اگر جس سے آئے انکشاف ممکن نہ ہو بلکہ ہے

کامشذہ شیاء ایسا ہوتا ہے جیسا کہ وہ

اس میں کہہ رہے ہیں کہ یہ سچے دیکھ رہا

ہے آتف کے احاطہ سے جو ہے میں

حیاء۔ طلوع شمس سے پہلے اسفار کے وقت

کے اکتاف اور طلوع شمس کے بعد چاند

کے وقت کے انکشاف کے درمیان فرق ہے

سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ سے کا علم شیاء

سے مستفاد نہیں ہے بلکہ اشیا، اس کے لئے  
سے مستفاد ہیں۔ اور بندہ سے کا علم، شہاد کے  
تالیق اور ان سے حاصل ہے۔ اگر تجھ پر یہ  
فرق سمجھنا مشکل ہو تو شرطیج سیکھے دے  
کے علم کو شرطیج ایجاد کرنے والے کے علم سے  
نسبت دے، کر دیکھئے، کہ واضح کا علم  
وجود شرطیج کا سبب ہے، اور وجود شرطیج  
علم متعلم کا سبب ہے۔ اور واضح کا علم، وجود  
شرطیج سے پہلے ہے۔ اور متعلم کا علم، وجود  
شرطیج کے بعد اور موخر ہے۔ پس ایسے  
ہی اللہ تعالیٰ کا علم استیسا سے پہلے اور  
ان کے وجود کا سبب ہے اور ہمارا علم ان  
کے برعکس ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی شان  
اعلیٰ ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے علیہ  
"فما دے حدیثیہ" میں فرماتے  
ہے کہ کلام کرنے کے بعد فرماتے  
ہیں کہ، "یہاں سے کہ جس عیوب پر  
سورے کے منافی ہمیں ہیں یہ وہ عیوب  
یعنی قل لا یعد من فی  
سمرت و الارض العیب

تابع للاشیاء و حاصل بہا و  
ان اعراض علیک فہم  
هذا الفرق فانہ علم  
تعمیر لشرطیج الی علم  
واضح فان علم الواضح  
ہو سبب وجود الشرطیج و  
وجود الشرطیج ہو سبب  
عدم المتعلم و علم الواضح  
سابق علی الشرطیج و علم  
المتعلم مسبوق و متاخر  
عن الشرطیج فکذا لک علم  
اللہ تعالیٰ بالاشیاء سابق  
علیہا و سبب لہا و علمنا  
بخلاف ذالک و لک امثل  
ادعی

وقال العلامة ابن حجر  
فما دے حدیثیہ لعد  
کلام ولا ینافی ما تقدر  
من اطلاق الاولیاء علی  
بعض العیوب الایمان یعنی  
قوله تعالیٰ قل لا یعد من

فی السموات و الارض  
 قلب الا الله و قوله عالم  
 غیب فلا ینظر علی غیبه  
 لعل الا من ارغضی  
 بناء علی ان الاستماع فی  
 الثانية منقطع وهو ما ذهب  
 الیه المعترضات و استدلوا  
 به علی فنی حکایات الاولیاء  
 جملة منهم ان لا یبذل  
 طیما او علی خصوص عندهم  
 محذورات من الغیب الا  
 هلاک الایة ان جعلنا  
 الاستغناء مستقلاً و احد عدم  
 التناقضات ان سمر الاضیاء  
 والا ولیاء سما هو با علام  
 من الله تعالی لهم  
 و علمنا ان الله انما هو با علام  
 لنا و هلا غیر عدم لله تعالی  
 الذی قسود به و هو صفة  
 من صفاته القدیمة  
 الازیمة السائمة الالمدیة

الا الله ، اور ، علم الغیب  
 فلا ینظر علی غیبه احدا  
 الا من ارغضی الایة  
 بہ حبب معزاد کے مطابق دوسری آیت میں  
 استثناء مستند ہو سکتی صورت میں ہرگز نہ  
 ہے اس کے کہ نہ اولیاء کی فنی ہر مسئلہ  
 کیسے اور قابل مستند کے اس بات سے  
 کہ مطلق کر ملت و لیار پر یا خاص خود پر  
 غیب کی بعض حیاتیات کے جائز ہے یہی  
 آیت دلالت کرتی ہے۔ اگرچہ ہم کو اس  
 آیت میں مستندہ کو مستطیع مانیں ، اور  
 دونوں آیتوں میں منافیات اس لئے نہیں  
 کہ انبیاء و اولیاء کو اللہ تعالیٰ کے  
 سے علم حاصل ہوا ہے۔ اور میں انبیاء و  
 اولیاء کے تبارک سے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ  
 کے اس علم کے غیر جس کے ساتھ اللہ  
 تعالیٰ سفرو میں۔ اور وہ ان کی ان کی  
 بہری ، قہری اور دلکی صفات میں سے  
 ایک صفت ہے جو تغیر اور حدیث و  
 نقصان نیر حرکت و نقصان کی علامات  
 سے پاک و صاف ہیں۔ بلکہ وہ ایک علیا

علم سے جس کے ذریعہ وہ تمام معلومات کو  
 جانتا ہے خواہ وہ کئی ہوں یا جزئی۔  
 اور خود ماضی میں ہر جگہ ہوں یا آئندہ  
 ہونے والی ہوں۔ یہ بھی جانتا ہے کہ اللہ  
 تعالیٰ کا علم نہ پریمی جو دنیوی وحدت  
 بکلاف تمام مخلوق کے علم کے اندر سب  
 یہ بات ثابت ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر  
 علم وہ ہو گا جس کے ذریعہ اس نے اپنی  
 تعمیر کی ہے۔ اور مذکورہ آیتوں میں تم  
 دی ہے کہ اس میں س کا کوئی شریک  
 نہیں ہے۔ پس حیب کو اس کے سوا کوئی  
 نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ کے سوا جو  
 لوگ حیب کی بریات جانتے ہیں وہ تو  
 اللہ تعالیٰ کے بتلانے اور مطلع کر دینے  
 کی بنا پر جانتے ہیں۔ وہ اس وقت غیر اللہ  
 پر یہ اطلاق نہیں کیا جا سکتا کہ وہ حیب  
 جانتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کی کوئی سماعت  
 ایسی نہیں ہے جس کی بنا پر وہ مستقفا  
 حیب جانتے پر قادر ہوں۔ نیز انہوں نے  
 خود حیب کو نہیں جانتا بلکہ انہیں بتلایا  
 گیا ہے۔ نیز جو بتلایا گیا ہے وہ بھی مطلق

المنزهة عن التغير وسمات  
 الحدث و المقص و المشاركة  
 و الاقسام بل هو علم واحد  
 علم به جميع المعلومات  
 كلياً و حثياتها ما كان  
 منها و ما يحكون او يجوز  
 ان يحكون ليس بضروري  
 ولا كسفي و لا حادث  
 بخلاف علوم سائر الخلق۔

اذ تقرر هذا فالعلم  
 الله المذكور هو الذي تمدح  
 به و اخبر في الآيتين  
 المذكورتين بانه لا يشاركه  
 فيه احد فلا يعلم الغيب الا  
 هو و من سواه ان علموا  
 جزئيات منه فهو باعلامه  
 و اطلاعه لهم و حينئذ لا  
 يطلق انهم يعلمون الغيب  
 اذ لا عفة لهم يقتدرون  
 بها على الاستقلال بعلمه  
 و ايضا هم ما علموا و انما

علم غیب نہیں ہے۔ کیوں کہ جس کو کچھ غیب  
کی جزئیات کا علم دیا گیا ہے، نفس بعض  
غیب کے جانتے ہیں، اس کے ساتھ ملا کر  
اور دوسرے حصے دل بھی شریک ہیں۔  
پھر اللہ تعالیٰ کا انبیاء و اولیاء کو بعض  
منہیات کا تسلل دیا ممکن ہے اور کسی طرح  
بھی عمل کو مستلزم نہیں ہے لہذا اس کے  
دفعہ کا انکار کرنا عناد ہے۔ اور یہ بات  
مدہی ہے کہ مطلق بعض غیب کے علم سے  
انبیاء و اولیاء کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ  
اس وصف علم میں شریکیت لازم نہیں آتی  
جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہی تعریف  
فرمائی ہے۔ اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ  
ازل وابد متصف ہے۔

اور آیت کریمہ کی تفسیر میں جو کچھ ہم  
نے ذکر کیا ہے، اہم نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ نے بھی اپنے فائدے میں اس کی تصریح  
دہرائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ آیت کے معنی  
یہ ہیں کہ غیب کو مستغلا اور تمام معلومات  
کے احاطہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کے سوا  
کوئی نہیں جانتا۔ رہے معجزات و کرامات

علموا وایضہم ما علموا  
غیبا مطلقا لان من اعلم  
شیء منه یشارکہ فی اللئکة  
ونظرا وہ ممن اطلع۔  
ثم اعلام اللہ تعالیٰ  
للانبیاء واولیاء ببعض  
الغیب مما یمکن لا یمتثلن  
محالا بوجہ فانکار وقوعہ  
عناد ومن البہداهۃ انہ  
لا یوردن الی مشارکتہ  
بہ تعالیٰ فیما نقر بہ من  
العلم الدعی تمدح بہ  
واقصف بہ فی الازل و  
ما لا یزال۔

وما ذکرناہ فی الایۃ  
صرح بہ الوری رحمہ اللہ  
تعالیٰ فی فتاواہ فقال مضہ  
لا یعلم ذلک استغلا لا و  
علم احاطۃ بکل المعلومات  
الا اللہ و ما المعجزات و  
الکرامات ما علم اللہ تعالیٰ

لمر علت، وكذا ما علم  
باجراء العادة التي كلامه -

وقد قل علامه ملا  
علي قاضي في موضع عاتق  
والجملون ابن غرس  
عن العاقلة جلال الدين  
السيوطي ما نصه والعبارة  
للملا علي قاضي -

قلت تحقيق هذا  
الحديث قد تصدع  
جلال الدين السيوطي في  
رسالته سماها «الكشف عن  
مجازرة هذا الامة لائف»  
وحاصله انه يستفاد من  
الحديث اشبات قرب القيامة  
ومن الايات فحى تعيين  
تلك الساعة فلا منافات وتهدفة  
انه لا يتجاوز عن الخمسة  
بعد الالف - قال وقد جاهر  
بالكذب بعض من يفتي زعمنا  
العلم وهو متشبه بما يعط

تورده الله تعالى كونه متلا ويتكسر  
هوتے ہیں۔ ایسے ہی وہ اس طرح ثابت  
طریقہ کی بنا پر معلوم ہوں ہاتھی۔

علامہ ملا علی قاضی نے علامہ ابن  
ہبشی سے مرفوعات میں اسے نقل کیا  
ابن عمر کسی نے عاتقہ بن علی بن سیرین  
سے نقل کیا ہے جس کی اصل عبارت یہ ہے  
یہ عبارت ملا علی قاضی نے لکھی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جلال الدین سیوطی  
اپنے رسالہ پر سورہ «الكشف عن  
مجازرة هذا الامة لائف»  
میں اس حدیث کی تحقیق کے لیے پہنچے  
ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث سے  
قرب قیامت کا اثبات ہوتا ہے اور آیت  
سے قیامت کی تعیین کی گئی ہوتی ہے لہذا  
کوئی منافات نہیں خلاصہ کلام یہ ہے  
کہ امت محمد و علی علیہما الصلوٰۃ والسلام  
کو چھ ہزار سال سے متجاوز نہیں ہوگی آپ  
فرماتے ہیں کہ ہم سے پہلے میں یعنی بدھ  
نظم سے یہ کلمہ کھلا جھوٹ بر لایے کہ رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم جلت ترنگہ کہ قیامت کہ



ان رسول الله كان يعلم  
 متى تقوم الساعة قيل له  
 بقه قال فحدث جبريل  
 ما السؤل عنها باعلم من  
 سائل فخره عن موضعه  
 وقال معناه انا وانت فعلها  
 وهذا من اعظم الجهنم  
 واقبح التحريم والنسب اعلم  
 بالله من ان يقول نعم  
 كان يظنه اعرابيا انا واقت  
 تعلم الساعة الا ان  
 يقول هذا الجاهل انه  
 كان يعرف انه جبريل  
 فرسول الله عليه السلام  
 هو الصادق في قوله والذي  
 نفسي مبده ما جاء في  
 صورة الا عرفته غير هذه  
 الصورة وفي اللفظ الاخر  
 ما تشبه عن غير هذه  
 صورة وفي اللفظ الاخر  
 ردوا على الاعراب

کام ہوگی ؛ جب اس سے کہا گیا کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث جبریل سے  
 فرماتے ہیں کہ جس سے سوال کیا گیا ہے  
 حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ قیامت  
 کے بارے میں سائل حضرت جبریل علیہ السلام  
 سے زیادہ ظلم نہیں رکھتا تو اس نے اس  
 حدیث کے معنی میں تکریم کر دی اور کہا ہے  
 کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میں اور تو دونوں  
 قیامت کو جانتے ہیں۔ اور یہ اتنی بڑی  
 جنات اور قبح ترین تکریم ہے۔ بخدا  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بلند و برتر ہیں  
 کہ جس شخص کو ایک بروی کچھ ہے اس سے  
 یہ فرمائیں کہ میں اور تو قیامت کو جانتے  
 ہیں مگر یہ کہ یہ جاہل کہے کہ حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم جانتے تھے کہ سائل حضرت جبریل  
 علیہ السلام ہیں، لیکن یہ غلط ہے کہوں کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس  
 قول میں کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی  
 جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جبریل  
 جس صورت میں بھی آئے میں نے تمہیں  
 پہچان لیا۔ سوائے اس صورت کے۔

فد هبوا فالتمسوا فلم يجدوا  
 شيئاً وإنما علم النبي صلى  
 الله عليه وسلم بعد مدة  
 كما قال عمر فبثت مديا  
 فقل عليه السلام يا عمر ردا  
 استدعى من السائل والمخرف  
 يقول انه علم وقت السؤال  
 انه جبريل وسع يجبر اصحابه  
 بذلك الا بعد مدة شعر  
 قوله في الحديث ما المسؤل  
 عنها با علم من السائل  
 يوصل سائل و مسؤل  
 فكل سائل و مسؤل عن  
 الساعة هذا شأنهما و  
 لكن هؤلاء الغداة عنكم  
 ان علم رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم منطوق  
 على علم الله سواء و بسواء  
 فكل ما يعلمه الله يعلمه  
 رسوله -  
 و لله تعاقب يقول ومن

اور دو مرتب روایت میں ہے کہ جبریل  
 مجھ پر اس مرتبہ کے علاوہ کبھی مشتبہ نہیں  
 ہوتے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ  
 آپ نے صحابہ کو دوسرے فرمایا کہ اس کا نام  
 کو میرے پاس دوبارہ بلا لاؤ صحابہ کو کہہ  
 گئے اور انہوں نے ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ یہ  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرصے کے  
 بعد جان لیا۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
 فرماتے ہیں کہ میں تھوڑی دیر تک ردا تو حضور  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ اس عمر  
 جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا؟ وہ مخوف  
 کہتا ہے کہ بوقت سوال ہی حضور اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو پتہ چل گیا تھا کہ یہ جبریل رضی اللہ عنہ  
 لیکن صحابہ کو آپ نے ایک وقت کے بعد  
 بتلایا۔ پھر حدیث میں حضور علیہ السلام کا  
 فرمان۔ ما المسؤل عنها با علم  
 من السائل۔ "مسائل و مسؤل  
 کو عام سے پس قیامت کے بارے میں  
 مسائل و مسؤل کی یہی حالت ہے۔ لیکن ان  
 غالی لوگوں کے نزدیک رس اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کا علم اللہ تعالیٰ کے علم پر برا بھلا

حولہ کے من الاعراب مناخون  
ومن هل المدينة مردوا  
عل استفاق لا تعلمہ۔

ہذا حق عبادة وھی  
من او احد ما انزل من  
القرآن هذا والنافقون  
حیرانہ فی المدینة انھی

ومن اعتقد تسویة  
علم الله ورسوله بکفر اجماعا  
کیا لا یخفی۔

قل ومن هذا حدیث عفا  
عائشة رضی اللہ تعالیٰ  
عنها لما رسل فی طلبہ  
فاثا روا الجمل اعم واما  
یومید ما تقدم ویبطل قول  
القائل حدیث عائشة۔

نقد ذکر العماد بن کثیر فی  
تفسیرہ وهو من اکابر  
المحدثین۔

قال البخاری حدیثنا  
عبد الله بن یوسف اخبرنا

منطبق ہے۔ پس ان کے نزدیک جو کچھ  
تعالیٰ تعالیٰ جانتے ہیں وہ رسول نے صلی  
اللہ علیہ وسلم بھی جانتے ہیں۔ حالانکہ اللہ  
تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ کے گرد و پیش  
والوں میں سے کچھ عرابی منافق ہیں۔ اور  
مدینہ میں کچھ ایسے ہیں کہ نفاق کی  
حد کمال پر پہنچے ہوئے ہیں۔ آپ ابھی  
یہیں جانتے۔ یہ آیت سورہ برات کی  
ہے جو سب سے آخری نازل ہوئے والی  
سورہ ہے۔ حالانکہ منافقین مدینہ میں  
آپ کے بڑوسی تھے۔ انتھی۔ اور جو شخص  
خدا اور اس کے رسول کے علم کے برابر ہونے  
کا نتیجہ و رکنا ہے اس کی مال جماع تکفیر  
کی جائے گی جیسا کہ معنی نہیں۔

فرماتے ہیں کہ اسی قبیل سے حضرت عائشہ  
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارہ والی حدیث  
سے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
صحابہ کرام کو اس کی تلمیذ میں بھیجا اور رسول  
نے اونٹ کو ٹھایا یعنی ان دلائل میں سے  
جو ہمیں کلام کی تائید و قائل کے قول  
کو مائل کرتے ہیں۔ ایک صحیح حدیث عائشہ

حالات عن عبد الرحمن بن  
 قاسم عن أبيه عن عائشة  
 قالت خرجنا مع رسول الله عليه  
 السلام في بعض أسفاره  
 حتى إذا كنا بالبيداء أو  
 بلاد الحثيث انقطع عذقي  
 فأقام رسول الله عليه السلام  
 على الناس وأقام الناس  
 معه وليوا على ماء وليس  
 معهم ماء فأتى الناس إلى  
 أبي بكر فقالوا ألا نرى ما  
 صنعت عائشة أقامت برسول  
 الله صلى الله عليه وسلم و  
 بالناس وليوا على ماء وليس  
 معهم ماء فجاء أبو بكر و  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 رضع رأسه على وجه  
 فدناهم فقال حبست رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم والناس  
 وليوا على ماء وليس  
 معهم ماء فأتى فعاتبني

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث صحیح  
 ہے۔ حافظ محمد والدین بن کثیرؒ نے حکایت کی  
 میں سے ایک بڑے محدث ہیں پتی تعمیر  
 میں ذکر کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ  
 کہ ہمیں عبد اللہ بن یوسف نے حدیث بیان  
 کی وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں مالک نے  
 حدیث بیان کی اور انہوں نے یہ جہد لعمریہ  
 بن قاسم سے نقل کی اور انہوں نے اپنے والد  
 سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔  
 آپ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ کے ساتھ ایک سفر میں تھے جب ہم  
 سیراب یا دلت ابھیش میں پہنچے تو میرا اور  
 ٹوٹ کر گر گیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ آپ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بدلتان  
 کوسہ کے لئے وہیں ٹھہر گئے اور وہ کسی  
 پانی والے مقام پر نہ تھے اور سیال کے  
 پاس پانی تھا۔ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ  
 کے پاس گئے۔ وہ کہے لگے کیا سب کو پیام  
 ہمیں ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
 نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ابو یحییٰ و قال مات و لله  
 انب یقول وجع یطعن  
 سیده فی خاصرتہ ولا  
 یمنعی من التحریک الا مکان  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم علی فخذی و قام  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 حین اصبح علی غیر ما و  
 فاضل اللہ ایۃ التیمم فقال  
 سبحان حضرت ما ہی  
 با و برکتک و یا ال یحییٰ  
 قالت فبعثت سعیر لذی  
 کت علیہ فوجہ نا العقد  
 تحنہ .

فان و من هذا ای  
 و من هذا القیاس حدیث تلخیص  
 التمر و قال ما رکب لومر کتوه  
 لا یضرب شیئ فترکوه فجد فیما  
 فقال استوا علی ما وردت کہ  
 رواہ مسلم عن عائشہ رضہ  
 و قد قال تعلیق قل لا

اور لوگوں کو غصہ ایسا سے حالانکہ نہ وہ کسی پہلی  
 دوسرے مقام پر ہیں بعد نہ ان کے پاس کبھی ہے  
 یہی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے  
 جب کہ حضرت علی اللہ علیہ وسلم میری پشت پر  
 سر رکھ کر سو رہے تھے اور فرماتے تھے کہ  
 عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا توفی رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کو روک لیا  
 حالانکہ وہ کس پائی واسطے مقام پر نہیں ہیں  
 نہ ان کے پاس پائی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر  
 مجھ پر بیٹھ ہوئے اور جو اللہ کو منظور تھا کب نہ  
 اپنا ہاتھ میری کتھ میں چھونے لگے اور میں  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے میری  
 ان پر ہوسے نے مجھے ملنے نے مارا کہ جب  
 صبح ہوئی کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہیں  
 بیان نہیں تھا اس اللہ تعالیٰ نے آیت تم کو حال  
 فرمائی۔ اس پر سید بن صحیرہ کے لئے  
 آل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہ تہدی  
 کون پہلی برکت میں ہے حضرت عائشہ رضہ  
 یہی اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہیں کہ بچہ برکت کا  
 وقت کو ٹھیک جس پر میں سوا تھی تو جسے امی

اقول لکم عندی خزائن  
 اللہ ولا اعلم الغیب وقال  
 رسولکنت اعلم الغیب لا  
 استکثرت من الخیر  
 ولما جری لکم المؤمنین  
 عائشہ تم ما حرمت و رماها  
 اهل الافک لم یکن یعلم حقیقۃ  
 الامر حتی جاءه الوحی  
 من اللہ فاعلم مبراء تھا۔  
 وعندہ ہولاء انفلاۃ انہ  
 علیہ السلام کانت یعلم  
 الحال و انہ غیرہا بلا ریب  
 واستشار الناس فی فراقہا  
 ودعا بریرۃ نسألہا و هو یعلم  
 الحال و قال لہا انک کنت الممت  
 بذنب فاستغفری اللہ و هو  
 یعلم علما یقینا انہا لم تنس  
 بذنب۔  
 ولا ریب انہ العامل ہولاء  
 علی هذا العلو اعتقادہم  
 انہ یحکم عنہم سیث تمہ

کے نیچے سے بار پالیا۔

حاصل اس کتبہ فرماتے میں کہ اسی قبل  
 سے یکتیج، التمر کجروں کو پیو نہ لگائے، دل  
 حدیث سے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ میں کبھی ہوں کہ اگر  
 تم پیو نہ کا رہی چھوڑ دو تو کچھ دل کے سے باگل  
 مضر نہیں ہوگا۔ صحابہ کرام نے پیو نہ کا چھوڑ  
 دی تو بھل خراب آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے دنیاوی امور کو زبانا  
 مانتے ہو اس حدیث کو امام مسلم نے روایت  
 حضرت عائشہ جنتی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا  
 کیسے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ  
 کہہ دیجئے کہ۔ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے  
 پاس خدا تعالیٰ کے خزائن ہیں اور میں  
 غیب جانتا ہوں۔ نیز فرمایا کہہ دیجئے کہ،  
 اگر میں غیب جانتا تو میں بہت سے منافع  
 حاصل کر لیتا۔

اور جب حضرت عائشہ صدیقہ جنتی نے  
 تعالیٰ کے عمامے کے ساتھ واقعہ انک پیش کیا  
 اہل انک نے آپ پر تمہمت لگائی تو حضور اکرم

ویدخلهم الجنة و كما غلوا  
 كانوا اقرب اليه واخضر به  
 فهو اعشى الناس لامره  
 واثبتهم مخالفة لسنته  
 وهو لاه نيمو شبه ظاهر  
 من الصارم غلو سے  
 السبع اعظم افلور وخالقوا  
 شرعه ودينه اعظم  
 للخالفة - والمقصود ان  
 هو لاه يصدقون بها  
 الاحاديث اسكد ووه الصريحة  
 ويحرفون الاحاديث  
 لصحيحة والله ولي دينه  
 فيقيم من يقوم له بحق  
 الصيحة

و حاصل ما اشتملت علي  
 رسالتنا اولآ و آخر مستلثان  
 الارب : متعلقة بالقرآن  
 العظيم و خلاصتها ان القرآن العظيم مشتمل  
 يقينا على علوم كثيرة لا تحصى و  
 لا تحصر و يجوز ان يكون

صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت حال سے وقف  
 رہتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے  
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
 کی برکت میں وحی نازل ہوئی۔ اور ان غالی  
 لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ  
 و آلہ حقیقت حال سے وقف تھے اور بلا کسی  
 شک و شبہ کے آپ کی برکت کو جانتے  
 تھے اور لوگوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہا کی علیحدگی سے مارے میں مستورہ کیا  
 اور حضرت پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کسی  
 حال سے آپ حقیقت حال سے خود وقف تھے  
 اور فرمایا کہ سے عائشہ : اگر تجھ سے گناہ ہو  
 سے تو اللہ تعالیٰ سے سزاوار کہ خدا تک پہ  
 یقیناً جانتے تھے کہ انہوں سے گناہ نہیں کیا  
 بلاشبہ ان غالی لوگوں کو اس غلو پر ابھارنے  
 والی چیز ان کا یہ اعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم ان کے گناہ دور کر دیں گے اور انہیں  
 جنت میں داخل کر دیں گے۔ اور جس عقیدہ یہ  
 غلو کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تہمین  
 اور جہنم میں شامل ہو جائیں گے۔ پس یہ لوگ  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سب سے

فيه من الرموز والاشارات  
 الخفية ما يكون والا على  
 جميع معوماته تعالى لكن  
 على وجه الاجمال لا على  
 وجه التفصيل ولا يلزم  
 من ذلك اطلاع على  
 الله عليه وسلم على جميع  
 ما ذكر لما نقلناه وبسطناه  
 وان قوله تعالى  
 " ونزلنا عليك الكتاب  
 ثباتا لذكر شعاع  
 ليس بهما الدلالة على عدم  
 العجز على الله عليه وسلم  
 على جميع المفيات الخمس  
 التي منها تعيين وقت  
 قيام الساعة ولا على احاطة  
 علمه صلى الله عليه وسلم  
 بجميع المعلومات الالهية -  
 والتاسية ، متبعة حده  
 صلى الله عليه وسلم و  
 خلاصتها انه صلى الله عليه

زیادہ تا فرمان اور آپ کی سنت کے سب  
 سے زیادہ مخالفت میں اور ان لوگوں میں  
 نصاریٰ کے ساتھ کھلی مشابہت پائی جاتی  
 ہے۔ انہوں سے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کے بارے میں امتیازی خلوص یا او ان کے ذہن  
 و شہادت کی خوب ممانعت کو مقصد یہ ہے کہ  
 یہ لوگ واضح جھوٹی شہادت کی توہین کر سکیں  
 ہیں اور صحیح حدیث میں تحریر کرتے ہیں۔ اللہ  
 تعالیٰ ہی ایسا ہی کے دانی، مردگان میں بھی  
 کسی ایسے شخص کو کفر کر دیں گے جو اس کے دین  
 کے لئے چینی نہیں خواہ ان کے ساتھ کھڑے ہو جائیں  
 گا۔ و جن مضامین پر مہدار رسالہ والا وغیر  
 مشتمل ہے ان کا خلاصہ صرف دو حصے میں  
 پہلا مسئلہ ، قرآن کے ساتھ متعلق  
 ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن عظیم شہادت  
 دہی ہے۔ عمود پر مشتمل ہے۔ اس کے اس  
 میں ایسے رموز و مخفی اشارے ہیں جو اللہ تعالیٰ  
 کی صریح مصلحتوں اور اس کے سیکھنے والوں کے  
 تفہیم کے لئے اور اس سے یہ لایا نہیں گیا کہ حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم جو ان دلائل کے جوہر سے  
 نقل کرتے اور ان کے ساتھ بیان کرتے ہیں



وسلم اعلم بحق احمدین  
 والله تعالى و تفاصيل علوم  
 تدیر و انہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم قد اوفی علوم الاولین  
 و الاخرین و علم مہمات  
 الدیاء و الاحیاء و مصدق  
 الدین و لدیاء و لا یدرم  
 من ذلك ان یکون  
 علماء الشرف مساویا لعم  
 الله تعالى فی احاطة  
 بحقیق المعنویات بل لا یحوز  
 عنق و دلت حقا یوحنا  
 من صریح حذیم الاثمة  
 الذین علیہم استعمل فی  
 هذا الباب فحصل علم وان  
 یلع الفیة القصود  
 لا یفیع و الامساحة دلالة  
 المقعد انہ قلیل  
 قال الله تعالى  
 " ولا یحیون بشئ من  
 علمه الا بما شاء "

جن میں معلومات اہیہ پر مطلع ہوں۔ و اللہ تعالیٰ  
 کے فرمان و ولنا علیک الكتاب  
 تعینا لکحل شیء " میں اس بات پر کوئی  
 دلالت نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام  
 مہمات خمسہ کا علم تھا جن میں سے قیامت  
 کے وقت کتیبیں بھیجی ہیں۔ اور اس بات  
 پر آپ کا علم جامع معلومات اہیہ کو بھیجیے  
 دوسرے مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے علم سے متعلق ہے جس کا خلاصہ یہ ہے  
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات  
 و صفات، و دین علوم کی تفصیل کے بارے  
 میں تمام مخلوق سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور یہ  
 کہ ہر صلی اللہ تعالیٰ نے علم و علم کو وہیں و  
 آخرت و غیرت واحاد کہ مو اور دین و دنیا  
 کی مصالح کا علم دیا گیا ہے۔ لیکن اس سے  
 یہ نہیں تا کہ آپ کا علم شریعہ جامع  
 معلومات اہیہ کے احاطہ میں آئے جانے کے  
 علم کے برابر ہو جائے بلکہ اس کا تو عقدا بھی  
 جا رہیں۔ جیسا کہ ان امہ کے صریح کلام سے  
 مانع ہے۔ جن پر اس بات میں اعتماد ہے  
 اس پر علم و وسعت و عاقل ہیں اگرچہ پیشی آخرت

وقال تعالیٰ

« وَطُورٍ مَّكَّنَّا فِيهَا  
 عَلِيًّا » وقال تعالیٰ  
 « وَمَا أَوْثَقْتُمُ مِنَ الْعِلْمِ  
 لِأَقْلَبِيَّةٍ »  
 وَلَمْ يَثْبِتْ بِضَا اِطْلَاعَهُ  
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى  
 مَشْرُوقٍ مِنَ اسْتِغْيَابَاتِ الْخَمْسِ  
 كَعَمَلِ اللهِ تَعَالَى بِمَا وَرَدَ  
 الْحَقُّ الصَّحِيحُ الْمَأْخُوضُ مِنْ  
 آدِلَةِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَ  
 أَقْوَالِ الصَّحَابَةِ وَغَيْرِهِمْ  
 مِنْ حَسَنٍ سَلَفٍ وَحَسَنٍ  
 كَمَا رَأَيْتَهُ إِذْ صَلَّى اللهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُطَاعْ عَلَى  
 وَقْتِ قِيَامِ السَّاعَةِ وَلَا عَلَى  
 الْمَغِيبَاتِ الْخَمْسِ عَلَى الْوَجْهِ  
 الذَّمِّيِّ ذَكَرْتَهُ وَلَا يَلْزَمُ  
 مِنْ ذَلِكَ نَقْصُ خَلْفِهِ  
 مِنْ تَبَيُّنِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 لَمْ يَأْتِ بِمَنْصُورٍ دَلِّلَ عَلَيْهِ

تہا کو تیز نہا۔ مدد سے کے علم کا  
 مقام میں شدت نہ ٹاٹے اور  
 سے یہ کہ جس سے کسی سے کسی سے  
 ہیں اس کے مکر میں کہ یہ ہے۔ یہ  
 دیا ہے جس کے اور کہ غلط ہے  
 دیا نہیں۔ متفقہ ساطوریا گیا ہے  
 وہی کہ صنفی سے غیبی سے کیا ہے  
 میں سے کسی پر بھی مطیع ہونا ہی ظہور پر نام  
 نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہ ان کا علم ہے۔  
 وہ حق دینے والا ہے۔ مسلمانوں  
 کرام اور ان کے علاوہ جسوں سے غلطی  
 کے اقوال سے ماخوذ ہے۔ جیسا کہ تو دیکھو  
 سے اور نہ کہ ان کے علم سے بلکہ  
 قیامت کے وقت اور مغیبت میں نہیں رہا  
 تا کہ مطیع نہیں ہوئے۔ اس سے اس  
 کے مرتبہ بلند میں کوئی نقصان لازم نہیں  
 کیونکہ مقصود بالذات انبیاء کرام جنت  
 آسمانی کتابوں کے نازل کرنے سے اس کا  
 دینیہ اور کلامیہ تہذیب و تمدن کا  
 پس انبیاء و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منہ  
 ضرورت سے وہ ہے کہ انہیں ان احکام

بنت الامم بيا و اسول نکتہ  
 ساریہ باب لاجک و  
 یہ بسمیہ و تحفہ یہ انشایہ  
 در کتب محبہ انشاء و  
 حکوت و اممہ مندک ادحکا  
 علی اکبر و حبرہ ۵۰

وقد ذهب شذوذه  
 فبینه من روح حریب  
 ال ما صوب الله عب  
 سلم صبح علی لعیبات  
 حمس انما و معکرہ بید کرد  
 به الملك و سزا و صبح من  
 الحکات و السنة علی مع  
 کونف انه نصی حورا ناس  
 سلمه صبی لله عب و سمر  
 محیط و جمع ال عیوہ و ت  
 نه تقاب و دکن را صد و نکت  
 من عصر خودیہ عب

و لحواب عن هذا لاخیر  
 عن مقاله اشیعہ عبد الوهاب  
 لشع و لب بی نصیہ آ حکمہ

کا اظہار سے ظہیر پر ہو۔ ۱۰۔ متاخر میں ہیں سے  
 یک جیوہ ساگر وہ اس طرف گیا ہے کہ نظیر  
 نسلی اندر دیر و عیب کے خمیر کئی نظیر تھے  
 سینہ انہوں سے اس عقیدہ پر کہ کتاب آت  
 فی کون و صبح دس کر نہیں کی۔ ۱۱۔ جو حبرہ  
 انہوں نے یہ عقیدہ بھی نہیں کہ حضور صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم معصومہات کو اپنے روح  
 محیط ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا علم۔ اور  
 لے اس عقیدہ کی نظیر بعض صرفیہ کے  
 بھی ذکر کیا ہے۔

اور اس آخری بات کا جواب وہی  
 ہے جو حضرت شیخ عبد الواب شمرنی رحمہ  
 اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب «البراقیت  
 انجواظر» کے خطبہ میں فرمایا ہے  
 ذہنہ میں اس بات سے نہ کی پناہ  
 کہ میری سب سے بھلیوں کی نواہت رسول و اس کے  
 مخالف حصی غیر حصہ ہم بل کشف کے کلام  
 سے بچو ہوئے کا عقیدہ رکھوں۔ اچھی  
 اور تو مذکورہ دونوں آیتوں کا حال اور جو کچھ  
 کہتا ہے میں سنا گیا ہے سب اس کا  
 ہے اور جو جواب ان دونوں آیتوں کا دیا

و اليواقيت • معاذ الله ان  
اخالف جمهور المتكلمين  
واعتمد صحة كلام من  
خالفهم من بعض اهل  
الكشف الذين اسعوم -

وقد علمت حال الامتين  
المذكورتين وما قيل فيهما و  
مثلهما اجيب عنهما يجاب  
عن كل حديث يقتضى  
احاطة علمه صلى الله عليه  
وسلم على الوجه المذكور  
او عاها المذكور جمع بين  
الاولى -

و حذو فاني هذه  
الرسالة وفي الاول القون  
لاول لما وضحتاه من البراهين  
لان الحق والصواب الذي  
ليس فيه شك ولا ارتياب -  
وليكن عند احد كلاما  
• الله سبحانه وتعالى عم  
بالصواب و امين المرجع والمدب

گیات ہے اسی کے مثل صحیح میں لاریہ کے  
سر میں حدیث کا حوالہ یا بنا ہے جو کہ  
راہد رضا خان کے دعوت کے مطابق تفسیر  
کسی تہ عبادہ سلو نے لڑکے بچہ کو سونے کی  
مقتضی ہے۔ دوسرے میں رسالہ اور  
پیسے رسالہ میں قول اول کو اختیار کیا ہے۔  
جیسا کہ ہم اس کو دیکھیں وہ میں سے واضح  
کر چکے ہیں۔ کیوں کہ یہی حق و صواب ہے جس  
میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاہئے کہ ہر  
یہ بہار آخری کلام اور درست بات  
اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی۔ یہ وہی بات ہے  
اور انہی کی طرف رہنمائی کے لئے، لوٹ کر  
عاجز ہے

اور صلوة کسلم ہو جائے سرور  
پر جن کا نام مای اسد گری محمد جیل  
تعمیرت علیہ وسلم ہے۔ جو علم، آثار، کہ  
کھوسے دئے اور انبیائے سابقین کے خاکم  
ہیں۔ وہ حق کے ساتھ ہیں حق کی نصرت  
کرنے والے ہیں۔ اور ہر ایک مستقیم کے  
طرف ہونے کے لئے ہیں۔ ان کی قدر  
و منزلت و شان علیہم کے مطابق ان پر

صورتہ و در اسلام ہو قیامت تک، اور  
 نئی آلی اور تمام صحابہ پر و تمام تہذیبیں  
 تہذیبیں کے، میں جو تمام جوہر انوں  
 کا پانے والا ہے، یہ وہ آخری کلام ہے  
 جسے مزید سرور کے معنی سید احمد بن  
 اسماعیل برزنجی نے جمع کیا ہے۔ جو اپنے  
 رب کے اس نعمت و درگزر کا محتاج  
 ہے جو ہمیں ہم کے عذاب سے نجات  
 دینے والا ہے اور ہم کو تعریفوں سے  
 کاستہ دار اللہ رب العالمین ہے۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد  
 الفاتح لما اخلق والخاتوما  
 صلح ناصر الحق بالحق والمادی  
 الی صرحہ اللہ استخیر حق قدرہ  
 ومقدارہ العظیم وسلم صلوة و  
 سلاما دائمین الی یوم الدین وعلی  
 الہ وصحبہ جمعین والحمد للہ  
 رب العالمین

هذا آخر ما جمعه الفقیر  
 الی عفو ربہ المنجی السید احمد  
 بن سید اسمعیل البرزنجی مفتی  
 الشافعیہ بالمدینة للمورۃ والحمد  
 للہ رب العالمین۔

## تقریظ

حضرت علامہ عبد القادر شہلی رحمۃ اللہ علیہ  
مدیر مسجد نبوی، علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ والصلوة والسلام  
 علی خیر رسول اسلمہ مولانا  
 وبعد فهذا تقریظ لفارس  
 علوم حاوی للنظریات  
 والمفہوم وحائز قصبات  
 سبق فی التحقیق والتحریر  
 والفائز بالصدح المعلی فی  
 میدان البلاغۃ وحسن  
 التعبیر وخادم علم الشریعہ  
 بالرحاب المصطفویۃ وفاشر  
 العلوم بین طلابہا ذوی  
 الاحودیۃ حصرة اعلامہ  
 الشیخ عبد القادر الشہلی  
 الطرابلسی ادام اللہ النفع  
 امین

تمام تقریر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور  
 صلوة والسلام افضل اس لئے ہے کہ  
 مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے رسول بنایا۔  
 لہذا یہ اس شخص کی تقریظ ہے جو  
 علوم کا شمسور اور ان کے منطوق پر مہوم  
 چسادی ہے اور تحقیق و تحریر کی  
 جولان گاہ میں گوئی بوقت لے جانے  
 والا ہے۔ جس جیسے دروغت کے مدق  
 میں مستعد یعنی قلم میں کامیاب ایک  
 تیر حاصل کر کے کامیاب ہوئے والہ ہے  
 حضور صل اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سب سنانا  
 بخیر ہے یہ علم کی سعادت کے لئے والا  
 اور اس کے سب طرز کے ذریعہ علوم کی نشرو  
 شاعت کر رہی ہے یعنی حضرت شیخ عبد القادر شہلی  
 طرابلسی رحمہ اللہ کی نصیحت سنی ہو وافر لکھے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 اطرز بیورد فواتح لاملاء و غیرانہ  
 مراہر الحمید و اشعار علی  
 من تقدس فی ذاته و صفاته  
 عن النظائر و الاشباہ و تعلی  
 فی جلال عظمتہ عن ان  
 تصال ثواب الافہام الخ کنہ  
 علاہ۔ لالہ الخ ہوالہ احاط  
 بکل شئی علیہ علا یغزب  
 عن علمہ متقل ذرۃ فی  
 الارض ولا فی السماء۔ یصمد  
 جائتہ لاعین و ما تحفی  
 بصہ۔ و سادہ متالیہ  
 العیب و تصرفات الاہور۔ فلا  
 یجری فی مدینہ و مہکوتہ  
 شئی لا و فیئذ بہ سافہ  
 و حکمتہ فیہ باہرۃ و وحدان  
 یتہ لاطقۃ۔ و اعطر الاصقاع  
 و الاحکام۔ یشد اہبیب الصوت  
 و السنم۔ علی اسرار عجب  
 الوجود۔ و صمد حاتم المرسیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 فنا کتا سئل جباروں کوئی مستفسر و مدین  
 کرتا ہوں اس کات کی حمد و ثنا کے یکساں ہونے  
 سے جو اپنی ذات اصفا میں نظر آواہ  
 سے پاک ہے اور ہی جلال عظمت میں اس  
 بات سے بلند و برتر ہے کہ افہام ناقہ اس  
 کی منہق و رزقی کی منتصفت کس پہن سکیں  
 کوئی معبود نہیں سوا اس کے۔ ایسا معبود  
 کہ جس نے ازراہ علم بہ حیرت کا احاطہ کر لیا  
 پس زمین و آسمان میں کوئی چیز درہ بھر اس کے  
 علم سے پر کشیدہ نہیں ہے وہ آنکھوں کی  
 خیانت و زبانوں کے بھنی امور کو جانتا ہے  
 اسی کے ہاتھ میں سادہ امور کے تصرفات اور  
 غیب کی کنجیاں ہیں۔ پس اس کی حکومت اور  
 بادشاہت میں کوئی چیز خالص نہیں ہوتی  
 مگر اس کے فیض سے جس چیز کے باوجود اس  
 پہلے سے ہو چکے ہیں اور اس کی حکمت اس  
 چیز میں غالب اور نہ اس کے ساتھ برابری  
 ہے۔ اور میں منظر کرتا ہوں زمین کے مختلف  
 اطراف و جوانب و زمینوں کو اس ناس پر  
 صمد و سادہ کی خوشنویسی سے جو چشم

کی پتلی ہے اور جتنا دھنسل کی مشک اور مشکلی  
 و شہرہ کا نظیر۔ و تفاوت سبباً کا نام منظم۔  
 یعنی عبادت گزارانہ محنت کچھ جھلی تہ علیہ و کلم  
 ہنر و دستہ را کا ترجمہ میں درج ہے اور جسوں سے وہ  
 کہ میری تہذیب میں سہ ماہہ نہ رہا جس کا حساب  
 نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کی تعریف میں مبالغہ کیا ہے جسہ نتیجہ ان کو  
 کا بیٹا قرار دے دیا۔ اور بصورتہ اسلام  
 ان کے آل و احباب سے یہ جسوں سے حق کو پہچانا  
 پھر اس کی اتباع کی اور باطل کو چھینک دیا  
 اور اس کو باطل کر دکھایا۔ اور شہادتوں کی  
 کیا اور باطل سے عدول کی شوکت کو توڑ دیا۔  
 اہلسنت! پس اللہ تعالیٰ کی رحمت  
 پامرنے تھا لگا گیا کہ وہ اپنی شریعت مطہرہ  
 کی نصرت و اعانت کے لئے زمانہ کے سربراہوں  
 اور جو نفس سے مسلح لوگوں میں سے ان لوگوں  
 کو مقدر کر دے جو محامدین کی تجدید کریں  
 اور اس کے ستوروں کو مصبوط کریں اور باطل  
 کو کاٹ دیں و واضح راہیں اور روشن چمکے  
 راہوں کے ذریعہ کذب و دشمنی کے مہاسبہ اور  
 گمراہی و سرکشی کی باطل باتوں کو اس سے دور

و مظهر التجلی و اشہود و واسطہ  
 حمد النبیین سیدنا محمد کفر  
 لمرامطسم۔ فاشرف نظر فی  
 کما اطرت النصارى ابن مریم۔  
 و علی آلہ و صحابہ الدین عرفوا  
 الحق فانتعروہ۔ ۱۰۔ سہ و اس صل  
 و حضوہ و رفعوا معالم الدین  
 و کسروا شوکة لطمطین۔

اما بعد! فان الله عز  
 شأنه۔ رحل سلطانه۔ قد اقتضت  
 حکمتہ۔ سہوۃ۔ اب یغیض  
 لنصرۃ شریعتہ المطہرۃ۔ من  
 صنادید الرماہ۔ و کما الفصل  
 والعرفان۔ من بعد و معانہا  
 ویشید دعائہا۔ و یذب عنہا  
 ضوائل الزور و اہمتانہ۔ و  
 ترہات العی و انطفیانہ۔  
 بقوا طبع العراہین الساطعہ۔  
 و لومع الادلۃ الصادعہ۔ لتکون  
 کلامہ اللہ ہی العلیا۔ و منہل  
 الحق منہ با صافیا۔ ہذا و



لمسكان الشيخ الفاضل الاملى .  
 احمد رضا صاحب ديلوى  
 ذر امتلى همة لم صوة و  
 بسنى رمان النبى حنة لامة  
 الجادة - فى اشات و عا و يد  
 الواضحة البطانة و غلنا  
 اقا و يد السافلة اسف  
 جزد صمصام العرم بحكمال  
 الحد والحزم لحسم مادة  
 شبهات - واستيصال شام ابابيل  
 وترهات ذبى مبد ن  
 البعاعة - و امام الصاعة الخاوى  
 لاشات العفان - والشار الف  
 رفيع قدره بالانامل - واحد  
 العلماء الاعلام بلا مدافع - واحد  
 الفضلاء الكرام بلا منارح - الفاعل  
 عسير مصد فى الاقان - والواقع  
 على جلة رفدرة الاتفات -  
 الجامع بين الفتوة و الفتوح - و  
 الحائز من كمال المجد اعابىة  
 القصور - مولانا السيد احمد

کریں ۔ لہذا سب سے کائنات پر مبنی ہو اور  
 حق کا چہرہ کشیں اور صاف ہو جائے ۔ اور  
 حسب حال کتب شیخ فاضل احمد رضا خاں بریلوی  
 سے راضی ہوں و سے دعوتوں اور سے کادریل  
 والی طرائقات ( اور دہلیات ) باتوں کو ثابت  
 کر سہ کہ باطل کی حماقت سے جا کے ہر  
 پر روا ہو اور میدان سائنس میں جھکے رہے  
 " میں نہ ہوں " کی برہانوں ۔ تمہیں سداں  
 سوائے و برتری کے شہسوار و اہل فن مسائل  
 متوجہ کے جامع جس کی مانند ہی مرتبت کی  
 حرف انگاروں سے شامہ کیا جائے بلا کسی  
 مقال کے یکے از علی کبیر اور بلا کسی  
 مخالف کے یکے از فضل سے کرام جس کی  
 فصیلت کی خوشبو تمام اطراف عالم میں  
 تک پہنچے ہیں جس کی جلالت قدر پر اتحاق  
 ہے جو ہر بڑی اور فخر سے کا جامع ہے جو  
 مجد و بزرگی کے کسب کی " خیری اشہاء کو سے سینے  
 والا ہے ۔ یعنی سچا سے مولانا آقا ، عالی  
 بہت سخی سید زید " فندی بزرگی اللہ  
 تعالیٰ کے دعوے کو سچو کے سچو مخلوق کر  
 لیں ہیں سے ۔ یہ ہوں سے ہی حیدر خان

فندب سورجی تہمید  
 تقع لله بوجوده الامام - فالق  
 هذه الرسالة السزوانة موفاً  
 التديق و دقاتك التحقيق -  
 فزيت يها آق، يبه رخص  
 ابا طيره - بسوا طع ايات باهرة -  
 ولواعع بيئات قاهرة فما انحاء  
 المرعى - وما صل وما غوى  
 بل اوضح محجة الصواب - و  
 معا اية بيل اللبس والالتباب  
 فان صل كل الفضل من احبها من  
 سائر لفسر اعلمها ف -  
 كل اجاهل من نبتها و زود طهري  
 فحياء شيئاً نكراً وصل الله وسلم  
 على سيد ولد آدم وعلى ال وصحبه -  
 و شيا ع و حبه -  
 العقير يه عرتك عب اهدرتين  
 الشبي الطرا بلسى الحمفي الملم من  
 بالحرم الشريف النبوي -

کے شہادت کے مادہ کو نسبت و نابود کر دینے  
 اور اس کی لغو و باطل باتوں کے انہوں کو بڑے  
 کثرت دینے کے لئے حرر رحمت کی تہ نیریز کو  
 پوری کو مستس و احوال کے ساتھ بنام سے  
 نکالا۔ پس اسوں سے تا سنا کہ یہ رسالہ جو  
 برقی و تحقیق کی ہر کیوں کے ساتھ تو لگایا ہے  
 اس رسالہ میں انہوں سے چمکے والے اور اصرار  
 روشن بر آں قلم کے ساتھ سزا احمد بھائی  
 کی باتوں کا کھڑا ہونا واضح کر دیا و اسکی باطل  
 باتوں کو جہاں کر دیا۔ پس اسکا شمار صحابہ  
 گیا اور نہ وہ گمراہ ہوئے اور نہ راہ حق سے ہٹے  
 بلکہ وہ صواب کو واضح کر دیا اور القباس اور  
 شک و شبہ کی نسبت کی نشان دہی سے پرہیز  
 پر حاصل وہ نہیں ہتہ جو اس رسالہ کو مناسل  
 قبور میں سب سے علی ذار مع مران میں لگے  
 جسے اور پر۔ جو جہاں رہتے تھے تو سکھیں  
 پشت ڈالنے سے جس سے نہ سائل سے کہتے ایک  
 پر ہی نہیں بکری و جہاں وہ آدھے سے ہجرت  
 ٹھہرے تھے نہ شہید ہوئے اور انکی جان بونگے  
 قبور اور ان کے گروہ پر صلوة و سلام ہو۔

اللہ عشاء کا حق عنہما اور توفیق علی طریق حق و سبب کرم کوئی نہ ہو

## تقریظ

حضرت علامہ شیخ فاروق بن محمد ظاہری رحمہ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وحده وصلى الله  
وسلم على سيدنا محمد وآله .

ما احسن الحق حين يمدو

غما على من يحي حلاله

اللهم فانسئلت الحفظ من

الد حول في امور يصرق بها

الوجه حياء - ولا يسلم السائل

حما من ان يقال له انما

قصدت لغنتا او اروت سمعة

ورياء - كما وقع لسائل مع

ذبح الهمي السائل عن الاستواء

وان هذه المسئلة المؤلف فيها

هذه الرسالة المباركة - لا يزيد

فيها وبحسب اصل العقيدة

علم الخاصة على علم العامة

والتسوية بين الجاهل الطوي

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام قرآن میں خدائے یکتا زاد حمد کے لئے یہی

حمد سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وآلہ وراہمہ آل پر صلوة و سلام ہے۔ کیا یہی

جو بصورت سے حق جیب کرنا ہے جو حدیث

سوی ذیل کرنے کے لئے اسے اللہ تعالیٰ

سے حفاظت چاہتے ہیں ان امور میں دلیل

ہونے سے جن کو جو ہے چہ ہا شرم کے باعث

عرق آمد ہو جائے۔ اور جن امور کے بارے

میں سوال کرنے والا اس بات سے لے خوف

نہیں کہ اسے کہا جائے کہ تم نے بطور تعیس سوال

کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ یا پھر شہرت و ریاضت

کا۔ صیاد کا، ہا تک رحمۃ اللہ علیہ کو پیش

آئے۔ و خدا تعالیٰ کے استواء عن العرش کے

بارے میں سوال کرنے والے کے ساتھ جو غیبی

لہر کا لہر دکا تھا اور اس مسئلہ میں جس کے

بارے میں یہ سارے تالیف کیا گیا ہے اصل عقیدہ

الاطهر۔ والجانب الالہی الاکبر  
 فب صفة من الصفات لا تسمه  
 العامة۔ المشغولون بحر فهم  
 فاسوائهم فضلاً عن  
 الخاصة۔ واما المحتاج اليه  
 فب هذه السئية عن خلاف  
 والتعبير وايضا فهم وف  
 قام بهذا اللفظ سيدنا الشيخ العلامة  
 الفاضل الشهاب ابو العباس  
 السريجي ثم في هذه  
 الرسالة المفيدة لم يجب ان  
 تكون عليه العقيدة احرل  
 لله معكافاته وادام عافيته  
 ورحمته

ولف لمجروح انقلب  
 جدا من هذه المشارات  
 الفارقة التي لم نجد لها  
 في موضوعها مندا۔ فان اكثر  
 من يسأل عن هذه المسائل  
 وان احبب فالحق الدامع  
 لكل راعي قائل لا ينعلك

کے ہا سے خوش کا علم عوام کے علم سے  
 قطعاً! انہ نہیں ہے۔ اور کسی بھی شخصیت میں  
 خدا و رسول کی برابری کو خواص تو درکنار  
 عوام بھی تسلیم نہیں کرتے جو بزاروں میں لپٹنے  
 کام کاج میں مشغول ہیں اس سلسلہ میں ضرورت  
 صرف اس مرکی تھی کہ جس تعبیر اور سبب انداز  
 بیان کے ساتھ اس کی وضاحت ہو جائے  
 محاسبہ سرورالشیخ علامہ فاضل الشہاب  
 ابو العباس سربجی، اس رسالہ میں اس قدر  
 سے ممکن طور پر حمد و ثناء ہوئے ہیں۔ یہ رسالہ  
 اس عقیدہ کو بیان کرتا ہے جس پر انہوں نے  
 تشریح مطرہ عقیدہ ہونا ضروری ہے۔  
 نہ تعالیٰ موصوف کو اس کا عقیدہ نہ مطلقاً  
 فرمائیں۔ اور اس کی صحت اور مصائب سے  
 حفاظت کو باقی دو نم رکھیں۔

میں ان منافقانہ جھگڑوں سے جن کی  
 نظیر تشریح میں ہمیں سے مت کہیں نہ  
 ہوں۔ کیونکہ ان سبب کا سوال کرنے  
 دسے اکثر دیگر کو اگرچہ ایسا حق اور واضح  
 جواب دے دیا جائے جو برضعیف ان کے کا  
 سر پھوٹے (پھر بھی) وہ اپنے ہی دوسروں

کی تباہ کرتے رہتے ہیں اور اسی ہنس پھین  
 سکنے رکھتے ہیں جو ان کے شیخ شیطانوں کے  
 شیطان نے ان پر القاء کی ہے۔ باوجودیکہ  
 ان استاد شیخ ابوہریرہ شیطان نے عقیدوں  
 میں سے کسی عقیدہ کا نیز کسی چیز کی حقیقت  
 کا کبھی عمر بھر میں ایک بار بھی یقین نہیں کیا  
 علیٰ کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ شیطان ہمیشہ  
 شکوک میں مبتلا رہتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ  
 نے افرشتوں کی ایک عظیم جماعت میں پیش  
 قول فرمایا، "مجھ کو کہہ کے ساتھ اس کو نکال  
 دیا لیکن میں اس نے سجدہ نہ کیا کیونکہ اسے  
 اپنے "سورہ" نے میں تک تھا جیسا کہ پھر اس  
 نے اس کو پے توں "ان غیر منہ" میں تھا۔  
 گو علیہ السلام سے یہ سجدہ ہوا، اسے  
 نہ سکر دیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اس کو تنبیہ  
 فرمائی کہ وہ بھی حکم سجدہ کا، اسے تو حسن دہا  
 سے کام نہ لیا کہ عرض رہا کہ میرے رب میں  
 سے غلطی ہوئی ہے لہذا مجھے معاف فرما دیجئے  
 لکہ وہ اسے "ان غیر منہ" کے سجدہ ہونے  
 میں شک کرتے ہوئے کہ اس کا مجھ تو اللہ تعالیٰ  
 ہیں ہیں اس سے اسے شکوک کی بنا پر مر

متبعا وسد وسد جاز ما بما  
 لقاء الیہ شیخہ ابلیس  
 للابالہ مع ان معلہ الشیخ  
 ابامرہ لریجزم بعقیدہ مر  
 لبقائد ولا بحقیقہ شیخ  
 مدہ عمرہ ولا مرہ۔ فقد بع  
 العلم علی انہ مرعت فی  
 بشکوک وانہ بدلیل ان اللہ  
 تعالیٰ مخاطبہ فی جمع عظیم  
 لقرنہ "السجدہ" فلم یسجد  
 للعبین وذلک لشککہ فی کونہ  
 ما موراً کما اقصم عنہ بقولہ  
 "انا غیر منہ" ثم لما شہد  
 ان اللہ تعالیٰ ملی کونہ مرأوا لمر  
 یحسن الادب فیقول "اعطائت  
 "عصر حبل کان تلک النقائت  
 مشکاتی کی نہ ما نوہا یمہ اللہ تعالیٰ  
 فهو لشکوکہ لریبتثل الامر ولم  
 یحسن الادب فلم یبتثل وھکذا  
 لا تزال الشکوک لہ متعاوڈۃ الخ  
 ان تدخلہ سفر فی المم متعاوڈۃ

خداوندی کی تباہ نکی اور حسد و ب کوبھی  
 مخلوق نہ رکھا کیونکہ تباہ نہیں کی بلکہ کثرت  
 شروع کر دی اور اسی طرح شیطان کو پہلے وہ  
 پہلے شکوک لاحق ہوئے رہیں گے یہاں تک  
 کہ یہ شکوک اس کو ان امتوں کے ساتھ جنہ  
 میں پہنچا دیں گے حق سے عداوت اور دشمنی  
 رکھنے والی ہیں۔ سب سے دلکھی مانت جو  
 ان لوگوں میں سے بعض کی جانب سے گرفتار  
 سال میرے کان میں پڑھی، یہ بات ہے کہ  
 تصور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت نے ترقی  
 کی اور اس کے تمام خصوصیات آپ میں ہیں  
 شہنشاہ سفدر میں کثرت سے ظاہر ہوئے اس  
 طرح کہ وہی طبیعت آپ سے بنی بان کے  
 ذریعہ حکم کلام کرنے لگی سی کہ، جبریل، کہا  
 جاسے لگا۔ اور اس کے کلام حکم کو دوسرا  
 کو اپنے مقابلسے عاجز کر دیے والا قرآن  
 کہا جاتا تھا اور اس سے ہنی دلیل کو کچھ  
 ایسے امور ہنیدہ سے ترتیب دے کر بنایا  
 جو ہمیشہ ہمیشہ مشکور ہوتے رہتے ہیں اور  
 اس سے اس کی مشاں دی گئی تھی جو ان کے  
 جو نقرہ - جامینوس - دی مقررہ - دلتوس

متناورة - ومن اغرب ما  
 ظن عن ذی فاعام ایاہی  
 من بعض هؤلاء هذه المقالة  
 ان محمداً لیس العریب  
 فہ ترقی فیہ الطبیعة و  
 قوریت فیہ خصائص صفات  
 الفایة بحیث صارت تکلمہ  
 بلان منہ اب یقال له جبریل  
 دھت ام صحیحہ یقال له قور  
 معجز وحق برمانہ علی  
 دالت من احد سیات نکریت  
 علی تمام وی الدهور و نظار  
 لار منہ و تصور و مثلہ بما  
 وقع بقراط و جابینوس و  
 ذم عقراط و دلقوس  
 او دیوس و جرم ہا ہذا  
 هو الحق الحقیق بالقبول و  
 الناس صکلمہ اخوان و  
 سبب ما یاثرہ التجر ہونہ  
 سرع بینہم اشیطان ذاعتقوی  
 لتخلیطہ او حاع قبلہا ان حاع

اور اور پوس وغیرہ اٹھا۔ برٹان کو پیش  
آئے تھے۔ اور اس نے پورا یقین کر لیا کہ یہی  
بات حق و رالائق قبول ہے۔ اور لوگ سب  
یک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اہل شریعت  
کے ایسی باتوں کو اختیار کرینے کے باعث  
شیطان نے ان کے درمیان فساد ڈال دیا  
جہ۔ اس شخص کی کواکس سے مجھے پے در  
پے شدید تکلیف لاحق ہوئی اور میں اپنے  
وطن سے بے وطن کی طرف نکل آئے یہ تمام  
جو۔ جس کے اہل نے مجھے ایک سخت مصیبت  
میں مبتلا کر دیا۔ پس اس قوم سے صرف  
عقل کو یہ حکم سا کھا ہے اور قیاب محض  
عقل کو حکم سنانا گمراہی ہے۔ اس لئے کہ  
مقتضیات عقل سے احکام وہم منازعت  
کرتے اور اس پر غالب رہتے ہیں اس عقل  
درہم کے احکام میں منازعت کی متنازع  
تہ شخص ہے جو کسی خالی اور تنہا مقام پر پڑی  
ہوئی لاکش کے پاس جائے تو عقل کا فیصلہ  
تو بہت بڑی ہوئی لکڑی کی طرح اس  
سیت سے کوئی عمل ممکن نہیں لیکن وہ کہتا  
ہے کہ یہ ایسا جہم ہے جس سے روح نکل چکی

وندت علی حروج  
من وطنی ابی وطن تر حکمی  
اہلہ بحجج ع  
تمولاء قوم حکمو العقل  
فقط ولا شک اب تحکیم  
العقل ضلال لای مقتضیاتہ  
تازعہما احکم الوہد غالبہ  
نہا مستعلیۃ عیہا مثاہ  
الداخل وحدہ علی صیت  
مستجی فی مویع خال فان  
العقل یحکم لای ہذا  
المیت ختنبہ مصر و حۃ لا  
یحکن مہا فعل والوہد  
یقول ہذا جسم حرحت  
منہ روحہ فہو موحتہ  
وکل موحتہ لا یؤ من  
بیت مہ عفریت  
ما۔۔۔ فیمتلی لداحل  
رعہ نطبہ حکمو الوہد  
ورہما غرح راکہ رکص  
البعاقیب والصرالۃ انصرہا

ذم

سے لذائذ وحشت ناک ہے اور کسی بھی  
وحشت ناک چیز سے ممکن ہے کہ کون سرگس  
دیو اور بھوت نکل آتے ہند سحر و سحر کے ناک  
سوئے کے باعث وہ شخص مسموم و نڈوڑو  
ہو جائے گا۔ اور یہاں اوقات وہ چکر کی  
ہند یا اس ہرن کی مانند بھائے گا جسے  
بھیڑ یا دیکھتے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خلاصہ اور جون  
کے عتس قدم پر چلنے والے ہیں ایسی عقول  
والے ہیں جن پر امور فانیہ کے حالات  
خوش خبری کے راستے سے نائل ہوتے ہیں  
وہ بھی کما حقہ نہیں اور ان کے برعکس  
شریعت مطہرہ والے ایسے دل والے ہیں  
جن پر احکام الہیہ کا نزل ہوتا ہے۔ جو  
خطاست پاک ہیں اللہ تعالیٰ دہانے میں  
" اللہ تعالیٰ نے قرآن کرآپ کے قلب  
پر انار ہے۔ "

" اس میں نصیحت ہے ہر اس شخص کے لئے  
جو دل والا ہو " اللہ  
اقر کی پاک سے صرف دل والے ہی نصیحت  
حاصل کرتے ہیں " اللہ

(عاشیہ برعمو: ۱۰۰)

والمحاصل ان العلاسة  
ومن نحا حوہ و ارباب  
عقول سترت علیہا معرفة  
احوال الامور الف نية من  
طریق الحواس الخمس  
لا حکم ینبغی۔ و اهل الشرعية  
المطهرة ارباب العنلوب  
سترت علیہا السمیات  
الالہیة المعصومة من  
للحصاء فان تعاص  
" تَرَاهُ عَلٰی قَلْبِكَ  
" اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرًا  
لِّمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ  
" اِسْمًا يَتَذَكَّرُ اَوْ اَللِّبَابُ  
والحمد لله الذی  
هدانا لهذا وصی اللہ  
سلم علی سیدنا محمد و آلہ  
الاکمل معلہ خیر امة و  
حکیمہا و طیبہا الوصوف  
بانہ کان یحکس السائل و



شمارہ تحریریں ہیں اللہ کے لئے جس نے ہمیں  
 اس رہ حق کی ہدایت دی۔ اور صلوٰۃ و سلام  
 ہو جہاں سے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وسلم پر جو سب سے زیادہ کامل نبی ہیں جو  
 بہترین مسکن کے معلم اور اس کے حکیم و طبیب  
 ہیں اور ان کی مکرم آل پر بھی صلوٰۃ و سلام ہو  
 علم اور اہل علم کے خادم فخر بن محمد غازی  
 نے سے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو و تمام  
 مسلمانوں کو عفو و رحمت کی شہادت مرحمت  
 فرمائے۔ آمین۔

بیہ و علی الہ لاکرمین۔  
 کتبہ خادم لعلم و اعلم  
 فلاح بن محمد شری  
 د قہ اللہ تعالیٰ و جمیع  
 مسلمانوں کو عفو و  
 رحمت مرحمت فرمائے۔

دعا مشیہ صفحہ گزشتہ

کتاب الورد

تہ تی ۱

کتاب البقرہ ۱

## تقریظ

حضرت علامہ تلح الدین الیاس منشی مدینہ منورہ

زادھا اللہ شرفنا و تعظیما

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہارا تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے  
 علم کو چراغِ ہدایت اور مہاسبت دین بنا لیا  
 اور حیا و زینتِ حق کے، نیک و ناصح کے ساتھ  
 ان کی تائید فرمائی ہیں سر شرفی باطل کے  
 کائنات کی حرکات دینے و بہا و بخل و گدہی  
 سے رخصت و تہمت انکار بھیجے کے لئے  
 مسابقت کے میدان میں داخل ہوئے ہیں  
 وہ اپنی تمناؤں کو حاصل کر کے کامیاب ہو  
 گئے۔ اور انہماک سے کام لیا عظیم ہو گیا  
 اور ہر وقت کے لئے واضح ہو گئے اور دین  
 پر عمل اور پیسے سمیت بڑھنے کے نہیں  
 اور صلوة و سلام ہر اس ذات اقدس پر ہے  
 اللہ تعالیٰ سے جنتہ العالمین بنا کر بھیجا۔ اور  
 جس کی محبت ماننے کے لئے باطل پسندوں کی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي جعل العلم  
 مصابيح الهدى و اعلام  
 الدين و ايدى بصيرت و اطع  
 برهين الحق لسير  
 فاقحموا حلبة السيف الى  
 قطع و ابر كل غبي مناضل -  
 و استيصال مشافة كل غي و  
 باطل - ففازوا بنيل النصف  
 فعطيت الامة - و انتصحت  
 سبل الهدى و انصحت  
 القلعة - و صلوة و سلاما على من  
 ارسله الله رحمة للعالمين  
 و كشف بنور حجة البالغة  
 قوہات المبطلين -

باطل و ملغ باقوں کی تحقیقت کو کھول دیا  
یعنی عمار سے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ  
وسلم پر جو تمام انبیاء کو دم عظیم لصدوۃ  
والسلام میں برگزیدہ اور تمام اصحاب کا  
مخلص ہے اور ان کی مہر آل و نیک صحابہ  
اصحاب پر۔

الابعد! پس حق یہ ہے کہ کہا جائے  
کہ اس مثالی رسالہ کے الفاظ و تراکیب  
اس قدر خوب صورت ہیں کہ جنہیں دیکھ کر  
بہنکھیں کھسکی کھسکی رہ جاتی ہیں۔ اور اس کے  
معانی اس قدر دقیق ہیں کہ جنہوں نے انکار  
کو متحجر کر دیا ہے۔ اور اس کے فضائل و عقائد  
کے نتائج کو حسین و نہیں ظاہر ہو گئیں۔  
اس حال میں کہ حق کے انوار کو ابھی ظاہر  
کرنے والی میں جن پر عین کرنا واجب  
ہے اور اس کے بیان کے اہل کامل نے  
روستہ کر دیا۔ پس یہ سب دیکھو تا کیا  
کھول دیں اور اس کے دلائل و صبح روشن  
سوچی بس یہ صوبہ واضح کر دی ہیں  
لئے رسالہ انجمن پر تعجب ہے۔ و یہ رسالہ  
اس بات کے لائق ہے کہ انھیں اس کو

بیدنا محمد صفوة الانبياء  
خلاصة الاصفياء. وعلى  
له لا طهار. واصحابه العبرة  
لا خيار۔

وبعد فالحق احق ان  
يقال. ان هذه الرسالة  
ليدبرعة العتال. رقت مبانها  
لا دهشت الابصار. و رقت  
معانيها فحيرت الافكار.  
وتجلت عراقس نت ثجر  
فضايلها الحسان. مشرقة  
بافوار الحق فوجب لها لاذعان  
وازهو بدن بيانها فكشف  
حناديس الشك والارتياب.  
واسفر فلق بورهاها فارضح  
محجة الصواب. فيا لها من  
رسالة جديدة بان قرمقها  
الافاضل بعين العناية. وتعلمها  
من القبول النهائية. وتعتصم  
بحبها المتين. وتتخذها  
لاية الحكيم على المخالعين.

بچتر توجہ ملاحظہ فرمائیں، ورنہ اس کو انتہائی گہرے  
کے مقام پر تائیں اور اس کی مضمون پرستی کو  
میں اور بھی نہیں اس کے گمراہ ہونے پر دلیل و ثبوت  
اس کو ایک علامت سمجھنی چاہیے۔ اور اس کے  
مصنف، امام علی، قدوة الفضلاء، علوم  
نظیہ و عقلیہ کی نگاروں کے ایک اور فروع  
واحد نیز دیگر فروع فضائل کے جامع۔ اور  
جو، اگر کہیں اولاد سے ہیں۔ اور آسمان  
تحقیق کے آفتاب۔ اور ملک تدقیق کے ماہ کامل  
ہیں۔ مقام طیبہ و فضیلت واسطے ہیں۔ یعنی  
مقامات بقدر نبویہ میں سادت سافید کے  
مفتی مولانا سید احمد آفندی بزرگوار  
داس کے مصنف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی  
سردار زلف سے، و ان کی ترقی دائرہ دہائی  
رکھے۔

اللہ عز شانہ کی رحمت، کا محتاج  
محمد تاج الدین ابن المرحوم مصطفیٰ الیاس حنفی  
مفتی مدینہ منورہ۔

و تدعوا بحیر الدعاء۔ لتاسیح  
بروہا امام العمام و فتوہ  
الفضلاء۔ مالک از مة المعقول و  
المقول۔ و محرز العروج و  
لا حول۔ الجامع لامشحات  
الفضائل۔ و سلیل الائمة الامائل  
شمس سماء التحقیق۔ و بدار  
مالک الشدقیق۔ صاحب الفعیل  
و المقام العلی۔ مولانا السید  
احمد آفندی بزرگوار الحسینی  
مفتی السادة الشافیة۔ ف  
الروحاب النبویة۔ اطال الله  
بقامہ۔ و ادام ارتقامہ۔  
الفقیر الیہ عز شانہ۔

محمد تاج الدین

ابن المرحوم مصطفیٰ الیاس  
الحسینی مفتی باسادیة لمورة  
عمارة۔

پیشہ کی جست کا محتاج  
محمد سعید بن سعید محمد خادم و لائل انجیرت۔

الفقیر الخیر محمد سعید  
بن السید محمد خادم دلائل لحدیث

مہر

مہر

الفقیر السید محمد بن  
ابن مرحوم سعید احمد رضوان حفظہ اللہ عنہ  
آئیں

الفقیر السید محمد مین بن  
المرحوم السید احمد رضوان  
عفا اللہ عنہ مین

مہر

مہر

سید عبد اللہ اسعد حفظہ اللہ عنہ

سید عبد اللہ اسعد عفا اللہ عنہ

مہر

مہر

اسیر عسکریاں  
عباس بن مرحوم سعید محمد رضوان

اسیر العسکریاں عباس بن  
المرحوم اسید محمد رضوان۔

مہر

مہر

پیشہ سے عفو و درگزر کا ایسا دار  
عمر بن مرحوم حمدان مالکی  
مدیر مدرس مسجد بیوی۔

المربی من مد العفو والعزاک  
عمر بن المرحوم حمدان مالکی  
المدرس بالمسجد النبوی۔

مہر

مہر

اپنے ب تدریک کی بخشش کا امیدوار  
احمد بن محمد خیر عباسی سناری۔

الموقبجی عفوریہ التدریر  
احمد بن محمد خیر العباسی سناری

مہر

مہر

اپنے ب تدریک کا محتاج و بی کا بندہ  
محمد عزیز وزیر تونسہ علی غنہ۔ بسندہ فضلہ

فقیر الیہ التدریر عبد  
العزیز الوزیر التونسي علی غنہ  
بمنہ وفضلہ۔

مہر

مہر

کریم کار سائیکے عنقا کا امیدوار  
موسیٰ علی الشامی الارحسی

الراجح عفوا الحکریم الولی  
موسیٰ علی الشامی الازهری

مہر

مہر

میں اس رسالہ کے مضمون پر مطلع ہوا ہے  
مولانا سید احمد برزنجی نے تالیف کی ہے  
پس میں نے اس کو سب سے بہتر اور محفوظ  
دستہ پر چلنے والا پایا۔

قد اطلعت علی خلاصہ الرسالة  
التي انما مولانا السيد احمد  
البرزنجي فوجدتها سالكة مثل  
المسالك واسلمها۔

اھدی ہوں اپنے رب کا محتاج  
محمد بن احمد عمری کان اشد لہ

وانا الفقیر الیہ  
محمد بن احمد العمری کان لہ لہ

مہر

مہر

قد اهدعت علی رسالہ شیخا  
 الموحدا وانا الفقیر لم انکھ  
 عزتہ محمد مہدی بن احمد  
 صفی عندہ۔

میں اپنے شیخ الموحدا پر کردہ رسالہ  
 پر مطلع ہو  
 اور میں ہوں اللہ عزتہ کا محتاج  
 محمد مہدی بن احمد صفی عندہ۔

مہر

اللہ عزتہ کا محتاج  
 سید احمد جزائری صفی عندہ

مہر

خادم الحرم شریف  
 ضیل بن ابرہیم غولوتی

مہر

مہر

الفقیر بن عزتہ السید  
 احمد الجزائری صفی عندہ۔

مہر

خادم الحرم شریف حلیل  
 بن ابراہیم حر بوتی

مہر

کتبہ

العبد الذنب سیف اللہ خانہ بھٹی غفرلہ

بریلویوں کے سابق منشی اعظم پاکستان جناب ابو برکات صاحب  
 کے والد ماجد دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے بانی اور بریلویوں کے  
 "امام الحدیثین" جناب مولوی دیدار علی صاحب توری نے جب مسوٰرہ پاکستان  
 علامہ اقبال مرحوم پر کتبہ کا فتویٰ لکھا تو اس پر علامہ نے درج ذیل چار شعر کہے تھے:

گر فلک در انور انداز دتر  
 لے کہ می داری تمیز خوب و رشت  
 گویمت در مصرعہ بر جستہ  
 آنکہ بر قرطاس دل بید نوشت

آدمیت در زمین او جو  
 آسمان ایں داندہ در آواز نہ کشت

کشت اگر ز آب ہوا نرسند است  
 ز آنکہ خاکش رانرس آمد سرشت

در روزگار فقیر مملو دومس ۲۲۲

ترجمہ: اے اپنے اور سے کی تمیز رکھو! اگر آسمان تجھے ریاست "تور" میں ڈال  
 دے تو میں تجھے ایک برجستہ شعر میں نصیحت کرتا ہوں جسے لوح قلب پر نقش کر لینا چاہئے۔ اور  
 یہ ہے کہ انسانیت اس سرزمین میں تلاکس نہ کرنا۔ کیونکہ آسمان نے یہ تنگ اس سرزمین میں ڈالا  
 ہی نہیں ہے۔ اور اگر ڈالا ہوگا تو اس کی آب و ہوا کی تاثیر سے بجائے انسان پیدا ہونے  
 اس سرزمین میں "گدھے" پیدا ہوتے ہیں۔"



أولئك هم الشيطان الذين يحزنون الشيطان هم الخبيرون

یہ شیطان کا گروہ ہے، گناہ جو با دکر شیطان کا گروہ ہی خسارہ میں ہے۔

المجادلہ: ۴۰

ترغیم خزب الشيطان

بتصویب حفظ الایمان

تصنیف

علامہ ابوالرضا محمد عطاء اللہ صاحب قاسمی بہاری

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین

۴ بی شاداسب کالونی احمدیہ نظامی روڈ : لاہور

# ترغیم حزب الشیطان

## بتصویب حفظ الایمان

تقدیم ۱۔

حاجہ ادریس مسکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ز: ۱۵۵۵ میں "بقلم نوری" ضلع رگودھا، اہل سنت اور اہل بدعت کے دین

مسند مغیب پر مشتمل ہوا۔ خاکہ بھی اس میں شامی کا اہمیت لیا گیا ہے۔ اس وقت بھی بہت  
 حضرت محمد منظور صاحب نقوی مدظلہ العالی نے "داستان فیوض مناظر تھے اور اب بدعت کی طرف  
 سے مولوی شمس المل صاحب، جن سے اور جن کی خصوصیات سے بہت سے نظریں  
 کچھ نہ کچھ واقف ہو جائیں گے۔ اس مناظرے کے آخری وقت میں  
 مولوی شمس المل صاحب نے اصل موضوع مسند مغیب سے گریز کر کے غلط بحث کرنے  
 کی طرف پڑ پڑی فاش نکتہ پر پردہ ڈالنے کے لیے حفظ الیمان و براہین قاطعہ  
 کی عبارت پڑھیں۔ محمد رضا خان صاحب واسطے پراسٹ اور سرسیر مقرر نہت کو ڈوبنا  
 شروع کر دیا۔ حضرت مولانا محمد منظور صاحب سے فرمایا کہ:

"اول تو جسے بدعت چیزوں کا یہاں پیش کرنا ہی اصول مناظرے کے ہے۔"

بلکہ اصل موضوع میں مداخلت کی دلیل ہے۔ پھر مخصوص عبارت سے الیمان و

بیاد تعلق کے ذکر سے تو آپ کو خود شرم بھی آتی چاہیے۔ میزبان جانتے  
 بر آپ کی جماعت کے جو اعتراضات ہیں میں ان کا شایستگی منقسط اور کافی  
 رد و کفر آپ سے تین ماہ پہلے، ممبرانہ طور کے عنوان سے اپنے رسالہ  
 "مغربیوں میں راج کر چکا ہوں" اور آپ کی جماعت کے قلم نامہ "مغربیوں  
 کو نامہ جام مخاطبہ" کے اس کے جو سبکی دعوتوں سے چکا ہوں گرتی ہوں۔  
 آپ کی جماعت، اس کے جو پہلے سے ہرگز ہے، خود آپ نے جمادی  
 الاخریٰ ۱۳۲۶ء ہجری میں جس کا جواب لکھنے کا، عنوان کیا تھا "مغربیوں  
 جواب ہی کے دہرہ"۔ مجھ سے منگوا گیا جو میں نے باقیمت بیفہ، مسزنی  
 ہی وقت آپ کو بھیجا۔ جس کی رسید بھی آپ نے مجھ کو لکھ دی تھی۔ لیکن  
 سچ ڈیڑھ سال گزر گیا اور آپ اس کے ایک لفظ کا بھی جواب نہیں دے سکے  
 پس جب تک کہ آپ اس کے جواب سے سبکدوش نہ ہو لیں اس وقت  
 تک آپ کو ان اعتراضات کے زبان پر لانے کا حق نہیں بلکہ میں کہہ چکا ہوں  
 کہ آپ کو اس سے شرانا چاہیے گا۔

جس وقت حضرت مولانا محمد منظور صاحب یہ تقریر فرما رہے تھے مولوی حسرت علی صاحب  
 یک ذی اسرار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہوئے اور یہ کہ یہ لکھنے آپ کے "مغربیوں  
 جواب" یہ موجود ہے۔ تمام حاضرین درخورد حضرت مولانا مدوح نے بھی یہی سمجھا کہ جس  
 رسالہ کو مولوی حسرت علی صاحب پیش کر رہے ہیں وہ واقعی "مغربیوں" کا جواب ہو گا۔ کیونکہ  
 وہ اس سے اور علی نڈس اسٹیشن اس وقت کو وہی کی جرأت تو لیں نہیں لیں سے ذیل کو بھی نہیں  
 ہو سکتی، بہر حال اس وقت سب نے یہی سمجھا کہ مولوی حسرت علی صاحب کے پاس

درہ القلم کا جو بگھنٹا ہوا، بلکہ چھپ چھپ یا موجود تھا جس کو انہوں نے بروقت پیش کر کے  
پنے آپ کو دکھانے سے بچا لیا۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ یہ جو اب سب سے پہلے یہاں  
میں پہنچا، جیسے تھا اور خیر گریٹ تک نہیں بھیجا تو اب وہی ہے، وہاں تک کے ہاتھ نقد جو اب  
ہو اب یہ لپٹے۔ مولوی حسرت علی صاحب نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں یہاں تک یہ ضمنی  
تکلف نہ ہو، اور پھر اصل موضوع اعظم نسیب پر حکمت نہ رہا ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد جب کہ  
ماظہ فریب ختم تھا، مولوں حسرت علی صاحب سے اس رسالہ کا پھر مطالعہ کیا گیا انہوں نے  
کہا کہ ابھی بھی جا رہا ہے، اور پھر معلوم ہوا کہ انہوں نے ہمارے کسی آدمی کو دے دیا ہے  
ناخبرہ انتہائی ناخوشی کے بعد قیام گاہ پر پہنچ کر وہ مولانا محمد منظور صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا  
بہ دیکھا گیا وہ معلوم ہوا کہ اس رسالہ کا کوئی تعلق مولانا صاحب سے نہیں ہے، ورنہ وہ مولوی  
حسرت علی صاحب کا تصنیف کردہ ہے بلکہ مولوی سردار محمد نوری صاحب پوری مدرسہ  
شاہانہ میرپور کے نام سے شائع ہوئے ہیں، فقط لایہاں کہ مشہور منٹازہ فیہ ہدایت کے  
تعلق نہ مقرر سالی کر کے بریلی کے اس محلہ خیرناظرہ کی خدمت میں مانے کی کوشش کی گئی ہے  
جس نے نہ صرف پیمانے مولوی سردار محمد بلکہ ان کے بریلی آقا یا ان نعمت بلگان رضی اللہ  
عنه بھی دیکھ کر کونخاک میں ملا دیا ہے۔

یہاں یہ معلوم کر کے مولوی حسرت علی صاحب کی جستجو، وردھو کر دی گئی کہ  
ان کی عزائیت و مہارت پر سب ہی کو حیرت ہوئی، مولانا نے پھر وہ رسالہ  
اپنے کے حوالہ کر دیا۔ میں نے اسی وقت اس کا جواب لکھ دیا تھا۔ لیکن شاعرت

کی قربت اب تک نہ آسکی، اب کچھ ترمیم و امتداد کے بعد اس کو پیش کر رہا ہوں۔

ایوب الرضا محمد عطاء اللہ قادری عماد اللہ عمر

شوال ۱۳۵۶ھ

## ذرتیت شیطان کے کارنامے ۱

از جناب رہبر اعظمی مبارک پوری

رکھ دیا سرتہ پر راحت کا سماں، دیکھ کر	تہ تک وہ بہمت میں روز عیش و شہساز دیکھ کر
نگاہ لاتی ہیں نگاہ لطف جان، دیکھ کر	عزس کی بچھنیاں و حسن کی تابانیاں
سمجھ گیا، قر پر لطف پریشاں، دیکھ کر	عام صبر اسکوں میں حش ہوتا ہے بیا
ڈھونڈتی ہیں لطف خلوت رو اسکاں دیکھ کر	اضطر اس آگین نگاہ شوق کی بے تاسیاں
طہیز و ربویر دست غزن خوال دیکھ کر	وجہ مضوحی فریب آسیر آتہ ہے ابہیں
میں تپ اٹھتا ہوں ان پیرلی کے ازاں دیکھ کر	اس شکوک کے واسطے سے مکانہ الاماں
ہاں، اہمیت ماہ احمد رضا خان، دیکھ کر	کیوں نہ کھول قبر میں بھی، بیٹ ہی کی کھجی ہے
کھڑے توت لگاتے ہیں سسماں دیکھ کر	ان سیہ بختوں کی جسکتی کا منظر دیکھنا
خیرہ جو جاتی ہیں آنکھیں نور میں دیکھ کر	پردہ ظلمت پڑا ہے چشم باطل کو کس پر

دیکھنا وہ بزم ماطل میں قیامت آگنی

لفظ بہت ردیکھ کر، تنویر درمیاں دیکھ کر

## تمہید

## پیغام موت کے جواب میں جہنم کی بشارت

گورڈاپولی صاحب کے جس رسالہ کا اس وقت ہم جواب دے رہے ہیں اس کا مہذب

لورڈ تین نام ہے۔

• موت کا پیغام دلو بندی کولویوں کے نام۔

بِالْحَقِّ يَوْمَئِذٍ اللَّهُ الْبَاقِيُّ بِاللَّسْوَةِ مِنَ الْقَوْلِ الْأَعْتَنَ خَلِيعٍ كَ عَالَمُونَ كَ عَالَمِينَ

ہم کو حق ہے کہ اسے اس جواب کا لقب رکھیں۔

## پاپائے رضا خانیت کو جہنم کی بشارت

آغاز جواب سے پہلے یہ بتا دینا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ قبوگان رضا خانیت کو اس رسالہ کی اشاعت کی کیا ضرورت محسوس ہوئی؟ اور کیوں بیٹھے بٹھائے اُن کی ہاس کڑی عید یہ ایسا کیا؟

واقعہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو ہمیشہ سے یہ غلط فہمی تھی کہ "حفظ الایمان" کی جہارت میں ہم عام مسلمانوں کو زیادہ دھوکہ دے سکتے ہیں اور اُس میں ہمارے لیے مضامردہی کی زیادہ گنجائش ہے لیکن بریلی کے ن ظرو نے اس امید کو بھی ہمیشہ کے لیے سمیت الترتیبی فی کر دیا۔ اور انہی "گورڈاپولی" سے گویا اقرار کرایا کہ "حفظ الایمان" کی وہ عبارت بالکل بے بنجا

ہے واقفوں ہوا کہ گورداسپوری صاحب نے اسی مناظرہ میں تیسرے دن اپنی ایک تقریر کے دوران میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب کے ماکہ

صاحب میں ایک فیصلہ کی بات کہتا ہوں۔ ہمارا اور آپ کا جگڑا صرف یہ ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت میں تو ہیں۔ پھر یا نہیں۔ اگر آپ کے نزدیک اس عبارت میں تو ہیں نہیں۔ ہے تو یعنی آپ ایسی ہی عبارت مولوی اشرف علی صاحب کے حق میں لکھ دیجئے۔

مولانا ممدوح نے گورداسپوری صاحب کے اس فیصلہ کو جو تڑ کو منظور فرمایا۔ اور حفظ الایمان کی دو عبارت لفظ بہ لفظ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے حق میں لکھ دی اور دستخط ثبت فرما کر وہ تحریر برائے گورداسپوری صاحب کے حوالہ کر دی ہم ناخسریں کی واقفیت کے لیے روئیداد مناظرہ بریل میں ۶۳ سے یہاں بھی اس کی نقل درج کرتے ہیں۔

پھر یہ کہ آپ کی دینی مولانا اشرف علی صاحب کی بات پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول صحیح ہو تو دریا نسبتاً غلبہ ہے اور ہے کہ اس غیب سے مراد کل غیب ہے یا بعض غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں مولانا اشرف علی صاحب کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو سرزید و عمر بلکہ ہر سبھی و عمر بلکہ جمیع حیوانات و نبات کے لیے بھی ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے کے مخفی ہے تو چاہیے کہ



سب کو عالم الغیب کہا جاوے :

محمد منظور نقی عفا اللہ عنہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ

مولانا محمد منظور صاحب کے اس طرح پرستہ اور بے تکلف طور پر یہ تحریر لکھ دینے سے حاضری پر بے حد اثر پڑا اور اس کا ردائی کو مستفقت فیصلہ سمجھا گیا۔ گورداسپوری صاحب نے اگرچہ اس اثر کے زعم کر کے بیٹے اس کے بعد بھی بہت کچھ کج بختی کی لیکن عام پبلک سے وہ شکر کسی طرح تامل نہ ہو سکا۔

پھر ساتھ کے بعد ان گورداسپوری صاحب اور دوسرے رہنما خانی گویوں نے اپنی نجی مجلسوں اور عمومی جلسوں میں اپنے اپنے طرز کو یہ کہہ کر سمجھایا کہ :

”مولوی منظور صاحب نے مولوی شرف علی صاحب کے حق میں فقط ایمان کی جو عبارت لکھی ہے درحقیقت اس سے مولوی شرف علی صاحب کی سخت توہین ہوتی ہے مگر چونکہ مولوی محمد منظور صاحب کو یہ ایمان ہے کہ مولوی شرف علی صاحب ان پر شک و عزت کا دعویٰ نہیں کریں گے اس لیے انہوں نے ویڈو دستہ و عبارت لکھ دی ہے۔ ورنہ کسی دوسرے معزز شخص کے متعلق ایسی توہین آمیز عبارت وہ ہرگز نہیں لکھ سکتے۔“

حضرت مولانا محمد منظور صاحب کو جب اس پر فریب پر و پگھلنے سے کسی اطلاع ہوئی تو

آپ نے فرما دیا ”یعنی الٹا سزا ۱۳۵۷ھ کے الفاظ ان میں، بعینہ وہی عبارت و تقریر خاصا تیسرا مولوی صاحب نے لکھی ہے۔ صاحب کے حق میں لکھ کر تباہ کر دی، اور ان کو اور ان کے پیرو

ذنا ب کو پہنچ یا کر رُوہ میں اپنی توہین سمجھتے ہوں تو ہم پر زائد حیثیت ہونی کا دعوت  
کر کے عدالت سے فیصلہ کرالیں۔

انقرض کا یہ پرچم جس میں یہ مضمون شائع ہوا تھا۔ ۱۰ جولائی ۱۹۲۵ء کو مولوی حامد رضا  
نہان صاحب کے نام بذریعہ رجسٹری بھیجی گئی اور پھر انہوں نے شاعتِ اسلام بیرونی سے ایک  
پوسٹر میں بھی یہ پہنچ شائع کر دیا۔ اور ۱۹۲۵ء کے اگست ۱۹ء تک یعنی ایک ماہ کی مدت اس کے  
جواب کے واسطے مولوی حامد رضا خان صاحب کے لیے مقرر کر دی، لیکن دوسرے ہی  
وقت دیکھنا آج تک بھی نہ کون جواب دیا گیا۔ ورنہ مولانا محمد منظور صاحب کے مخالف کون  
سی فونی کاروائی کی گئی۔ درحقیقت مولانا کی اس آخری تدبیر نے رتنا خانیت کے ثابت ہونے کی  
کامیابی اور رضا خان فریب کاروں کے سارے کڑے چیلے خاک میں مل گئے۔ در بہت سے  
دام، نقادگانِ رضا خانیت کو یہی ب یقین ہو گیا کہ حفظانِ ایمان کی عبارت ناقابلِ اعتراض ہے  
اور اگر نہ حقیقت اُس میں توہین ہوتی تو ہمارے قلم و کلمہ عجمۃ الاسلام، مولوی محمد منظور صاحب  
پر ضرور ہتک عزت کا دعویٰ رد ہوتے۔ رضا نہانی متبادوں نے جب دیکھا کہ برس بہ برس  
پھنسی پھنسی اور آباہمان کی ٹسکار کی ہوئی چڑیاں بھی اڑنے لگیں تو کامل غور، اور کافی مشوروں کے  
بعد۔ ایک اور کاغذی جہل نیا کر گیا اس سے ہماری مراد زیر جواب رسالہ دعوت کا پیغام  
یہ ہے۔

انقرض در رضا خانیت مضمونوں کی زبان میں ایکٹی کے شعوروں اور رضا خانیت قبولوں کی متفقہ  
کوششوں سے یہ رسالہ تیار ہوا۔ لیکن گورڈا سپوری، صاحب کی منظرہ کی ذلت اور سوانی کی  
تلفانی اور ان کی اتک شونی کے سے انہی کے نام سے اس کو شائع کیا گیا اس وقت اسی  
رسالہ کا جواب ہم اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ ان رضا خانیت

میں اپنی کوششوں کا انجام، اور اپنے منسوبوں کی رہنمائی کا مستقل نفع دیکھیں اور اللہ  
 پاکہوتی کبداً عین پر بیان کریں۔

## آغاز جواب

اس رسالہ پیغام موت میں جس بحث کو فضول بھول دے کر قریناً کہہ کرنا ۱۶ صفحہ  
 پر پھیلا دیا گیا ہے اس کا خلاصہ صرف یہ ہے۔

۱۔ ابن خیر خدا حضرت مولانا مولوی سید محمد مرتضیٰ صاحب نے حفظ ایمان کی  
 مشہور مقنازعہ فیہ عبارت میں لفظ "ایسا" کو کس قدر اور تناہ کے معنی میں تسلیم  
 کیا ہے تو ضیح البیان ص ۱۰۷ اور حضرت مولانا مولوی محمد منظور صاحب نے جس مناظرہ  
 بریلوی میں تسلیم کیا تھا کہ یہ لفظ "ایسا" یہاں بلاشبہ کے تن کے معنی میں مستعمل ہے۔  
 درمیداد مناظرہ بریلوی ص ۲۸، اور حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے الشہاب  
 الثائب ص ۱۱ میں اسی مقام پر یہاں "جہ کہ درہاں" اگر حفظ تنہا ہوتا تو اس وقت اہل  
 احوال ہوتا کہ معاذ اللہ حنفیہ علماء اسلام کے علم کو اور جہوں کے علم کے برابر کر دیا۔  
 تھکا کہ ابن خیر خدا اور مولانا محمد منظور صاحب نے عبارت "حفظ ایمان" کا جو مطلب  
 بیان کیا اس میں بقول حضرت مولانا حسین احمد صاحب "مذکورہ کفر کا احتمال ہے۔ اسی  
 سوال کو دوسرے پیرایہ میں اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ حضرت مولانا مولوی مرتضیٰ صاحب  
 نے تو ضیح البیان میں اور مولانا محمد منظور صاحب نے مناظرہ بریلوی میں  
 اسی لفظ "ایسا" کو "تناہ" کے معنی میں لے کر دعویٰ کیا ہے کہ حفظ ایمان کی عبارت  
 صاف اور بے عبارت ہے اور حضرت مولانا حسین احمد صاحب کی تصریح سے

معلوم ہوا کہ اگر اس عبارت میں "ایس کی بیگہ اتنا" ہو تو عبارت بے غبار اور صاحب  
 نہ ہوتی بلکہ اس میں معنی کفر کا احتمال ہوتا اور رکھلانا قاضی ہے۔

۲۔ حضرت مولانا امین شہزاد نے توضیح الایمان میں اور مولانا محمد منظور صاحب نے مناظرہ بریل  
 میں، کی لفظ "ایسا" کے تشبیہ کے لیے ہونے سے نکال کر کیا ہے اور اس کو کون  
 سی بات سے باقی تکرار کیا ہے۔ اور "الشباب الیٰ قبہ" میں اس کو کون تشبیہ کیا ہے  
 یہ بھی کھلا اختلاف ہے۔

۳۔ رویداد مبارکہ مورخہ (حضرت آسماقی میں حضرت مولانا محمد عبد لشکور صاحب کی جو  
 تقریر اس عبارت "حفظ الایمان" کے متعلق درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ  
 وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاہم صفت علم غیب تسلیم کرتے اور اقرار  
 کرتے ہیں کہ اگر منظور کے لیے علم غیب تسلیم کرتے ہوئے "حفظ الایمان" کی عبارت  
 لکھی جاتی تو ضرور اس میں توہین ہوتی۔

اور حضرت مولانا سید محمد تقی حسن صاحب (حضرت مولانا محمد منظور صاحب  
 کے بیان سے) سند درج توضیح الایمان اور رویداد مناظرہ بریل سے معلوم ہوتا ہے کہ مورد  
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے۔ اور خود "حفظ الایمان" کی متن آجی عبارت  
 سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ فرض یہ بھی ہر طرح قاضی ہے۔

۴۔ حضرت مولانا مولوی محمد منظور صاحب نے تشبیہ سے بچنے کے لیے لفظ "ایسا" کو  
 "تسا" کے معنی میں لیا اور رویداد مناظرہ بریل ص ۳۴ کے ایک ماسٹیر میں تسلیم کر لیا  
 کہ "اتنا" تشبیہ کے لیے بھی آتا ہے۔ اور اس کے لیے جو مثال دی ہے اس سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ عبارت "حفظ الایمان" میں تشبیہ وافی صورت ہی ہے۔

ہنس یہ خلاصہ ہے گورڈا سیوری صاحب کی سناری بحث کا۔ تحریر جواب سے قبل  
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مفظ الایمان کی اصل متنازعہ فیہا عبارت سے اپنے ناظرین کلام  
کو شکر ادا کیا جائے تاکہ فہم جو بہ میں سہولت ہو۔

مفظ الایمان کی آخری بحث میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مولانا  
تھانوی مدظلہ نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کہنا  
یعنی آپ کی ذات مقدسہ پر اس لفظ کا اطلاق کرنا ناجائز نہیں ہے راہدہ کی دوسری لکھیں بیان  
فرمائی ہیں پہلی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ:

چونکہ عام طور پر شریعت کے عبادات میں عالم الغیب اُس کو کہا جاتا ہے  
جس کو غیب کی باتیں بلا واسطہ اور بغیر کسی واسطہ کے بتلائے ہوئے معلوم ہوں اور یہ  
شان صرف حق تعالیٰ کی ہے، لہذا اگر کسی دوسرے کو عالم الغیب کہا جائے گا تو  
اُس شرمی عرب عام کی وجہ سے لوگوں کا دہن اسی طرف جائے گا کہ ان کو بھی بلا واسطہ  
غیب کا علم ہے اور یہ عقیدہ مسیح شرک ہے، پس حق جل مجدہ کے سوا کسی  
دوسرے کو عالم الغیب کہنا بغیر کسی ایسے قرینے کے جس سے صاف معلوم  
ہو سکے کہ قائل کلام و علم بلا واسطہ نہیں ہے اس لیے نادرست ہو گا کہ اُس سے  
ایک مشرکانہ خیال کی طرف ذہن جاتا ہے۔ اور قرآن و حدیث میں ایسے کلمات  
سے منع فرمایا گیا ہے جن سے اس قسم کی غلط فہمیوں کا اندیشہ ہو۔ چنانچہ قرآن حکیم  
میں نفاذ ما عشاء سے حضور کو خطاب کرنے کی ممانعت، اور حدیث شریف  
میں اپنے غلاموں اور باندیوں کو غیبی، وائمتی، کہنے سے نواہی بتا پرکائی گئی

حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کی پہلی دلیل کا خلاصہ صرف، اسی قدر ہے اس کے بعد حضرت  
ممدوح نے جو دوسری دلیل پیش کی ہے تو اس میں مسئلہ کی دو شقیں کر کے ان میں سے ہر ایک  
کا باطل کیا ہے اور اس دوسری دلیل کا معاملہ یہ ہے کہ:

• جو شخص حضور کو عالم الغیب کہتا ہے، اور آپ کی ذات مقدسہ پر اس لفظ  
کا اطلاق کرتا ہے، مثلاً زید، وہ یا تو اس وجود سے کرتا ہے کہ اس کے نزدیک  
حضور کو بعض غیب کا علم ہے، اور یا اس وجہ سے کہ آپ کو کل غیب کا علم ہے  
سو یہ دوسری شق تو اس لیے باطل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کل غیب  
کا علم نہ ہونا اولیٰ قطعیہ و ثانیہ سے ثابت ہے۔ در پہلی شق یعنی بعض غیب  
کی وجہ سے حضور کو۔ عالم الغیب کہنا اس لیے غلط ہے کہ اس صورت میں ماہر  
اُسے گا کہ ہر انسان بلکہ ہر انسان تک کو۔ عالم الغیب کہنا جائے (معاذ اللہ)۔  
کیونکہ منطق بعض غیب کی کچھ خبر تو سب ہی کو ہوتی ہے اس لیے کہ ہر انسان بلکہ  
ہر جاندار کو کسی در کسی ایسی بات کا علم ضرور ہے، جو دوسرے کے علم سے  
اس شق کی بنا پر چونکہ سب کو۔ عالم الغیب کہنا لازم آتا ہے اور یہ ثقلاً نقلاً قرآناً  
خبراً، ہر حیثیت سے باطل ہے لہذا لزوم یعنی زید کا بعض علوم غیبیہ کی وجہ سے  
حضور کو عالم الغیب کہنا، بھی باطل ہو گا۔

یہ ہے حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کی اُس پوری بحث کا خلاصہ جو حضرت ممدوح نے  
اس موقع پر حفظ الایمان میں خرابائی ہے۔ چونکہ قبلگان رسنا احتیست کی کفری بحث اور  
ان کی ان حدیثوں کا تعلق بھی "جو گوہر پوری" صاحب کے نام سے کی گئی ہیں،  
• حفظ الایمان کی طرف دوسری دلیل سے ہے اس لیے ہم اس کی طرف اسی قدر مہارت سے

نقل کرتے ہیں۔ جس میں یہ دوسری دلیل میں بیان کی گئی ہے ملاحظہ ہو۔ پہلی دلیل کی تحریر سے قانع ہونے کے بعد حضرت مولانا تقی زکریا فرماتے ہیں

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریا نیت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کوئی غیب اگر بعض معلوم غیبیہ ہو جس میں تو اس میں حضور کی کیا شخصیت ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صحابی و جنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے اور اگر تو یہ معلوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد ہی خارج نہ رہے تو اس کا بظاہر دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔“

مہر دارالکفرین فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب نے اپنے مشہور کفر قوت سے ”حمام الحرمین“ میں اس عبارت کا حرف ابتدائی اور آخری خط کشیدہ حینہ نقل کیا ہے اور اس کے متعلق دہنوی کیا ہے کہ:

”اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے  
یسا تو ہر پتھے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔“

(حمام الحرمین ص ۱۶۱)

پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے:

”میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو ہر شخص کیسے بڑبڑا کر رہا ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وہی جنس و چنانچہ میں:

اور حفظ لایمان کی اسی عبارت پر یہ مارا کہ کرتے ہوئے تمہید میں اپرا رکھتے ہیں  
 کیا، اسی نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم بیچ گمان زدوی کیا نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم لو اتنا ہی علم عیب دیا گیا تھا۔ جتن ہر پاگل اور ہر چار پائے  
 کو حاصل ہے۔

پھر اسی کے اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جانوروں، پانگلوں میں فرق نہ ہا تھے وہ

مستورہ کو گالی نہیں دیتا۔

پھر صفحہ ۳۴ پر لکھتے ہیں:

مساہدہ، جس کی جڑ سے یہاں تک پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

علم غیب، کو پانگلوں اور جانوروں کے علم سے علا سے، اور یمن واسلام و

اشانیت سب سے نہ نکھیں بند کر کے صاف کہو۔ سے کہ نبی اور جانوروں

میں کیا فرق ہے، کسی سے کیا تعجب کہ خدا کے کلاموں کو رد کرے انہ۔

اور حفظ لایمان کی مستورہ بار عبارت کے متعلق یہ میں نمان صاحب برطانی کے تقریر

اور دعویٰ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

مساہدہ اللہ میں عبارت میں مستورہ کے علم غیب کو جانوروں اور پانگلوں کے

برابر بتلویا گیا ہے اور اسی کے مصنف، حضرت مولانا اشرف علی صاحب

ضمانی مدظلہ تعالیٰ کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جانوروں میں فرق نہیں:

مساہدہ اللہ ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ مدوکل ذریۃ الف الف مرۃ

اشاب اشقیب اور توضیح البیان میں خان صاحب کے اسی فقرہ اور ہستان کی تردید



کی گئی ہے اور یہ دونوں صاحب سے تمام صاحب کی انہی لغویات کی زد میں ہیں۔  
 گورڈا پوری صاحب نے بھی مناظرہ بریلی میں اس عبارت کے متعلق مختلف عنوانوں سے  
 اپنے مورث اعلیٰ کے انہی دعویٰ کو دُعا دیا تھا اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے  
 بھی وہاں انہی کا ذیبدانہ آیت کا رد فرمایا تھا۔

عبارت "حفظ الیمان" کے متعلق تکفیری "عاطفہ" اور اُس کے امام باہم "تعالیٰ صاحب  
 بریلوی کا دعویٰ اگر آپ ذہن نشین کر چکے ہیں تو اب سمجھنے کہ  
 اس دعوے کی بنیاد مندرجہ ذیل مقدمات پر ہے۔

۱۔ اس عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے ہے۔

۲۔ مشتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف، اور مشتبہ بنزید و عمر بھی و جنوں،  
 حیوانات و بہائم کا علم ہے۔

۳۔ تشبیہ مقدر میں ہے، اور اُس سے دونوں ٹہوں کی مساوات، و برابری بیان کی گئی ہے۔

اگر ان مقدمات میں سے کوئی ایک بھی ثابت نہ ہو تو حان صاحب، بریلوی کا دعوے  
 ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر سب سے اگر "ایسا" اس عبارت میں تشبیہ کے لیے

ہو، یا مشتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف نہ ہو تو اس عبارت میں تمام  
 صاحب کے دعوے کی بوجہ نہیں رہتی علیٰ ہذا اگر محض مساوات، وہ مخلوق ہونے  
 میں، یا صرف عظامی اور غیر محیط ہونے میں تشبیہ ہو جب بھی تمام صاحب کا یہ دعویٰ

ثابت نہیں ہو سکتا کہ،

اس عبارت میں معافی اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چنانچہ میں

برابری کی گئی ہے۔

اور مصنف "حفظ الایمان" کے نزدیک،

نہی اور باخبروں میں یہاں یہ فرق نہیں، "نوفور" سے ہے،

بہر کیف یہ تقدیرات میں سے کسی ایک کا تبدیل نام صاحب بریلوں کے

دعویٰ کی تردید کے لیے کافی ہے۔

جب اس کو بھی آپ ذہن نشین کر چکے تو اب معلوم کیجئے کہ:

۱۔ تو ضیح الایمان میں ابن شہیر خدا حضرت مولانا سید محمد تقی صاحب

نے، دینا نظرہ بریل میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے خان صاحب

کے پہلے ہی مقدمہ کا انکار کیا ہے اور اس کو تسلیم نہیں کیا کہ ایسا یہاں تشبیہ

کے لیے ہو بلکہ اس کو با تشبیہ کے اتنا کے معنی میں لیا ہے اور اس سے

مراد ان دونوں حضرات کے نزدیک "مطلق" بعض علوم غیبیہ، ہیں جو ایک شق کی

نہا پر زید کے نزدیک "اطلاق" عالم الغیب کی علت میں ہے، اہل علم جو تو ضیح الایمان

ص ۱۱۷ ص ۱۱۳، اور دینا نظرہ بریل ص ۲۴ ص ۲۲ ص ۲۱ ص ۱۹

نیز مناظرہ بریلی میں ایک دوسری ترجمہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے یہ بھی بیان

فرمائی تھی کہ ایسا اس عبارت میں "یہ" کے معنی میں ہوا اور اس سے اشارہ انہی "مطلق"

بعض علوم غیبیہ کی طرف ہو جو ایک تقدیر پر زید کے نزدیک "اطلاق" عالم الغیب، کی

علت میں، اور اردو محاورات سے ان دونوں دعووں یعنی لفظ ایسا کے با تشبیہ اتنا،

کے معنی میں، اور علیٰ ہذا، کے معنی میں مستقل ہونے، کو ثابت کرنا، کہ پوری وضاحت کے

ساتھ بتلایا تھا کہ "حفظ الایمان" کی اس عبارت میں "ایسا" لفظ با تشبیہ کے اتنا کے معنی

میں ہو یا "یہ" کے معنی میں بہر صورت اس سے "مطلق" بعض علوم غیبیہ مراد ہیں اور نہ

کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ زید عرو، جسی و عنون و بہائم و حیرانات کے لئے حاصل ہیں  
وہ یہ بات ہے جس کو خود خان صاحب بریلوی بھی تسلیم کرتے ہیں۔

دہلی کے بٹ ملاحظہ ہو زید اور مناظرہ بریلی ص ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵،

جس میں خود مولوی محمد عثمان صاحب کی تصریح ہے۔ اسے ثابت کیا گیا ہے کہ  
مطلق بعض تعویب کا علم ہر مومن بلکہ ہر ان بن بکھ نام جو، ناسات بلکہ تمام بددست انیسویں، پندرہ  
لکھوں کو بھی ہے۔

القرن حضرت مولانا سید عمر تھنی صاحب و حضرت مولانا محمد منظور صاحب  
نے ذکر شرح ایمان اور مناظرہ بریلی میں اس لفظ "ایسا" کو تشبیہ کے لئے نہیں مانا اور اس  
لئے عبادت تکفیر کی نسبت، دل ہی کو اکھاڑ کر بھینک دیا، اور اشہاب اساقب میں حضرت  
مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے "ایسا" کو تشبیہ کے لئے تو مانا یا لیکن علم ہی نفس لاری  
کے مشبہ ہونے کو تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ اشہاب ص ۱۱۹ پر مانا فرماتے ہیں:

"ایسا" سے اشارہ بعض طرف کی طرف ہے جو کہ چند کلمہ کے پہلے مذکور

ہوا وہ بعض ہرگز مراد نہیں محمد رسول مقبول علیہ السلام کو حاصل ہے کہ اس کا تو کہیں

ذکر بھی نہیں ہے

پھر فرماتے ہیں:

و جس شخص کو ادنیٰ وجہ کا بھی سلیقہ عبارت، والی کا ہو گا وہ صاف طہ سے

یہ کہے گا کہ "ایسا" سے اشارہ نفس بعض کی طرف ہے اور اس میں

گفتگو ہے

بہر حال حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے "ایسا" کو تشبیہ تسلیم کر کے بھی

اُس سے وہی سلسلہ بعض علما غیبِ اروی سے جو حضرت مولانا سید محمد رفیع تفسی صاحب  
اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے "تنا" یا "یہ" کے معنی میں کر کے مراد لیتے تھے پس  
ان دونوں حضرات کے نزدیک حفظِ ایمان کی متنازعہ نیما عبارت کا مطلب ایک ہی اور  
فردِ صرف تو حیر میں ہوا۔

ناظرین کی مزید بصیرت اور علمائیت کے لیے ہم دونوں حضرات کی وہ عبارت پیش  
کرتے ہیں جن میں اس عبارت کا مطلب بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب  
مدظلہ الشہاب الثاقب ص ۲۱ پر حفظِ ایمان کی اس عبارت کا حاصل اور خلاصہ اس  
طرح ارقام فرماتے ہیں:

کہ لفظ عالم الغیب جس کا اطلاق ذرا تہہ نقدرہ نبویہ پر ہوا ہے کس سے  
کے اقرب سے کرتے ہو؟ یعنی اگر عالم الغیب کے یہ معنی میں ارقام معنیات  
کا جائزے والا ہو تو یہ معنی آپ میں موجود نہیں مجزئہ معنیات کا علم سوائے خدا  
اکرم کسی کو نہیں، اور اگر اس لفظ کے معنی یہ ہیں کہ بعض معنیات کا جاننے والا ہو  
تو جس کا علم تو سب کو ہے کیونکہ کہہ کر ڈر بھی بعض ہے، اور ایک سے بھی بعض  
ہے۔ فرض کہ لفظ عالم الغیب کے معنی میں اور تسبیح فرمائی ہیں اسی ایک نسخہ کو  
سب میں موجود مانتے ہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ جو علم غیبِ رسول علیہ السلام کو حاصل  
تھا وہ سب میں موجود ہے۔ الشہاب ص ۱۴

اور نیز مولانا سید محمد رفیع تفسی صاحب مدظلہ توضیحِ ایمان ص ۶ پر عبارت تفسیر:

نیما کا مطلب اس طرح بیان فرماتے ہیں:

یعنی زید اگر عالم الغیب کے اطلاق کی وہی معنی بعض کو قرار دیتا ہے تو

وہ ایک ہی کیوں نہ ہو، تو اس بعض میں حضورؐ کی کیا تخصیص ہے، یہاں اس قدر ظہورِ حجابی مذکور ہوا، اور جو ایک کو بھی شامل سے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نام نہیں، بلکہ جملہ افرادِ انسانی میں متفق ہے، کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی غائب چیز کا عالم ہوتا ہے، ہے جو دوسروں سے مخفی ہوتی ہے تو پہلے کہ زید اپنے مقولہ کے سارے سب کو عالم الغیب، کے اور یہ بات ہے کیونکہ اس صورت میں عالم الغیب ہونا صحت کما نہ رہا اور یہ بالکل خلاف عدل ہے۔

غرض کہ اس مطلق بعض میں ہر ہی جہت میں کو زید صنف اطلاق لفظ عام الغیب کی صفت قرار دیا ہے، ورنہ معلوم کا تہ سب ہر جہت میں ہے، یہ کس معنی سے کہا ہے کہ ہر قدر سب حضورؐ تقدس کی ذات مقدسہ کے لیے واقع ہوا ہے، میں اسی قدر غیب زید ہر اور نیز غیب سب کے لیے حاصل میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بین علوم غیبیہ حاصل میں اس سے تو یہاں بحث ہے،

دفعہ شرح البیان ص ۶۹

دیجئے اس عبارت میں حضرت مولانا محمد رفیع صاحب نے بار بار متنازعہ کیا کا جو مطلب بیان کیا ہے وہ بعینہ وہی ہے جو در الشہاب الشاقبہ کی مشکوہ بلا عبارت میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے بیان فرمایا ہے کوئی بھی فرق نہیں اور علیٰ ہذا منظرہ بریلی میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب نقوی مدظلہ نے بھی یہی مطلب بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ روئید منظرہ بریلی ص ۹۹، مولانا ندوح کی یہ تقریر کے ذیل میں ہے:

بارت کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر حضورؐ کو عالم الغیب کہنے کے مطلق بعض علوم غیبیہ کی جہت سے حضورؐ کو عالم الغیب کہتے ہیں اور گرنے کا بھی سوال

ہے کہ جس کو بھی غیب کی کچھ باتیں معلوم ہوں گی، وہی کو نام الغیب کہا جائے گا تو لازم آئے گا کہ ہر زید و عمر، بلکہ حیوانات و بہائم کو بھی عالم الغیب کہا جائے کیونکہ یہ عالم غیب (یعنی تمام غیب جو ان سرگروں کے نزدیک کسی کو عالم الغیب کہنے کے لیے کافی ہے یعنی مطلق بعض غیب کا علم تو ہر ایک کو حاصل ہے) ہر حال اس عبارت میں مفقود ایسا، اتنا کے معنی میں ہے و اس سے مطلق یعنی

علوم غیبیہ مراد ہیں نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف۔

اس کے بعد حضرت مولانا محمد منظور صاحب نقاشی انہی گوردا سپوری صاحب کو مخاطب

تے ہوئے فرماتے ہیں:

”اگر اب بھی اس عبارت کا مطلب آپ نہ سمجھتے ہوں تو دوسرے طور پر یوں سمجھنے کی یہاں نکتہ ایسا تاہم۔۔۔ کے معنی میں ہے اور اس سے مطلق بعض علوم غیبیہ کی طرف اشارہ مقصود ہے اور ایسا ”لا استعلاء“ کے معنی میں شائع واقع ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ میں زید کو مانوں گا دوسرا کہے، ایسا کا ہرگز نہ کرنا تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ کام ہرگز نہ کرنا۔ پس یوں سمجھئے کہ مفقود ایسا کی زیر بحث عبارت میں بھی ایسا مفقود مراد کی جگہ مستعمل ہے اور اس صورت میں عبارت کا شرح یوں ہوگی۔ پھر یہ آپ کی ذات مفقود پر علم غیب کا حکم کیا جائاد یعنی مفقود کو عالم الغیب کہنا، اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب (اس زید سے جو مفقود کو عالم الغیب کہتا ہے اور اس اطلاق کو جائز سمجھتا ہے) یہاں ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں (یعنی مطلق بعض غیب) کے علم میں مفقود کی کیا تفسیر ہے

ایس علم غیب یعنی یہ علم غیب جو آپ پر مذکور ہو یعنی مطلق ہنر غیب کا علم تو یہ  
 و عمر چلکے ہر صحنہ و جنون دیکھا جمع حیوانات و وہاں کے یہ سے بھی حاصل ہے کیونکہ  
 ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو  
 زید کے اس اصول پر چاہیے کہ سب کو نام الغیب کہا جاسکے :

ازید و مناظرہ بریلی نمبر ۴۹

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نقوی کی تقریر کے منقبات سے ظاہر ہے  
 کہ ان کے نزدیک بھی لغز راہی، خواہ یا تشبیہ کے اتنا کہ معنی میں ہو یا "یہ" کے  
 معنی میں ہر صورت میں سے وہی ظن بعض علوم غیب مراد میں جو ایک تقدیر پر زید کے  
 نزدیک اطلاق نام الغیب کی قلت میں، اور انہی کا حصول زید و غیرہ کے لیے مانا گیا  
 ہے۔

تقریر، مشابہات، اتنا تب، تو ضمیمہ بین، زید و مناظرہ بریلی کی یہ نقل مصدر  
 عبارت سے یہ چیز بالکل واضح ہے کہ ان تینوں سنہرت کے نزدیک "حفظہا ممان"  
 کی اس عبارت کا مطلب ایک ہی ہے، اور کسی کے نزدیک بھی اس میں حضور قدس  
 علیہ السلام کے واقعی اور نفس الامری علم صرف کو زید و غیرہ کے یہ مانا گیا ہے  
 نہ کسی کے نزدیک، اسے "یہ" ہی کہتے ہیں بلکہ تینوں محفل کی بات اس پر متفق ہیں  
 کہ حضور قدس علیہ السلام کے نام علم مقدس کا یہاں کوئی ذکر نہیں، اور زید و غیرہ  
 وغیرہ کے یہ جو علم حاصل، گیا ہے وہ وہی مطلق بعض علوم کا علم ہے جو ایک تقدیر پر  
 زید کے نزدیک اطلاق نام الغیب کی قلت، ہے اور ہی نہ "یہ علم غیب" سے یہاں

بہر کیف سال نہیں حضرت... کے نزدیک... "بہ علم غیب" کے مطلب اور سہولت  
 میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ صرف تو یہ ہیں جنہ سے مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ کے  
 رد ہے۔ لفظ "تسبیح" کے یہ معنی ہو کر ہی "تسبیح" کے معنی کیونکہ اس سے "تسبیح" کا  
 علم نہیں ہے۔ انکار ہے۔ اور مولانا صاحب مدظلہ کے نزدیک "تسبیح" کا معنی  
 کے معنی میں ہو رہا ہے۔ اور مولانا صاحب مدظلہ کے معنی میں "تسبیح" کے معنی  
 کے معنی میں ہو رہا ہے۔ اور مولانا صاحب مدظلہ کے معنی میں "تسبیح" کے معنی  
 کے معنی میں ہو رہا ہے۔ اور مولانا صاحب مدظلہ کے معنی میں "تسبیح" کے معنی

یہ ہے جو اس سے وہی مطلب ہے تو نصیب ہوا ہے  
 اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔  
 فیما حدیث کے مطلب میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔  
 عنوان "تسبیح" اور "تسبیح" ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔  
 اس سے نظام میں ہی ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔

تسبیح آیت کریمہ لو کان فیہما ایفۃ لا نقدر لعدوہ کی تفسیر مدظلہ کی  
 تقریر میں ملتا ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔  
 میں علی بن ابی طالب شریف علیہ السلام سے اس آیت کے معنیوں اور مقصد پر سب متفق  
 ہیں۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔  
 تقریر میں مفسرین اور علماء کلام سے بہت سے اقوال ہیں۔ لیکن آیت کی اصل روح پر سب  
 کا اتفاق ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔  
 کلام کے کلمات مختلف ہیں۔ لیکن معنی اس قدر ہے کہ سب کا حقیقہ ہے کہ سیدنا ابراہیم  
 علیہ السلام کا یہ کلام داخل کذب نہیں ہے۔

یہ بات کہ میں بھی اس کے خلاف یہ کہتا ہوں، اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔ اور نہ ہی تمام میں ہے۔



حدیث میں حضور کے ارشاد "مؤانس و ابو فقصر" اور ایک روایت میں عائشہ سے روایت  
 اور ایک تیسری روایت میں کل ذلک لعمریک کی توجیہ میں ثناء میں حدیث کا کلام مختلف  
 ہے۔ لیکن اس چیز میں سب کا اتفاق ہے کہ حضور کا یہ ارشاد حد تک ہے۔ میں وہ تو نہیں اور  
 ان سے صحیح پر کوئی شبہ آتا ہے

بہر حال جس طرح اس قسم کی روایت و احادیث کی توجیہات میں شارحین کا اختلاف اس  
 عقیدے پر اثر تدار نہیں ہوتا اسی طرح عبارت "حفظ الایمان" کی توجیہ میں حضرت مولانا  
 حسین احمد صاحب، حضرت مولانا محمد رفیع احسن صاحب، اور حضرت مولانا محمد منظور  
 صاحب کا یہ اختلاف اس سترک متسد کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا کہ "حفظ الایمان" کی روایت  
 میں اس ہفتی مضمون کا تہ نہ بھی میں ہی تا قرع مولوں حمد پڑھانا صاحب نے  
 "مقام النورین اور "توسد ماں" یہاں ہے اور عبارت "اسی تباہ کن مضمون سے اتنی  
 ہی در سب سے جتنے کرمان سب" ہونویں اور ان کے یقین سداقت و روایت  
 سے۔

اسی موقع پر پہنچ کر گوں سپوری صاحب کی ایک اہم فریہ کا پرہ چاک کر دینا  
 نہایت مروت ہے اور در حقیقت وہی فریہ انکی اس تکفیری عداوت کا سنگ بنیاد  
 ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے "حفظ الایمان" کی متنازع فریہ عبارت  
 کے متعلق ارتقا فرمایا تھا کہ

"اگر نقد آتا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ عداوتہ حضور علیہ السلام

کے علم کو اور چیزوں کے علم کی سربر کردہ

جس شخص کو اللہ سے کچھ بھی مقلوب ہو وہ کچھ لگتا ہے کہ حضرت مومن، مدظلہ ہاید کا اس  
 صورت کے متعلق ہے کہ عبارت میں مدظلہ اتنا، تستبیر فی الفقار کے لیے ہے، مد منظور  
 علیہ السلام کے نام شریف کو اس کے ذریعہ سے اور چیزوں کے علم سے تشبیہ دگنی ہو لایا  
 کہ مدعیان کفر کا خیال ہے، تو اس صورت میں بے شک حضور علیہ السلام اور دوسری پیروں  
 کے علم کے برابر دیکھنے کا مستحکم ہو سکتا تھا لیکن اگر مدظلہ ایسا کے بنائے عمارت میں تین  
 یا تشبیہ کے ہو اور اس سے مراد مطلق بعض علوم غیبی ہوں جیسا کہ حضرت مولانا رحمہ اللہ  
 حسن صاحب حضرت مولانا محمد منظور صاحب کے بیانات کا مفاد ہے، نہ کہ ہے کہ  
 اس صورت میں ہرگز اس برکت کا مستحکم نہیں ہو سکتا بلکہ بعینہ وہی طلب ہوتا ہے جو  
 خود حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے بیان فرمایا ہے۔ جیسے کہ ہم پہ تفہیم پلے  
 لکھ چکے ہیں۔ بہرینہ یہ ایک ٹکم حقیقت ہے کہ، ایشاماب شاقب، کی مقبول بنا عبادت  
 میں اس تقدیر پر بلا ہی کا احتمال مانا گیا ہے کہ عبارت میں ایسا کی بجائے اتنا تشبیہ  
 فی الفقار کے لیے ہو اور اس سے مدظلہ علیہ السلام کا علم تریف تشبیہ ہو

لیکن خان صاحب کے ان گونا گوں سسوری بیوت نے کمال حیا اور ہی اس کو مولانا  
 میر تقی میر صاحب مولانا محمد منظور صاحب کی تجویز رد، صورت پر چسپاں کر دیا  
 اور نتیجہ نکالا کہ عبارت "مدظلہ مدماں" کا جو مطلب دونوں حضرات نے بیان کیا  
 ہے اس میں بقول، نہ کہ مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ اور مدظلہ مدظلہ کی مسرت

۱۴۔ ۱۳۔ ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔ ۰۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔

۱۴۔ ۱۳۔ ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔ ۰۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔

لفظ الایمان میں

۔ گز بسا تشبیر کے یہ ہوتو اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

توہین ہوئی ہے۔

اور پھر اس سے نتیجہ نکالا ہے کہ مولانا حسین صاحب پر مکہ بھارت میں لفظ الایمان میں غلطیسا کو کافر تشبیرہ تسلیم کر بیٹے ہیں۔ لہذا ان کی تشریح کی بنا پر مولانا مرتضیٰ صاحب اور مولانا محمد منطویس صاحب کے قرار کی تردید ہے۔ لفظ الایمان میں توہین ہے۔ حالانکہ یہ محض تجویث اور زعمانہ نہ رہتا ہے کہ ان دونوں حضرات نے کہیں یہ لکھا ہے کہ اس بھارت میں اگر غلطیسا تشبیرہ کے یہ ہوتو اس میں نہ توہین ہوگی۔ بے شک ان دونوں مسرت نے اس سے انکار کیا۔ مگر اس عبارت میں لفظ الایمان تشبیرہ کے لیے ہوا اور اس سے تم نبوی کو "زید" و "عیرہ" سے تشبیرہ بردی گئی ہو جیسا کہ مدینہ منجیرہ کا دعویٰ ہے، لیکن ان حضرات نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ "ایمان" کو کافر تشبیرہ مانا جائے اور اس سے خواہ سلفان محض طور عجیب ہی کی طرح اشارہ ہوا ہے کہ مسرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ تاجین ہے۔ جب بھی اس میں توہین ہوئی۔

پھر اس پر گورڈ سپورڈی کا باگنی حقیقتاً صاحبانی بردی کے ان قبولیوں کا محض دلیل و قریب ہے جو بے چارے گورڈ اسپورڈی کے کہہ سوں پر رکھ کر گذر کر کہہ کی یہ مدون چلا ہے یہ اس کے گران میں سے کسی گوشہ و تہ متوجہ نہ ہوں تا محمد مرتضیٰ صاحب اور حضرت مولانا محمد منطویس صاحب نے ان کی ایک ایک عبارت پیش کر کے اس میں یہ تسلیم ہو کہ گریبات "لفظ الایمان" میں "رب" تشبیرہ کے لیے ہو۔ انہو تشبیرہ مانوں نہ ہیں ہو تو عبارت کفرنا ہے اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کشان آندہ سس میں تو ہیں ہے کیا ہے رسان کننے میں کوئی آدم را در اس کذب وانرا اثبوت  
دینے پر آمادہ ہو؟ اہل من عجیب

اب تک جو کچھ عرض کی گیا اس سے گورا سپوزی صاحب کے پستے دو سفائلوں کا کافی  
شانی جواب ہو گیا، اور جو ابلہ فریبوں و کذب آفرینیاں تھیں، ان سے اس سلسلے میں کتنی باتیں ان کی  
تعلیمی میں پانچوں طرح کھل گئی، واللہ اعلم

گورا سپوزی صاحب کے تیسرے شمارے کا خلاصہ یہ تھا کہ:  
"رونیاد مبارکہ سوگیرانصر۔" آمل میں حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب  
کی جنتی عبارت "حفظ الایمان" کے متعلق درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے  
کہ وہ خود اس کے نزدیک حضرت مولانا شرف علی صاحب بھی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب تسلیم نہیں کرتے بلکہ اقرار کرتے ہیں  
کہ حضور علیہ السلام کے لئے علم غیب تسلیم کرتے ہوئے آگے "حفظ الایمان" کی  
بر عبارت لکھی جاتی تو شریکوں میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی اور سوا  
سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب و مولانا مولانا محمد منظور صاحب کے بیانات  
مستردہ تشریح ان میں دروید ساظرہ ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور پروردگار

صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے اور خود "حفظ الایمان" کی کتاب میں فرمایا  
ہے کہ میں نے معلوم ہوتا ہے تو میرے من و قلب اور ساقی کا پیرنگے کا کہ جو کہ صنف اول آمل سے حضور پروردگار  
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سے عبارت لکھی ہے اس سے (مولانا) صاحب الشکور صاحب کی تفسیر یکمیت میں یہ بھی فرمایا

سب سے اعلیٰ ہے۔

اس بڑے گورنر سیدوری صاحب نے نہایت شریفانہ عقائد آزادی کے کاہلیت سے

تعمیرت علی حد میں مسلم کے متعلق علماء کی مذمت کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ:

”ہاں ہی اور تعلیم خود زندگی سے آپ کو عالم غیب کی بہت سی بہاروں

لاکھوں باتیں معلوم تھیں۔“

اور جو طرح ”حفظ ایمان“ تشریح ایمان اور زیادہ مسافرا پرین میں اس کا اثر مہجور

جس کے ان حالات رو بہ یاد رہا حشرہ رنگ میں حضرت مولانا محمد علی صاحب دہلوی کی دوسری ہی

تقریر میں یہ تصریح موجود ہے کہ:

”مہتممان نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب کی بہت سی

باتوں پر اطلاع دی اور اتنی بہت کرکٹ کا تھا۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔“

(حضرت آسمانی ص ۱۰۱)

اور اسی مسطورہ میں مولانا صاحب نے عبارت ”حفظ ایمان“ کی جو شرح فرمائی ہے۔

”اس کو بہ حقیقت سب نقل کریں گے، اس سے بھلا، آپ کو معلوم ہونا سے ہر مدوح کے

زیادہ حضرت مولانا صاحب نے ”حفظ ایمان“ سے بہر حال یہ نالغ ہے کہ وہ ہیں

محمد عبد الشکور صاحب حسنہ قدس سرہ سے سید مہیروتم کے یہ ”تعلیم غیب“ کے منکر ہیں۔

یا وہ مولانا صاحبوں کے ”تعمیرت“ میں ”حقیقت“ کے بارہ میں ان کا اور دیگر علماء

اہل سنت کا کافی تعلق نہیں۔ اسی طرح اس میں بھی سب کا اتفاق ہے کہ غیب سے

اطلاع کا وجہ سے معلوم ہوا ہے کہ ”حفظ ایمان“ سے بہر حال یہ نالغ ہے کہ وہ ہیں

میں اس کا یہاں سب سے زیادہ ”تعمیرت“ میں ”حقیقت“ کے بارہ میں ان کا اور دیگر علماء

صاحب کے نزدیک بھی اسی عبارت کا وہی مطلب ہے جو حضرت مولانا نے تفسیر حسن صاحب وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ پتا چڑھاؤ کہ مولانا کی پہلی ہی تقریر میں مولانا نے جو حلف لایا اس کی عبارت کی توضیح یہ ہے کہ زمانہ ہے اور

مولانا اشرف علی تھانی سے۔ سوں کیا نسبت اور تفسیر مولانا سے

پہلی تقریر و مسلم کو درالغیب بتایا ہے۔ مولانا اس کا جواب دے رہے ہیں۔ اس میں کہ عالم غیب کسا لیا نہ پتا چڑھاؤ کہ اس کے ذہن میں تفسیر اور حلف لایا ہے اور تفسیر غیبیوں کا کیا ہے اور تفسیر غیبیوں کے خلاف یہی رد و دوسرے بعض غیبیوں

کا جانا نہیں اور تفسیر ہمارے ہاتھ وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہے ۵

(تفسیر آصفی ص ۱۷)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا کھنوی تفسیر کے نزدیک بھی جیسا کہ "حفظ ایسان" کا اٹکل وہی مطلب ہے جو تفسیر میں بیان کیا گیا ہے نیز یہ کہ اس عبارت میں "علاقہ غیب" ہی کی بحث ہے۔ پتا چڑھاؤ کہ اس کے ذہن میں تفسیر اور حلف لایا ہے اور تفسیر غیبیوں کا کیا ہے اور تفسیر غیبیوں کے خلاف یہی رد و دوسرے بعض غیبیوں کا جانا نہیں اور تفسیر ہمارے ہاتھ وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہے ۵

پہلا ٹیوٹیو بنے رہے ہیں۔ اس سے مولانا نے تفسیر اور حلف لایا ہے اور تفسیر غیبیوں کا کیا ہے اور تفسیر غیبیوں کے خلاف یہی رد و دوسرے بعض غیبیوں کا جانا نہیں اور تفسیر ہمارے ہاتھ وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہے ۵

جانے تو اس کے ذہن میں ہی علم کا عالم کو تو یہ معنی غلط ہیں۔ وہ بعض غیبیوں کا

عالم کو تفسیر پانچوں پر پایہ بعض علم کا عالم ہوتا ہے

"اور اسے تفسیر ہونے کو کہہ کر مولانا کو تو اس سے کہتے ہیں کہ مولانا

کو تو نقطہ در اگر بعض کا ممبر دیکھو تو اس میں مندرگی کیا شخصیں پتھر و درخت بھی  
بعض کے ممبر ہیں؟

(تقریر مولوی نادر آبادی مندرجہ نصرت سماں ص ۱)

حضرت مولانا مکتبوی مدظلہ نے بابت "اعظان بہان" کی مندرجہ بالا توضیح فرمائی ہے

کہ بعد مولوی نادر صاحب کے اس فقرے کے جو یہ لکھا تھا۔

"قدرت میں بڑا پے نہیں پیش کی ہیں۔ یہ میں نے نہیں جانتا کیونکہ حضرت

مولانا محمد علی صاحب کرم امام اہل حق میں اور خدا کو معبود جانتے ہیں لہذا ماہ

جو ہے اور معبود ہونے کی کسی شق و گروہ میں نہ آیا۔ سے تشبیہ تو یقیناً

تو یقیناً ہو جائے گی۔ بخلاف اس کے جو اہل حق صلی مدعیہ وسلم کو مہلتا شرف

علی صاحب بلکہ اہل سنت و جماعت میں سے کوئی شخص بھی عالم انبیاء نہیں

ماتا مہلتا عالم انبیاء ہونے کی کسی شق و گروہ میں سے تشبیہ ہوتی تو یقیناً

نہیں اگر معبود کو مہلتا انبیاء جانتے ہوتے۔ بلکہ ان کی صورت اور

اشیاء کے ساتھ تشبیہ دیتے تو بے شک تو یقیناً ہوتی۔

نصرت سماں ص ۱

حضرت مولانا مکتبوی مدظلہ کے اس فقرے کے ساتھ صاحب کا صاف مطلب یہ ہے کہ چونکہ

صورت و انداز سے معبود کو مہلتا امام انبیاء نہیں کہتے لہذا آپ کے حق میں یہ امر یقیناً

خلاف شریعت سمجھتے ہیں۔ اس لیے اگر اس کی کسی فرضی شق و حقیقی چیزوں کے لیے ثابت

ہو جائے اور ان فرضی تقدیر پر تشبیہ دکھائی جائے تو آپ کے اس سے کوئی تو یقیناً نہیں

ہوتی۔ بخلاف عالم اور معبود کی مشابہت کے کیونکہ عیوب و فیہ کے حائضہ ہونے کو مہلتا

۱۰ کتنے ہیں، اور علی بدلتے تھے، لہذا اس کو موردِ کسب مانا۔ یہ اور یہ دونوں علاقے کسی اختلاف کے امت میں جانتے ہیں، اور کسی مسئلہ شرعی کے خلاف بھی نہیں، بلکہ ان کو وہاں شریعت کی تائید مل رہی ہے، لہذا اگر ان کی تائید کو تین چیزوں کے لئے ثابت کیا جائے تو یہ شک تو بین ہوگا۔

۱۱ تاثر یہ کہ سزا سے ہونے والی نکتہ بندی کی تقریر کے مندرجہ بالا اقتباس کو باقی آتش سوزی کی روشنی میں بغیر ملاحظہ فرمائیں اس میں کہیں یہ نہیں ہے کہ اگر حضور کے یہی معنی ہیویوب کا لفظ بھی یہ تفسیر خداوندی، تفسیر یہاں سے تو اس جہاں سے، یا تشبیہ میں تو بین ہوگی، بلکہ سوا کا معنی صرف یہ ہے کہ چونکہ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کو "عالم النیب" میں کہا گیا ہے، لہذا یہ اس وصف کا اطلاق نہیں ہوتا۔ لہذا اگر اس کی کسی طرف توجہ کو تیس چیزوں میں ثابت کر کے تسبیح اگلائی جائے تو اس سے تو بین نہ ہوگی، ہاں اگر حضور کو "عالم حبیب" کہنا جائز ہو، تو عرفہ میں کہا جاتا ہے پھر اس کی کسی طرف توجہ اور ذہنی چیزوں میں ثابت کر کے تشبیہ دی جاتی تو بے شک تو بین ثابت ہوتی۔

۱۲ اور یہی واضح بات ہے جس کو ہرزبانِ عرب یا سانی سمجھ سکتا ہے ان پنجابی لوگوں کا ذکر نہیں ہے جو پٹنہ سے کوہ پتھ اور لٹلے لوگ کہا کرتے ہیں۔

۱۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس جواب کے بعد بھی جب موسیٰ قاضی صاحب بارہ مرتبہ کہے گئے کہ میرے مترادف کا جواب تمہیں ہوا تو چھٹی تقریر میں نہایت موافق ثابت دینے

۱۴ تاثر یہ کہ سزا سے ہونے والی نکتہ بندی کی تقریر کے مندرجہ بالا اقتباس کو باقی آتش سوزی کی روشنی میں بغیر ملاحظہ فرمائیں اس میں کہیں یہ نہیں ہے کہ اگر حضور کے یہی معنی ہیویوب کا لفظ بھی یہ تفسیر خداوندی، تفسیر یہاں سے تو اس جہاں سے، یا تشبیہ میں تو بین ہوگی، بلکہ سوا کا معنی صرف یہ ہے کہ چونکہ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کو "عالم النیب" میں کہا گیا ہے، لہذا یہ اس وصف کا اطلاق نہیں ہوتا۔ لہذا اگر اس کی کسی طرف توجہ کو تیس چیزوں میں ثابت کر کے تسبیح اگلائی جائے تو اس سے تو بین نہ ہوگی، ہاں اگر حضور کو "عالم حبیب" کہنا جائز ہو، تو عرفہ میں کہا جاتا ہے پھر اس کی کسی طرف توجہ اور ذہنی چیزوں میں ثابت کر کے تشبیہ دی جاتی تو بے شک تو بین ثابت ہوتی۔



اس جواب کا اس طرح اعادہ فرمایا کہ:

”لفظ ایدین کی عبارت کا آرمین ایسا شافی جواب دے چکا کہ اس کا معنی  
ہانتا ہے۔ یہ کہلا بھی جانتا ہے اور ہر فرق بھی جانتا ہے۔ پھر  
میں نے مولانا محمد علی صاحب کو ہم نامہ لکھتے ہیں اور حق تعالیٰ کو معبود  
ہانتے ہیں۔ اس صاحب کو ہم نامہ لکھتے ہیں اس کو زین چیز سے تشبیہ دینا  
یقیناً توہین ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمت اور ان میں صفت  
علم غیب تم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو متکرتے ہیں۔ اللہ علم غیب  
کی کسی شے کو زیادہ چیز میں مینا یا کثیر گز توہین نہیں ہو سکتی۔“

تفسیر اس آیت میں ۲۷

اس کے بعد بھی جب مولوی تاج محمد صاحب یہی کہتے رہتے کہ میرے سوال کا جواب  
نہیں دیا تو مٹانے کے دوسرے دن کی ایک تقریر میں پھر حسرت سے موندانے کا اعادہ  
اس طرح فرمایا کہ:

”مولانا محمد علی صاحب کی مثال میں اور لفظ ایدین کی عبارت میں بڑا فرق  
ہے۔ مولانا محمد علی صاحب کو نامہ لکھتا ہے اس لیے نامہ کے کسی معنی کو  
پاک و زبیر کے یہ ثابت کرنا توہین ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
کو نامہ غیب نہیں مانتا اس لیے علم غیب کی حقیت کو وہ نہی مشابہ  
سے نہی ثابت کرنا ہرگز توہین نہیں ہے۔ یہ لکھنا فرق کا ہی بیان کہ  
چکا ہوں۔“

اور پھر جسے کہ میں نے اس بار کہ یہ لفظ عبارت میں جو صفت علم غیب کے نام سے



عبد الشکور صاحب کو بھی سزا ہے بلکہ جس نے اپنی سنت و جس امت کا مستند عقیدہ ہے۔  
 اور نہ سزا کا حال اس میں ۱۵، ۲۰، ۳۰ کی عبارت مذکورہ کا سفارہ ہے۔ یہ ہے کہ اگر ہم حضور  
 کو عام لقب کہتے ہیں اور صرف، کا، طریق آپ پر شرنا ہوتا، اور پھر اس کی کسی شے کو حقیر  
 چیزوں کے لیے ثابت کر کے تشبیہی دی باقی تو توہین ہوتی لیکن چونکہ حضور کو مسلمان عام  
 الغیب نہیں کہتے اور نہ برابر جائز ہے پس اگر اس کی فرضی شے کو حقیر چیزوں میں نہ  
 جانے تو کوئی توہین نہیں۔

مسئلہ روزوں منظور میں کوئی تناقض ہے نہ کفر، لیکن شہ کفر میں کا کوئی علاج نہیں  
 اس کا علاج تو اس مہتمم کی سزایاں ہی کریں گی جب کہا جائے گا لفظ کتبت فی حدیث  
 من حدیث اہل کتبنا حدیثنا حدیثنا لافصحک ایومر حدیثنا

یہ تھا اٹھ سال گوردا سبوی صاحب کا یہ ہے کہ

”مولوی خیر منظور صاحب نے عبارت حنفیہ یہاں نہیں دیا، ”کو دیکھنے کے  
 معنی میں بتایا اور یہ اس لیے کہ مولوی محمد منظور صاحب کے نزدیک اور عبارت  
 حدیث یہاں میں دیا، تشبیہ کے لیے ہوا، اس عبارت میں حضور میرا رسول  
 و رسولکم کا نشان قدس میں تو ایوں ہے اور یہ جہاں کو سب کفر ہے۔ اور  
 یہ نیا اور ساٹھ پڑی میں ۳۶ پر جو تشبیہ ہے جس میں مذکور ہے کہ حدیث یہاں کی  
 طرح اتنا ہی تشبیہ کے لیے آتا ہے۔ اور پھر اس کے بسے پر شاں دی گئی  
 ہے کہ یہ نیا نام اور ہے بتا کر لہذا اور تعلقت کے لیے بنا دی گئی  
 ہے نہ یہ نام اور ہے جس کی حد نہیں، ”غرض اس نام سے ظاہر ہے کہ  
 مولوی محمد منظور صاحب نے اپنے گمان میں تشبیہ سے بچنے کے لیے بڑے

یسا کہ منہ سے تنہا بیان کیے ہیں۔ مگر پھر بھی مفقدا ایمان میں تشبیہ کے سے مولوی محمد منظور صاحب کے نزدیک بقرہ میں اس سے کہ تنہا کے منہ میں تشبیہ کے آتے ہیں وہ عبارت حفظ الایمان میں اتنا کہ استعمال کی وہی صورت ہے جس میں تنہا تشبیہ کے لیے ہوتا ہے: لہذا عبارت حفظ الایمان میں بھی تشبیہ موجود ہے اور کچھ مولوی محمد منظور صاحب نے جس بات کا انکار کیا اس کا جواب انہی کی زبانی ثابت کر دیا: (مضمناً)

اس کے جواب میں پہلے تو ہم کو یہ کہنا ہے کہ گورڈ اسپوری صاحب کی اس تقریر کا ابتدائی حصہ کشیدہ منقذ انفرادی محض اور کذب نمائیس ہے۔ حضرت مولانا محمد منظور صاحب کی تقریر مندرجہ ذیل منظرہ پر مبنی دائرہ نیران کی کسی تصنیف میں بھی یہ منہوں نہیں مل سکتا کہ اگر عبارت حسنہ ایمان میں لفظ ایسا تشبیہ کے لیے جو تو اس عبارت سے منظور آمدن بد التسلیم کی تو میں جوتی ہے۔ بہر حال یہ گورڈ اسپوری صاحب کا سفید حصہ اور بقیہ بائنا انفرادی ہے جس کے جواب میں بدصورت و لغتہ آمد علی کلکذین ہم فرمودینا کافی سمجھتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ رویداد منظرہ میں ۴۲ کے جس ماستیہ کا یہاں گورڈ اسپوری صاحب نے حوالہ دیا ہے اور جس پر ان کے اس اشکال کا درود ہے وہ خود حضرت مولانا مولوی محمد منظور صاحب کی تقریر کا جزو میں بلکہ مولانا محمد اس کی تقریر پر رویداد کے مرتب نے لکھا ہے جیسا کہ اس میں صراحتاً لکھا ہوا ہے پس جو نتیجہ اس سے گورڈ اسپوری صاحب نے نکالا ہے بالظن۔ اگر وہ اس سے نکل بھی سکتا ہو تو مستحکم کے کلام کے کسی عیب کی تقریر دیکھ اس کی مثال سے جو اصل مستحکم کے خلاف حجت قائم کرنا نہی لوگوں کا کام ہو سکتا

بٹ جبریل کے باگلی نہ نہ میں ریڑھ پلاچ ہوں۔

گراں نام پیڑوں سے قطع نظر ہی کر لیا جائے تو ساری کاوشیں سے زیادہ سے زیادہ عین نوتا بہت ہو گا کہ "مبارت حفظ الایمان" میں ایسا کہ معنی تا بھی ہو تو جب بھی اس میں تشبیہ پائی جاتی ہے، ایکس گورڈ اسپوری صاحب اداؤں کے تلوں کہوں کو مرد تخی بات سے کول فائدہ نہیں پتا عبارت حفظ الایمان کے متعلق ان کا رد تو جس نام، مو سکتا ہے سب کس کے ساتھ یہ بھی ثابت ہو جائے، اس عبارت میں مستند بریل نہ معنی اشد علیہ ذمہ کارانی اور نفسی نامی علم ہے۔ وہاں کو زیادہ عمدہ غیرہ کے علم سے تشبیہ دی گئی ہے اور تشبیہ بھی نسبت اور مقدار میں ہے۔

پس جب تک یہ سب مقدمات ثابت نہ ہوں صرف ایسا کے تشبیہ کے واسطے ہونے سے کچھ کام نہیں چلتا جیسا کہ پہلے اور دوسرے اشکال کے جواب میں بھی ہم تفصیل لکھ چکے ہیں۔ بہر حال یہ چوتھا اشکال بھی غرض مہمل نہ لغو ہے۔ در اشد معظ لامساں کی عبارت اسی طرح مافہ، اور بٹ نہا ہے جس طرح کہ مناظرہ بریل میں ثابت کی گئی تھی۔

محمود گورڈ اسپوری صاحب، بلکہ فی، نقیست، ان کے پروردگاہیں تلوں کہوں کا یہ، نرو کید بھی بڑا مستورا ہو گیا۔ اور مقالات و افترات کی کتابوں سے کفر کا جو گورکھ دھندا انہوں نے تیار کیا تھا اس کی ایک ایک ٹن ٹھنک گئی

وللہ الحمد

## رضا خانیت کے ثبوت میں آخری منہج

گورنر سپوری صاحب یانے کے تبصروں کیوں کہ جس سالہ کا اس وقت ہم کو جواب دینا تھا اسی کا تحقیقی جواب ہم بعونہ تعالیٰ پورا کر چکے۔ انہوں میں بطور تذکیر کے ہم یہ کہتے ہیں کہ مستند الایمان کی بحث فی الحقیقت مناظرہ بیانی میں اسی دستہ ختم ہو چکی تھی جب گورنر سپوری صاحب نے مولانا محمد منظور صاحب سے مطالبہ کیا کہ

”اگر آپ کے نزدیک اس جہاد میں توہین نہیں ہے تو ایسی ہی عبارت

”پ مولانا شرف علی صاحب کے قلم سے لکھ دیجئے۔“

تھامی پر ہوں نے یہ سیدہ لکھ دیا۔ اور مولانا محمد منظور صاحب نے فوراً بلا کسی پوسر و پیش کے فقط الایمان کی وہی عبارت لفظ بہ لفظ حضرت مولانا شرف علی صاحب کے حوالے سے حق میں لکھ دی اور مستند فرما کر گورنر سپوری صاحب کے حوالے کر دی اس وقت فیصلہ کے بعد کسی رضائاتی کو فقط الایمان کی عبارت پر کلام کرنے کا کوئی حق نہیں رہا۔

ہم اپنے ناظرین کو یہ بھی بتا دیں کہ گورنر سپوری صاحب نے جو یہ فیصلہ کن تجویز پیش کی تھی تو وہ خود ان کی تجویز یا بجائے بھی باکراؤن کے قبیلہ دکوہ نے جیسا کہ متعدد رسائل میں ملتا، اہل سنت سے یہ مطالبہ کیا ہے چنانچہ وقت السنان ص ۱۸ پر حضرت مولانا شرف علی صاحب، تھانوی مدظلہ کو حق سب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”کیا جس طرح مولانا شرف علی مدظلہ وعلیہ وسلم کے لیے لکھ کر تھپا پ دیا اور

اب اس پر اڑے ہوئے ہونے سے اسے ناسے کے پچھے پڑے

جو یوں بڑھو کر پتہ مراد مستحق سے یہی اللہ کا لگوتھی و نلاؤ تھی و معین دونوں کی  
 نسبت چھاپ دو گئے؟

پھر گلے خنجر پر لکھتے ہیں

وہاں ملن وہ تو خنجر بول ملی اند تھائی عید و کھنٹے جن کو مزہ مھر کر لیا، اور پتہ  
 دیا، اپنی بڑوں کی کلام ایسا نہیں کہ تے کیجیہ چار چار با تدا چھٹے گنا برہے  
 قہار اسلام، یہ ہے تمہارا ایمان، انا سنتہ تمہاری لفظ میں۔ مسماو کس سے

زیادہ و رہی و صورت حق کا وہ یہ ہے؟

قبول نمازیت کی سبب است سے غلام ہے حق تھا ہر پرتے کا انہی اور، علی  
 یہی ہے کہ حفظ لیا میں کی مجلس عبادت، نہ گاہن جہا است، یوں بند کئے حق میں کھدی جائے  
 گورن سپوری سے۔ جب کارہ مطا لہ ل تحقیقت ان کے قبل و کعبہ کامطابہ تھا، جس کو  
 نرت مودنا موہ مسویر، صاع ب نغائی مد نلقہ نے پور کر کے، اور حفظ لیا میں ان عبادت  
 خدہ حفظ حضرت حکیم لامست مد ظلم، انہی کے حق میں کھو کر وہ پھر اُس کو، اپنے ساتھ فرقان  
 چھاپ کر پاپا کے ریشہ خانیست کی تجویر کے مطابق بھی حق و صغیر زیادیا انہی طرت گویا ہمیشہ  
 حفظ لیا میں کا متفقہ نیشہ ہو گیا

اور پھر وہی عبادت، لفظ موی سما در رضا خان صاحب کے حق میں چھاپ کر اور ان  
 کلا پیر و دسے کر کے

داگر ک عبادت میں پتی تو میں سمجھتے تو تو ہم یا اہل حقیقت مرنی کا دعویٰ سے

رے ۱۰۱، بتا متہار لیا

اسام تمہ کو، علی آ حق جا تک پہنچو دیا، اور رضا، نوز کے بیٹے ہی، رو جیلا کی

گنجائش - چوڑی۔

سنا ہے کہ بعض چٹاک رہنما خانی اپنے چاہوں کے بجانے کے لیے اب اس کا

یہ جواب دیتے ہیں کہ

۱۔ یہ کیا شہودی ہے کہ میں بات سے حضور اقدس کی توہین ہوتی ہو اس سے

بناضادوں، عابدین، مسلمان صاحب مسول، کی جی توہین ہو۔ پس اگر فقط حایمان

کے الفاظ سے مولانا عارف تاج صاحب کی توہین نہیں ہوتی اور اس واسطے

وہ مولانا محمد مسطور صاحب کے خلاف کوئی قوفی کاروائی نہیں کر سکتے تو اس

سے رہنمائی نہیں ہوتا کہ اس سے حضور اقدس کی توہین ہی نہیں ہوتی:

مہیا ہتے ہیں کہ آج اس ایجنڈے کا پردہ بھی ہٹا کر دیں۔

۲۔ ہم تمام اعرین اور قہیدایمان سے سوچی سمجھنا نہ صاحب کی رہنمائی پٹے

نقل کر چکے ہیں جن میں انہوں نے فقط لایسار کی اس سے اس کے متعلق فریڈ کے

دعوے کیے ہیں۔

۱۔ اس میں تصریح کی کہ عیسائی باقوں کا عیسائیت علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہیے تو ہر

پنتے اور ہر پال بلکہ جانوروں میں ہے۔

۲۔ اس میں اسرار میں شعریہ اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانیں اور معنی جانوروں پر لکھوں میں

برابری کی گئی ہے۔

۳۔ اس میں عبارت میں گویا کہا گیا ہے کہ

”نبی اور جانوروں میں کیا فرق ہے؟“ (معاذ اللہ)

۴۔ عیسائی مولوی احمد رضا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ ”معتقد الیاس“



کا مطلب یہ ہے، اور اس میں ہر حصہ یہ سب کچھ مانگی ہے تو پھر ظاہر ہے کہ اس سے  
 ہر معمول سے مسوں انسان کی بڑی توہین ہوگی۔ دیکھتے اگر کوئی شخص کسے کہ

ہاں یہ کیا باتوں کا جیسا علم ہووی ماہر رضا خان صاحب کو ہے ایسا تو ہر  
 جانور اور مرنے کے آبا جان کی زبان میں، ہر گدھے، کتے، آٹھ، ٹور کو حاصل ہے  
 تو ہر ہے کہ اس سے منور کن کی توہین ہوتی ہے۔ علیٰ غرہ اگر کوئی بد تمیز  
 یوں بکے کہ ہر گدھے جناب مولوی حامد رضا خان کے برابر ہے، اور مولوی حامد  
 رضا خان صاحب اور مولوی دنگوڑوں، بدروں وغیرہ میں کیا فرق ہے؟  
 تو یقیناً اس سے مولوی ماہر رضا خان صاحب کی عظمت توہین ہوگی جس سے خود  
 ماہر بھی ڈر سکے گا۔ پس جب کہ بڑے سنان صاحب کے دوسرے کے  
 ساتھ فقط وہی ان کی عبارت کا بھیجی صاحب ہے اور اس میں بھی یہی  
 گایاں ہیں، تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس عبارت سے مولوی حامد رضا خان صاحب  
 کی توہین نہ ہوتی ہو۔

یوں کہ ظاہر ہے، مولانا محمد نور صاحب کے حوالہ کن، توئی کاروئی کے نہ  
 ہونے کے معنی ہر طرف سے ہوتے ہیں کہ اس عبارت میں فی اعلیٰ سب سے، توہین کا شائبہ بھی  
 نہیں اور مولوی احمد رضا خان صاحب کے سارے مذکورہ حوالوں سے محض غلط فہمی  
 اور بے بنیاد ہیں۔

اس کے بعد سچ ہم حاضرت مولانا محمد فی صاحب مدظلہ کے اس باطل شکن چیلنج کو  
 بھروسہ سے پیش کر رہے ہیں کہ اسے کیا کہہ سکتے ہیں کہ مولانا محمد منظور صاحب عبارت  
 حوالہ دیاں کو لفظ مولوی ماہر رضا خان صاحب کے حوالے میں کو کریشیا کر چکے۔

بس میں نصاب کو اس میں تو میں ہاں نہ نہیں ہو جاتا، تو وہ سارا سارا پڑھ کر لے کر آتا ہوں  
وہی کر کے فیصلہ کرانے۔

لیکن پھر پتہ نہیں کوئی کہتے ہیں کہ وہ سارا سارا پڑھ کر اس کے بعد آدھ  
ہوں گے کہ اس کو کمال تصنیف ہے وہ عبارت بالکل صاف اور بے نیاز ہے اور اس  
میں تو ایسا کتا نہ لگتا ہے تو اس کے متعلق یہ کہتا ہوں کہ وہ تو وہ ہے جو  
وہ سارا سارا ہے اور تمہید ایمان، مزید میں کہے گئے ہیں، کذب، خالص اور افراتفرہ، غرض میں  
اسے پڑھنا نہیں کے لیے ہاں مستحق نہیں کہ وہ ہفتہ، یہاں کی عبارت کا ذریعہ  
پھوڑیں!

یہاں یہ سائنس کا مٹی دیا، اور یہ سائنس کا پتہ ہے کہ یہ سائنس کا  
مناہجہ ہے اسے اس وقت میں نے سمجھنے کے سوا اور کوئی اور ہے اسے سمجھنا  
کوئی شے اس وقت اور یہ عبارت کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
آئے! ہاں عجیب!

یہ وہ سب ہی کام کو کریں وہ ہم سے ایک سوڑیہ یہ سب سب

حاصل کرنے کے مستحق ہیں گے

یہ بھی اگر کوئی آدھ نہ ہونا پڑے، ہاں، صاف لہجہ، اس کے متعلق میں یہ سب سب

پہلے سے کہیں سے اس کے متعلق یہاں کا مٹاؤ ہے

صفحہ ۱۰۱ اور ۱۰۲ الٰہی نظموا والہ



شاہ شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنی متعدد تصانیف "لوکیت الشہداء" میں  
 سعید سندیر "سبھاں السبوح" وغیرہ میں سینکڑوں جگہ یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ  
 "ہمیں سے صدیوں پہلے اس کی تفسیر کی اس کو عیب تھا۔"  
 کے رسولوں کی توہین کی "مفسرین سنیہ الانبیاء" میں اس پر سندیر نے نہایت ناپاک  
 گویاں دی ہیں حالانکہ "قیامت" "بیت" "درر شریف" وغیرہ تمام مطبوعات میں اس کا  
 کیا وغیرہ وغیرہ۔

شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بریلی نوان نامی صاحب کے یہ دعویٰ ہیں جن سے  
 اس کی کتابیں بریلی میں "عم غنن" ہونے کے طور پر صرف "لوکیت الشہداء" سے ترجمہ  
 اس کے متعلق نقل کرتے ہیں۔

"لوکیت" سنہ ۱۹۵۵ء میں ۵۰ پر حضرت مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت نقل و  
 لکھتے ہیں:

"اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ کوئی اپنے سے کر سکتا ہے وہ سب  
 خدا سے پاس کی ذات پر بھی رہے جس میں کھانا پینا سونا، پتھر، پتھر، پتھر  
 کرنا چلا ڈوبنا، نامناسب کچھ نہیں ہے۔"

پھر یہی کتاب کے ہی صفحہ پر حضرت شہید کی وہ عبارت نقل کر کے لکھتے

یہاں

"اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ ہونا مستحکم نہیں بلکہ محال

عادی بھی نہیں۔"

پھر اسی کتاب کے اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

اسی قول میں ہر حتمہ مان یہ کہ مدتوں سے میں عیب و لافس کا آنا

پاؤں ہے۔ (کو کتبہ ص ۱۱۶)

پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:

اسی قول میں سب بتایا کہ جن چیزوں کی نمنی سے اللہ تعالیٰ نے کئی طرح کی

جاتی ہے وہ سب انہیں اللہ عزوجل کے سے ہو سکتی ہیں وہ تو تعریف جہل

تو اللہ تعالیٰ کے لیے سون، دو گھنٹا، دو گھنٹا، دو گھنٹا، دو گھنٹا، دو گھنٹا

سے ڈن، کئی کو پی بادشاہ ہی کا شہ کی بکربین ذمت و خوری کے ہامت

دوسرے کو پناہ بنانا اور غیرہ سب کچھ دیکھنا

ان جہالت میں حق جہل جہالت کی اس قدر تو میں کہتے ہیں اس کی شان عزیز و رفیق میں

جیسی نایک، گنگا گنگا گنگا میں، علامہ نے ان کے استور سے بھی بہ سون کا دلہ سے

کا لیکن ان سب کے نزدیک سہرت سے شہید نے مارگاہ سدا زری در حضرت صمدی

میں یہ سب گستاخیاں لکھی ہیں

اسی طرح اس کے نزدیک شاہ شہید نے حضرت امیرا عظیم السلام کی جانا بہ میں بھی

سخت گستاخیاں لکھی ہیں چنانچہ اسی کتاب "لوکۃ الشہادۃ" ص ۱۶ پر شاہ شہید کی ایک عبارت

کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں:

یہ حضرت امیرا عظیم السلام سے لکھا گیا کہ اس سے لوگ کہا گیا

پران کی جہالت میں کس گستاخی نہیں کیا یہ سب مفصلہ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے گستاخی

نفر عا سے نہیں؟

یہ اسی کتاب کے ص ۱۶ پر حضرت شہید کی ایک عبارت کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں:

یہاں انبیاء و ملائکہ قیامت و جنت و نردیجہ ہر تمام بیانات کے  
ساتھ صحائف انکار کیا ہے

یہی کتاب میں سرمد مستقیمہ کی ایک عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں،  
”مسلمانوں! مسلمانو! انہ راس، پاک معدن شیطانوں کو خوردہ  
پادریوں و سپہ نشہ کور و غیر ہر کھلے کافروں اور شرکوں کی کتابیں دیکھو  
میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے۔۔۔ مگر اس مدعی اسلام بنگہ۔۔۔ وہی  
ماست کا بلبلو پتہ کر دیکھئے کہ اس سے کس بے بگرن سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
عید و عظم کی نسبت یہ دوسرا کس سے سبب و ارشاد نام کے، لفظ کھنڈہ  
مسلمانوں کیوں گالیوں کی گھڑوں، اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا اطلاع ہو کر  
ان سے نہیں بنانا پہنچی، اسباب و ارشاد اللہ نہیں طارہ بیٹی و ارشاد  
انہیں بنانا پہنچی۔۔۔ و انصاف کہہئے تو اس کس گستاخی میں کوئی تازی کی گڑ  
بھی نہیں ہے“

(مقتضا بقلم از بلو کہتہ مشہوریتہ ص ۳۰، ۳۱، ۳۲)

ان تمام عبارات سے ظاہر ہے کہ شاہ صاحب کے نزدیک حضرت شہید جنت حق  
تعالیٰ کی شان پاک میں نہایت محبت گستاخیوں کیوں اس کو بدترین عیب نگانے ہر  
عیب و اکائش کا اس میں آنا جائز تھا۔

یہی ہذا حضرت انبیاء و رسل کی بنیاد میں کئی گستاخیاں ہیں، ان کے وز و زلف  
ان کے مکہ تمام بیانات، ملائکہ قیامت، جنت و نردیجہ وغیرہ کے بھی ماننے  
سے انکار کیا۔

عمرہ، نصدیہ، سیدہ سلیم، ناظم البین، محبوبہ، ربیعہ، عاتقہ، حل شدہ، عبیدہ، سلمہ، کبارہ، نواہ  
 رفیعہ میں سائیندہ، ایک اور لعلتی کلمے لکھے ایسی عرض کیا گیا ہیں اور اس کلمے سے تباہ کیا گیا۔  
 جن میں تباہی بھی نہیں ہو سکتی۔

لیکن ان تمام سنہین جرائم کے بارہذا جن میں سے یکا میں قطعاً تغیر کے لیے مان  
 ہے کہ جن کے تکبیر کا فرما جاننے کی وجہ سے اور خود کا فرما جاتا ہے، مولوی احمد  
 خان صاحب حضرت شہیدہ و کافر ہیں کہتے۔

پنچاچھی کی کتاب، انکو کتہ اشہارہ میں شہیدہ جتہ اسد مدیہ کی قسم کے ساتھ بلکہ ستر  
 ہجری تک بے حد بے تہا کفریات ثابت کر کے بے آخری مضحکہ پر لکھتے ہیں:  
 جملہ ماہیم، نیم روز کی طرح نہیں بہا، کہ اس وقت تہذیب یعنی وہم میں  
 عاصیہ اور اس کے ہم نام، بزم، حزن، قطعاً یقیناً ایسا ہی جوہر ہے، بفرارم۔  
 اور مشہور جمہیر فقہاء کے کراہ و اصحاب متولی کبار، علم کی تہذیب، است  
 و عمر پر سب کے سب مرند، کافر باجماع انہوں سب پر پتہ تمام  
 کفریات معلوم سے بالمشہور صحیح و بدو حوث و اسرار کلمہ سہا، پر سنا قرآن  
 زیاد، اگر پر ہمارے نزدیک تمام اقیانوس اسرار کے کھلسان، نمود و  
 مقادیر مرضی و مناسیب،

اس جہت کا حاصل یہ ہے کہ سلیس شہیدہ پر رپر وہ کتبہ سے ایسے  
 ستر تک ستر ہزار تک بے حد بے شمار جوہر سے آگے ۵۹، جزاً قطعاً یقیناً ایسا کافر نام  
 ہے اور اگر جمہیر فقہاء نے کراہ اور صحابہ فقہاء پر نام کلمہ کی تہذیب کی ہے کہ  
 وہ اس کے تو سلیس و معتقدین کافر و مرتد ہیں اور اگر چہ باجماعت نہ نہ ہر فرد مسلمان ہر نام

پرفرن ہے

لیکن ہمارے یعنی بین صاحب خان صاحب بریلوی کے نزدیک ان کو کافر نہ کہتے  
اور ان کو تکفیر سے زبان نہ کھینچتے اور عقاب و عقاب سے یہ صاحب ۔

اسی طرح "سبب" میں "السبوح" میں حضرت تسمیہ رضی اللہ عنہا سے یہ عقیدہ منقول ہے  
یہ پچھترہ صحت سے لہجہ کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر اخیر حکم یہی لکھا کہ:

۔ ملتان سے قتلہ میں کافر نہ کہیں یہاں تک کہ سب سے درجہ اولیٰ اور بریلوی  
و غیر اہل حق و ہوا لہذا سبب و عقاب و عقاب و عقاب و عقاب و عقاب و عقاب  
ہے اور کسی پر تو نے جو ۔ در اس پر فتویٰ ہے اس لیے ہی ہمارے مذہب اور اسی  
پر عقاب و اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت ۔

اور نیز اسی پر سبحان السبوح " ص ۸۰ پر لکھا

۔ اور ماہ "الافتاء" میں اس میں درج ہے کہ "سبب" پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ۲ سے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہا لہ الا اللہ تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک  
وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے  
اور کوئی ضعیف یا ضعیف مثل بھی باقی نہ رہے حال الامکان معذور و معطل  
اعلیٰ یہاں حضرت خان صاحب بریلوی ص ۸۰

اپ نے بلا حلف فرمایا کہ ان خاں صاحب نے حضرت تسمیہ رضی اللہ عنہا سے عقاب کے متعلق یہ  
تعلیم کرتے ہوئے بلکہ اپنے نزدیک پُروردہ لفظ سے ثابت کرتے ہوئے ۔  
۔ انہوں نے معاذ اللہ خفا کی خاں میں "سبب" گستاخیاں کیں اس کو نہ پاک  
عیب لگانے اور یہی کہ وہ اس کی تصریح تو یہی کی "ان کا بلکہ تمام ایمانیات کا" ۔



انکا کہ سستیہ لایحیا، صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں شدید گستاخیاں کیں  
 آپ کی نسبت صریح سب دشنام کے لفظ لکھے وہ ایسی گندی گایہ لایوں اور  
 یادی پندت بھی نہیں دیتے اور جن میں بولی تباہی ل بھی نہیں چلی سکی اور حضور اقدس  
 کو اس سے سخت رینا بھی پہنچی۔ غرض ان تمام مہیب کفریات کے وجود میں وہ  
 پھر اس قدر کے باوجود بھی کہ ان پر حزن، یقیناً، اجماعاً نظر تابت است در جامہ  
 نقیبا و در باب فتوے کے نزدیک وہ نزدیک کا فر مرتد ہیں۔

پناہیستہ یر دیا کہ

وہ میں ان کے کفر و حکم ہیں کرتا، اور ملائے لفظ طہیر بھی نہیں کافر کہیں ہیں  
 مذہب مفتی پر ہے اور اسی میں استقامت ہے :

اس پر بھی انہی نشان صاحب سے پوچھئے کہ یہ سے برداشت جوہ کوہ سے خدا کی شان  
 میں گستاخیاں کی مومن کے بول کی نسبت صریح سب دشنام کے لفظ لکھے ہوں  
 وہ ایسی گندی گایاں دی ہوں کہ میں میں کوئی تباہی ل کی جگہ بھی نہ ہو غرض ایسے مہا پاپی کن شخص  
 کافر نہ، تھے وہ خود کیا ہوتا ہے

تسید ایمان میں ۱۰۰ پر لکھتے ہیں :

شفا شریعت دینا یہ اور در غرور و تباہی سے غیر بیوقوفہ میں ہے۔

احمد اسلام اب ساتھ حصیے	تمام مسلمانوں کا جماع ہے کہ جو حضور اقدس
اللہ تعالیٰ حمد و سلام کا سرور من	صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخوں کے
منحکف فی عند الله و کھورہ	وہ کافر جباروں کے مذہب لایوں اور ہونے
کھورہ	میں ٹنگ کر سے ۱۰۰ بھی کافر ہے :

پہر لکھتے ہیں:

والفاظ:

بجمع لانہذا، ختم میں ہے:

جو کسی نبی کا شان میں سنا تو اس کے حسب کافر

بما فیہ سبقت

ہو اس کی تو وہ کسی طرح نہیں اس پر اس

میں سے، لہذا لفظ ہے

کے مذاہب یا کفر میں شک سے خود کافر

مطرد وہم شد فی کفر

سطح - تفسیر میں ہے

وعد احد کفر

پھر اسی کے ص ۲۵ پر لکھتے ہیں:

”ہر ایک کلمہ تلمذ یہ نہ ہو یا تنقیص شان سید نبیاد میں ”مسلوۃ دانش“

میں ماضیہ سے صحیح تاہل تدریل و توجیہ ہو وہ پھر بھی حکم کفر نہ ہو بکرا سے کفر نہ

کنا کفر و اسکا ماہ ہو گا اور جو کفر کو اسکا ماہ لے خود کافر ہے

تو ان صاحب کی تمام عبارات کو چھڑ کر نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی

طرف ترمذی یقین کے ساتھ عقائد کفریہ نہ کہ وہ منسوب کرنے کے باوجود ان کو کافر

کہنے بلکہ ان کی کفر کو مضاف احتیاط اور بعد از صواب بتلانی کے وجہ سے وہ خود ہی بقول

ہو کافر و بقاء خود کفر میں ماز ہیں۔ و یہ جو انہیں کافر کہے یا ان کے کفر میں شک کہ ہے

احتیاط برائے وہ بھی انہی کے اسی سترے سے قطعاً کافر ہے۔

”ہر کہ شک اور کافر گرد“

”سروں کو موت کا پیغام سننے سے گورا سپوری اور کئی کے پردوں بھینٹا

ان کے قبلے کہتے دیکھیں! اگر ایسی کفر میں طرح ثابت کی جاتا ہے، اقراری محرم ہیں گرفت

موتے پانچ اونچے چڑا سے کچڑ سے جاتے ہیں۔ پتے قدموں کا توت اس طرح دیا جاتا ہے  
۔ نول پیر ہتھ نہ فریب، حضرت علی بھی نہان صاحب کا، کبریٰ بھی خاں صاحب کا، شکل  
ان تریسک کی بنا پر مقبول ہے۔

نہان صاحب بیرونی اپنے اثر اور اپنے فتوے سے قلعہ کا زمین سے  
دن کے بھروسے جی اٹھے سینے کے رخ سے  
اس گھر کو گنگ گئی، پتے چساعت

### ضروری انتباہ

ناظرین! امر کو ملحوظ رہنا کہ نہان صاحب کو ہم نے کافر نہیں کہا ہے۔ نہ ہم ان کو کافر  
کہتے ہیں۔ ہم تو مآء ان کے فتوے کے قائل ہیں۔ بہاؤیوں میں کہ ایسا جو نبی فتوے سے  
ہیں اس قسم کے حکام تو کافروں کے ہائیڈریٹ ہی سے صادر ہو سکتے ہیں

## اقرار کی کفر کی دستاویز پر آخری حیرت

نہان صاحب کو ان قرآن کریم سے بچنے کے لئے ان کی ذریت کی طرف سے  
یقیناً کچھ گنتیوں سے ہاتھ بندھنا پڑے گا۔ مگر ان سے استقامت میں غش کروں گا۔  
مذہبوں میں عدین صاحبیہ دیکھنا۔ فقہ نامی کا جواب یہ ہوا ہے کہ

ہ چونکہ اس میں کئی بہت پر مشہور نقادوں نے اپنے اپنے نام قبول سے  
تو یہ رد ہوتی اس لیے علی، محمد علی نے اس کو کافر کہنے سے احتیاطاً زبان روکی  
اور قبول کرکے فریاد کیا "در عیب بیان ص ۲۶۲"

اس جوہر کا حاصل یہ ہے مولانا شہید (رحمۃ اللہ علیہ) کی عبارت تو وہ تھی جو جب  
کہڑی لیکن چونکہ ان کے متعلق تو بہ کی شہرت ہے۔ اس لیے تکفیر سے کف لسان  
کیا گیا۔

اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مخالف جمہور ہے جو مفتی خان صاحب کو  
تو کفر کی زد سے بچانے کے لیے جدید تراشا گیا ہے۔  
دو ٹکڑے یہ کہ جس شخص کا کفر قطع و قسیم کے ساتھ ثابت ہو (جس طرح کہ بل بدعت  
کے نزدیک معاذ اللہ حضرت شہید کا ثابت ہے) اس کے متعلق عمنس بے ثبوت  
بلکہ بے سراپا قہر کی فواد ہرگز ان کے نزدیک قابل اتفاق و اعتبار نہیں۔

الموت الاثر ص ۳۰ کے حاشیہ پر بنیاد پر سے نام مولوی مصطفیٰ رضا صاحب  
مدنی الحقیقتات کے آبا جان خود بڑے عثمان صاحب، ہی اسی احتمال تو بہ کے متعلق  
صاف لکھتے ہیں کہ

اگر نری فواد ہے سرور یا کن نیکوں کے بعد اس کے بعض مبرا خواہوں کا

مکانہ ادا ہو تو اس پر لائق نہ ہوگا

پھر یہ کہ ہماری گفتگو عثمان صاحب بریلوی کے متعلق ہے اور اسوں نے حضرت  
شہید کے متعلق کہیں تو یہ کہا تھا نہیں لہذا ان کی گزشتہ تفسیر ہی شاہد ہیں  
کہ ان کے پیش نظر عثمان صاحب نہیں ہیں۔ پس ان کی طرف سے یہ قدر کرنا نہیں ہے تو

کے اکتھا کی دہرے شہید بوموڈ کو کا ذنیس کما من جہالت اور  
 "توجیر القول بما لا یرنی بر قائلہ"

کا مضحکہ خیز منہ ہر ہے جو حرف مولوی نیم ایدین صاحب جیسے ذی ہوشس ہی کا کام  
 ہو سکتا ہے۔ اگر بے چارے سے نماں نہ صاحب کو اپنے ان خلیفہ صاحب کا اس تاویل کاظم  
 اس عالم میں ہوا تو وہ مزدور کیسے گئے:

"من پر میگویم و ظنیورہ من پر سے کسراید"

نماں صاحب کے اس تقرری کفر کا ایک جواب خود ان کے صاحب سے جہد سے جہد اقلان دونوں  
 صاحب نے اپنا نماں صاحب لے بھی دیا ہے جس کے متعلق یہ خیال یہ سب کہ وہ جواب  
 خود نماں صاحب بالظاہر ہی کا اختراع ہے مگر چونکہ اس کو اپنے نام سے شائع کر فے میں  
 خود اپنے منہ اپنے دونوں کلمہ کیسے کرنی پڑتی تھی اس لیے اس کو صاحب جہاد سے نئے  
 سے شائع کیا ہو گا۔

ہر من خواہ وہ جو صاحب کا ہوا بیٹے کا ہم کو اس رہا بن نظر ذنی سبے ماں جو رہ  
 کا ماں یہ ہے کہ تیسرے کی عبادت میں چونکہ یہی کی جو نشی پھارن کے اہل طالب  
 بھی ہو سکتے ہیں جو موجب کفر ہیں بالفاظ دیگر:

"ان کی عبادت چونکہ معانی کفر میں متبیین نہیں ہیں اس لیے ان کو ہا ذنیس:

مذہب احمیہ و سجدہ کی دوران کی کفر سے متبیین کیا گیا۔

تو یہ لا مہلک من، ہا سے من ہم تک اس قرار کفر کے ٹھکانے کے۔ ہا ذنیس۔

کی گئی ہے اس کا حاصل میں ہے۔

” و معروفیٰ سے متعلقہ قول مغز ۱۱ کے حاکم شدہ یہ میں اسی سواں باب ہی ہے  
 ہونے کو کار کا اور دیر ندرت حضرت مولانا اشرف علی صاحب دہلوی نے لکھا ہے کہ  
 جان صاحب نے تو میں شان رسالت کا محرم قرار سے یہ لکھا کہ جوں کے  
 کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے

اوشا میں تیس ہزار ہی زور مگانے کے باوجود ان کی تفسیر میں سپردہ کی  
 بلکہ اس کو خلاف حقین لکھا اور فرق کیا ہے  
 اس سواں کے جرم میں سے صاحبانہ وہیوں منصفیٰ بقا خاص سے یہ لکھتے ہیں

کہ

اسل یہ سب سے کہ سخیل اور جمال کے دو ہا یہ کے توں میں فرقا بنے ہر طبیعت  
 مشکلیں کا مذہب یہ ہے کہ جب تک کسی قوم میں تاویل کی گئی توں جوں شکوہ سے  
 زیادہ کی جاے گی مگر ہے کہ اس نے اس قوم سے یہ معنی مودیت سے  
 شرح فقیر لکھ میں فرمایا:

” ان جب قومیں اس موکاں میں اصلاً تاویل کی گئی تھی نہ ہوتی تھیں کہ پاسے

گ۔

تو اس قوم کے تاویل کو یہ تاویل کی گئی تھی ہے کہ کوئی کام نہ توں منع  
 میں آتے کہ وہ حق کا سر کے قبضہ سے غلبہ کہ رہا ہے وہ اس کو خود  
 محکمہ نہیں کہتے۔ نقیہ اس میں ہے

” اس میں اس کے تاویل کی تھی نہ ہوتی تھی کہ اس میں صاحب

تاویل نہیں کہتے کہ اس کے تاویل کی تھی نہ ہوتی تھی کہ اس میں صاحب

س جو ب کا حاصل بھی وہی ہے کہ حضرت شہیدہ کی عبارت صحیحہ ان میں  
اظہار وغیرہ کی عبارت کی طرح صدی کفر میں صریح نہیں بلکہ ان میں تاویز کی گنتاں سے  
اسطے ہم ان کی کفر نہیں کرتے۔

لیکن فی الحقیقت یہ جواب نہیں بلکہ اپنے دو معانی جہاں، علم و نفس ناطقہ کے ساتھ تفسیر  
ہے نہ ان صاحب نے ہی نور کے ساتھ فقط ایمان بہرین تا طہرہ وغیرہ کے متعلق  
صریح تنقیص شان رسالت یا نکار ختم نبوت، یا کذب حضرت عزت کا دعویٰ کیا ہے۔  
بالکل اسی انداز میں ہم نے ساتھ ہی صریح یہ بلکہ انہی الفاظ میں حضرت شہیدہ کی عبارت  
کے متعلق بھی دعویٰ کیا ہے۔

## ثبوت کے لیے ذیل میں دونوں قسم کی عبارتیں ملاحظہ ہوں

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ  
طیہ کے متعلق انہی خان صاحب  
پیر ملوی کے دعاوی کفر  
الکوثر شاہ سے ۱۲۴۷ھ میں ۱۲۴۷ھ میں ۱۲۴۷ھ

ہاں نے کسی جگہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
وہم کی نسبت سے دعاوی کفر سے مست و ذم  
کے لفظ کو دیتے۔

اکابر علماء دیوبند حضرت مولانا تھانوی  
مدظلہ وغیرہ کے متعلق خان صاحب  
پیر ملوی کے دعاوی کفر

تیسرا ایمان میں ۱۲۴۷ھ فقط ایمان کی

عبارت پر بلا کر تمہ سے کہتے ہیں  
ہاں بدگروں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی حد تک شہید گان

۱۔ تمہید میں ۱۳ پر حضرت مولانا قاضی بریلوی کے متعلق لکھتے ہیں،

۲۔ در بعد میں دعوے کے کلاموں کو بھی رد و مردود کر دیا۔

۳۔ تمہید میں ۲۰ پر حضرت مولانا عظیم شاہ صاحب کے متعلق لکھتے ہیں،

۴۔ لکھا اس نے محمد علی احمد علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنا،

۵۔ تمہید میں ۱۶ پر حضرت گلگاہی مدظلہ العالی کے حوالہ نمبر اول و دوم تعالیٰ تاکذبہ تریست کر لکھا کہ:

۶۔ جس پر حضرت نذیر اللہ کو کاذب کہا کہ یہی ایمان باقی رہے تو خدا جانے ایسا کس جانور کا نام ہے؟

۷۔ جہاں جہاں حضرت مولانا عظیم صاحب مدظلہ العالی کے متعلق لکھا کہ:

۸۔ مولانا صاحب کی ضرورت کے بعد بھی کسی کو بت دیا جائے تو ختم نبوت کے حوالہ نڈا نہیں!

۱۔ گو کہ الشہادہ میں ۲۰ پر حضرت شہید حضرت اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں،

۲۔ جہاں جہاں قرآن مجید میں ایک بات فرمائی اور یہاں اسے رد کیا گیا کہ جلد سے!

۳۔ گو کہ میں ۲۸ پر حضرت شہید کے متعلق لکھتے ہیں،

۴۔ وہ جہاں جہاں سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کسی طرح گستاخی کی۔

۵۔ گو کہ الشہادہ میں ۴ پر حضرت شہید کے متعلق لکھا

۶۔ یہاں جہاں جہاں لکھا کہ سید عزت علی کی بات تاریخ میں جھوٹ ہو جائے تو حرج نہیں بلکہ عزت علی کا کہنا، جہاں جہاں سے لکھا کہ بالاجماع کافر تھے ہونے کو کہ میں ۱۵۔

۷۔ میں ایسے ہی، الشہادہ میں ۴ پر حضرت شہید مدظلہ العالی کے متعلق لکھا،

۸۔ یہ جہاں جہاں غیر نبی کو نبی بنا دیا، نیز اسی کے میں پر لکھا کہ یہ جہاں جہاں پختہ پختہ کو نبی بنا دیا ہے۔



ان عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خان صاحب بریلوی کے نزدیک جس طرح کاہن  
 اور دیوبند حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب، حضرت  
 مولانا شہید احمد صاحب قدس سرہ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب فوراً اللہ مرقدہ کی  
 عبارات، معاشدہ توہین سرکار رسالت، تکذیب حضرت عزت، اور نکار حتم نبوت میں  
 سرسبز ہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید کی عبارات بھی ان مضامین کفریہ میں  
 سرسبز ہیں۔ درود بزرگ خان صاحب

پس سہ ہزارہ عند اقبال کا یہ کتا کہ ان حضرت کی عبارات میں اس لحاظ سے کوئی فرق ہے  
 نہیں پھر نگرگوں کی کس تکذیب اور سخت تعلق ہے۔

علاوہ ازیں حضرت شہید کے متعلق خان صاحب کی جنت سی عبارت میں "صراحت"  
 کی تصریح اور احتمال تازیانی کی "سرخ فہم" بھی موجود ہے

چنانچہ الکریم الشہداء، درسل السیوف الہندیہ کی اکثر مکتوبات بال عبارت میں "صراحت"  
 کا صاف ادعا موجود ہے۔ ان کے علاوہ "میل" کی چند عبارتیں بھی ملاحظہ ہوں،

۱۔ "یہاں صراحتاً اللہ جل جلالہ کی طرف جنس نسبت کیا اور اس کے علاوہ کوئی اور نہ

ہے، اور اس کی صفت کو اختیار ہی جانا، یہ تینوں باتیں ہر سچ کلہ کفر ہیں"

(درسل السیوف الہندیہ ص ۹)

۲۔ "یہاں صاف بے پردہ اقرار کر دیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹ ہو

جائے تو کوئی ترجیح نہیں" (ایضاً ص ۱۰)

۳۔ "یہ صراحتاً حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غشس محالی دینا

ہے" (ایضاً ص ۱۱)

۴۔ اس میں صاف تصریح ہے کہ اتنے تعان کوزہ اس دکان و جہت سے پاک بنانا  
اور اس کا دیدار یہ کیفیت مانتا بدعت و منہوت ہے یہ اگر کہیں ہے۔

۵۔ اس میں صاف آکر ہے کہ اتنے ذریعہ کا محو ہونا متعلقہ ہے بغیر ہندو عمال و دیوی  
نہیں ہے (دیکھیں ص ۲۰)

۶۔ اس دستہ و دست سے قطعاً منع ہے (دیکھیں ص ۲۰)

۷۔ تمام عبارات میں ہی "عصابت" ہر صاف اور موجود ہے جس کے بعد کسی حاج یہ  
نہیں کہہ جاسکتا کہ ان صاحب کے ہر ایک حضرت شہید کی عبارات معنی کفر میں ہیں نہیں  
بلکہ ان میں تاریخ کی گنجائش ہے۔

اور انکو کتبہ اشعار میں ۳۲ سے جو عبارت ہم پر سے نقل کی ہے۔ اس میں تو صاف ہے

الفاظ بھی موجود ہیں کہ

ہر صلی گستاخ میں کوئی مایہ کی جگہ بھی نہیں ہے

وہی کو کہ شہادہ میں ۲۱ میں حضرت شہید رحمت اللہ علیہ کی چند عبارتوں کے لئے

متعلقہ لکھتے ہیں

تو ان نثر کے لئے یہ معنی ہوتے کہ تقدس کے سوا بنیاداً نہ کسی پر

ایمان نہ لائے سب کے ساتھ کفر کے اس سے بڑھ کر وہ کفر کیا ہوگا۔

پھر ہی پر ماضیہ دیگر لکھتے ہیں

اور اس کے کلام کے کچھ نئے معنی ہیں جو اس میں تو اس تو صریح

مغز میں ۳۱ میں کی معنی ۲ (تفصلاً و شرحاً ص ۳۱)

اور اس کے لئے یہ معنی ۲ (تفصلاً و شرحاً ص ۳۱) - ص ۳۱ میں ۲۱ میں اور یہ قبول نہیں

تھا یہاں آپ سب آدمیوں کا دروازہ بند کر چکا، تو اس کے کھلاؤ میں بناوٹ  
 نری گڑبھڑ سے رہے یا (گو کہ ص ۲۱)  
 یہ بیجان کی تسمیہ سماعت کے بعد ہی بیٹھے بعد تباہی کو یہ کھنکھانے کا حق رہتا ہے کہ

پوکر

ہا سماج کے اقوال میں تاویل کی بنیادیں تھی اس لیے احتیاطاً ان کو تکفیر  
 سے زبان روکی ہے

ان لوگوں کو تکفیر کو مستحکم بنائیں برہمنوں کے بھی تو ان کو خیر سے پہنچانیں تھی یہ جا  
 کف۔ وہی آج اس کو کہہ ہی ۲۳ کے جا مشیر پر حضرت شہید عتہ شہید ہی کے تعلق  
 لکھتے ہیں:

در امام ۱۰: یہ کے کفر جماعتی کا یہ ہی میں جزیہ ہے

آپ کی اس تسمیہ جماعت کے جہ فتنہ و تشکیک کا اختلاف دکھانا اگر سادہ لوحی  
 سے نہیں ہے تو یقیناً باپ کے دعوے کی عمل توید اور اپنی تا خلفی کا قابل شرم منظر ہے

ہے۔

یہ حال خان صاحب کو قراری کفر سے پچانے کے لیے ان کے عزیز مولوی نعیم الدین  
 مراد باری اللہ کے صاحبزادے سے ابتدا تباہی نے جو مختلف اور اختلافی پیش کیے وہ خود  
 بددست خان صاحب ہا تھا ہم ہی کی تھریجات سے مراد ہیں۔ اور خان صاحب باقصر  
 نویش و بتوں خود کفر، وہ لقمہ خود ذہن کافر میں کہ اب جو کوئی ان کے اس قراری کفر میں شک  
 کرنے احتیاط برتے، تکفیر سے کف انسان کرے وہ ہی خود ہی کے اسی فتوے سے ایسا  
 ہی کافر ہے۔

مدبر کہ شک آرو کا فر گردو ۴

وکی اللہ امور میں افضال، وصدقہ بقدر احوال علیٰ ہل نکھ  
والضلالہ بندا ووالاصال۔

## ایک ہدایت افروز ضلالت سوز مکالمہ

گورہ سپوری صاحب نے اپنے رسالہ پیغام موت کے آخر میں ایک فرض مکالمہ بھی  
لکھا ہے اس کے جواب میں بھی یہی ایک مکالمہ لکھا ہے۔  
مولوی عبیدالحق صاحب لکھنؤ سے مرد باد جا رہے ہیں۔ جیسے ہی ٹیڑھی بریلی کے سٹیشن پر  
پہنچے، ایک صاحب بہاریت بھڑکیا بیٹھ چکے اور ویسا ہی فوق ابھڑک کر صاحب سے  
ہی کے ایک ہاتھ میں نہایت قیمتی چھٹری اور دوسرے ہاتھ میں نابھا فرمان کی میشل  
تیمت قبیح تھی۔ اسی ڈیرہ میں داخل ہوئے، جس میں چار سے مولانا عبیدالحق صاحب  
محمود کھنڈر کے کپڑے پہنے، ایک طرف بیٹھے کسی کتاب کے مطالعہ میں مستغرق تھے  
مسافروں کی کثرت کی وجہ سے ڈیرہ میں جگہ بالکل خالی نہ تھی اس لیے بے چارے جہ پوٹش  
مولوی صاحب کو ایک طرف کھڑا ہو کر ٹاپڑ۔ مولوی عبیدالحق صاحب نے ان صاحب  
کو جب پاس بے پارگی کی حالت میں کھڑا دیکھا تو اپنے قریب دسے مسافروں کی خوشام  
کر کے کچھ جگہ نکالی اور ان کو اپنے پاس بلا کر بیٹھ لیا۔ اس کے بعد سلسلہ کلام اس طرح  
شروع ہوا۔

جہ پوٹش تو وار وار، جناب کا اہم شریف؛

مولانا عبیدالحق و خاکسار کو "عبیدالحق" کہتے ہیں اور جناب کا اسم گرامی؟  
چیدہ پوشش نووار اور بندہ کا نام "عبیدرضا خان" ہے۔

مولانا عبیدالحق در کیا فریاد عبیدالرضانان "۱۹۱۱ء سے پہلے تو شرعاً جائز میں ہیں لیکن میں عبیدیت  
کی نسبت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرز کی گئی ہو مجھے یاد آتا ہے کہ حضرت علامہ  
مد علی تاجی حنفی نے شرح مشکوٰۃ میں ایسے ناموں کے ناجائز و حرام ہونے کی تصریح  
کی ہے۔

مولوی عبیدالرضان خان صاحب اور کبھی ہمارے اعلیٰ حضرت نے اس ناموں کو جائز  
کھا ہے اور ہم انہی کے پیرو ہیں۔ وہی اس زمانہ کے مجدد تھے اور ان کا حکم ہم کو  
یہ ہے کہ

ریدین و ذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر قائم رہنا ہرگز سے

ہم فرمنا ہے۔

مولانا عبیدالحق و استغفر اللہ من حکم ترمی بیان کر دیا ہوں اور آپ کہتے ہیں کہ ہمارے اعلیٰ حضرت  
نے جائز کھا ہے۔

مولوی عبیدالرضان خان صاحب اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ دیوبندی ہیں جو ایسی باتیں کرتے  
ہیں۔

مولانا عبیدالحق صاحب در میں دیوبند کا مشہور آئینہ ہوں، البتہ دارالعلوم دیوبند میں نے  
قدیم عرو حاصل کی ہے اس لیے آپ کی اصلاح کے اعتبار سے میں منہ د

دیوبندی سون گا۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب اور جب جی آپ کو عظمت کے نام سے پڑھے، کیونکہ  
توں نے سائے دیوتوں کو کافر ثابت کیا ہے۔

مولانا علیہ الحق صاحب اور جی آپ نے بھی معلوم ہے کہ نہیں لوگوں کو کافر بنانے کا یہ دیر  
ایسی ہی تھا یہاں تک کہ جب وہ علیہ دیوبند کو کافر بنا چکے، علامہ ندوی، علامہ کو کافر بنا چکے  
جماعت اہل حدیث کی تکفیر میں کر چکے، درکنہ اسلامی جماعت کافر بنانے کے لیے باقی  
نہیں ہی تو انہوں نے جو اپنے آپ کو جی کافر کہا، اپنے مریدین و متقدمین کی بھی تکفیر کی  
چن کر جو شخص ان کو مسلمان سمجھے اس پر بھی کفر کا توری دیا۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب؟ انہایت حیرت و تعجب کا مولانا آپ پر کیا کہہ رہے ہیں؟  
کیا آپ اس کا ثبوت دے سکتے ہیں؟

مولانا علیہ الحق صاحب! جی! ثبوت اور کافی ثبوت، اور ناموں آپ کے علم حضرت کی  
تحریروں سے اس کا ثبوت دیا جاسکتا ہے۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب! چاتو لیم شد، ثابت، لو کہ کے دکھائیے!

مولانا علیہ الحق صاحب! ہر نیسے اور گوش ہوش نیسے یہ تو ثابت آپ کو معلوم ہی ہوگا  
کہ آپ کے علم حضرت نے اپنی متعدد کتابوں میں حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید  
رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے کہ:

و انہوں نے نہ صرف اللہ کو حمد کیا اور کلمات حق کے سبب گمانے،

مردیہ میں، اللہ کی تیا مست، سنت، و در شرح ترمذیہ و غیرہ کا، لکھا گیا ہے:

رحمۃ اللہ علیہ علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تہایت گندی گنگونی کہاں ہیں کہ کھنے کا

پاؤں، پتھرت، ہی ایسی گالیاں نہیں دیتے زہیرہ وغیرہ۔

بعض آپ کے اظہار سے حضرت مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ سب کچھ لکھا ہے۔ اگر آپ کو شبہ ہو لو انکوڑا اٹھائیہ اور اصل ایضاً اللہ علیہ یہ میرے پاس موجود ہے۔ ان میں آپ اپنے اظہار سے کسی زہرہ سے متعلقہ دیکھ سکتے ہیں

دوسرے مولانا عثمان صاحب نے اصل عبارت میں ان دونوں کتابوں میں دیکھ کر اپنا اطمینان کر لیا اور ان پر شک اسوں سے ایسا ہی لکھا ہے۔ اس کے بعد مولانا عبید الحق صاحب نے فرمایا،

جب یہ بات آپ کو نہیں نشین کر چکے تو دوسری بات آپ پر سمجھنے کو آپ کے نبی  
 اظہار سے ہی کتاب تمہید ایمان میں یہ بھی لکھا ہے کہ  
 جو شخص اللہ تعالیٰ نے کی تکذیب، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین، تنقیص  
 کر کے کافر مومن کو کافر نہ کہنے والا بلکہ اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی  
 کافر ہے۔

اپنے اظہار سے کسی تصریح سے خود نبی کے الفاظ میں سنتے ہیں اس کے بعد مولانا  
 عبید الحق صاحب نے تمہید ایمان ص ۳۵، ۳۶ سے چند عبارتیں نقل کر کے کتاب میں لکھی ہیں  
 جن سے اور مولانا عثمان صاحب نے بھی تسلیم کر لیا کہ واقعی اظہار سے ایسا ہی لکھا  
 ہے بلکہ کہا کہ مسئلہ بھی یہی ہے۔

اس کے بعد مولانا عبید الحق صاحب نے فرمایا کہ دیکھئے اسی تمہید ایمان میں آپ  
 کے یہی اظہار سے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنا حکم لکھا ہے کہ

۱۔ مد امام ملہ لفظ دسم میں دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا۔  
 (تہذیب ایمان ص ۶۳)

نیز لکھتے ہیں،

”عنا حق طین نہیں کافر نہیں ہی صواب ہے اور ہی سب ہے اند  
 اسی پختوں ہو اور اسی پر فتویٰ ہے وری چہ راند سب اور اسی پر شہاد اور  
 اسی میں سلامت، اور اسی میں استقامت : (تہذیب ایمان ص ۶۲)

ان عبارات سے صاف اٹھا ہر ہے کہ آپ کے علی حضرت، مولانا سہیل شہید  
 وہوں رحمۃ اللہ علیہ کو کافر نہیں کہتے بلکہ ان کو کفر کو خلاف اعتقاد و کفر مخالف صورت اور سلامت استقامت  
 سے دور سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کے نزدیک مولانا شہید، اللہ تعالیٰ کی تہذیب اور رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تمسک کے مجرم ہیں اور ایسے شخص کو کافر کہتے و نا، تہذیب ایمان  
 ص ۵۱۲۸ کی عبارات میں لکرو سے کافر ہے۔

لہذا تہذیب یہ نکلا کہ آپ کے، عظیم حضرت، خود اپنے فتوے سے کافر ہیں اور ان کے تمام  
 مریدین و معتقدین جو ان کی ان تجویز سے متفق ہیں وہ بھی ایسے ہی کافر ہیں، بلکہ جو شخص آپ  
 کے عظیم حضرت کی ان عبارات پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان کہے وہ بھی خود نبی کے اسی فتوے  
 سے ایسا ہی کافر ہے وہ تم جہراً۔

مولوی علی رضا خان صاحب ۱۔ بہت ہیں، جہان میں، پریشان ہیں،

مولوی علی رضا خان صاحب ۱۔ جناب مولانا، اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں یہ خدا کا حکم  
 ہے یہ بے گناہ مسلمانوں کو کافر بنانے کا نتیجہ ہے، آپ کے عظیم حضرت نے  
 اکابر علماء اسلام حضرت شاہ اسماعیل شہید فی سبیل اللہ، حضرات علماء دیوبند کو کفر کے



جال میں پہنانا چاہتا تھا۔ قدرت نے خود انہی کو ان کے چھٹے ہونے جہاں میں  
پہنسا دیا ہے۔

”کردن خویش علی پیش“

قدرت کا قانون ہے۔

مولوی عبد الرحمن صاحب اور صاحب، اپنے نئے نمبر نے مجیب چکر میں دستخط کیے تھے  
اعلیٰ حضرت سے یہاں تو یہی چوک ہو گئی، خیر اس پر میں فرست میں غور کروں گا، اب رہو۔  
کا اسٹیشن آگیا اور مجھے یہیں اترا ہے، جیسے نموسس ہے کہ آپ سے کچھ دیر تک  
باتیں نہ ہو سکیں، ورنہ میں محمد برائن کس، برائین تو علو، حفظ لایمان کی جہاں پر ضرور  
آپ سے کچھ اور گفتگو کرتا۔

مولوی عبید الحق صاحب اور مجھے میں نموسس ہے کہ بہت جلدی یہ صحبت ختم ہو گئی لیکن اگر  
نہ حقیقت آپ کو تحقیق حق منظور ہے تو میں آپ کو صرف ایک رسالہ معرکہ القلم دیتا  
ہوں اس کو نور اور احسان کی نظر سے ملاحظہ فرمایا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم ہو جائے  
گا کہ محمد برائن کس و غیرہ متعلق آپ کے اعلیٰ حضرت نے جو کچھ لکھا ہے اس میں حق و حقیقت  
کا کیا خون کیا ہے۔

جب آپ اس کو ملاحظہ فرمائیں تو میرا جو پتہ اس پر لکھا ہوا ہے اسی پتہ پر مروا ہے۔

یہ رنگ عید میں خود حصول دسے کرو مولیٰ کروں گا۔

مسد کلام میں تک پہنچاؤ کر سچو کا اسٹیشن لگی اور یوں عبدالرحمن صاحب،  
والسلام علیکم کہہ کر نصرت ہو گئے۔

مولانا عبید الحق صاحب، بھی مراد آباد پتہ گئے۔ دس بارے دن گذرے پر ایک ڈاک پارسل

راہور سے پہنچا جس میں دوسرے قلم نگار تھا اور اس کے ساتھ ایک خط لکھا ہوا تھا جس میں لکھا ہوا تھا۔

”میرے اسی میرے محسن! اسلام علیکم درحمتہ اللہ وبرکاتہ میں سے آپ کا وہ رسالہ ”میرزا تقی“ بعنوان ”پڑھنا اور بار بار پڑھنا اور مسامحہ میں“ ”تمہید اسیان“ کو بھی سامنے رکھ کر پڑھا محمد ابراہیم صاحب نے جو گیارہویں صدی میں لکھا ہے وہ بالکل غلط اور سلف سداقت و دیانت ہے اور اسی اس میں حق و انصاف کا بڑا فون کیا گیا ہے۔ میں آپ کا مودت ہوں کہ آپ نے مجھے گمراہی سے نکال دیا تھا۔ آپ کو جرات سے آمین!

اسی تحقیق کے سلسلے میں نے یہاں اور بھی کچھ لکھا ہے مینا کر لی ہیں۔ علامہ دیوبند کی متعدد کتابیں دیکھ چکا ہوں فی الحقیقت یہ لوگ بڑے محقق ہیں ان کی کتابوں سے ایک جی ہفتہ میں میرے عقائد کی دنیا میں حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا۔ اب میں اپنے سینے سے تہذیب و عقائد سے تائب ہو چکا ہوں، وہ میں نے پشیمان محسوس کیا ہے۔ ”عبدالرحمن“ کے حیدرآبادیوں کو کہہ دیا ہے آپ بھی استقامت اور یہ دیوبند کے ایک دعا فرمائیں والسلام“

شہزاد علی احمد عثمان خان عثمانی

تمت یا تمیر

## مقدمہ کتاب کے آغاز



- ۱۔ آزادی ہند : رئیس احمد جعفری ، مقبول ایڈیٹی لاہور ، ۱۹۶۹ء ۔
- ۲۔ آئینہ صداقت : پروفیسر فرید الدین جونی ، ادارہ تبلیغ القرآن گوہر گراہی ۱۹۵۵ء
- ۳۔ اس الوقت ولایت شاہ اور اس کے پیر کی مذہبی حرکات ، غشی اشد و تاعراض نویں  
گجرات ، مندرستان پیریہ ہسپتال روڈ لاہور ، ۱۹۳۲ء ۔
- ۴۔ اجلی نوار رضا ، مولوی محمد رضا خان ، فونڈی کتب خانہ بازار فاتا صاحب لاہور  
سن تالیف ۱۳۳۳ھ ۔
- ۵۔ [اسن الوار و اداب الوار مع مولوی محمد تقی علی خان ، مطبع اہلسنت و جماعت  
انڈیا لاہور] ، مولوی احمد رضا خان  
بریلی ، ۱۳۲۱ھ ۔
- ۶۔ احکام شریعت ، مولوی احمد رضا خان ،
- ۷۔ احکام و فروع شریعہ بمسلم لیک ، مولوی شمس علی صاحب ، مطبع سلطان قادیان پیر وین  
ببینی نمبر ۱ ، ۱۳۵۵ھ ۔
- ۸۔ طالب نصیب علی ارض الطیب ، سید محمد عبد الکریم قادری ، مطبع بل سنت و  
جماعت بریلی ، سن تالیف ۱۳۱۹ھ ۔
- ۹۔ اتقوا الاحیاء فی الجہل و العصفی و الان و یاسکاب ، مولوی احمد رضا خان ،  
سی صوبہ کتب خانہ اقصیل آباد ۔



۲۶ : تفسیر ترویجی جلد چہارم ، مولوی سیّد بخش حلالی ، رفاد عالم شمیم پبلس لاپور  
 ۲۷ : تفسیر تکفیری افسانے ، مولانا نور محمد ، ناشر ، مولانا محمد رفیق ، نزل کورٹ لاہور ، ۱۹۷۹ء  
 ۲۸ : تفسیر ایمان ، آیات قرآن ، مولوی احمد رضا خان ، مطبوعہ مع حسام الحرمین ، اشرفی  
 کتب خانہ ، اندرون دہلی دروازہ لاہور

۲۹ : جماعت اسلامی ، ارشد قادری ، نوری کتب ڈپو ، لاہور ، سن تالیف ۱۹۶۵ء  
 ۳۰ : جبرائیل اللہ عدوہ بابائے حسنة نسوة ، مولوی احمد رضا خان ، مکتبہ ترویج  
 لاہور ، ۱۹۷۲ء

۳۱ : الحجابات السمیة علی رضاء لسولات اللبکیہ ، سلم بیگ کے خلاف خطبہ  
 برطیوی علماء کے فتاویٰ کا مجموعہ ، مطبع سلطانی ایبھی ، ۱۳۵۸ھ  
 ۳۲ : حدیثی بخشش ، مولوی احمد رضا خان ،

۳۳ : حسام الحرمین علی منحہ الکفر ولین ، مولوی احمد رضا خان اشرفی  
 کتب خانہ ، لاہور  
 ۳۴ : حسام الحرمین علی منحہ الکفر ولین ، مولوی احمد رضا خان ، مکتبہ ترویج  
 لاہور ، ۱۹۷۵ء

۳۵ : حیات اعلیٰ حضرت ، مولوی ظفر الدین بہاری ، مکتبہ رضویہ ، کرام باغ کراچی  
 ۳۶ : حیات خلیل ، محمد ثانی حسنی ندوی مظاہری ، مکتبہ سلام ، گون روڈ ، کھنڈ  
 ۳۷ : خالص الاعتقاد ، مولوی احمد رضا خان ، شیخ غلام علی اینڈ سنٹر ، لاہور  
 ۳۸ : خصایص عثمانی ، پروفیسر محمد الزاکیہ سنیر کوٹی ، نڈ پبشر ، لاہور ، ۱۹۷۲ء  
 ۳۹ : خلاصہ فتاویٰ نقادی ، مولوی احمد رضا خان ، مطبوعہ مع حسام الحرمین ، اشرفی کتب خانہ  
 لاہور

۴۰ : وزارتہ الصلوات اسلامیہ ، اردو ، جلد دوم ، زیر انتظام ، دانش گاہ پنجاب ، ۱۹۶۶ء

- ۴۶ ، دائرہ معارف اسلامیہ (۱۰۰ جلد) جلد پنجم ، پیرا ایشیام ، دانش گاہ پنجاب ، ۱۹۶۱ء۔
- ۴۷ ، دفع زلیخ نازغ ، مولوی احمد رضا خان ،
- ۴۸ ، الدلائل الفہرہ علی الکفرۃ الیاسرہ ، مولوی احمد رضا خان ، مطبع سلطان بیٹی ، ۱۹۴۲ء۔
- ۴۹ ، دوام العیش فی لائسۃ من قریش ، مولوی احمد رضا خان ، مطبع حسنی بریل ، ۱۹۳۲ء۔
- ۵۰ ، الدولۃ السحکیۃ ، المادۃ القیبیۃ ، مولوی احمد رضا خان ، مکتبہ بصیرہ کراچی نمبر ۱ ، ۱۹۵۹ء۔
- ۵۱ ، ذکر آزاد ،
- ۵۲ ، ذکر اقبال ، عہد مجید سائکت ، نزم اقبال ، کلب روڈ لاہور۔
- ۵۳ ، در شہاب ثاقب بر دیوانی خائب ، مولوی محمد گل شاہ ، ازہر یک ڈیو ، آرو باغ کراچی ، سن تالیف ۱۹۵۴ء۔
- ۵۴ ، روزگار فقیر ، انجمن سید وحید الدین ، لائن آرٹ پریس کراچی۔
- ۵۵ ، زیارت نامہ ، مولانا محمد سراج الحقین کرسوی ، نذر امطیج ، لکھنؤ ، ۱۹۴۳ء۔
- ۵۶ ، سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح ، مولوی احمد رضا خان ، دارالاشاعت جماعت نوری بازار ، داماد صاحب لاہور ، سن تالیف ۱۳۰۷ھ۔
- ۵۷ ، سرگزشت اقبال ، ڈاکٹر عبد السلام مخدوم کشید ، اقبال اکادمی پاکستان لاہور ، ۱۹۶۰ء۔
- ۵۸ ، اسل ایسوف السدی علی کفریات بابا المجدید ، مولوی احمد رضا خان ، نوری کتب خانہ لاہور ، سن تالیف ۱۳۱۲ھ۔
- ۵۹ ، سورج اعلیٰ حضرت ، بدر الدین احمد رضوی ، نوری کتب ڈپو ، لاہور ، سن تالیف

- ۵۶ : المسم الشہابی علی خدایع الہدائی ، مولوی احمد رضا خان ، مطبوعہ مع الفضل الرومی  
 بہنگام ناظم انجمن حزب الاصلاح لاہور۔
- ۵۷ : سیف المصطفیٰ علی ادیان الافتراس ، افادات مولوی احمد رضا خان افندی کتب خانہ  
 بازار داتا صاحب لاہور۔
- ۵۸ : شمس الحارثی ، مولانا سرخ العقیق کرسوی ، مقبول المطابع سردوئی سن تالیف  
 ۱۳۳۳ھ
- ۵۹ : استہاب الثاقب علی المسترق الکاذب ، مولانا شمس الدین احمد مدنی ، طبع اتن بریل  
 لاہور۔
- ۶۰ : - - - - -  
 افرازیہ دیوبند۔
- ۶۱ : العصور الخمسة ، مولوی شمس علی خان ، مکتبہ فریدی ، ساہیوال ، سن تالیف ۱۳۳۵ھ
- ۶۲ : الطاری الداری لطوات عبدالباری ، مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان ، حسنی پریس  
 بریلی ، سن تالیف ۱۳۲۹ھ ، ۳ جلد۔
- ۶۳ : عاشق رسول ، پروفیسر محمد سعید احمد ، مرکزی مجلس رضا ، لاہور ، بار اول ۱۹۰۶ء
- ۶۴ : عبارات اکابر ، مولانا محمد سرفراز خان صفدر ، ادارہ نشر و اشاعت ، مدرسہ  
 نصرت العلوم ، گوجرانوالہ۔
- ۶۵ : العصور الخمسة علی الاحزاب الدیوبندیہ ، مولوی ابوالطاهر محمد طیب ، اہل سنت  
 برقی پریس مراد آباد ، ۱۳۴۷ھ
- ۶۶ : العطايا النبویہ فی القنادی الرضویہ جلد اول ، مولوی احمد رضا خان ، سنی دارالاشاعت  
 لائل پور ، ۱۹۷۶ء
- ۶۷ : العطايا النبویہ فی القنادی الرضویہ جلد دوم ، مولوی احمد رضا خان ، سنی دارالاشاعت  
 لائل پور ، ۱۹۷۶ء

۶۲ . العطايا النبوية في القنادي الرضوية جلد چهارم ، مولوی احمد رضا خان ، مکتبہ نوریہ لاہور ، سنہ ۱۹۶۳ء  
 قتل پچھ ۱۹۶۳ء

۶۳ . العطايا النبوية في القنادي الرضوية جلد پنجم ، مولوی احمد رضا خان ، مکتبہ نوریہ لاہور ، سنہ ۱۹۶۳ء  
 ، علامہ سید کا شاد ، ماضی جلد دوم ، مولانا محمد سیال ،

۶۴ . حایہ السامعی فی تمتہ منہج الوصول فی تحقیق علم عیب الرسول ،  
 سید احمد آفندی بزنجی ، معنی مدینہ سوسہ ، مطبع سعیدی ، رامپور ۔

۶۵ . فاضل بریلوی علامہ سجاد کی نظر میں ، پروفیسر محمد سعید احمد ، مرکزی مجلس رضوان پور  
 پدسوم ، ۱۹۶۶ء ۔

۶۶ . قنادی منظری ، پروفیسر محمد سعید احمد ، مدینہ پیشنگ کمپنی ، اکراچی ، ۱۹۶۰ء  
 ، فیصلہ خصومات از محکمہ دار نقضات ، مولوی عبدالرزاق جگنپوری ، برقی پریس  
 دہلی ، ۱۳۵۲ھ

۶۷ . قاطع اور غیر من البتدرج العنید ، مولانا محمد اسحاق بلیاوی ، مطبع بلالی ، دہلی  
 ساڈھورہ ، ۱۳۳۳ھ

۶۸ . قمار غلطی ، صفوی جمیل الرحمن قادری ، مکتبہ نوریہ رضویہ ، لاہور ، سنہ ۱۳۴۰ھ ۔

۶۹ . نوریہ القمار علی مجتہد الفقہاء ، مولوی احمد رضا خان ،

۷۰ . التمول الاظہر فی ما يتعلق بالاذان عند المنبر ، مولانا سعید الدین اجمیری ،  
 مطبوعہ مدینہ دکن پریس ، حیدرآباد دکن ، بار دوم ، ۱۳۶۹ھ

۷۱ . قمر القادر علی الکفار الیاد ، مولوی الیاس محمد طیب ، مطبع سلطانی مدینہ ، ۱۳۵۹ھ

۷۲ . کفایت المفتی جلد اول ، مجموعہ فتاویٰ مفتی اعظم مفتی کفایت القدر صاحب دہلی ،  
 ۱۳۹۱ھ ، ۱۹۷۱ء ، کوئٹہ پریس دہلی ۔



۴۱ : الکوکب الیمانی ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری ، مطبوعہ دارالمکتبہ رسال چاند پوری  
جلد اول ، انجمن ارشاد المسلمین لاہور ۱۹۷۸

۴۲ : المکوحکبۃ الشہاسیہ فی کھریات ابی الوہاب سید ، مولوی احمد رضا خان ،  
نوری کتب خانہ ، بازار داتا صاحب لاہور

۴۳ : لسان الیزان جلد چہارم ، حافظ ابن حجر عسقلانی ، مطبوعہ بیروت ، ۱۹۷۱

۴۴ : ماہوسے مناظرہ تھون ، مرتبہ مولوی محمد فضل کریم ، پابھنگام ، اہوالبرکات سید احمد

۱۹۳۶

۴۵ : مجھو رسال چاند پوری ، جلد اول ، مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ، انجمن ارشاد المسلمین

لاہور ، ۱۹۷۸

۴۶ : اسحجۃ لمؤمنۃ فی ایۃ الممنوعۃ ، مولوی احمد رضا خان ، مطبع

حسینی بریلی ، ۱۳۳۹ھ

۴۷ : مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ، طاعلی قاری ، مکتبہ امدادیہ ، طتان

۴۸ : مسلم لیگ کی زیریں سنجیدہ وی ، مولوی محمد میاں قادری ، مدرسہ پریس انٹرنیشنل ، ۱۳۵۸ھ

۴۹ : مشکوٰۃ شریف ، شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی ، مکتبہ سراج الدین بک

۵۰ : مصباح اللغات ، ابو الفضل عبدالحفیظ بیادوی ، مکتبہ ہریان ، اردو بازار دہلی ، ۱۹۵۳

۵۱ : مقیاس خفیت ، مولوی محمد عمر چھوڑی ، ناشر محمد عبدالوہاب ابن مصنف انامی پریس

پلیہ اخبار لاہور ، بارہ مہینہ ، ۱۹۶۳

۵۲ : طغریات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ، مرتبہ محمد مصطفیٰ رضا خان ، مدینہ پبلٹنگ کمپنی کراچی

۵۳ : اسند علی الغضہ ، مولانا خلیل احمد سہارنپوری ، مکتبہ حنفیہ جہلم

۵۴ : التذیر السائل لکل جلعف جہلم ، مولوی احمد رضا خان

۵۵ : نرترہ انوار جلد ہفتم ، علامہ عبدالحی کھنوی ، صحیح المطالب کراچی ، ۱۹۷۶

- ۹۶ انصاف الابرار ، مولوی محمد لدھیانوی ، مطبع صحافی لاہور ، اگست ۱۳۰۶ء
- ۹۷ النیر الشہابی علی تلمیس ابوال ، مولوی محمد رضا خان ، مطبوعہ مدرسہ فضل السویبی  
باجنم نامہ انجمن حزب الامت لاہور
- ۹۸ انگلستان و نگر علی خان ، مکتبہ کاروان ، لاہور ، ۱۹۳۰ء
- ۹۹ وقعات السنان ، مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان ، مکتبہ رضویہ ، آدم باغ کراچی
- ۱۰۰ ہدایۃ الطریق فی بیان التعلیم و التحقیق ، مولوی دیدار علی شاہ ، مطبوعہ ہاشم  
ابوالبرکات سید احمد ، سن تالیف ، ۱۳۲۹ھ
- ۱۰۱ ہفت روزہ "اقرشیہ" - ۱۳۱۹ء اپریل ۱۹۰۶ء
- ۱۰۲ روزنامہ "امروز" لاہور ، ۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء









# استفسار

کیا یہی اسلام ہے؟

قوم کو آتو بتاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 بیچ بوجھ کی فتنہ تکفیر کا اسد میں  
 مار کر ڈاکہ مریدان ارادت گیش پر  
 سنے دن خلو تکڑوں میں نقد عصمت نعرت کر  
 اودھانا آشاؤں کے گروہ تا فرادہ  
 گا بیاں بکتے رہو اسد بن امت کے خلات  
 یہ بھی سوچا ہے کہ ختم نہ جہاں کے نام پر  
 یہ بھی سوچا ہے کہ تمہیں پیر کے خلات  
 بانہ کرتے میں سجادہ نشینی کا غرور  
 اور ذلیل ڈیرہ نشینی کا غرور  
 خاقانوں میں بڑگوں کے مقدس نام پر  
 کہیں خوشتر جو انوں کو فریب و عطا سے  
 اس خدا کی نثر میں پر اسے کفن زندین دیں  
 دو ٹکے کے۔ بناؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 راتوں بجھے کر ڈاکہ کیا یہی اسلام ہے؟  
 خلووں میں مسراؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 سینے جڑوں کو سب ڈاکہ کیا یہی اسلام ہے؟  
 اکرا بھج کو بتاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 اسے برہنہ کے خداؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 نیرت مالک رچاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 مومنوں کا دل دکھاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 گتوں پر زخم دنا کیا یہی اسلام ہے؟  
 دین کو بٹھ لگاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 بنت نئے نیتے نکاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 بربر مجلس خپساؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 چادر ڈبیرا چراؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

مسجد میں مسیحا لکھا دیا یہی اسلام ہے؟  
 بہت تیس ہیم پر لگاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 مینچوں ہاں لگاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 اب عربوں کی لٹاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 پاپا، عورتوں لڑاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 سامے کرتاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 قومہ مرنی لٹاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 اک ہر گھ میں لٹاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 پادری اپ لٹاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 ان کی لٹاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 منبروں پر ہنہناؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 مہ کی غم میں سناؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 جھٹ کا لٹاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 ترک زوجوں پر سناؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 پنے پیو میں شہ زنی، کیا یہی اسلام ہے؟  
 آج کل پھر سے لڑاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟  
 میرے خاصے سے ہمیں کوئی بچا سکتا نہیں

سن وطن میں کوئی تم کو پوچھنے والا نہیں  
 خود فروشاؤ، ذکر میلاد انبی کی سڑ میں  
 ہر زاوہ! خرقہ پر مغال کے ڈسپ میں  
 ماٹک گرانگریز سے خون تہیاں ایں حرم  
 خواجہ کونین کے سلام کی بنیاد وینخ  
 مشرب احمہ ضامیں مفتیان بد زبان  
 حاشیہ ادراک کی چٹھی کا بھر بری اں میں  
 عاقبت کے زرخیر سبگام تکبر سے  
 اٹھتے لگان خنزیر تسلیم کی یتانیاں  
 ان میں میں جو کار بخت اسلام ہے  
 آئے ان پر کار بستم کے نوپ میں  
 سب جلی کے لٹاؤ، ہر مہرعت اور  
 حیرہ چٹھی سے رسوا اٹھ کی اول و پر  
 اڈو اثر کی رضا جوئی کی خاطر گولیاں  
 نو تنقہ کو نیوں کو خواہش اولاد پر  
 کل عد کے سامنے ہر مات کا جو گناہ  
 ہر لٹاؤ لٹاؤ شکریات کھاسکتا نہیں



## آوازِ عیب

شورش مجھے بگھی بگھی سے ہے یہ اشارہ  
 رحمت کے دروہام ہلاتے چلے جاؤ  
 بے نوک ہیں ان فتویٰ فزوشوں کی زبانیں  
 قرآن کے حکام سے رکھتے نہیں سخت  
 میلاد کی محفل ہو تو نغمہ نہیں کرتے  
 رنماں سیرست کو محروم میں بلا کر  
 سرگوشہ و باراد میں کھرام بچا ہے  
 امت کے اکابر پر سب شتم کی بوچھاڑ  
 پنچا ہے مجھے جتہ اسلام کا فرمان  
 دل سے مرے ہر خدشہ فانی کو نکالا  
 کتا ہوں وہی بت بکتا ہوں جسے حق  
 میرے لئے یثرب کی فضا کافی و شانی  
 تکفیر کی برہنوں سے مساجد میں تعفن  
 کھگو تہی کے امن پر ہیں الحاد کے پھینٹے؟  
 اسلام کے باغی ہیں، دیوبند کے بیٹے  
 تم ادم مرے قتل کی ترمیر بہت خوب  
 پھر یہ نہ شکایت ہو کہ گستاخ ہے شورش

ڈوبے گا بریلی کے خداؤں کا سدا  
 اللہ نے پامردیٰ مومن کو پکارا  
 اسلاف کی توہین پر کرتے ہیں گزارا  
 توحید کے اذکار سے کرتے ہیں گزارا  
 بنا ہے مڑیوں سے تن و توش کا پارا  
 ٹیتے ہیں مڑیاں تو دست کو لارا  
 ان رڈ پر فزوشوں نے مسلمان کو مارا  
 کرتی نہیں اللہ کی غیرت یہ گوارا  
 جس نے مڑے بیان کے چہرے کو نکھارا  
 برأت کو مری عشق پیڑ سے سنوارا  
 نے خون سکند ہے نہ اذیت و ادا  
 تعویذ و شہوشوں کو تیلی کا سہارا  
 سدا اس نے اعنف کے خرافات کا حارا  
 نالو فتویٰ کافر ہے یہ سوچو تو خدا را  
 کس نے تمہیں اس فتویٰ تراشی پہ بھارا  
 آواز سگان کم نہ کند رزق گزارا  
 جب میں نے قبائوں کو ادھر اکر اتارا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مرتب کتاب کا مختصر تعارف

پیش نظر کتاب "اشباب الثاقب" کے مرتب حضرت مولانا قاری عبدالرشید صاحب کی مختصر سوانح درج ذیل ہے تاکہ آپ کے علمی مقام کا بھی کچھ اندازہ ہو سکے۔

ولادت:

حضرت قاری صاحب مرحوم کی ولادت ۲۲ صفر المظفر ۱۳۶۹ھ / ۱۵ دسمبر ۱۹۴۹ء بروز جمعرات ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک علمی و دینی گھرانے میں ہوئی، آپ کے والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب مدظلہ العالی، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے شاگرد و فاضل دیوبند ہیں۔ علوم جدیدہ و قدیمہ میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔

تعلیم و تربیت:

قاری صاحب مرحوم کی تعلیم و تربیت از اول تا آخر آپ کے والد محترم دام ظلہ کے زیر سایہ ہوئی، ادکارہ میں قرآن پاک حفظ کیا، حفظ قرآن سے فراغت کے بعد والد ماجد کے ہمراہ لاہور چلے آئے۔ ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں جامعہ مدنیہ لاہور میں جو اس وقت بڑے بڑے اساطین علم و فضل کا مرکز تھا آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا، معقولات و منقولات کی اکثر کتب والد ماجد صاحب سے پڑھیں، دس سالہ تعلیمی دور گزار کر ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں دورہ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی۔ درس نظامی کے علاوہ آپ نے ۱۹۷۱ء میں فاضل عربی اور ۱۹۷۲ء میں میٹرک کی از خود تیاری کر کے امتحان دیا اور سند حاصل کیں۔

بیعت و سلوک خلافت و اجازت:

آپ زمانہ طالب علمی ہی میں حضرت مولانا عبدالکلیم صاحب (متوفی ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء) غلیف مجاز شیخ العرب والجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی سے بیعت ہو گئے

تھے، حضرت مولانا نے ۱۹۷۳ء میں وفات سے چند روز پیشتر حضرت قاری صاحب مرحوم کو انتہائی محبت کے ساتھ گلے لگا کر خلافت عطا فرمائی اور بیعت کی اجازت دی۔

مدرسہ:

۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں آپ نے اپنے استاذ مکرم حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب "شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور کے حکم پر جامعہ مدنیہ ہی میں مدرسہ کا آغاز فرمایا اور ابتدائی درجات سے لے کر انتہائی درجے تک کی تقریباً تمام کتابیں بڑی کامیابی کے ساتھ پڑھائیں۔ آپ نے مسلسل بیس برس تک مدرسہ کے فرائض انجام دیئے۔ اس دور میں آپ سے ہزاروں تشنگان علوم نے اپنے اپنے طرف کے مطابق فیض پایا۔

احقاقِ حق و ابطالِ باطل:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلک حق کی صحیح ترجمانی و اشاعت اور باطل کی تردید و بچاؤ کئی کے لیے منتخب فرمایا تھا چنانچہ آپ نے انتہائی قلیل عرصہ حیات میں اس سلسلہ میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جنہیں دیکھ کر عقل کو حیرت رہ جاتی ہے، اس بے خار وادی میں آپ کو ہر قسم کے حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ دور دراز کے سفر بھی کیے، ساری ساری رات جاگ کر لوگوں کی ذہن سازی بھی کی، ہفتہ وار، ماہوار درس بھی دیئے۔ بہت دفعہ تحریری و تقریری مناظرے بھی کئے، تھکانہ کچھری تک فوجت بھی کھینچی، اپنے پرائیوں کی باتیں بھی سنی پڑیں تاہم آپ مردانہ و ادوار حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے احقاقِ حق و ابطالِ باطل کا فریضہ انجام دیتے رہے اور بزبانِ حال کہتے رہے۔

مدی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب

یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

انجمن ارشادِ مسلمین و جمعیت اہل سنت کا قیام:

اکابر علماء اہل سنت (علماء دیوبند) کے مسلک و مؤلف سے (جو قرآن و سنت پر مبنی

اور افراط و تفریط سے پاک انتہائی معتدل مسلک ہے) آپ کو عشق کی حد تک لگاؤ اور باطل و اہل باطل سے شدید نفرت تھی۔ آپ چاہتے تھے کہ قوم فرق باطلہ سے ہٹ کر صحیح معنی میں دین حق کی پرستار اور بدعات سے بچ کر نور سنت سے منور ہو، اس کے لیے آپ نے ۱۹۷۷ء میں نوجوانوں پر مشتمل ایک تنظیم انجمن ارشاد المسلمین قائم کی، اس تنظیم سے علمی اور عملی طور پر بہت فائدہ ہوا۔ بہت سے نوجوانوں کو راہ ہدایت نصیب ہوئی اور بہت سی نادرو نایاب کتب طبع ہو کر عوام تک پہنچیں پھر ۱۹۸۴ء میں آئمہ مساجد اور علماء اہل سنت کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے دین حق کی اشاعت اور باطل کی سرکوبی کے لیے ایک تنظیم "جمعیت اہل سنت" کے نام سے قائم کی اس تنظیم سے آپ نے علمی طور پر علماء و ائمہ کرام کو مسخ کیا اور بہت سی اہم کتابیں طبع کر کے ان تک پہنچائیں۔

### تصنیف و تالیف:

قاری صاحب مرحوم کو لکھنے لکھانے کا شوق زمانہ طالب علمی ہی سے تھا۔ طالب علمی کے دور ہی میں آپ نے بہت سے مضامین لکھے جو جامعہ مدنیہ لاہور کے ماہنامہ "انوار مدینہ" میں شائع ہوئے بعد کو یہ ذوق بڑھتا گیا اور انتہائی مصروفیات کے باوجود آپ بلند پایہ مضامین لکھتے رہے جو دیال سنگھ لاہوری لاہور کے مرکز تحقیق سے شائع ہونے والے رسالہ "منہاج" میں چھپتے رہے اہل بدعت کے خلاف جو کتب آپ نے شائع کی تھیں ان میں سے بعض کتب پر انتہائی وسیع مقدمات بھی تحریر فرمائے جن میں سے "اشہاب الثاقب"، رسائل چاندی پوری، "جلد اول اور" "حفظ الایمان" کے مقدمات خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ درج ذیل کتب آپ کی یادگار ہیں:

(۱) تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار

(۲) آئینہ بریلویت

(۳) فاضل بریلوی کا حافظہ

(۴) مروجہ محفل میاں

(۵) ایک مناظرہ جو ہونہ سکا (مرتبہ انور محمود صدیقی)

(۶) حضرت شیخ الہند اور فاضل بریلوی کے تراجم کا تقابلی جائزہ

مؤخر الذکر کتاب حضرت قاری صاحب مرحوم کی تصانیف میں ایک امتیازی مقام رکھتی ہے اس سے حضرت قاری صاحب کا علمی مقام آپ کی ذکاوت و ذہانت، جودت طبع اور نقادوں کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اس میں آپ نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن (م ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء) اور اہل بدعت کے مجدد احمد رضا خان بریلوی کے تراجم کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ یہ جائزہ سورہ فاتحہ مکمل اور سورہ بقرہ کی ۲۷ آیات پر محیط ہے۔ اس جائزہ میں آپ نے واضح کیا ہے کہ حضرت شیخ الہند نے اپنے ترجمہ میں جہاں نظم قرآنی کی ترتیب و ترکیب کو ملحوظ رکھا ہے وہیں اس کی فصاحت و بلاغت کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ نیز آپ نے اپنی ترجمانی کے بجائے اسلاف کی تفسیر و تعبیر کا خاص خیال رکھا ہے اور اپنے عقائد کی اشاعت کے بجائے سلف صالحین کے عقائد پر اعتماد فرمایا ہے جبکہ احمد رضا خان صاحب کے ترجمہ میں بیسیوں قسم کے سقم پائے جاتے ہیں۔

(۱) اس میں نہ قرآنی ترتیب و ترکیب باقی رہتی ہے (۲) نہ اس کی فصاحت و بلاغت

(۳) نہ اس میں اسلاف کی تفسیر و تعبیر کا خیال رکھا گیا ہے۔ (۴) نہ سلف صالحین کے عقائد پر اعتماد وغیرہ وغیرہ

یاد رہے کہ حضرت قاری صاحب مرحوم اپنی بعض تصانیف "انوار احمد" کے قلمی نام

سے بھی لکھتے تھے اور وہ ان کی زندگی میں اسی نام سے چھپتی تھیں۔

**وفات حسرت آیات:**

۱۸ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ/ ۱۲۲ پریل ۱۹۹۲ء بروز بدھ بعد از نماز ظہر مسجد میں بالکل

اچانک آپ کی وفات ہوئی اور جمعرات کی صبح قبرستان میانی صاحب میں حضرت طاہر ہندگی کے جوار اور حضرت مولانا سید حامد میاں کی پائنتی آپ کی تدفین ہوئی۔

رحمہ اللہ رحمة واسعة